

وَأَتَى الْوَيْلَ وَالْجَمَالَ
وَأَتَى الْوَيْلَ وَالْجَمَالَ

بیت عالمی بانی مولانا محمد رفیع الدین صاحب کتب مسیحی
از کتاب لطیف عالمی بانی مولانا محمد رفیع الدین صاحب کتب مسیحی

وَأَتَى الْوَيْلَ وَالْجَمَالَ

عن

وَأَتَى الْوَيْلَ وَالْجَمَالَ

بہار عالمی بانی مولانا محمد رفیع الدین صاحب کتب مسیحی

وَأَتَى الْوَيْلَ وَالْجَمَالَ

فہرست کتاب مستطاب رفیع العجاہ عن سنن ابن ماجہ

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲	نکاح کے بابوں کا بیان	۳۳	سوا اور کوئی کر دیوے	۳۳	بہو بہی نکاح میں ہو تو ہسکی
۷	نکاح کی فضیلت	۱۶	بغیر ولی کے نکاح درست	۳۳	اوپر بہتجی کو نہ لاوے اور خال
۳	قلندری کی ممانعت		نہیں ہوتا۔		نکاح میں ہو تو اسکے اوپر
۴	عورت کا خاوند پر حق	۱۸	شمار کے نکاح کی ممانعت		بہانجی نہ لاوے
۵	خاوند کا عورت پر حق	۱۸	عورتوں کا مہر	۳۴	ایک شخص نے اپنی عورت کو
۸	عورتوں کی فضیلت	۲۱	ایک شخص ایک عورت سے نکاح		تین طلاقیں اس عورت پر
۱۰	کنواری عورتوں سے نکاح کرنا		کرے لیکن مہر عین بن کرے پھر		سے نکاح کیا لیکن دوسرے
۷	آزاد عورتوں سے اور ختنے والی		مرد جو دے تو کیا حکم ہوگا		خاوند نے جماع سے پہلے
	عورتوں سے نکاح کرنا		نکاح کے خطبہ کا بیان		اسکو طلاق یا تو اب پہلے خاوند
۱۱	جب عورت سے نکاح کرنا چاہو	۲۲	نکاح کو مشہور کرنا۔		کو اس سے نکاح جائز ہے
	تو شکوہ دیکھ سکتا ہے۔		گناہ اور دلف بچانا کیسا ہے		یا نہیں۔
۱۲	جب ایک مسلمان اپنی کسی عورت کو	۲۵	ہیچڑوں کا بیان		حلالہ کرنے والا اور جسکے لیے
	پیام دیوے تو دوسرا اوسکو	۲۶	نکاح کی مبارک بادی دینا		حلالہ کیا جاوے درنون کا
	پیام نہ دیوے۔		دنیہ کا بیان		بیان۔
۱۳	کنواری یا بیوہ دونوں سے اجازت	۲۸	دعوت قبول کرنا چاہیے	۳۵	دودھ پلانے سے صرف ہو
	لپٹنا چاہیے	۲۹	کنواری اور شعیبہ یا پس کیونکر کرے		حرمت ہوتی ہے جو نسب
۱۴	جو شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دیوے		آدمی اپنی بی بی یا پس جاوے		سے ہوتی ہے
	اور وہ ناراض ہو۔		تو کیا کہے۔	۳۶	ایک بار بار دودھ پلانے سے
۱۵	نابالغ لڑکیوں کا نکاح انکے	۳۰	جماع کے وقت ستر اور پردہ پوشی		سے حرمت ثابت نہیں ہوتی
	باپ کر سکتے ہیں۔	۳۱	عورتوں کو درمیں مٹی کر نیکی ممانعت	۳۸	بڑے آدمی کے دودھ پلنے
۱۶	اگر نابالغ لڑکی کا نکاح باپ کے	۳۲	غزل کا بیان		کا بیان۔

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۴۰	دودھ چھٹنے کے بعد پھر رضاعت نہیں ہوتی	۵۱	کنح کر ادا دینے کے لیے سفارش کرنا۔	۶۸	دودھ پلانے کی حالت میں اپنی جو رو سے جماع کرنا کیسا ہے
۴۱	دودھ مرد کو طیرف سے ہوتا ہے	۵۲	عورتوں سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔	۶۹	جو عورت اپنی خاوند کو ایذا دینے کا بیان۔
۴۲	ایک مرد مسلمان ہو اور اسکے کنح میں دو ہتھین ہوں تو کیا کرے۔	۵۳	عورتوں کا مارنا۔	۷۰	حرام سے جو حلال ہے حرام نہیں ہوتا
۴۳	ایک مرد مسلمان ہو اور اسکے کنح میں چار عورتوں سے نہاویہ ہوں۔	۵۴	عورتوں کی صحبت کنہوں میں مستحب ہے۔	۷۱	طلاق کا بیان
۴۴	کنح میں شرط کا بیان	۵۵	مرد اپنی بی بی سے دخول کرے اور اسکو کوئی چیز نہ دی ہو	۷۲	سنت کے موافق طلاق کیونکر ہے۔
۴۵	مرد اپنی نوٹھی کو آزاد کرے	۵۶	کوئی چیز منحوس اور مبارک ہوتی ہے۔	۷۳	عورت حاملہ کو کیونکر طلاق دیا جاوے۔
۴۶	پہر اس سے کنح کر لیں	۵۷	غیرت لیجے شرک (جلا پے) کا بیان۔	۷۴	جو کوئی اپنی عورت کو ایک ہی جلیب میں تین طلاق دیدیوے
۴۷	غلام کا کنح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے	۵۸	جس نے اپنی جان کو بخشد یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو	۷۵	طلاق کے بعد رجعت کرنا کیا بیان۔
۴۸	ستہ کے کنح کی مانعت	۵۹	آدمی کے اپنی لڑکے میں شک کرنا کیا بیان	۷۶	جب طلاق دیا جاوے تو بچہ جنتی ہی ہو یا شیطانی
۴۹	جو شخص احرام باندھ ہی ہو حج یا عمرہ کا وہ کنح کر سکتا ہو یا نہیں	۶۰	ہمیشہ بچہ خاوند کا ہوتا ہے اور نہ ان کو لیکے لیے پتھر میں۔	۷۷	ہو جاوے گی یعنی عدت گزرنے کی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہیگا۔
۵۰	عورتوں کے پاس باری باری رہتا۔	۶۱	اگر سیان بی بی میں سے کوئی دوسرے سے پہلے مسلمان ہو	۷۸	حاملہ عورت کا اگر خاوند مر جاوے

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ
	دیوانے اور نابالغ اور سوہیلے	۸۲	تو اسکی عدت جعفر کے ساتھ ہوگی جب جنے تو نکاح کر سکتی ہے۔	
۹۸	کی طلاق کا بیان	"	جس عورت کا خاوند مر جاوے	۷۷
	زبردستی یا پیو۔۔۔ سے طلاق	"	وہ کہاں عدت کرے۔	۷۸
۹۹	دیوبے	۸۴	عدت کے اندر عورت نے بچہ کرے	۷۹
	نکاح سے پہلے طلاق درست	"	نخل سکتی ہے یا نہیں	
۱۰۰	انہیں۔	"	جس عورت کو تین طلاق دی	
	کن کلون سے طلاق پڑ جاتا	"	جاوین تو عدت تک خاوند پر	
	ہو تو وہ زینت نہ کرے	۸۵	مکان اور نفقہ دینا واجب	
۱۰۱	بائن طلاق کا بیان	"	ہے یا نہیں	
	آدمی اپنی عورت کو اختیار دیوے	۸۶	طلاق کے وقت عورت کو	۸۰
۱۰۲	عورت کے لیے خلع کی کرہت	۸۷	کچھ کپڑے دینا۔	
	خاوند نے خلع کے بدل جو عورت کو دیا ہے وہ پہرے سکتا ہے	۸۸	اگر مرد طلاق دینے سے	۸۱
	خلع دالی عورت کا بیان	۸۹	اٹکا کر تا ہو اور عورت اسکا	
	ایلا رکا بیان	۹۱	دعویٰ کرتی ہو	
	ظہار کا بیان۔	۹۲	مہنی سے طلاق دیا یا	
۱۰۳	کفار سے پہلے اگر ظہار کر نیوالا	"	نکاح کیا یا رجعت کی	
	جلع کر لیوے۔	۹۳	جنے اپنے دل سے طلاق	
۱۰۴	لعان کا بیان۔	۹۴	دیا لیکن اپنی زبان سے	
	عورت کو اپنے اوپر حرام کرنے	"	کوئی نقطہ نہیں نکالا اسکا	
۱۰۵	کا بیان۔	"	کیا حکم ہے	
	جب لونڈی آزاد ہو جاوے	"		
	تو اسکو اختیار ہوگا۔			
	لونڈی کی طلاق اور عدت کا بیان۔			
	جو شخص لونڈی کو دو طلاق			
	دیوبے پہلے اسکو خرید کر لیوے			
	ام ولد کی عدت کا بیان			
	جس عورت کا خاوند مر گیا			
	ہو تو وہ زینت نہ کرے			
	کیا عورت اپنے خاوند کے			
	سوا اور کسی کا سوگ کر سکتی ہے			
	اگر باپ بیٹے کو حکم دیوے			
	کہ اپنی جو رد کو طلاق دیدے			
	تو باپ کا حکم ناسا چاہیے			
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و			
	سلم کس چیز کی قسم کہاتے			
	تھے۔			
	سوا خدا کے اور کسی کی قسم کھانے			
	کی ممانعت۔			
	جنے قسم کھائی اسلام کے سوا			
	اور دین میں چلے جائیکے			
	جو شخص قسم کھا کر تو اس سے			
	راہنی ہونا چاہیے			

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۱۰۸	قسم کھانے میں یا قسم توڑنا ہوتی ہے یا ندامت ہوتی ہے۔	۱۱۸	جو شخص مر جاوے اور اسکے ذمہ پر نذر ہو۔	۱۲۸	بیچہنی لگانے والے کی اجرت کا بیان۔
۱۰۹	اگر قسم میں کوئی انشاء اللہ کہہ لے۔	۱۱۹	جو کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی۔	۱۲۹	جن چیزوں کا بیچنا حلال نہیں ہے ان کا بیان۔
۱۱۰	جس شخص نے قسم کھائی پھر قسم کے خلاف کرنا بہتر سمجھا۔	۱۱۹	جو کوئی نذر میں عبادت اور گناہ دونوں کو شریک کرے۔	۱۳۰	مناذہ اور ملاسمہ کی مانعت کوئی شخص اپنے بہائی کی بیچ پر بیع نذر کرے نہ اسکے نرخ پر نرخ کرے۔
۱۱۱	جنے کجاہری قسم کا کفارہ یہ ہے کہ اسکو چوڑ دیوے اسکی دلیل قسم کے کفارہ میں کتنا کہا نا تو مکینوں کو کس قسم کا کہانا دینا چاہیے۔	۱۲۰	تجارت اور معاملات کے باب کمائی کی ترغیب	۱۳۱	نخش کی مانعت شہر والا باہر والیکا مال بیچے
۱۱۲	اگر کوئی قسم دیوے تو اسکی قسم پوری کرنا چاہیے	۱۲۱	مزدوری کمانے میں میانہ روی کرنا۔	۱۳۲	ماہر سے جو لوگ مال ملا رہے ہوں اُن سے بستی میں سے پیشہ تباہ کرنا منع ہے
۱۱۳	یون کہنے کی مانعت جو اللہ اور تم چاہو۔	۱۲۲	تجارت میں تقوے کرنا	۱۳۳	جب مبلغ اور مشتری الگ ہو کر جدا ہوں تو ہر ایک کو اختیار ہے بیع فسخ کر ڈالے۔
۱۱۴	جو کوئی قسم میں توڑ دے	۱۲۳	جب آدمی کو اللہ کا مزدوری کا کوئی ذریعہ دیوے تو اسکو پکڑی رہے۔	۱۳۴	اختیار کی بیع اگر بائع اور مشتری اہل خانہ کرے
۱۱۵	نذر سے مانعت	۱۲۴	پیشوں کا بیان اور حرفوں کا احتساب اور جلب کے بیان نیز منتر کی اجرت کا بیان	۱۳۵	اختیار کی بیع اگر بائع اور مشتری اہل خانہ کرے
۱۱۶	گناہ کی بات کی نذر کرنا	۱۲۵	قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا	۱۳۶	کرے ثمن میں یا مقدار بیع میں تو اسکے فیصلہ کا بیان۔
۱۱۷	جنے نذر کی لیکن بیان نہیں کیا کہ کوئی نذر اور کس چیز کی تو وہ کیا کرے۔	۱۲۶	خرچی اور بخومی کی اجرت اور نذر کی اجرت ان سب سے مانعت کا بیان	۱۳۷	نذر کا پورا کرنا

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۱۳۵	جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اسکی بیع کی ممانعت اور جس چیز کا تو خاص نہیں ہے اسکا نفع لینے کی ممانعت۔	۱۲۵	بیہوش کی خوبی خرابی معلوم نہ ہو جاوے	۱۵۵	عیب کو بیان کر دیوے
۱۳۶	جب دو حقداروں کے بیع کی عربوں کی ممانعت	۱۲۶	انکی بیع درختوں پر صحیح نہیں ہے۔	۱۵۶	قیدیوں کو جدا جدا بیچنے کی ممانعت
۱۳۷	بیع حصہ اور بیع غرض سے نفع	۱۲۷	آفت کا بیان	۱۵۷	غلام لونڈی خریدنے کا بیان
۱۳۸	جانوروں کے پیٹ میں لورنگے	۱۲۸	جبکہ تو نسل لینے کی چیز زیادہ۔	۱۵۸	بیع صرف کا بیان اور جن چیزوں کا نقد بھی کم و بیش بیچا درست نہیں انکا بیان
۱۳۹	تھنوں میں جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ ارنیوالا بیچا	۱۲۹	توڑ پھینچنا طر کرنا	۱۵۹	جو شخص کتاب ہے سو نہیں ہے مگر حرب ایک طرف سیٹا ہو سکی دلیل۔
۱۴۰	غوطہ بیچے یا شکاری اپنا ایک بار کا شکار یہ بھی منع ہے۔	۱۳۰	دھوکا دینے سے ممانعت	۱۶۰	سوتے کو اگر چاندی کے بدلے بیچے۔
۱۴۱	نیلام رہاں کا بیان	۱۳۱	اناج کا بیچا اسپر قبضہ کر نیے پہلے منع ہے۔	۱۶۱	سوتے کے بدلے چاندی لینا اور چاندی کے بدلے سونا لینا۔
۱۴۲	بیع فتح کرنے کا بیان۔	۱۳۲	ڈسیر لگا کر بیچنا	۱۶۲	روپیہ اور شہر فیان توڑنے کی ممانعت۔
۱۴۳	نرخ مقرر کرنا منع ہے	۱۳۳	اناج ماپنے میں برکت ہوتی ہے	۱۶۳	ترکھوڑ کو سوکھی کھجور کے بدلے بیچنا کیسا ہے۔
۱۴۴	خرید و فروخت میں آسانی کرنا	۱۳۴	بازاروں کا اور بازاروں میں جانے کا بیان۔	۱۶۴	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا
۱۴۵	نرخ چکانا جائز ہے۔	۱۳۵	صبر سویرے برکت کا بیان	۱۶۵	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے
۱۴۶	خرید و فروخت میں قسم کھانیکی کراہت۔	۱۳۶	مصرقہ کی بیع کا بیان۔	۱۶۶	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا
۱۴۷	جو شخص جوڑ لگا یا کھجور کا درخت بیچے یا اس غلام کو حیکے پاس مال ہو۔	۱۳۷	دین کے اصول صرف وہی ہیں	۱۶۷	مزابنہ اور محافلہ کا بیان
۱۴۸		۱۳۸	تیسرے کوئی چیز نہیں ہے	۱۶۸	عراہ کا جواز
۱۴۹		۱۳۹	ہمیشہ فائدہ اسی کو ملے گا جو خاص ہو۔	۱۶۹	ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدلے بیچنا
۱۵۰		۱۴۰	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۷۰	
۱۵۱		۱۴۱	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۷۱	
۱۵۲		۱۴۲	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۷۲	
۱۵۳		۱۴۳	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۷۳	
۱۵۴		۱۴۴	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۷۴	
۱۵۵		۱۴۵	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۷۵	
۱۵۶		۱۴۶	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۷۶	
۱۵۷		۱۴۷	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۷۷	
۱۵۸		۱۴۸	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۷۸	
۱۵۹		۱۴۹	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۷۹	
۱۶۰		۱۵۰	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۸۰	
۱۶۱		۱۵۱	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۸۱	
۱۶۲		۱۵۲	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۸۲	
۱۶۳		۱۵۳	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۸۳	
۱۶۴		۱۵۴	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۸۴	
۱۶۵		۱۵۵	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۸۵	
۱۶۶		۱۵۶	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۸۶	
۱۶۷		۱۵۷	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۸۷	
۱۶۸		۱۵۸	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۸۸	
۱۶۹		۱۵۹	جو شخص سید پر بیچے تو اسکے	۱۸۹	
۱۷۰		۱۶۰	غلام لونڈی میں مشتری کو پہرہ بچے کا کتنے دن تک اختیار رہیگا	۱۹۰	

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۱۶۳	ایک جانور کو دو یا زیادہ جانوروں کے بدل نقد بیچنا	۱۸۱	گلیا یا باغ پر سے گزرنے تو دودھ یا سیوہ لے سکتا ہے	۱۸۱	مستم کہاں کہاں
۱۶۴	سود لینا سخت گناہ ہے	۱۸۲	صرف اپنے کہانے کے لیے	۱۸۲	مستم دیوین۔
۱۶۵	ایک مقرر یا پ یا تول میں بیعت یا سلم کرنا ایک معین بدت کے وعدے پر	۱۸۳	بلا اجازت کسی دوسری چیز لینے کی ممانعت کا بیان	۱۸۳	دو آدمی ایک چیز کا دعویٰ کرتے ہوں اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں۔
۱۶۶	جو شخص لکیال میں سلم کرے تو اس کے بدل دوسرا مال نہ بدے یا اسکو قرضہ سے پہلے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے	۱۸۴	جانور رکھنا کیسا ہے	۱۸۴	ایک شخص کی چیز چوری گئی
۱۶۷	ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کہجور کے درخت کے پہلو پر اور اس سال پہل نہ نکھلا۔	۱۸۵	باب حکم اور تفصیل کے قاضیوں کا ذکر	۱۸۵	پہر ایک شخص کے پاس ملی جس نے سکو خریدا
۱۶۸	جانور میں سلم کرنے کا بیان	۱۸۶	کی سزا۔	۱۸۶	جانور جو مال خراب کر دیوین اسکا کیا حکم ہے۔
۱۶۹	شکر تاد و رضارت کا بیان	۱۸۷	جو کوئی حاکم جہاد کرے پہر حق کو پہنچ جاوے	۱۸۷	کوئی شخص کسی چیز کو توڑ ڈالے
۱۷۰	ادنیٰ کو اپنی اولاد کے مال میں کیا درست ہے۔	۱۸۸	حاکم غصے کی حالت میں حکم نہ کرے۔	۱۸۸	اپنے ہمسائی کی دیوار میں لکھی گاڑے تو کیا ہے
۱۷۱	عورت اپنے خاوند کے مال سے کیا تصرف کر سکتی ہے	۱۸۹	حاکم کے حکم کو دینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہوگا اور جو حلال ہے وہ حرام نہ ہوگا	۱۸۹	اگر لوگ جہاد کرین سرکھینے راستے کے مقدمہ میں۔
۱۷۲	غلام کو کیا دینا اور کیا صدقہ کرنا درست ہے	۱۹۰	جس شخص نے پر یا مال لے لیا اور اسکے لیے جہاد کیا	۱۹۰	کوئی شخص اپنے ملک میں ایسا کام کرے جو اسکے ہمسایہ کو نقصان پہنچاتا ہو۔
۱۷۳	اگر کوئی شخص جانور دن کے	۱۹۱	دعویٰ پر گواہ ہیں اور مد علیہ پر قسم ہے۔	۱۹۱	دو آدمی ایک جہون پٹری کا جسے شرط لگائی خلاص کی

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۱۸۷	قرعہ ڈالکر فیصلہ کرنا	۱۹۹	باب ہیہ کے بیان میں		کرے پہ نفع اٹھا دے
۱۸۸	قیانہ کا بیان -	"	آدمی اپنے بچہ کو کچھ دیوے	۲۰۷	حوالہ کا بیان -
۱۸۹	بچے کو اختیار دینا کہ ان بات سے	۲۰۰	کسی نواہنی اولاد کو کچھ دیا	"	ضمانت کا بیان -
	سے جسکے پاس سنا چاہے ہی		پہر پہر لیا -	۲۰۹	جو شخص قرض لیو یا ادا کرنے
۱۹۰	صلح کا بیان	"	عمر بہر کے لیے کوئی شے دینا		کی نیت سے
"	جو شخص ان پال تلف کرنا ہو تو پہر	۲۰۱	رہیہ کا بیان	۲۱۱	جب قرض لیا اور ادا کر نیکی
	حجر کرنا درست ہے -	۲۰۲	ہیہ کر کے پہر لینا کیسا ہے		نیت نہیں کہتا -
۱۹۱	جسکے پاس مال نہ ہو اور مفلس ہو جاوے	"	جو شخص ہیہ کرے عوض کی	"	قرض میں سختی کا بیان
	اسکا بیان -		امید سے -	۲۱۱	جو شخص مال بچے بے معاشر
۱۹۲	ایک شخص مفلس ہو گیا اور کسی نے اپنا	"	عورت اپنی خاوند کی اجازت		چھوڑ جاوے تو وہ اللہ اور
	مال بحسن اس کے پاس پاپا		کے بغیر عطیہ ہیہ نہیں کر سکتی		اسکے رسول پر مین
۱۹۳	بغیر گواہی طلب کیے ہوئے خود بخود	۲۰۳	صدقہ دیکر رجوع کرنا	۲۱۲	جب قرضدار محتاج ہو تو اسکو
	جا کر گواہی دینا -	"	جو شخص صدقہ دیوے پہ صدقہ		مہلت دینا -
"	ایک شخص کو ایک سالہ معلوم ہو گیا		کا مال بکتا ہوا پاپوے اور اسکو	۲۱۳	مطالبہ زعمی کے ساتھ کرنا
	جسکا معاملہ ہے اسکو خبر نہیں ہے		خرید لیوے تو کیسا ہے		اور حق وصول کرنے میں
۱۹۵	قرض پر گواہ کرنا -	۲۰۴	ایک شخص نے ایک شے صدقہ		برہی کا مون سے بچنا -
"	جسکی گواہی جائز نہیں ہے -		دی پہر اسکا وارث ہو گیا	"	عمدہ قرض ادا کرنا کیونکر ہے
۱۹۶	ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے	"	وقف کر نیکیا بیان -	۲۱۴	قرض خواہ کو سخت بات کہنے
	فیصلہ کرنا -	۲۰۵	عاریتہ کا بیان یعنی نانگی		کا حق ہے
۱۹۸	جہوئی گواہی کا بیان -		چیز کا -	۲۱۵	قرض کی طلب میں قید کرنا
"	اہل کتاب کی گواہی ایک دوسری	"	امانت کا بیان -		اور قرضدار کا پیچھا کرنا اسکے
	پر مقبول ہوگی -	"	امین اگر امانت کر مال میں ڈاکو		ساتھ رہنا -

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲۲۱	سیت کی طرف سے فرض ادا گزینہ کا بیان	۲۳۲	تہائی یا چوتہائی پیداوار پر بٹائی کرنے کی اجازت	۲۲۱	بیچ ڈالے اور دوسری زمین یا باغ یا مکان خرید نہ کرے
۲۲۳	رہن کے باب	۲۳۳	غلہ کے بدل زمین کرایہ پر دینا	۲۲۲	شفعہ کے باب
۲۲۴	رہن کے جانور پر سواری کرنا اور اسکا دودھ دوسنا موتن کو درست ہے	۲۳۴	چوتھوں دوسرے کی زمین میں بغیر اس کے اجازت کے کھیتی کرے۔	۲۲۲	جو شخص کوئی جائیداد غیر منقولہ بیچے تو اپنے شریک کو خیر کردیوے۔
۲۲۵	جب راہن شے مر ہوں کو چھوڑنا چاہے تو موتن اسکو روک نہیں سکتا۔	۲۳۵	کھجور اور انگور کا معاملہ بٹائی پر کرنا۔	۲۲۳	مہسائی کی وجہ سے شفعہ کا بیان
۲۲۶	مزدوری کا بیان صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکنا۔	۲۳۶	کھجور میں پیوند لگانا	۲۲۴	جب حدود میں ہو جاوین تو اب شفعہ نہیں ہے۔
۲۲۷	ادوی ایک ڈول ایک ایک کھجور بے کھینچ اور عمدہ کھجور کی شرط کرے	۲۳۷	مسلمان تین باتوں میں شریک ہیں۔	۲۲۵	شفعہ کی درخواست شفیع کی طرف سے۔
۲۲۸	تہائی یا چوتہائی پیداوار مزارعت کرنا۔	۲۳۸	نہروں اور چٹھوں کا قطعہ دینا پانی بیچنے کی ضمانت	۲۲۶	باب لقطہ کے بیان میں اونٹ گاؤ بکری کے لقطہ کے بیان میں۔
۲۲۹	زمین کا کرایہ پر دینا خالی زمین کو جس میں کھیتی نہ ہو کرایہ پر دینے کی اجازت	۲۳۹	کھیت اور باغ میں پانی لینے کا بیان اور کہاں تک پانی لینا چاہیے	۲۲۷	بڑی ہوئی چیز کا بیان چوہا بل میں سے جو مال نکالو تو اسکا لینا درست ہے
۲۳۰	سوز چاندی کے بدل۔	۲۴۰	پانی کی تقسیم کنوے کر حرم کا بیان	۲۲۸	جو شخص رکنا ناپاوے باب آزادی کے مذکر کا بیان
۲۳۱	جو مزارعت کردہ ہو اسکا بیان	۲۴۱	درخت کا احاطہ کتنا ہوگا جو شخص زمین یا باغ یا مکان	۲۴۹	ام دلد کا بیان سکات کا بیان

صفحہ	مضامین کتاب	صفحہ	مضامین کتاب	صفحہ	مضامین کتاب
۲۵۴	آزاد کرنیکا فتوا	۲۶۱	جس حد وجب نہیں ہے	۲۷۴	جو کوئی مسلمان پر تہمت یا رشتہ
"	جو شخص محرم اپنے نانا والے	"	مسلمان کا عیب دیکھنا اور	۲۷۵	جو شخص سہیلی کرے اور ملک
	کا ملک ہو جاوے تو وہ آزاد		حدود کا شہرہاں سے		میں فساد پیداوے
	ہو جاوے گا		رفع ہو جانا۔	۲۷۷	چور کی حد کا بیان
۲۵۵	جو شخص ایک غلام کو آزاد کرے	۲۶۳	زنا کی حد کا بیان	"	جو شخص اپنا مال بچانے میں
	لیکن اس سے شرط لگا لی ہو	۲۶۵	جو کوئی اپنی چور کی بونڈی		مارا جاوے وہ شہید ہے
	خدمت کی۔		سے صحبت کرے	۲۷۸	چور کے ہاتھ کا ٹکڑا اسی
"	ایک غلام مشترک غلام ہو اور	"	سنگسار کرنا۔		کی گردن لٹکا دینا
	ایک شریک اپنا حصہ آزاد	۲۶۷	ہو دی مرد اور بیوی عورت	"	چور کے اقرار کا بیان
	کر دیوے۔		کے جرم کا بیان	۲۷۹	غلام اگر چوری کرے
۲۵۶	جو شخص ایک غلام کو آزاد کرے اور	۲۶۸	کوئی فاحشہ عورت معلوم ہو	۲۸۰	امانت میں خیانت کرنے والا
	اس کے پاس مال ہو۔		قاعدے سے زنا ثابت		اور لوٹ لینے والے اور
۲۵۷	ولد الزنا کی آزاد کیا بیان		نہ ہو۔		اچک بچانے والے کا
"	جو شخص میان بی بی و لونکو	"	جو کوئی لواطت کرے		ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا۔
	آزاد کرنا چاہے تو بیسے میں	۲۷۰	جو شخص محرم سے زنا کرے	"	سہل اور گاہک کی چوری میں
	کو آزاد کرے۔		یا جانور سے۔		ہاتھ نہ کاٹا جاوے۔
"	باب صدقہ کے بیان میں	"	لوند بیوی نہ حد قائم کرنا	۲۸۱	حرزین سے چرانے کا
"	مسلمان کا قتل دست نہیں	۲۷۱	حد فوف کا بیان		بیان۔
	مگر تین وجہوں میں ایک جرم	۲۷۲	شراب پینے والی حد کا	۲۸۲	چور کو تعلیم دینا
	سے۔		بیان۔	"	جو شخص جبر کیا جاوے
۲۵۹	دین سے پہر جان بوالا	۲۷۳	جو کوئی کئی بار شراب پیے		حد کے کام پر
۲۶۰	حدوں کا قائم کرنا۔	۲۷۴	پوڑھے اور بیمار کو مارنا	"	مسجد میں حد قائم کرنا منع ہے

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۲۸۳	تقریر کا بیان۔	۳۳	میں باتوں میں سے ایک	۳۳	کافر کی دیت کا بیان
۲۸۴	حد کفارہ سے گناہ کی	۳۴	ایت کا۔	۳۴	قاتل وارث نہیں ہوتا
۲۸۵	مرد اپنی عورت کے پاس اجنبی	۳۵	ایک شخص نے عداقتل	۳۵	عورت کی دیت اُس کے
۲۸۶	مرد پاوے۔	۳۶	کیا یہ مقتول کے وارث	۳۶	عصیات پر واجب ہوگی
۲۸۷	جو کوئی اپنے باپ کی عیو	۳۷	دیت پراضی ہو گئے	۳۷	اُسکی میراث اس کی اولاد
۲۸۸	سے نکاح کرے باپ کے	۳۸	شہہ بین دیت منقطع ہے	۳۸	کوٹے کی
۲۸۹	مرنے کے بعد	۳۹	قتل خطا کی دیت کا بیان	۳۹	دانت میں قصاص کا بیان
۲۹۰	جب اپنے باپ کے سوا	۴۰	دیت عاقلہ پر واجب ہوگی	۴۰	دانتوں کی دیت کا بیان
۲۹۱	دوسرے کو باپ بنایا اور	۴۱	اگر کسی کا عاقلہ نہ ہو تو بیت	۴۱	انکلیوں کی دیت کا بیان
۲۹۲	اپنے مولا کے سوا دوسرے	۴۲	المال ہیں سے دیت کا	۴۲	اُس زخم کا بیان جو ہڈی کو
۲۹۳	کو موت ظاہر کیا۔	۴۳	جاوے گی۔	۴۳	کہول دیوے لیکن توڑی
۲۹۴	جو شخص کسی شخص کو اس کے قید	۴۴	جو مقتول کے وارثوں کو	۴۴	نہیں۔
۲۹۵	سے نکالے	۴۵	قصاص اور دیت لینے دی	۴۵	ایک شخص نے دوسرے کا
۲۹۶	ایسٹرون کا بیان	۴۶	اُس کا گناہ۔	۴۶	ماہہ کا ماہ سے اپنا ماہہ
۲۹۷	باب قتل اور قصاص اور دیت	۴۷	جس میں قصاص نہیں ہے	۴۷	کہیں یا اُس کے دانت نکل پڑے
۲۹۸	کے احکام کے	۴۸	اگر قصاص کے بدل زخمی	۴۸	تو ہکا کیا حکم ہے۔
۲۹۹	مسلمان کو ناحق قتل کرنا گناہ	۴۹	کرنے والا کچھ فدیہ دیوے	۴۹	کافر کے بدل مسلمان نہ
۳۰۰	بڑا گناہ ہے۔	۵۰	اور مجروح راضی ہو جاوے	۵۰	مارا جاوے گا
۳۰۱	آیا مومن کو قتل کرنا کی توبہ	۵۱	تو درست ہے۔	۵۱	باپ اپنی اولاد کے بدل
۳۰۲	قبول ہے یا نہیں۔	۵۲	بیٹ کو بچے کی دیت کا	۵۲	قتل نہ کیا جاوے۔
۳۰۳	حب کا کوئی عزیز یا جاوے	۵۳	بیان۔	۵۳	آزاد غلام کے بدل مارا
۳۰۴	تو اُس کے وارث کو اختیار ہے	۵۴	دیت میں ترک ہوگا	۵۴	جاوے گا یا نہیں

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۰۹	جسطرح قاتل نے قتل کیا	۳۲۲	وصیت کرنیکی ترغیب	۳۳۷	مسلمان مشرکوں کے وارث نہ ہونگے۔
	اسی طرح قصاص لینا۔	۳۲۳	وصیت میں ظلم کرنا کیسیا		دلار کی میراث کا بیان
۳۱۰	قصاص نہیں ہے مگر تلوار سے۔	۳۲۴	زندگی میں بخیلی اور کرتے	۳۳۶	کلامہ کا بیان۔
	ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی ہوگا۔		ممانعت۔	۳۳۸	قاتل کو میراث نہ ملے گی
۳۱۱	کس چیز میں نہ وصیت ہے نہ قصاص	۳۲۵	بہائی مال میں سے وصیت	۳۳۹	ذوی الارحام کا بیان
۳۱۲	قصاص کا بیان۔	۳۲۷	کرنیکا بیان۔	۳۴۰	عصابت کی میراث کا بیان۔
۳۱۵	جو شخص اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہو جاوے گا	۳۲۸	وارث کے لیے وصیت درست نہیں ہے۔	۳۴۱	حبس کا کوئی وارث نہ ہو
	سیاقون میں عمدہ وہیز	۳۲۹	قرض وصیت پر مقدم ہے		عورت میں شخصوں کا ترکہ
	جواب الی بیان ہیں۔		کوئی شخص مر جاوے اور وصیت نہ کرے تو اسکی طرف سے صدقہ دینا کیسیا		پاؤسے کی۔
۳۱۶	مسلمانوں کے خون برابر ہیں		اس آیت کی تفسیر کہ جو کوئی محتاج ہو وہ یتیم کے مال میں سے دستور کے موافق کہتا		میراث نہیں۔
	جو کوئی ذمی کا فر کو مار ڈالے اسکا گناہ۔	۳۳۰	باب فرائض یعنی ترکوں کے	۳۴۲	بچہ کا دعویٰ کرنا
۳۱۷	ایک شخص کو ایمان دیکر پہر مار ڈالنا کیسیا ہے۔		علم فرائض حاصل کرنیکی ترغیب	۳۴۳	حق دلار کی بیع اور سہیہ کی ممانعت۔
	قاتل کو معاف کر دینا		اولاد کے حصوں کا بیان		ترکوں کا بائٹنا۔
۳۱۹	قصاص میں غفور کر دینا	۳۳۱	دادا کا حصہ کیسیا ہے۔		جب بچہ پیدا ہو کر ہتھل لڑے تو وہ وارث ہوگا۔
	اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم	۳۳۲	دادی اور نانی کے حصہ	۳۴۵	جو شخص کفر سے کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاوے
۳۲۰	باب وصیتوں کے		کابیان۔		جہاد کے بابوں کا بیان

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۳۸۶	انام کی اطاعت کا بیان	۴۰۶	جب زندہ شخص حج کر نیکی		بچنا چاہیے
۳۸۸	خالت کی نافرمانی میں کفالت کی		قابل نہ ہونے کی طرف	۴۱۲	محرم اپنا سرد ہو سکتا ہے
	اطاعت نہیں کرنا چاہیے		سے حج کرنا۔	۴۱۵	محرم عورت اگر اپنے موند
۳۹۱	بیعت کا پورا کرنا ضروری ہے	۴۰۷	بچے کا حج۔		پر کپڑا لٹکا دے۔
۳۹۲	عورتوں کی بیعت کا بیان	۴۰۸	نفاس اور حیض والی حج کا حکم		حج میں شہ ط لگانا
۳۹۳	گھوڑ دوڑ کا بیان۔		باندھ سکتی ہے		جائز ہے۔
۳۹۵	دشمن کے ملک میں قرآن		ہر ایک ملک کے میقات	۴۱۶	حرم میں داخل ہونے
	شرعیہ ساتھ لی جانے کی		کا بیان۔		کا بیان۔
	مانعت۔	۴۰۹	احرام کا بیان۔		مکہ میں داخل ہونے
۳۹۶	خمس ہانٹنے کا بیان	۴۱۰	بیک کیونکر کہے۔		کا بیان۔
۴۹۷	حج کے باب	۴۱۱	بیک پکار کر کہنا	۴۱۷	حجر اسود کو چومنا۔
	حج کے لیے نکلنے کا بیان		جو شخص احرام باندھتا ہے	۴۱۹	حجر اسود کو مس کرنا
۴۰۰	حج کی فضیلت کا بیان		برابر بیک کہنے کی		ٹکڑی سے۔
۴۰۱	حج اور عمرہ کی فضیلت		فضیلت۔	۴۲۰	طواف میں رمل کرنا
۴۰۲	کھادے پر سوار ہو کر حج کرنا	۴۱۲	احرام کے وقت خوشبو	۴۲۱	اضطباع کا بیان۔
۴۰۳	حاجی کی دعا کی فضیلت		لگانے کا بیان۔		حطیم کو طواف میں داخل کرنا
۴۰۴	حج کو کوئی چیز واجب		محرم کو نسنے کپڑے پہننا	۴۲۲	طواف کی فضیلت کا
	کر دیتی ہے۔	۴۱۳	اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو		بیان۔
	عورت بغیر محرم کے		پانچا میں لیوے سے	۴۲۴	طواف کے دو گانے
	سکرے		طرح اگر جوتی نہ ملے تو		کا بیان۔
	جہاد حج ہے		سوزہ پہن لیوے	۴۲۵	بیمار سوار ہو کر طواف
۴۰۵	عورتوں کی		احرام میں کن باتوں سے		کرے۔
	میت کی طرح نہ ہو				

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۴۴۵	ماترم کا بیان	۲۳۹	تفہیم سے عمرہ کا احرام	۴۴۶	مزدلفہ میں دو نمازیں مغرب
"	حائضہ عورت حج کے ارکان	"	باندھنا۔	"	عشا جمع کرنا
۴۴۶	تمام ادا کرے سوا طواف کی	۴۴۰	جنسیت المقدس	"	مزدلفہ میں ٹہیرنے کا بیان
۴۴۷	حج مفرد کا بیان	۴۴۸	سے عمرہ کا احرام	۴۴۸	جو شخص کتکریاں مارنے
۴۴۷	حج اور عمرہ میں قرآن کرنے	"	باندھا۔	"	کے لیے مزدلفہ سے جلد
"	کا بیان۔	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ	"	چلا جاوے۔
۴۴۸	قارن کے طواف کا بیان	۴۴۹	وآلہ وسلم نے کتنے	۴۴۹	کتنی بڑی کنکری مارنا
۴۴۹	متع کا بیان	"	عمرے کیے۔	"	چاہیے۔
۴۵۰	حج کا احرام فسخ کر ڈالنا	۴۵۱	مشکو جانے کا بیان۔	۴۵۰	جمہر عقبہ پر کہاں
"	اسکو عمرہ کر دینا۔	"	منامین اترنے کا بیان۔	"	سے کنکریاں مارنا
۴۵۱	جو لوگ کہتے ہیں حج کا فسخ	"	سنا سے عرفات کو جانے	"	چاہیے۔
"	کرنا خاص تھا ان لوگوں سے	"	کا بیان۔	"	جب جمہر عقبہ کو مارے
"	اون کی دلیل	۴۵۲	عرفات میں کہاں اترے	"	تو ارنیکے بعد وہاں کھڑا
"	صفا اور مروہ کے درمیان	"	عرفات میں کہاں ٹہیرے	"	نہ ہو۔
"	دوڑنے کا بیان۔	۴۵۳	عرفات کی دعا کا بیان	۴۵۱	عذر سے کنکریاں مارنے
۴۵۸	عمرہ کا بیان۔	۴۵۴	جو شخص عرفات میں دس	"	میں دیر کرنا۔
"	رمضان میں عمرہ کرنے	"	تاریخ کی صبح سے پیشتر	"	بچوں کی طرف سے دوسرے
"	کا بیان۔	"	آوے۔	"	شخص بھی کر سکتا ہے
"	ذی قعدہ میں عمرہ	۴۵۵	عرفات سے لوٹنے کا بیان	"	حاجی لبیک کب موقوف
"	کرنے کا بیان۔	۴۵۶	اگر کچھ کام ہو تو عرفات	"	کرے۔
۴۵۹	رجب میں عمرہ کرنے	"	اور مزدلفہ کے چچ میں	۴۵۲	جب آدمی جمہر میں عقبہ کی رمی
"	کا بیان۔	"	اڑ سکتا ہے	"	کرے تو اب کون سی باتیں

صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب	صفحہ	مضمون کتاب
۴۵۲	سرنڈانے کا بیان	۴۶۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال۔	۴۷۷	جو شخص قربانیوں کے جانوروں کا جہول ڈالے۔
۴۵۳	جنہے اپنے سر کی تبلیذ کی	۴۷۱	جو شخص حج سے روکا جاوے وہ کیا کرے	۴۷۸	ہدی میں ترا در مادہ دونوں درست ہیں۔
۴۵۴	ذبح کرنے کا بیان	۴۷۲	احصار کا فدیہ اور خبیثہ کا	۴۷۸	میقات کے پرے سے
۴۵۵	حج کا کوئی رکن آگے	۴۷۳	محرم کو بچہ پنی لگانا درست	۴۷۸	ہدی کا لیجانا۔
۴۵۶	پچھے بھول کر ہو جانے سے قباح نہیں	۴۷۳	محرم کو کون تیل لگانا درست ہے۔	۴۷۸	ہدی کے اونٹوں پر سوار ہونا جائز ہے۔
۴۵۷	ایام شریف میں کت کرنا مارنا۔	۴۷۹	محرم مر جاوے تو کیا کریں۔	۴۷۹	اگر ہدی کا جانور راہ میں سقط ہو جاوے۔
۴۵۸	یوم النحر کے خطبہ کا بیان	۴۸۰	اگر محرم شکار کرے تو اُس کا کفارہ کیا ہے	۴۸۰	لوگوں کو گھر و فن کی قیمت لینا یا کرے پر دینا درست ہے
۴۵۹	طواف الزیارت کا بیان	۴۸۱	محرم کو کون سے جانور مارنے جائز ہیں	۴۸۱	مکہ کی فضیلت کا بیان
۴۶۰	نزع مہم کا پانی پینا۔	۴۸۲	محرم کو کون سا شکار کرنا منع ہے۔	۴۸۲	مدینہ منورہ کی فضیلت
۴۶۱	کیچے کے اندر جانے کا بیان۔	۴۸۳	اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اُس کا کفارہ کیا ہے۔	۴۸۳	کعبہ میں جرمال دفن ہے اُس کا بیان۔
۴۶۲	سناکی راتوں میں مکہ میں رہنا۔	۴۸۴	اگر محرم کے لیے شکار نہ کیا گیا ہو تو اُس کا کفارہ کیا ہے۔	۴۸۴	رمضان شریف کے روزے
۴۶۳	محصب میں اترنے کا بیان۔	۴۸۵	قربانیوں کی تقلید کا بیان	۴۸۵	یارش میں طواف کرنے کا بیان۔
۴۶۴	رخست کے طواف کا بیان۔	۴۸۶	بکریوں کی تقلید کا بیان	۴۸۶	پیدل حج کرنا۔
۴۶۵	رخست کے طواف کرنے سے پہلے حائضہ	۴۸۷	اونٹوں کا اشعار کرنا	۴۸۷	تمت

اتکم الیہ وعلیکم
والمسوخ ذلک

بعض الناس انی سئل ماذا فعلتم فیما مضی من الزمان قال سمنتم

فبع الحاکمه

عن

الشیخ

باب شمس علی الرحمن و احمد و عبد الرحمن

صید
مصحح
یوحنا

کین اور اولاد تو نبوت کو سنائی نہیں سچا اگلی بہت پیٹا برائے گذری میں جنہوں نے بی بیان کین تین انکے اولاد ہی بہت تھی بلکہ بی
 اسرائیل تو حضرت یعقوب جعبر کی اولاد میں ہیں جنکے بارہ بیٹے تھے اور کئی بی بیان تین اور حضرت اسمعیل کی دہلی بیان تین
 ایک حضرت سارہ دوسری حضرت ماجرہ اور حضرت سلیمان کی ایک کم سولی بیان تین روضہ میں ہے کہ مانوہ اور رضاری نکاح نہ کرنا
 عبادت سمجھتے تھے اسے سجدانہ و تعالیٰ نے ہمارے دین میں اسکو باطل کیا اور مقتضای طبع اور عقل ہی یہی ہے کہ انسان نکاح کرے
 اور اپنے بی نوع کی نسل قائم رکھو اور بڑا دیر البتہ جس شخص کو جو روپ لےنے کی قدرت نہ ہو اسکو اکیلے رہنا درست ہے **باب**
حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ عورت کا حق خاوند پر **عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وَسَلَّمَ مَا حَقُّ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ قَالَ أَنْ يَطْعَمَهَا إِذَا طَعِمَ وَأَنْ يَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَى وَلَا يَضْرِبَ لَوْجَهَا وَلَا يَهْلِكُ
وَلَا يَهْجُلُ وَلَا فِي النَّبَاتِ حکیم بن معاویہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کا حق خاوند پر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ کیا مانگے تو اسکو کھانا دیا جاوے اور جب کپڑا مانگو تو اسکو کپڑا دیا جاوے
 اور اس کے سونہ پر نہ ماری اور اسکو برا نہ کہو یعنی بد زبان نہ کرے یا اسکی شکل اور صورت کو برا نہ کہے اور اگر اسکو لاگ سلاوے
 تو اسی گھر میں **ف** نہیں کہ خاوند دوسرے گھر میں ہے اور عورت کو دوسرے گھر میں بھیج دیوے اس میں عورت کے پریشان اور
 آوارہ ہونیکا ڈر ہے **عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ حُجَّةَ الْوُدَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَتَى عَلَيْهِ وَكَذَكَرَ وَعَظَ ثُمَّ قَالَ اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكَ عَوَائِدٌ
لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا أَنْ يَكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ فَإِنْ نَكَحْتَ فَانْجِرْ وَهِنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ
اضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْتَدِحٍ فَإِنَّ الْفَضْلَ فَلَ تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنْ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقٌّ وَلِلنِّسَاءِ كُمْ
عَلَيْكُمْ حَقٌّ فَأَتَا حَقَّهُ عَلَى نِسَائِكُمْ فَلَا يُوْطِئَنَّ فَرْجَكُمْ مَنْ تَكْهُونُ وَلَا يَأْتِيَنَّ فِي بَيْتِكُمْ مَنْ تَكْهُونُ الْآدَمِيُّونَ
حَقُّنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تَحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْفَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ عَمْرُونِ الْأَحْوَصِ روایت ہے وہ حجۃ الوداع میں حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے آپ نے اسکی تعریف کی اور اسکی ثنا بیان کی اور نصیحت کی اور ہند کی پہر فرمایا عورتوں تک
 سلوک کرنے کی وصیت میری جو سہر عمل کرو اس لیے کہ عورتیں تمہاری قید میں ہیں بس تم اسی امر کے مالک ہو ان سے دینے
 انکی فرج کو مطلب یہ کہ جماع کر نیکانگو اختیار ہے اور کسی امر کے تین گرجب وہ کملی بدکاری کریں جیسے شرارت
 نافرمانی زنا کاری اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اپنے ساتھ سولا ناچوڑو اور مارو لیکن محنت مار نہ مارو جس سے ہڈی پل
 ٹوٹ جائے یا زخم آوے اس بارے پر اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو اب انپر زیادتی نہ کرو اور دینے پہر انکو زیادہ نہ سناؤ
 تمہارا حق عورتوں پہر ہے اور عورتوں کا حق تم پہر ہے کہ تمہارا بچو نا اسکو روکنے سے دینے جس کو

تم ناپسند کرتے ہو یعنی تمہاری اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے نہ دیوین اس سے بات کرین اگرچہ وہ محرم ہو یا عورت ہو اور ان
 مذہبین تمہاری گھر میں آنیکا اور ان لوگوں کو جسکو تم ناپسند کرتے ہو اگاہ رہو اسکا حق تم پر یہ ہے کہ تم اچھی طرح سے انکو کھانا اور
 کپڑا دو **حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ** خاوند کا حق عورت پر **عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَ امْرَأَتَهُ
أَنْ تَسْجُدَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ لَكَانَ تَوَكُّفًا أَنْ تَفْعَلَ أَمِ الْمُؤْمِنِينَ
 حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں حکم کرنا کسی کو دوں کہ اس کے لیے سجدہ کرنے کا
 تو عورت کو حکم کرنا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **وَيُتَوَكَّفُ فِي سَجْدَةِ تَحِيَّتٍ أَوْ تَعْظِيمٍ** سجدہ عبادت کیونکہ عبادت غیر خدا کی
 شرک ہے اور شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتی نہ پینا سہر کا حکم دیں سکتے ہیں البتہ سجدہ تَحِيَّتٍ ملاقات کے وقت اگلوں میں جائز
 تھا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تَحِيَّتٍ ہی کیا تھا اس طرح حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں نے حضرت یوسف کو
 سجدہ تَحِيَّتٍ کیا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے لیکن ہماری شریعت میں سجدہ تَحِيَّتٍ ہی منع ہو گیا اب مطلق سجدہ کسی کو جائز
 نہیں ہے سوا خداوند کریم کے اور سجدہ وہ عبادت ہے جو پروردگار سے خاص ہے کیونکہ سجدہ تَحِيَّتٍ کا وجود ہے ہماری شریعت
 میں نہیں ہے البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس زمانہ میں ہی کوئی تَحِيَّتٍ کے طور پر سجدہ کرے تو وہ گنہگار ہو گا نہ شرک
 نہ ہو گا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ سنانے والا سجدہ کیا تھا جب شام سے لوٹ کر آئے تو اپنے فرمایا یہ کیا ہے معاذ خیر حدیث تک اس میں
 یہ ہے کہ ایسا مت کرو بہر حال سجدہ تَحِيَّتٍ کو ہی حرام ہو نہیں سکتا نہ شک نہیں اور بعضوں نے اسکو ہی شرک کہا ہے اس خیال سے کہ
 ہماری شریعت میں سجدہ بخیر سجدہ عبادت کے نہیں ہے تو گویا اس نے غیر خدا کی عبادت کی اور یہ کہلا ہوا شرک ہے واللہ اعلم **وَت**
 اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم کرے پتھر ڈھونڈنا لال ہپاڑ سے سیاہ ہپاڑ کی طرف اور سیاہ ہپاڑ لال ہپاڑ کی طرف (یعنی ماضی اور
 سخت کا سون کا حکم کرے اور لال ہپاڑ اکثر سیاہ ہپاڑ سے دور پر ہوتا ہے تو ایک سے دوسرے تک پتھر لچا ہپاڑ کا شکل کام ہے) تو
 عورت پر حق ہے کہ اسکا کام کو بجالا دے **وَيُتَوَكَّفُ فِي سَجْدَةِ تَحِيَّتٍ أَوْ تَعْظِيمٍ** یعنی مرد کی اطاعت کرے یہ اپنے مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ ہپاڑ کے پتھر ڈھونڈنا
 سخت مشکل ہے **عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا**
وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَ امْرَأَتَهُ أَنْ تَسْجُدَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ لَكَانَ تَوَكُّفًا أَنْ تَفْعَلَ أَمِ الْمُؤْمِنِينَ
 کہ اگر میں حکم کرنا کسی کو دوں کہ اس کے لیے سجدہ کرنے کا تو عورت کو حکم کرنا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے **وَيُتَوَكَّفُ فِي سَجْدَةِ تَحِيَّتٍ أَوْ تَعْظِيمٍ**
 سجدہ عبادت کیونکہ عبادت غیر خدا کی
 شرک ہے اور شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتی نہ پینا سہر کا حکم دیں سکتے ہیں البتہ سجدہ تَحِيَّتٍ ملاقات کے وقت اگلوں میں جائز
 تھا اور ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تَحِيَّتٍ ہی کیا تھا اس طرح حضرت یعقوب اور ان کے بیٹوں نے حضرت یوسف کو
 سجدہ تَحِيَّتٍ کیا تھا جسکا ذکر قرآن شریف میں ہے لیکن ہماری شریعت میں سجدہ تَحِيَّتٍ ہی منع ہو گیا اب مطلق سجدہ کسی کو جائز
 نہیں ہے سوا خداوند کریم کے اور سجدہ وہ عبادت ہے جو پروردگار سے خاص ہے کیونکہ سجدہ تَحِيَّتٍ کا وجود ہے ہماری شریعت
 میں نہیں ہے البتہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس زمانہ میں ہی کوئی تَحِيَّتٍ کے طور پر سجدہ کرے تو وہ گنہگار ہو گا نہ شرک
 نہ ہو گا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ سنانے والا سجدہ کیا تھا جب شام سے لوٹ کر آئے تو اپنے فرمایا یہ کیا ہے معاذ خیر حدیث تک اس میں
 یہ ہے کہ ایسا مت کرو بہر حال سجدہ تَحِيَّتٍ کو ہی حرام ہو نہیں سکتا نہ شک نہیں اور بعضوں نے اسکو ہی شرک کہا ہے اس خیال سے کہ
 ہماری شریعت میں سجدہ بخیر سجدہ عبادت کے نہیں ہے تو گویا اس نے غیر خدا کی عبادت کی اور یہ کہلا ہوا شرک ہے واللہ اعلم **وَت**
 اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم کرے پتھر ڈھونڈنا لال ہپاڑ سے سیاہ ہپاڑ کی طرف اور سیاہ ہپاڑ لال ہپاڑ کی طرف (یعنی ماضی اور
 سخت کا سون کا حکم کرے اور لال ہپاڑ اکثر سیاہ ہپاڑ سے دور پر ہوتا ہے تو ایک سے دوسرے تک پتھر لچا ہپاڑ کا شکل کام ہے) تو
 عورت پر حق ہے کہ اسکا کام کو بجالا دے **وَيُتَوَكَّفُ فِي سَجْدَةِ تَحِيَّتٍ أَوْ تَعْظِيمٍ** یعنی مرد کی اطاعت کرے یہ اپنے مبالغہ کے طور پر فرمایا ورنہ ہپاڑ کے پتھر ڈھونڈنا
 سخت مشکل ہے **عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا**
وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا أَمَرَ امْرَأَتَهُ أَنْ تَسْجُدَ مِنْ جَبَلٍ أَحْمَرَ إِلَى جَبَلٍ أَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ أَسْوَدَ إِلَى جَبَلٍ أَحْمَرَ لَكَانَ تَوَكُّفًا أَنْ تَفْعَلَ أَمِ الْمُؤْمِنِينَ

تو انہوں نے سجدہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اسے معاذ انہوں نے عرض کیا میں شام کو گیا تھا وہاں میرے دو کھانا تھا
سجدہ کرتے ہیں اپنے پادریوں کو اور فوج کو سرداروں کو میرے دو ملین اچھا معلوم ہوا کہ ہم آپ کو سجدہ کریں آپ نے یہ سنکر فرمایا تو ایسا
کر (یعنی مجھ کو سجدہ نہ کر) اس لیے کہ اگر میں کسی کی حکم کرتا کہ سوا خدا کے اور کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو
سجدہ کرے **ف** معاذ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ تحیت کیا اور یہ کفر نہیں ہے جیسے بعض فقہانے گمان کیا اس لیے کہ
معاذ جلیل شان صحابی تھے وہ کفر کو کیونکر جائز کرتے البتہ اسے حرام ہونے میں کلام نہیں جمہور علما کے نزدیک ایسا ہی کہا
شاہ عبدعزیزی صاحب مجددی نور الدمرقدہ نے مقرر حج کتباہر سجدہ بہ نیت عبادت غیر خدا کے لیے کفر اور شرک ہے بالاتفاق
اس میں کسی کا خلاف نہیں البتہ سجدہ بہ نیت تحیت اور تعظیم غیر خدا کے لیے اس میں اختلاف ہے علما کا بعض کہتے ہیں حرام ہے
کفر نہیں ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تحریمی ہے بعض کہتے ہیں مکروہ تنزیہی ہے بعض کہتے ہیں جائز ہے اور تیسرا اور چوتھا اور
پانچواں قول صریح احادیث و خلاف ہر فلا فاعلوانی ہے اور نبی مقتضی ہے تحریم کو تو اب صرف دو قول رہ گئے ایک یہ کہ
کفر اور شرک ہے دوسرے کہ حرام ہے شاہ صاحب نے اول قول کو رد کیا اس طرح سے کہ اگر کفر ہوتا تو معاذ کے سے جلیل الک
صحابی ہسکا کیسے ارتکاب کرتے اور مخالفین اسکا جواب یوں دے سکتے ہیں کہ یہ کفر عملی تھا نہ اعتقادی اور ممکن ہے کہ صحابہ
کو اشتباہ ہو جاوے کفر عملی میں اور کفر عملی سے انسان بالکل کافر نہیں ہوتا اگر اس کے دلیلیان کا اعتقاد باقی ہو لیکن
قضاء اس کے کفر کا قوی یا جاتا ہے بحیال سے کہ کافرون کا سا اس نے فعل کیا جیسے حدیث میں ہے کہ حسن بن یہ تینوں باتیں
ہونگی وہ خالص منافق ہوگا جھوٹ بولنا عہد توڑنا فحش کجیا ہسکا ہی مطلب یہی ہے کہ عملا منافق ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ اعتقاد
مومن ہو اور یہ تینوں باتیں سمین موجود ہوں دوسرے قول اے کفر میں کہ صورت میں ہم اور تم متفق ہو گئے کیلئے کہ سجدہ
تحیت غیر خدا کو کرنے والا اہتمامی تردیک ہے حقیقہ کافر نہیں ہوا اور جب کافر نہیں ہوا تو کفر سے اتر کر حرام ہی کا درجہ سے
بہ ثابت ہوا کہ سجدہ تحیت غیر خدا کے لیے حرام ہے اور اسکی مثال حلف بغیر اللہ کی سی ہے کہ ایک حدیث میں آیا جس نے غیر خدا
کی حلف کی اس نے شرک کیا حالانکہ یہ شرک حقیقی نہیں ہے بلکہ شرک عملی ہے یعنی کام شرکوں کا سا ہے وہ اپنی معبودوں کے
جیسے لات اور غری کی شتم کیا کرتے تھے دوسرے قول اے کفر میں کہ اگر سجدہ تحیت غیر خدا کو کفر ہوتا تو اس کے کسی شریعت
میں یہ سجدہ درست نہوتا اس لیے کہ کفر اور شرک کسی شریعت میں درست نہیں ہوا اول قول اسے جواب دیتے ہیں کہ کفر درست
ہو سکتا ہے مثلاً اونٹ کا حرام جانا اب کفر ہے اور شراب کا حرام جانا اب کفر ہے حالانکہ یہ باتیں اگلی شریعت میں جائز تھیں
دوسرے قول اے جواب تیہ میں کہ اگر ادھاری کفر اور شرک کے کسی شریعت میں درست نہونے سے یہ کہ کوئی عمل اپنے فعل جو
ایک شریعت میں درست ہو وہ کفر اور شرک نہیں ہو سکتا اور تم نے جو مثالیں بیان کیں یہ اعتقاد سے متعلق ہیں اول قول

والے کہتے ہیں کہ تمہارا وہی ایک فعل ہے اگرچہ قلب کا فعل ہی ہوا دوسرے قول اے کہتے ہیں کہ نہیں ہمارا قول افعال خارج سے متعلق ہے اور افعال خارج میں اس کی نظیر نہیں ملتی واسطے علم اب جو لوگ سجدہ تہنیت کو ہی کفر کہتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر کسی نے کسی بزرگ کو دلی یا نبی کی قبر پر جا کر سجدہ کیا یا اپنے مرشد کو سجدہ کیا وہ کافر ہو گیا دوسرے قول اے کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہوا البتہ مذکورہ حرام کا ہوا اس لیے کہ سجدہ تہنیت غیر خدا کو کفر نہیں عام ہے کہ صاحب قبر کو سجدہ کرے یا کسی زندہ کو اول قول اے کہتے ہیں کہ قبر کو مطلقاً سجدہ کرنا کفر ہے اور جس قبر کو لوگ سجدہ کریں وہ دشمن ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا جو قوم دشمن کی نجاست سے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ فقہانے لکھا ہے اگر کسی نے خود کعبہ کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہو گیا تو قبر کعبہ سے زیادہ مکرم نہیں ہو سکتی دوسرے قول اے کہتے ہیں کہ کعبہ کو سجدہ کرنا کفر ہے سو جس کو کعبہ کی طرف سجدہ عبادت کرتے ہیں اس جس نے عبادت میں غیر خدا کی نیت کی وہ کافر ہو گیا اول قول اے کہتے ہیں کہ بت کو یا چاند یا سورج کو یا ہندوؤں کی مورتوں کو اگر کوئی سجدہ تہنیت ہی کرے تو تمہاری نزدیک ہی کافر ہو جاتا ہے یہی حکم اولیا اور انبیاء کے قبور اور زندہ شخص میں ہی جاری ہو گا اور صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا امیر میری قبر کو دشمن مت بنا دیکھو جو بوجہ جاوے اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہی (معاذ اللہ) بوجہ ہو تو وہ دشمن ہو جاتی ہے اور دشمن اور صنم ایک ہی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف عبادت سے دشمن ہو گئی تو اولیا کی قبریں بطریق اولے دشمن ہو گئی دوسرے قول اے کہتے ہیں کہ بت یا چاند یا سورج یا مورت یا دھار جنکی مندر میں عبادت کیا کرتے تھے انکی تو ذریعہ ہی تعظیم ہی کفر ہے کیونکہ شریعت میں انکے توڑ ڈالنے کا اور ان سے جدا ہونے کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انکو پلیدی فرمایا پس اسکا سجدہ تہنیت ہی کفر ہو گا لیکن اولیا کی قبور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا یہ حکم نہیں ہے انکی توفیر کا اور تعظیم کا حکم ہوا اور حدیث میں جو ہے کہ میری قبر کو دشمن مت بناؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کی کسی عبادت نہ کرے اور سجدہ تہنیت عبادت نہیں ہے اور اگر بالفرض کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی عبادت ہی کرے تو وہ شخص مشرک اور کافر ہو جاوے گا لیکن قبر شریف کسی حال میں پلیدی اور نجاست نہیں ہو سکتی اور اوثان تو جن میں بعض قرآنی دامنہ علم و فتنہ اسکی جگہ ہاندہ میں محمد کی جان پر عورت اپنی پروردگار کا حق ادا نہیں کر گئی مینا اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے (کیونکہ پروردگار ہی کا حکم ہے کہ خاوند کا حق ادا کر) اور اگر خاوند عورت سے کہے اپنی تین سپرد دینے کو (یعنی جماع کے لیے راضی ہو سیکو) اور عورت ہر وقت پالان پر سوار ہو (جہاں جماع کرنا مشکل ہے) تو وہی عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو نہ روکے **ف** مطلب یہ کہ خاوند کی اطاعت کرے اگر سواری پر ہو یا کھانا پکاتی ہو اگر خاوند ہر وقت ہی محبت کرنا چاہے تو انکار نہ کرے **عن** اُمِّ سَلَمَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا أَمْرَاؤُهُ مَائِتٌ وَزَوْجَعَا عَنْهَا رَاضٍ فَخَلَّتِ الْجَنَّةُ أَمَلُ الْمُسْلِمِينَ أَمَّ سَلَمَةَ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ سَنَابَاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ عورت مہر کا جو اور اس کا خاندان سے راضی ہو تو وہ جنت میں جاوے گی **باب فضل النساء** عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا و لکس من متاع الدنیا افضل من المرأة الطاهرة عبد الرحمن بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا چند روز کا مزا ہے اور دنیا کے مزون میں کوئی چیز نیک بخت عورت و عمدہ نہیں ہے **ف** اس لیے کہ نیک بخت عورت کو دنیا کا عیش ہوتا ہے آدمی کو خوشی ہوتی ہے اس کی صحبت سے باہر سے گزرنے والے میں آدمی سے حبیبی پاک سیرت بی بی کے پاس بیٹھا ہے تو سارا رنج اور غم بھوجاتا ہے بخلان اسکے اگر عورت خراب ہو تو دنیا کی زندگی و منہ بھوجاتی ہے کتنا ہی مال اور دولت ہو سب کا کار اور لغو ہوجاتا ہے کچھ زمانہ میں ایک صاحبیت بڑے عمدہ دارون میں حیدر آباد میں تھیں بڑی متمول اور مالدار تھیں انکی بی بی خراب نکلی عدالت میں مقدمہ چلا ساری نیامیں فلت ہوئی کسی کو سوز نہانے کو قابل نہ رہے آخر کو کوئی بھی گئی غرض عورت رحمت سب اس عورت کے سبب برباد ہو گئی لاجعل لافوق حضرت علیؑ نے فرمایا انا فی الدنیا حسنة و نیک عورت مراد کہی ہو اور آخرت کی حسنة ہو عورت کی اور عذاب النار خراب اور بد زبان عورت مراد کہی ہے

زینہار از قرین بد ز نہار و قمار با عذاب النار

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَ فِي الْفُتَّةِ وَالذَّهَبِ مَا نَزَلَ قَالَ تَأَنَّى الْمَالِ لَيْتُخُنُّ قَالَ عُمَرُ مَا كَانَ أَعْلَمُكُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا عَلِيًّا بِعِيْرِهِ فَأَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَانِي أَنُورُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْ الْمَالِ لَيْتُخُنُّ قَالَ لَيْتُخُنُّ لَأَحْكُمَكُمْ قُلُوبًا لَمَّا كَانُوا قِلَاسًا نَادَا كَرُوا وَرُوحَةً مِّنْ مِّنَةِ ثَوْبَانَ أَحْكَمَكُمْ عَلَى أَمْرِ الْأُخْتِ ثَوْبَانُ سُرِيتِ هَرْجِ سُوْخُ جَانِدِي كِي رَائِي مِنْ قُرْآنِ اترال الذين يميزون الذهب الفضة خبيرك - تو کو کون نے کہا اب ہم کو کس مال پہنے پور کہیں حضرت عمرؓ نے کہا میں تم کو بتاتا ہوں اور اپنے اونٹ کو تیر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے (آپ اسے ہونگے سفر میں) اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو کس مال کہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی دل کہے شک کر لیا اور زبان کہے ذکر کر لیا اور بی بی کہہ جو بونہ ہو رابیان والی (اور وہ مدد کرے اسکی آخرت کے کام میں **ف** عورت کی مدد آخرت کے کام میں یہ کہ آدمی اسکی وجہ سے گناہوں اور بد نظرون سے بچے اور اگر کے تمام کام عورت کر لیتی ہو تو عبادت کی فرصت ملتی ہے اگر عورت نہ ہو اور یہ کام خود کرے تو عبادت کی فرصت مشکل سے ایسی بعضی عورتیں خود صالحہ اور عابدہ ہوتی ہیں انکی صحبت کی وجہ سے مرد بھی زیادہ اور عابد ہوجاتا ہے بعضی عورتیں اپنے مہر کو بگانی میں بچہ کی نماز کے لیے **عَنْ** ابْنِ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَفَادَ الْكَلْبُ مِنْ بَدَنِي فَقَوَّى اللَّهُ حَيْدَرَهُ مِنْ رُوحَةِ صَالِحَةٍ إِنْ أَفْرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّهَ وَإِنْ أَقْسَمَ عَلَيْهَا أَبْرَهَ وَإِنْ عَاجَزَهَا كَفَّتْ فِي نَفْسِهَا وَمَا لَهَا إِلَّا الْوَابَسُ رَوَيْتُ عَنْ أَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

کہو اس عورت پر جو غاوندی محبت رکھو اور بہت مہذب والی ہو اس لیے کہ میں ادا بنیا پر فخر کروں گا قیامت کے دن اور امام احمد نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے ہندو میں جریر بن عبداللہ پر بعضوں نے اسکو ضعیف کہا بعضوں نے ثقہ کہا اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے اسکو دیکھ سکتا ہے **عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلَتْ تَخْتَالُهَا حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهَا فِي فُخْلٍ لَهَا فَقِيلَ لَهُ أَتَفْعَلُ هَذَا فَإِنَّ صَلَاحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَالِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرَأَةٍ خُطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهَا** محمد بن مسلمہ سے روایت ہے ایک عورت کو میں نے پیام دیا نکاح کا پہر میں چنبھ لگا تو گوں سولے دیکھنے کو لیے بیٹھا تک میں نے اسکو دیکھ لیا کچھ کے درختوں میں تو گوں نے ان کو کہا تم ایسا کرتے ہو یعنی عورت کو چوری ہو دیکھتے ہو اور تم صحابی ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے حیا اللہ تعالیٰ کسی مرد کے دل میں ڈالے وہ کسی عورت کو پیام دیو (نکاح کا) تو کچھ بابت نہیں اگر اسکو دیکھ سیکو ف کیونکہ یہ ضرورت ہے دیکھنا ہے اور ضرورت کیوقت ایسا روا ہے جیسے قاضی اور گواہ کو عورت کا دیکھنا درست ہے اس طرح طبیب کو اس مقام کا دیکھنا درست ہے جناب دیکھنے کی ضرورت ہو علاج کے لیے اور یہی قول ہے الحدیث اور شافعی اور ابوحنیفہ اور احمد اور اکثر علماء کا کہ جس عورت سے نکاح کرنا منظور ہو سکا دیکھنا درست ہے اور امام مالک نے کہا کہ عورت کے اذن ہو درست ہے بغیر اذن کے درست نہیں اور ایک روایت النبی سے کہ مطلقاً درست نہیں ہے اور اس باب میں ایک یہ حدیث ہو دوسرے غیرہ کی حدیث ہو جو آئی ہے تیسرے ابوہریرہ کی حدیث ہو جو صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور کہنے لگا میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا آپ نے فرمایا تو تم اسکو دیکھتا تھا وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا جا اسکو دیکھ لے اس لیے کہ انصار کی انہوں میں کچھ فعل ہوتا ہے **عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنْ أَلْقَى اللَّهُ فِي قَلْبِ امْرَأَةٍ خُطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَأْسَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَهْرَ أَنْ يُؤَدِمَ بَيْنَكُمْ مَا فَعَلْتُ فَتَرَوْجَهَا فَذَكَرَ مِنْ مَوَاقِفِهَا** انس بن مالک سے روایت ہے غیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا جا تو اس عورت کو دیکھ لے ایسا کرنے سے زیادہ سہید ہوگی کہ تم دونوں میں موافقت ہو غیرہ نے ایسا ہی کیا یہ غیرہ نے بیان کیا اپنی موافقت کا حال اس عورت سے **ف** میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اور اس عورت سے خوب موافقت ہی انیسوس ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں نے جیسے اور سنتوں کو چھوڑ دیا ہے اسکو بھی چھوڑ دیا ہے جس لڑکی کا نکاح کرنا چاہو یہ اسکو سات کوٹھڑیوں کے اندر چھپاتے ہیں دلدلہ کو تو کیا دولہہ کے عزیز و اقربا بھی دلہن کے

[illegible]

باب کا نکاح جائز رکھا لیکن میرا طلب تھا کہ عورتوں کو معلوم ہو جاوے کہ ان کو باپوں کو انہر اختیار نہیں ہو چکا (جبراً بل ان کی رضا مندی کے ان کا نکاح کر دینے کا) **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَارِيَةَ بَيْكَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ لَهُ أَرْبَاةَا زَوْجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَ رُوِيَتْ هِيَ أَوَّابُ كُنَاوَرِي لُكِي تَهْتَرُ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ اسکے باپے اس کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض تھی اس نکاح کو تو اختیار دیا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوا خواہ نکاح قائم رکھے خواہ ہسکو توڑا لے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
فَكَانَ يَمْنَعُهُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَ رُوِيَتْ هِيَ أَوَّابُ كُنَاوَرِي لُكِي تَهْتَرُ
الْأَبَاءُ مَا لَمْ يُلْغُ لَكُمْ كُنُونُ نکاح ان کے باپ کر سکتے ہیں **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَتَزَوَّجْنَا ابْنَ أَبِي الْحَرِثِ بْنِ الْخَزَرَجِيِّ فَوُعِدْتُ نَقْرًا شَعْرًا
حَتَّى وَقَارَ جُمُعَتُهُ فَأَتَنِي ابْنِي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي الْجَوْحِ وَمَعَ صَوَابَاتٍ لِي فَصَرَّخْتُ يَا نَبِيَّ مَا أَدْرَاكَ
مَا تَزِيدُ فَأَخَذَتْ بِيَدِي فَأَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا
مِنْ ثَمَاءٍ فَسَحَّتْ بِهِ عَلَى وَجْهِ وَرَأَيْتُ ثُمَّ ادْخَلَتْنِي اللَّهُ ارْ فَإِذَا أَسْعَوْا مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَيْتٍ فَقُلْتُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْبُرْدَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِفَةٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِمْ فَأَصْلَحُوا مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَصَحَّ نَأْسَلُكُنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہوا ان
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نکاح کیا اس وقت میری عمر چھ برس کی تھی پھر ہم مدینہ میں آئے تو بنی حارث بن خزرج کے
مخلمہ میں اُسے مجھ کو بچا لیا تو میرے بال جڑ گئے اسکے بعد میرا ایک چوٹا سا گچھ بالوں کا منڈ ہون تک ہو گیا اسکے بعد
میری ماں ام رومان میرے پاس آئی اور میں جھول رہی تھی میرا ساتھ کئی سہیلیاں میری تھیں وہ میرے اوپر چینی (یعنی بلند
آواز سے) جھک کر پکارا میں نے اسکے پاس گئی مجھے نہیں معلوم تھا وہ کیا چاہتی ہے آخر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو کال
کے دروازے پر پکڑا کر دیا اس وقت میرا دم چڑھ رہا تھا یہاں تک میری سانس فراسٹ میری پیر میری ماں نے تھوڑا بابی لیا
اور اس کو میرا منہ اور سر پونچھا پیر گھر کے اندر گئی وہاں انصار کی کئی عورتیں تھیں ایک کو ٹھہری میں انہوں نے کہا
بہتری اور برکت کو ساتھ لائی اور اچھی تمہارے ساتھ میری ماں نے مجھ کو ان عورتوں کے سپرد کر دیا انہوں نے میرا سنگا
کیا (یعنی اڑھتہ کر کے دولہن بنایا) پھر میں نہین ڈری ایک ایک کی چیز سے مگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ
دن چڑھے تشریف لائے اور ان عورتوں نے مجھ کو آپ کے سپرد کر دیا اس دن میری عمر نو برس کی تھی **ف** احمدیث
سے نکلا کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا باپ کر سکتا ہے اور یہی نکلا کہ کم سنی میں عورت کا نکاح کر دینا درست ہے **عَنْ**

عبداللہ قال تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سَبْعٍ وَنُفْيَ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَتَوَفَّى عَنْهَا وَهِيَ
 بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَوْصُوفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَوَيْتُ بِهَا تَخَضَّرَتْ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُحَضِّرَتْ عَائِشَةَ سَعْدَ كَيْسَ كَيْسِ بْنِ
 الْكَلْبِ عُمَرَاتُ بَرَسَ كِي تَقَى أَدْرَانِي صَحْبَتُ كِي حَسْبَا لَكِي عَمْرُ نَوْبَرَسْ كِي تَقَى (نَوْبَرَسَ مِنْ بَعْضِ لُكْمِيَانِ جَوَانِ هُوَ جَاتِي مِنْ) أَدْرَجَبِ الْ
 حَضْرَتُ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَاتِ يَابُئِي هُوَ قَتْلُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ كِي عَمْرُ ثَارَهُ بَرَسَ كِي تَقَى فَ فَضْلًا لُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ اَمْرُ لَمُشْنِ
 كِي سَجِيدِ اَوْرَبِ شَامِرِ بْنِ اَوْرُوهِ فَضْلُ ثَمِينِ تَخَضَّرَتْ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي تَمَامُ بِي بِيُونِ مِنْ بَعْدِ حَضْرَتِ خَدِيجِ كَيْسَ كِي اَوْرُوهِ بِيُونِ
 حَضْرَتِ خَدِيجِ سَبْرِي اَنكَوْ فَضْلُ كَسَا بِهْ غَرَضُ وَهْ مَحْبُوبُ خَاصِ ثَمِينِ جَنَابِ سَالَتِ مَابِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي اَوْرَابِ كِي بِي بِيُونِ
 مِينِ هُوَا اَنكَوْ كُوِي كُنُوَارِي نَهْ تَقَى اَوْرُاسِ كَمِ سَمِي مِنْ حَضْرَتِ عَائِشَةَ كَا بِهْ جَالِ تَهَا كِي عِلْمُ فَضِيلَتِ اَوْرُ حَافِظُهُ اَوْرُ عَقْلُ وَدَانِشِ
 مِينِ ثُرِي بُوْرِي عَمْرُ تُونِ وَ سَبَقَتْ لُكْمِيَانِ ثَمِينِ رِكَاحِ الصَّغَارِ يَزُوْجُ حُصْنِ غَيْرُ الْاَبَا اِيْ اَكْرَامَالِغِ
 لُكِي كَا نِكَاحِ بَابِ كِي سَوَا اَوْرُ كُوِي كَرْدِيُوْ عَنِ ابْنِ عَمْرٍ اَنَّهُ حِينَ هَلَكَ عُمَرُ بْنُ مَطْعُونٍ تَرَكَ اَبْنَةً لَهُ قَالَتْ لَبْنُ
 عَمْرٍ قَزَوْجِيْنَهَا خَالِي قَدْ اَمَتَ وَهَوَّيْتَهَا وَلَمْ يَشَأْ اَوْ رَهَا وَذَلِكَ بَعْدَ مَا هَلَكَ اَبُوْهَا فَذَكَرْتُ نِكَاحَهُ وَاحْبَبْتُ الْحَاكِيَّةَ
 اَنْ يَرْجِعَهَا الْمُعْذِرَةُ بِنْتُ شُعْبَةَ قَزَوْجَهَا اَيَّاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَمْرُ رَوَيْتُ بِهْ جَرَجَبِ عُمَانِ بْنِ نَطْعُونِ (صَحَابِي جَلِيلِ الْقَدْرِ)
 كَا اِتْقَالِ هُوَا اَنُومَانِ اِيْ كِي سَبِيْ جَوُورِي تَوْمِيرِ اَنِكَاحِ اسِ مِثْبِيْ سِيْ سِيْ اَمُونِ قَدَامَهُ لِيْ كَرْدِيَا اَوْرُوهِ جُجَالِ تَهِيْ اسِ لُكِي
 كِي اَوْرُاسِ لُكِي سِيْ نَمِينِ بِيْجَا اَوْرُوهِ اَسْوَقَتْ كَا ذَكَرَ بِهْ حَسْبَا سَلِيْ بَابِ رُجُوْ تَهِيْ تَوَا سِ لُكِي نِيْ اسِ نِكَاحِ كُوْنَا سَبَدُ كِيَا اَوْرُ
 اسِ نِيْ جَابَا كِي اسِ نِكَاحِ بَغِيْرِهِ بِنِ شُعْبَةَ كَرْدِيَا جَاوِيْ اَخِرِ قَدَامَهُ لِيْ اسِ نِكَاحِ بَغِيْرِهِ سِيْ كَرْدِيَا فِ شَايِ عُمَانِ
 كِي مِثْبِيْ جَوَانِ هُوْ كِي اَوْرُ جَوَانِ لُكِي كَا نِكَاحِ بَغِيْرِ اسِ اِجَازَتِ كُوْ قَدْ نَمِينِ هُوَا اَوْ حَضْرَتِ كَا يَنْدَرَبِ كِي نَابَالِغِ لُكِي كَا نِكَاحِ اَكْرَامَا
 دَاوَا كِي سَوَا اَوْرُ كُوِي وَلِيْ كَرْدِيُوْ تَوَلِيْجِ دَرَسَتْ هُوَا وِيْگَا لِيْ كِي لُكِي كُوَا خْتِيَارِ بِهْ كِي جَوَانِ هُوْ سَبِيْجِيْ نِكَاحِ كُوْ فَرَسْ كَرْدِيُوْ
 اَكْرَدِ اسِ نِكَاحِ سِيْ نَارِضِ هُوَا **بَابُ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ** نِكَاحِ بَغِيْرِ وَلِيْ كِي دَرَسَتْ نَمِينِ هُوَا **عَنِ عَائِشَةَ**
 قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاةٍ لَمْ يَنْكِحْهَا الْوَلِيُّ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَكَانَ بَاطِلًا فَكَانَ بَاطِلًا فَكَانَ
 اَصَابَهَا فَلَهَا مَهْرُهَا يَا اَصَابَ مِنْهَا كَانِ اسْتَجُوْ وَاَنَا اسْتَطَعْتُ وَلِيٌّ مُنْ لَا فُلْتَ لِيْ اَمِ الْمَوْنِيْنِ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَضِ
 سِيْ رَوَيْتُ بِهْ اَنْ حَضْرَتُ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا بِهْ سَوْرَتِ كَا نِكَاحِ اسِ كِي وَلِيْ نِيْ نَمِينِ كِيَا تَوَا اسِ نِكَاحِ بَاطِلِ يَرْجُوْ اِيْ جَابِلِ
 بِهْ اَكْرَدِ نِيْ اِيْ سِيْ عَمْرَتِ جَلَعِ كِيَا تَوَا عَمْرَتِ كُوَا اسِ كَا مَهْرُ دَاوِيْجِ اَكْرَدِ لِيُونِ مِيْنِ جَبْگَرَا هُوَا اَوْرُوهِ دُونِ وَلِيْ اِيْ كِي رَجَبِ كِي
 هُوَانِ مِيْ سِيْ اِيْ عَمْرَتِ دُوْ بَايِيْ هُوَانِ اَوْرَا اِيْ سَابِيْ اِيْ كِي مَرْحُوْ اسِ نِكَاحِ كَرْنَا جَابِ هُوَا اَوْرُوهِ اَوْرُوهِ مَرْمُوْ اَوْرُوهِ
 بِالْعَمْرِ هُوَا تَوَا يَدِ شَاهِ وَلِيْ اسِ كَا جَسَا كُوِي وَلِيْ نَمِينِ **ف** مَعْنِيْ خِلَافَتِ كِي صَوْرَتِ مِيْنِ بِهْ اِيْ سَبِيْطِ حَسْبِ عَمْرَتِ كَا

کوئی ولی نہ ہو تو اسکی ولایت یا پادشاہ وقت کو حاصل ہوگی حاکم نے کہا یہ حدیث کہ لانا نکاح الابولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں سے صحیح ہوئی جیسے حضرت عائشہ سے ام سلمہ سے زینب بنت جحش سے اور میں صحابیوں ہو اور جہہور کے نزدیک ولی وہ جو عصبیات میں سب سے زیادہ عورت سے قریب ہو اور ابوحنیفہ کے نزدیک ذوالارحام جیسے مامون، نانا وغیرہ سب ولی ہیں جب عصبیات نہ ہوں حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ولی کی شرط نکاح میں اسلئے کی کہ اگر عورت اپنا نکاح آپ کرے تو اس میں ایک طرح کی بے شرمی ہے دوسرے یہ ہے کہ نکاح میں شہرت چاہیے اور وہ اسی ہو جاتی ہے کہ عورت کے اولیا حاضر رہیں تیسرے یہ کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہیں تو احتمال ہے کہ بے آدمی یا غیر کف کے ساتھ نکاح کر لین شافعی نے کہا نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا مگر ولی کی زبان ہو اگر قریب کا ولی نہ ہو تو دور کا سہی اگر کوئی ولی نہ ہو تو بادشاہ یا اسکا نائب نکاح کر دیوے تو اگر کسی عورت نے اپنا نکاح آپ کر لیا اگرچہ ولی کی اذن سے ہو تب ہی نکاح باطل ہوگا اور یہی قول ہے اہل حدیث کا اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر عورت آزاد اور عاقلہ بالغہ ہو تو اپنا نکاح آپ کر سکتی ہے خواہ کنواری ہو خواہ ثیبہ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ وہ پیشمرمی کی نشانی ہے اور بعض حنفیہ نے اھد تیکو ضعیف کیا و اللہ اعلم اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے اور بہت صحابہ سے تو اسکی صحت میں کلام نہیں اب قرآن میں جو تعلق کا لفظ آیا ہے اس سے یہ نہیں نکلتا کہ بغیر ولی کے نکاح صحیح ہے بلکہ آیت میں نسبت کی ہے نکاح کی عورت کی طرف اور یہ حدیث کہ خلاف نہیں اور یہ جو حنفیہ دوسری حدیث سے دلیل لیتی ہیں کہ ثیبہ زیادہ تھا در ہے ابو نفص کی اپنے ولی سے اس سے بھی محبت پوری نہیں ہوتی اسلئے کہ حقداری سے وہاں یہ غرض ہے ولی ایسی عورت کا نکاح حیران نہیں کر سکتا اب یہ حدیث کہ ام سلمہ نے اپنا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کر لیا تھا اور کہا تھا کہ میرے اولیا میں سے کوئی حاضر نہیں ہے اگر کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ تھے دین اور دنیا دونوں کے اور تمام مومنین اور مومنات کو ولی تھے اور فرمایا اپنے انا ولی من لا ولی کے تو نکاح بغیر ولی کے کمان ہوا علاوہ اسکے اس نکاح پر اور نکاحوں کا قیاس نہیں ہو سکتا اگر لیے کہ نکاح کے باب میں کئی امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تھے شاید یہی انہیں سے ہو دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ نکاح کرنا باعث فخر اور سعادت دارین ہے اس میں ولی کی کیا ضرورت ہو اور اسی لیے آپ فرمایا جب ام سلمہ نے یہ کہا کہ میرا کوئی ولی حاضر نہیں ہے کہ تیرے اولیا میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو میرے ساتھ نکاح کرے نہ ناراض ہو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عائشۃ ع ر البیہی **صلی اللہ علیہ وسلم** عن عمر بن الخطاب عن ابن عباس قال قال رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** لا نکاح الا بولی وفي حدیث عائشۃ والتلطن ولی من لا ولی کہ حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بادشاہ ولی ہے اور اسکا جہا کوئی ولی نہیں **عن ابی موسیٰ** قال قال رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینکح الاکبوی ابو موسیٰ شعری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح منین
جائز ہے بغیر ولی کے **عَنْ** ابیہریرۃ نہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزوج المرأة المرأة ولا
تزوج المرأة نفسها فان الترائیة هی التي تزوج نفسها ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ عورت اپنا نکاح آپ کرے اس لیے کہ چہنال وہی عورت ہو جو اپنا نکاح
آپ کرتی ہے **ف** یعنی بازار میں جو عورتیں ہیں وہ بھی تو خرچہ نہیں کر اگر ایک عقد کرتی ہیں لیکن اس کا نکاح منین کہتے ہیں اس لیے
کہ عورت کے اولیا حاضر نہیں ہوتے خود عورت اپنا آپ معاملہ کر لیتی ہے محدث کہہتے ہیں حنفیہ کو بھی لازم ہے کہ نکاح بغیر ولی
کے نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ نکاح جائز نہ ہو اور تمام عمر زمانیں صرف ہو لاول ولا قوۃ **باب** التی عن الشغار شغار
کی مانعت **ف** اسکی تفسیر آتی ہے **عَنْ** ابیہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار
ان يقول الرجل للرجل تزوجنی ابنتک اذ اؤتک علی ان اؤتک ابنتک ابنتی اذ اؤتک ابنتی واما صدق علیہ
بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا شغار اور شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے کے کو تو ابی بیٹی یا بہن
کا مجھے سے نکاح کر دے اس شرط پر کہ میں اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دوں اور دونوں طرف کچھ ہر قرار نہ پاوے
ف ملکہ ہر ایک طالب مہر ہی ہو کہ دوسرے کی بیٹی یا بہن یہ حاصل کرے ابن عبد البر نے کہا یہ نکاح باطل ہے بلکہ نکاح منہ کے
لیکن اختلاف ہے کہ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں جمہور کو باطل کہتے ہیں اور شافعی نے کہا یہ نکاح باطل ہے مثل نکاح منہ کے
اور ابو حنیفہ نے کہا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور ہر ایک پر محض مثل لازم ہوگا **عَنْ** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے
عَنْ انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا شغار فی الاسلام انس بن مالک سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں شغار نہیں ہے **ف** مسلم نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا **باب**
صدائق النساء عورتوں کا مہر **عَنْ** ابیہریرۃ قال سالت عائشۃ کہ کان صدوقا لابیہریرۃ صلی اللہ علیہ
وسلم قال کان صدوقا فی اربعہ اشی عشرۃ اوقیۃ وکناہل تدری ما اللش هو نصف اوقیۃ
وذلک خمس مائۃ درہم ابو سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کا مہر
کیا ہوتا انہوں نے کہا آپ کی بی بیوں کا مہر بارہ اوقیہ چاندی اور ایک نش تھا تو جانتا ہے نش کیا ہے وہ آدھا اوقیہ اس
سبب پان سو درہم ہوئے **ف** اور ہمارے ملک میں انگریزی سکے سے تخمیناً سو سو روپیہ ہوتے ہیں ایسا ہی باندھنا
عمدہ ہے اور الحدیث کو نزدیک مہر گران باندھنا مکروہ ہے طبرانی نے اوسط میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا بڑی برکت اس کا حین ہے جس میں بوجہ کم ہوا اور اسکا ہنسنا ضعیف ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے انصاری
عورت کو نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو نے کہنا مہر باندہ بارہ بول چار اوقیہ آپ نے فرمایا چار اوقیہ جیسے
تم اس پہاڑ میں سے چاندی تراشتے ہو ہمارے پاس اتنا مال نہیں ہے لیکن ہم تجھے کو ایک لڑائی میں بھیجیں گے شاید وہاں تجھ
کو مال ملجاوے پہر اپنے ایک لشکر نبی عیسیٰ کی طرف بھیجا اور اس شخص کو اس میں روانہ کیا اور ابوداؤد اور ہاکم نے عقیبہ بن
عامر سے کہا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو اور حجتہ اللہ البالغہ میں ہے کہ ان حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کو مقرر نہیں کیا کیونکہ وہ مختلف ہوتا ہے باعتبار رسوم اور عادات اور غربت کے تو اسکا تقریر نہیں
ہو سکتا جیسے شیار کی قیمت صحین نہیں ہو سکتی اور اسی لیے آپ نے فرمایا کوئی چیز ڈھونڈہ اگر چاہے کی ایک انگوٹھی ہو
مگر اپنے اپنی بی بیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ سنت رکھو اور ایک نش اور حضرت عمر نے کہا عورتوں کے مہر نہ بڑھاؤ اگر
مہر بڑھانا دنیا کی عزت ہو مایا اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ ہو تو تمہارا سہنی اسکو ضرور اختیار کرتے انتہی۔
**عن ابی العجفۃ السکلی قال قال عمر بن الخطاب لا تغالوا صدق النبیؐ قالوا لو کان تکم مہر فی الدنیا
او تقوی عند اللہ کان اولاکم واحکمکم ہما محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما اصدق امرأۃ من
نساء ولا اصدق قن امرأۃ من بناتہ اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ ان الرجل لیقل صدقۃ امرأتہ
حتى یكون لها عداوۃ فی نفسہ ویقول قد کلفت الیک علق القریۃ او عرق القریۃ وکنت رجلاً
عربیاً مولداً ما ادری ما علق القریۃ او عرق القریۃ ابو العجفہ سلمی سے روایت ہے حضرت عمر نے فرمایا مت مہر کو
مہر عورتوں کے اگر ایسا کرنا عزت ہوتی دنیا میں یا تقویٰ ہو تو اللہ کے پاس تو تم سب میں اسکے زیادہ حقدار اور اولیٰ جناب محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور اپنے اپنی بی بیوں میں ہر اور بیٹیوں میں ہر کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں کیا اور مرد
اپنی عورت کا مہر بھاری کرتا ہے یہاں تک کہ اپنی دلیں سکی دشمنی پیدا کر لیتا ہے وہ کہتا ہے میں نے تیرے لیے تو تکلیف اٹھائی
یہاں تک کہ رشک کی سی ہی اٹھائی یا مجھے پسینہ آیا رشک کے پانی کی طرح ابو العجفہ نے کہا میں ایک بولہ آوی ہوتا
یعنی اصلی عرب کے رہنے والا نہ تھا بلکہ دوسرے ملک سے آکر عرب میں پیدا ہوا تھا تو میں مجھانین حضرت عمر نے جو لفظ
بول علق القریۃ یا عرق القریۃ عن عبد اللہ بن ربیعۃ عن ابنہ ان رجلاً من بنی فزارۃ تزوج علی
نملکین فاجاز النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیکاحہ عامر بن ربیعہ روایت ہے ایک شخص بنی فزارہ میں سے نکاح کیا وہ جو بنی
تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں نکاح باذن کرنا عن سعد بن سعد قال جئت امرأۃ الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال من یزوجها فقال رجل انا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطها ولو خاننا من حدید فقال**

[illegible]

گائے کو حسن النثر بر مالک النثر صلی اللہ علیہ وسلم مری بعض المدینہ فاذا هو بجوار یضربین بیدفعین
 ویفقدان ویفقدان یخن جمل من بنی النجار باجتک محمد بن جابر فقال النثر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ یعلم
 انی لا اکتھن ان بنی ہاک سے روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو بعض ہستون میں گذرے اپنے دیکھا کہ لڑکیاں
 اپنی دف بجاتی ہیں اور گاتی ہیں اور کہتے ہیں یخن جوار بنی النجار یا جند محمد بن جابر ہم لڑکیاں ہیں بنی النجار کی کیا
 عمدہ پردی ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پسند کر اپنے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں ف دوسری
 روایت میں ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف فرمائے مدینہ ہوئے تو انصار کی لڑکیاں ہستون پر نگین گاتی بجاتی
 تھیں آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں طلع البدر علینا من ثنایات الوداع - وجب الشکر علینا ما دعاہ داع
 آپ نے فرمایا اللہ تم سے محبت کرتا ہے اصل یہ ہے کہ الاعمال بالنیات ان لڑکیوں کو گلے بجانے سے اور کوئی عرق نہ بتی ہوا
 اس کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے ایسا کرتی تھیں ہر اللہ اور اس کے رسول کی محبت بیکار جانوالی نہیں بلکہ
 محبت ہی اصل ہے اور سب اس کے تابع ہیں اور یہ لڑکیاں کچھ گائیں تھیں مگر ان کا پیٹہ رکتی تھیں بلکہ کم اور نابالغ تھیں
 اور آپ کے تشریف لانے کی خوشی میں معمولی طور سے گانے بجانے لگیں یہ مباح ہے اسکی اباحت میں کچھ شک نہیں اور بعض
 علمائے کما ہے کہ گائیکی حرمت میں کوئی حدیث صحیحہ نہیں ہوئی سیطرح مزا میر کی حرمت میں اول تفصیل کی اس سلسلہ
 کی علامہ ابن قیم نے افاتہ اللہ مفان میں اور ترجیح دیا انہوں نے گلے اور مزا میر کی حرمت کو اور ابن خرم نے ترجیح
 دیا اباحت کو اور یہ سلسلہ اختلافی ہے لیکن جنفیہ کے فقہاء اور مزا میر کی حرمت کی طرف گویا قاضیان نے کہا
 کہ مزا میر کی آواز سننا حرام ہے اور وہاں بیٹھا گنا ہے اور بہتر یہی ہے کہ پرہیز کیا جاوے عن ابن عباس رض
 قال انکرت عائشہ ذات قرابۃ لہما من الانصار رجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اھدیکم لفتاة
 قالوا نعم قال ارسلکم معہا من یغنی قال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار قوم
 فیہم غزل فلو بعثتکم معہا من یقول آمینا کہ آمینا کہ فحیاناً و احیاناً کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو حضرت
 عائشہ نے انصار میں ایک انپر رشہ دار کا نکاح کیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہاں تشریف لائے آپ نے فرمایا
 تم نے دولہن کو روانہ کر دیا لوگوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اسکے ساتھ کوئی گانیولا بھی بھیجا حضرت عائشہ نے کہا نہیں
 آپ نے فرمایا انصار ایسے لوگ ہیں جو غزل پسند کرتے ہیں اسنے عمر توں و باتین کرنا تو کاش تم دولہن کے ساتھ ایک
 شخص بھیجتے جو کہتا (گا کہ) آمینا کم آمینا کم فحیاناً و احیاناً کہ ہم تمہارے پاس آئے تمہاری پاس آئے اللہ تم کو اور ہم کو سلامت
 رکھو ف اس کے بعد یہ لولا الحظۃ السمر لم تسمن غدار کم اگر گیدوں گمنوںے رنگ کی نہ ہوتی تو تمہاری نوازی

از میان سونے نہ ہوتی تھی مجاہد قال کنت مع ابن عمر فسمع صوت طبل فادخل اصبعی فی اذنیہ فسمع
 نکتۃ ففعل ذلک ثلاث مرات ثم قال هكذا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہد روایت ہر
 میں ابن عمر کے ساتھ تھا انہوں نے طبل کی آواز سنی تو اننگلیان دونوں کانوں میں ڈالیں اور وہاں ہوسرک گئے تین
 بار ایسا ہی کیا یہ کہہ کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا تھا **ف** یہ دلیل ہے ان لوگوں کی جو میر کو حرام
 کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث سحرست نہیں نکلتی بلکہ شاید ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبل کی سخت آواز ناگوار
 گذری ہوگی تو آپ کا نبد کر لڑو جو لوگ طبل کو حرام کہتے ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ اسکی آواز سننا جو بلا قصد ہو
 حرام ہے ورنہ راستہ چلنا دشوار ہوگا اور محلہ میں رہنا **باب الخنثین** یہی مجنون کا بیان **ف** عربی میں یہی
 کو خنث کہتے ہیں یہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو وضعی جسکے بدن میں پیدائش سے زنی اور اعضا میں لوح ہوتا ہے تو
 کی طرح اسپر کچر گنا نہیں یہ برابر ہے اس کے نزدیک مسرے جو بنایا جاتا ہے خنثی لگا کر یہ مذموم اور ملعون ہے -
عن أم سلمة أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا فسمع خنثًا وهو یقول لعبد اللہ بن
 اُمیة ان یفعلہ اللہ الطائف غدا لکنک علی امرأۃ ثقیل یاربیع وقد سببنا ان فقال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجوا من بیوتکم ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اپنے گھر میں گئے وہاں ایک خنث کو دیکھا جو عبد اللہ بن ابی اسیم سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالیٰ کل طائف کو فتح کر دے
 تو میں تمکو ایک عورت بتلاؤں گا جسب وہ سانسے آتی ہے تو چار ٹہن اسکے پیٹ پر ہوتی ہیں اور جب پیٹہ موڑ کر جاتی
 ہے تو آٹھ ٹہن دکھائی دیتی ہیں وہی چار ٹہن دونوں طرف سے نمود ہو کر آٹھ ہو جاتی ہیں مطلب یہ کہ عورت سونے
 ہے اور پر گوشت اور عرب لوگ سونے عورتوں کو پسند کرتے تھے ایسکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو
 نکالو اپنے گھر دن سے **ف** پہلو یہ خنث ام المؤمنین کے گھر میں جاتا تھا اسوجہ سے کہ عورتوں سے محنت کو تعلق
 نہیں ہوتا تو وہ غیر اولے الاربعین داخل ہوا بعد اسکے جب آنحضرت نے دیکھا کہ وہ عورتوں کی تعریف کرتا ہے تو
 اسکو گھروں میں جانے سے منع کر دیا اس خنث کا نام ہیت تھا بعد اسکے اپنے اسکو مدینہ سے نکلا دیا جسے کی
 طرف جب حضرت عمر کی خلافت ہوئی تو لوگوں نے کہا اب وہ بوڑھا اور ناتوان ہو گیا ہے اور محتاج ہے تو حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو اجازت دی کہ ہفتہ میں ایک باجموعہ کے دن شہر میں آیا کرے اور ہیک ٹانگہ کر بہ اپنی
 جگہ چلا جایا کرے اور میں ہے **عن** ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن المرأة
 تکتسبہ بالرجال والرجل یتکتبہ بالتکاء ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے لعنت کی اس عورت پر جو مردوں کا ہمیس بناوے اور لعنت کی اس مرد پر جو عورتوں کا ہمیس بناوے **عَنْ ابی بکر**
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتُ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ -
 ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں
 کی مشابہت کریں **بَابُ تَعْدِيلِ النِّكَاحِ** نکاح کی مبارکبادی دینا **عَنْ** ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ **عَنْ** النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نِكَحًا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فَيُخَيِّرُ الْبُؤْسَ رِوَاغِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رُوَيْتَ هَذَا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دولہ کو مبارکباد دیتے تو یوں فرماتے اللہ برکت دیوی تمکو اور برکت دیوی تمہارے اور تم دونوں میں
 اتفاق رکھے غیرت کر سالتہ **عَنْ** عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَلْحٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُنَيْمٍ فَقَالُوا يَا قُتَيْبَةُ الْبَنِي
 فَقَالَ لَا تَقُولُوا هَكَذَا وَلَكِنْ قُولُوا كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْكُمْ
 عقیل بن ابی طالب نے ایک عورت کے نکاح کیا جو بنی خنم میں سے تھی لوگوں نے رجاء بیت کے دستور کے موافق یوں کہا بالرفاء
 والبنین یعنی جو مرد میں اتفاق ہوا اور بیٹے پیدا ہوں عقیل نے کہا اس طرح مت کہو بلکہ وہ کہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اللہ برکت دی انکو اور برکت دی انپر **ف** اگرچہ جاہلیت کا کلام ہی کچھ ایسا برا نہ تھا اس موقع پر مگر چونکہ اس
 سے یہ نکلتا تھا کہ بیٹوں کا ہونا ان کو پسند نہیں ہے اس وجہ سے مخالفت کی **بَابُ الْوَلِيَّةِ وَلِمَيَّةِ كَامِيَانِ ف**
 ولیمہ اس کہنے کو کہتے ہیں جو فائدہ کی طرف سے ہوتا ہے شب فاف کو بعد اور یہ کہا نامسنون ہے اقل درجہ یہ ہے کہ اس
 میں ایک بکری کاٹے اور ستوا وجو اور مٹھائی پر پی ولیمہ درست ہے غرض ہر کہانے سے ہو سکتا ہے اور بعضوں نے
 اسکو درجہ کہا ہے **عَنْ** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرًا
 صَفْرًا فَقَالَ مَا هَذَا أَوْ مَهْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَِّّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَرَنِ نَكَاحٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ
 اللَّهُ لَكَ أَوَّلُهُ وَلَوْ كَيْفَ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف پر زردی کا نشان
 رزعفران کا انکے کپڑے یا بدن پر تو فرمایا یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عورت کے نکاح کیا ہے
 ایک نواۃ پہنچ درم اسونو سیاپے فرمایا اللہ برکت دیوے تجھے کو ولیمہ کہ اگرچہ ایک ہی بکری کا ہونے کا ہوا شاید ولیمہ
 کے پاس رہنے سے عبدالرحمان کے بدن یا کپڑے پر زعفران لگ گئی ہوگی اور خنقیہ اور شافعیہ نے مرد کو زعفران لگانا
 منع رکھا ہے گو شادی میں سی اور مالکیہ نے کہا کہ کپڑے میں لگانا درست ہو لیکن بدن میں درست نہیں **عَنْ**
 أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَهْ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا أَوْ كَهْ عَلَى نِسَاءِ
 فَاتَّكَ ذَبْحَ نِسَاءِ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا برا ولیمہ اپنی کسی عورت کے نکاح میں کرتے

نہیں دیکھا تھا حضرت نذیر کے نکاح میں کیا اپنے ایک بکری کاٹ کر **ف** تو ولیمہ کی کوئی حد نہیں بقدر بقدر راد حق بنی
 ضرورت ہوتا کہ نا طیار کر سکتا ہے **ع** ابن ابی مالک التیمی صلی اللہ علیہ وسلم اذ کمل علی صفیۃ یسویق
 دتہم انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا حضرت صفیہ کا ستوا اور ہجر پر **ع** ابن ابی مالک
 قال شہدت للشیخ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ لیمۃ ما فیہا کرم ولا خبہ قال ابن ماجہ لم یحدث بام الا ابن
 عیینۃ انس بن مالک نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ولیمہ میں شریک تھا اس میں بزرگوں کی تعداد ۱۰
 ابن ماجہ نے کہا اسکو نہیں بیان کیا گیا سفسیان بن عیینۃ **ع** عائشہ و ام سلمہ قالتا امرنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ان یخیرنا فاطمۃ حتی ندخلہا علی عائشہ ناری البیت ففرشنا ثم ابانا من اعراض البیت انتم
 حشونا فرقتین لیفا ففرشنا بایدینا ثم اطعمنا ثم اوردینا وسقینا ما عدنا وعلمنا ان العود ففرشنا ورجلنا
 البیت یکتفی علی التورب یعلت علیہ الشفا ثم اریا عرسا احسن من عرس فاطمۃ ام المومنین حضرت عائشہ رضی
 اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت فاطمہ کی جنیر
 کی طیاری کریں اور ان کو لے جاویں حضرت مرتضیٰ کے پاس تو ہم کہیں ایک کوٹھری کی طرف اور بطی رسیدان کے کوٹھ
 سے نرم ٹہلی وہ اس کوٹھری میں بچپائی (گو یا میں فرشتہ تھا) بہر دو تکیے پہنے طیار کیے فرم کی چہال ان میں بہری اور
 اسکو تو ما پہنے اپنے ہاتھوں سے بعد اسکے پہنے (لوگوں کو) کھلایا کھجور اور انگور اور میٹھا پانی ملا یا اور ایک لکڑی پہنے
 لی وہ کوٹھری کے ایک کونہ میں لگا دی کپڑا ڈالنے کے لیے اور شاگ لٹکانے کے لیے اور ہم نے حضرت فاطمہ کی شادی
 سے اچھی شادی نہیں دیکھی **ف** سبحان اللہ دین اور دنیا کی بادشاہزادی اور اس کی شادی میں ہندو کم سامان اب
 اس نے اپنے میں غریب غریب آدمی کی شادی میں ہی اس کے کمین زیادہ سامان ہوتا ہے اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
 دنیا سے آپکو پاک رکھا اسی طرح آپ کی آل کو بھی اور جب تک جو ہمیشہ فقر اور فاقہ اور صائب میں مبتلا رہے کیونکہ آخرت
 کے خیر انہی کے لیے ہیں اور جو محدث میں ہو کہ حضرت فاطمہ کی شادی سے اچھی پہنے شادی نہیں دیکھی اسکا یہ طلب ہے
 کہ بے لکھنی اور خوشی اور رحمت کے ساتھ شادی ہو تو وہی شادی ہے اور جتنا لکھن زیادہ ہو اتنی ہی شادی کیا ہے
 بربادی ہے **ع** سہل بن سعد الساعدی قال دعا ابی اسید الساعدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم الی عرسہ فکان کما دہم العروس قالت تبدی ما سقیتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت
 انفتحت ثمرات من اللیل فلما اصبح صفتین فاسقیتھن ایاہ سہل بن سعد سعدی جو روایت ہے ابو اسید
 سعدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں بلایا تو سب لوگوں کی خدمت دو ملن ہی نے کی وہ دو ملن کہتی

نتی تم جانتے ہو میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا بلایا میں نے چند کجورین ات کو بھگودی تمہیں صبح کو میں نے ان کو صلا
کیا اور وہ شربت اکیلو پلایا **باب** إجابة الدعاء دعوت قبول کرنا چاہیے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَيْفَ الْإِسْلَامُ وَالْفَقْرَاءُ وَمَنْ لَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
نے کہا برا کہا نا ولیمہ کا کہا نا ہے جس میں مالدار لوگ بلا کر جاتے ہیں اور محتاج نہیں بلائے جاتے اور جس نے دعوت قبول
نہ کی اُس نے مافرا نی کی اسرار اُس کے رسول کی ف ہر چند ولیمہ کا کہا نا مسند ہے کیونکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ولیمہ کیا ہے مگر سکوبر کہا اسوجہ سے کہ اس میں مالداروں کی ہی دعوت ہوتی ہے اور محتاجوں کو کوئی نہیں پوچھتا تھا
ہو کہ عمدہ کہا نا وہ ہے جس میں محتاج ہی شریک ہوں خیر یہ بات تو صحابہ کی وقت میں تھی کہ صرف ولیمہ کے کہانے میں
محتاج کم شریک ہوتے لیکن اور کہانوں میں محتاج شریک ہتے ہمارے زمانہ میں تو ایک بڑی لذت پیدا ہوئی ہے
جس سے مسلمانوں پر رونا آتا ہے وہ یہ کہ کہانے ایصالِ ثواب کے لیے کیے جاتے ہیں اس میں بھی مالداروں اور امیروں
ہی کو بلائے ہیں اور محتاجوں کو ایک نوالہ ہی نہیں دیتے لاحولِ لا قوۃ بہا سیرت کو خاکِ ثواب ہو گا ملک اور عتاب
ہونے کا ڈر ہے سب کے عمدہ بات یہ ہے کہ محتاجوں کو دعوت میں زیادہ بلاوے اگر کچھ لوگ اپنی دوست ہشتا مالدار
ہی ہوں تو مضائقہ نہیں ہر چہ محتاج آدین تو ان کو بڑی خاطر داری کے ساتھ عمدہ عمدہ کہانے کہلا دی اور اگر
مکمل ہو تو خود ہی محتاجوں میں شریک ہو کر ان کے ساتھ کہا دی حضرت ابوہریرہؓ ہم وردی کو ایک ایسے کافر قیدیوں
کے ہم پر کہا نا لا دو کہ بیجا اونہوں نے کہا ان قیدیوں کے ہی ہاتھ دہلاؤ اور کہانے پر بٹھاؤ اور خود ہی ان کے نرم زمین
شریک ہو کر کہانے کے لیے بیٹھے **عَنْ** ابْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى
فَالْيَمَّةِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی قوم میں سے شادی کی دعوت
میں رو لیمہ میں بلایا جاوے تو قبول کرے **ف** بعضوں نے کہا احدیث کر دی ولیمہ کی دعوت قبول کرنا دھبی ہے
بعضوں نے کہا خیر کفار ہی اور بعضوں نے کہا خیر یہ دعوت خیر ہے اگر دعوت عام ہو تو قبول کرنا دھبی ہو گا کیلئے کہ اسکے نہ جانے
سے میزبان کی خاطر شکنی نہ ہوگی اور دعوت کا قبول کرنا سا قسط ہو جاتا ہے عذر کی وجہ سے مثلاً دعوت کا کہا نا مستحب ہو
یا وہاں زمرے مالدار حاضر ہوتے ہوں یا صاحب دعوت صحبت کے لائق نہ ہو یا دعوت کے مقصود حباب اور شکر ہوا
وہاں خلاف شریع کام ہوں جیسے فواحش کا جتماع قص وغیرہ **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلِيمَةُ أَوَّلُ يَوْمٍ مَرَحٍ وَالثَّانِي مَعْرِفَتٍ وَالثَّلَاثُ رِيَاءٌ وَرَبُّهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ اول دن حق ہے یعنی جسے ہر ایک اور دعوت کرنا یہ ان کے نزدیک

میں ہو گا جو ولیمہ کو دھڑکتے ہیں اور جو بدلت کھڑے ہیں وہ حق سے بیخبر ہیں کہ ایک دن ضرور ہی (اور دوسرے دن مستور کے موافق ہے) جو لوگ باقی بچ گئے ہیں ان کو کھلانے کے لیے) اور تیسرے دن کہلانا ہے اور سنانا یعنی شہر کے لیے یہ ریا ہے اور منع ہے **باب** اَلْمَدَامَةِ عَلَی الْبُکْرِ وَالْثَّيْبِ کنواری اور ٹیبہ پاس کیونکر ہے **ف** باب کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص پاس پہلے سی بی بی ہو اب ایک نئی بی بی اور کرے تو اگر وہ کنواری ہو تو سات دن تک اسکو پاس سے اور اگر ٹیبہ ہو تو تین دن تک ہر دونوں بی بیوں پاس باری باری ایک ایک روز رہا کرے شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور اس سے غرض ہے کہ نئی دولہن کا دل ملانا ضرور ہے اگر پہلے ہی ہر باری باری رہی تو اسکو وحشت ہو جائیگا اور اسے اور کنواری کا دل فردا میر میں ملتا ہے اسلئے سات دن اس کے لیے رکھو اور ٹیبہ کا دل جلدی مجاہد ہے تین دن اس کے لیے رکھو اور اس باب میں صحیح حدیثیں وارد ہیں لیکن جنہیں نے انکا خلاف کیا ہر اور اپنی عادت کے موافق عموم آیت و دلیل لی ہے فان خفتم ان لاتعد لوا ورم کتہ میں کہ یہ عدل کے خلاف نہیں ہے اور قرآن شریف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا اور اس باب کی حدیثیں مشہور اور متعدد صحابہ سے مروی ہیں تو کتاب السنہ کی تخصیص اُسے جائز ہوگی اور خود جنہیں نے مسیح ناصیہ کے باب میں اس قسم کی احادیث کو محبت لی ہے **عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ** قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلثَّيْبِ ثَلَاثًا وَلِلْبُكْرِ سَبْعًا اَنْس سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹیبہ کے لیے (جسے نئی شادی ہو) تین دن تین دن تین دن اور کنواری کے لیے سات دن (بہر برابر تقسیم کرے)۔ **عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ لَيْسَ بِكَ عَلَيَّ اَهْلًا كِهَ هَؤُلَاءِ اَرَضَيْتُ سَبْعَتُكَ وَاِنْ سَبْعَتُكَ سَبْعَتُ لَيْسَ اَيُّ الْمُؤْمِنِينَ اُمِّ سَلَمَةَ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُن کو نکاح کیا تو تین دن تک ان کو پاس سے اور فرمایا تو میرے نزدیک ذلیل نہیں ہے اگر تو چاہے تو میں سات روز تک تیرے پاس رہ سکتا ہوں (یعنی اور سات روز تک اس تین دن کے سوا) بہر میں اپنی سب عمر تو ان کے سات سات دن تک ہوں گا **ف** اور بے بعد تیری باری ادب کی اس میں بہت عرصہ ہوتا تھا لہذا ام المؤمنین نے اسکو قبول نہیں کیا اور کہا کہ بس تین دن آپ رہنا میرے پاس کافی ہے اب باری باری ایک ایک روز کے پاس ہر میرے پاس ہی آئے **باب** مَا يَقُولُ الرَّجُلُ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ اَهْلُكَ اَدَى اِبْنِ بِي بِي کے پاس جاوے تو کیا کہے **عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلًا كَمْ اَمْرًا اَوْ كَادَمَا اَوْ اَيَّةً فَلْيَاخُذْ بِمَا صَبَّحَ وَلَيْلًا اَللَّهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جُعِلَتْ عَلَيْهِ اَعْوُنِيكَ مِنْ بَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُعِلَتْ عَلَيْهِ** عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ**

و سلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے حاصل کرے جو رو یا غلام نوٹدی یا جانور تو اس کی پیشانی پر کہے اور کہے اللہم انی اس کا ایک اختیار
یعنی یا امیر میں اس کی بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں اور اس کی خلعت اور طبیعت کی سبکداری اور پناہ مانگتا ہوں تیری اس کی برائی
سے اور اس کی خلعت اور طبیعت کی برائی سے **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوَاقِحُ أَحَدِكُمْ
إِذَا أَمَرَتْهُ قَالَ اللَّهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا ذَرَفْتَنِي ثُمَّ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالِدٌ لَهُ يُسَالِطُ
اللَّهُ عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ أَوْ لَهُ يُخَوِّهُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ هَؤُلَاءِ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْزَأْ أَوْ تَقْرَأْ فِي كُتُبِ
أُخْرَى عَنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ هَؤُلَاءِ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْزَأْ أَوْ تَقْرَأْ فِي كُتُبِ
تَوَاسِعُ مَجْرُ الشَّيْطَانَ كَازُورٍ نَهْوَكَاشِطَانَ اسكو نقصان نہ پہنچ سکے گا **ف** نقصان شیطان کا کسی صورت میں
ہوتا ہے ایک یہ کہ بچہ کو بچپن میں گمراہ کرے اور کفر اور فسق اور عقوق والدین میں مبتلا کرے دوسرے جب وہ پیدا ہو تو
اسکی کو کہہ میں کو بچے تیسرے مرگی کا عارضہ اسکو لگا دو چوتھی یہ کہ باپ کے ساتھ خود ہی جہاد میں شریک ہونا کہ بچہ کے
لفظے میں اپنا اثر ہو جاوے مجاہد کو منقول ہے کہ جو شخص جماع سے پہلے اس کا نام نہیں لیتا تو شیطان مرد کے ذکر پر لبٹ
جاتا ہے اور جماع میں اس کا شریک ہو جاتا ہے اور امید ہے کہ یہ دعا پڑھنے سے سب نقصانوں کی حفاظت ہوگی **بَابُ**
الَّتِي تَرُونَهَا لِحَاجَةِ جَمَاعَةٍ كَقِيَمَتِ سِتْرٍ أَوْ بَرْدٍ أَوْ شَيْءٍ كَرَامَةٍ یعنی بالکل برہنہ نہ ہونا جانور دن کی طرح ایسا کرنا مستحب
ہے گو اپنی بی بی کے سنگسارنگا ہونا بھی درست ہے **عَنْ** يَحْيَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ اخْطَعْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجِكَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَلا تَزِيهَا أَحَدًا فَلَا تَزِيدُهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَإِنْ كَانَ أَحَدٌ نَاخِلِيًّا قَالَ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ بَرْنِ حَكِيمٍ نَسَبُ بَابُ رَوَيْتُ كَيْفَ
نَ دَاوُدَ سَ مَیْنُ کَہَا یَا رَسُوْلَ اللہ یہ ہماری شہرگاہیں ہیں یعنی عورتیں انہیں سے ہم کیا کدول سکتے ہیں اور کیا چھاپاؤں
آپ نے فرمایا ہمیشہ اپنی عورت کو چھاپے رکھ رہے ہیں قبل اور دبر کو اور بعضوں نے کہا ان کو بھی بعضوں نے کہا مات
کو بھی بعضوں نے کہا گھسنے کو بھی اگر اپنی بی بی سے یا نوٹدی سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر لوگ ملے جا رہے
ہوں (جیسے ماتیوالے ایک گھر میں رہتے ہیں) آپ نے فرمایا اگر تو یہ کر سکے کہ تیری عورت کو کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی
کر کوئی نہ دیکھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی ہم میں سے اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو امیر و مشرک کرنا چاہیے
لوگوں کو زیادہ **ف** تو آپ نے کسی طرح کشف عورت کی اجازت نہ دی اب جو لوگ حمام میں نہلا ہوا لڑن یا حمام کے
ساتھ ننگے ہو جاتے ہیں یا عورتیں ایک دوسرے کے سامنے یہ شرع کے روئے بالکل منع ہے اور حاکم وقت کو اس پر پھیل

فانوا اخرکم انی شئتکم اور ہم کہتے ہیں کہ اسکی تفسیر دوسری ہو جو آگے منقول ہوگی اور حرث کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پیدا ہو
 وہ کہتے ہیں یعنی قبل اور دربر فرشتے ہیں یعنی نجاست اور امام سیوطی نے تفسیر درمنثور میں کئی روایات اسکی اباحت میں نقل
 کیے ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں **عَنْ** حُزَيْمَةَ بْنِ قَبِيَّةٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا
 يَكْتُمُكَ مِنْ لَحْنٍ ثَلَاثَ حَرَاثٍ لَا تَأْكُلُوا اللَّيْسَاءُ فِي أَذْبَادِهِنَّ خَزِيمَةَ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعْتُ رُوَيْتَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 أَلَمْ وَسَلَّمَ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سچی بات سے شرم نہیں کرتا تین بار یہ فرمایا استجماع کرو عورتوں سے انکی دیر میں **ف**
 اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاة ضعیف ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ الْمُشْكَدِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَتْ
 يَحْضُو تَقُولُ مَنْ أُنِي أَمْرًا فِي قُبُلِهِمَا مِنْ دُورِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَانْزَلَ اللَّهُ سُحُبًا لَهُ لِسَانُكُمْ كَحَرَكِ
 لَكُمْ نَأْتُوا حَرَثَكُمْ أَنْ شِئْتُمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ رُوَيْتَ هُوَ يَدِينُ كَمَا يَهْتَدِي قَتَادَةُ تَهَاوُجُ كَوَيْ أُنِي عَوْرَتِ جَمَاعٍ كَرَسَا
 کے قبل میں دبر کی طرف سے توڑ کا ترچیا پیدا ہوگا (احول) اب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لساؤ کم حرث نکم فانوا اخرکم
 انی شئتکم انصار بی بیو کی پیروی کرتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی دبر کی طرف سے قبل میں جماع کرے تو لڑکا
 ہوگا اللہ نے اسکو باطل کیا اور قبل میں ہر طرح سے جماع کو جائز رکھا امام احمد نے روایت کیا کہ انصار کی ایک عورت نے
 آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا عورت کے قبل میں کوئی جماع کرے دبر کی طرف سے تو آپ نے یہ آیت پڑھی
 اور حضرت عمر نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کیوں انہوں نے کہا میں نے اپنے پالان (عورت
 کو اولاد کیارات کو آپ کے کچھ جواب نہ دیات یہ آیت اتاری یعنی اختیار ہے اگر سے جماع کرو یا کچھ لیکن دخول ضرور ہے کہ قبل
 میں ہوا اور فرمایا کچھ حیض سے اور دوسرے نکال اسکو امام احمد اور ترمذی نے تو یہ طلب آیت کا یہ نہیں ہے کہ دیر میں دخول کرنا
 جائز ہی جیسا مخالفین نے سمجھا طیبی نے کہا اگر دیر میں جماع کیا اجنبی عورت سے تو مثل زنا کے ہے اور جو اپنی عورت یا لونڈی
 سے کیا تو امر حرام کا ترکیب ہوا لیکن اسے چرند نہ ہوگی اور نووی نے کہا کہ مفعول اگر ضعیف یا مجنون ہو یا زبردستی اس پر کیا
 جادو تو اسے چرند نہ ہوگی **بَابُ** الْغُرْلِ غُلَّ كَابِيَان **ف** وہ یہ کہ انزال کی وقت ذکر کو باہر نکال لو یہ تاکہ عورت حاملہ
 نہ ہو **عَنْ** أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْغُرْلِ فَقَالَ أَوْ تَفْعَلُونَ
 عَلَيْهِمُ الْآفَعَالُ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ قَضَى اللَّهُ لَهَا أَنْ تَكُونَ إِلَّا لَهَا كَانَتْهُ أَبُو سَعِيدٍ خُدْرِي سے روایت ہے ایک
 شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا غل کو آپ نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو کچھ قباحت نہیں اگر ایسا کرتے ہو اسلئے
 کہ جس جان کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے پیدا کرنا چاہا ہے تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور پیدا ہوگی **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ
 عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ يَخْزِلُ جَابِرُ رُوَيْتَ هُوَ غُلَّ كَابِيَان كرتے تھے اور قرآن اتر کرتا تھا

(آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو اگر عمل منع ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُسکی ممانعت کرتا) **عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ كَيْفَ لَعْنِ الْخُرَّةَ إِلَّا بِإِذْنِهَا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے منع کیا آزاد عورت سے غزل کرنے سے مگر اُسکی اجازت سے **وَالْبَتَّةَ لَوْ تَدَىٰ سِرِّ اسْكِي** اجازت کے بغیر ہی غزل درست
 ہے اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ غزل بکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے اور بہت صحابہ اور تابعین سے اُسکی اجازت ہی منقول ہے اور سلم
 نے جدامیرت وہ ہے نکالاکہ لوگوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا غزل کو آپ نے فرمایا یہ پوشیدہ واد ہے
 (یعنی زندہ گاڑنا) اور جابر کجہریش سے جواز نہیں نکلتا شاید اُن کو ممانعت کی خبر نہ ہوئی ہو سیطاح ابو سعید کی حدیث سے
 وہ مجمل ہے بعضوں نے اس سے ممانعت نکالی ہے اور احمد اور ترمذی اور نسائی نے نکالاکہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غزل
 میں کیا تو اُسکو پیدا کرتا ہے کیا تو اُسکو روزی دیگا لفظہ کو رکھ دے جہاں اُسکی جگہ بکھینکے پیدا ایش تقدیر سے ہوتی ہے
 اور احمد اور سلم نے اسامہ بن زید سے نکالاکہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور بولا میں غزل کرتا ہوں اپنی
 عورت سے آپ نے فرمایا کیوں وہ بولا میں ڈرتا ہوں اُسکو بچہ پر آپ نے فرمایا اگر یہ نقصان کرتا تو فارس اور روم کو نقصان کرتا
 اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجماع ہے سہرہ کہ آزاد عورت سے غزل نہ کیا جاوے مگر اُسکی اجازت سے بدلیل حدیث حضرت عمرؓ کے
 لیکن اس کی اسناد میں ابن اسامہ ضعیف ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ عورت کو جماع میں کچھ حق نہیں ہے **بَابُ لَا**
تُكْرَهُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَتِهَا وَ عَلَى خَالَاتِهَا یہو یہی نکاح میں ہوتا اُسکے اور بہتیجی کو نہ لاوے اور خالہ نکاح میں ہوتو اس
 کے اور بہانجی نہ لاوے **وَفِي** یعنی حمیم نکرے یہو یہی اور بہتیجی اور خالہ اور بہانجی میں جیسے دو بہنوں میں حمیم نکرے اور
 قاعدہ اسکا یہ ہے کہ اون دو عورتوں کا جماع جائز نہیں جن میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کریں تو دوسرے سے
 اُسکا نکاح جائز نہ ہو پس اگر جمیم کرے ایک عورت میں اور اسکے باپ کی جو دو میں یا ایک عورت میں اور اسکے بیٹے کے
 جو دو میں تو کچھ قباحات نہیں ہے **عَنْ** **يُونُسَ بْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُمْ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَتِهَا**
وَ عَلَى خَالَاتِهَا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی
 بہو یہی پر اور نہ اپنی خالہ پر **وَفِي** یعنی خالہ نکاح میں ہوتو اُسکی بہانجی کو نکاح نہ کرے البتہ اگر خالہ مر جاوے یا اُسکو طلاق
 دیدیوے تو بہانجی سے نکاح کر سکتا ہے سیطاح جب یہو یہی نکاح میں ہوتو بہتیجی سے نکاح کرے ترمذی نے کہا اکثر
 اہل علم کا یہی قول ہے اور میں اس سلسلہ میں اختلاف نہیں جانتا اور شافعی اور قسطنطینی اور ابن عبد البر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے
عَنْ **أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَنْ زَيْنَبَ كَأَنَّهَا** **أَنَّ كَجَمْعَةِ التَّوَجُّلِ بَيْنَ**
الْمَرْأَةِ وَ عَمَتِهَا وَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَ خَالَاتِهَا ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے آپ نے فرماتے تھے وہ نکاحوں میں ایک ہے کہ مرد جمیع کرے بیٹی بھی اور بیوی میں دوسرے یہ کہ جمیع کرے خالہ اور بہانجی میں نہ
 اس طرح جائز نہیں ہے جمیع عورت میں اور اس کے باپ کی خالہ یا بہن بھی میں اور وجہ عدم جواز کی یہ کہ سوکن ہونے سے اکثر عداوت
 پیدا ہوتی ہے پس ما تاتوا ناطرے کا **عَنْ** ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَتِهَا كَالْعَمَلِ خَالَاتِهَا ابُو موسى اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 نہ نکاح کیجا و عورت اس کی بیوی پر اور نہ نکاح کی خالہ پر **بَابُ** الرَّجُلِ يُطْلَقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَرْجُوهُ فَيُطْلِقُهَا قَبْلَ
 اَنْ يَدْخُلَ بِهَا اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْاَوَّلِ اِذَا كَانَ اِيك شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دی اُس عورت نے دوسرے سے نکاح کیا لیکن دوسرے
 حاند نے جماع سے پہلے اس کو طلاق دیا تو پہلے خاند کو اُس سے نکاح جائز ہے یا نہیں اگر صحبت کرے دوسرا خاند بھر
 طلاق دیوے تو پہلے خاند کو نکاح کرنا جائز ہے **عَنْ** عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً رَفَاعَةَ الْقُرَيْشِيِّ جَاءَتْ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ عِنْدَ رَفَاعَةَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَیْتُ طَلَاقِیْ فَتَرْجُوْهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ
 الْکَلْبِ اِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هَذِهِ الثَّوبِ فَتَبَّيْنَتُہُمُ الشَّيْءُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَقَالَ اُرَّیْدِیْنِ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلَیْ رَفَاعَةَ
 لَا حَیْثُ تَدْرُیْ عَسِیْکَلْتِ وَایْدُوْقِ عَسِیْکَلْتِ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ
 قرظ کی بی بی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں فاعہ پاس تھی اُس نے مجھ میں طلاق دی پھر
 میں نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کیا اُن کے پاس تو ایسا ہے جیسے کپڑے کا سرا یعنی اُن کی ذکر نرم ہے وہ جماع نہیں کر سکتے
 یہ سن کر آپ نے قسم فرمایا اور فرمایا کیا تو پھر فاعہ پاس جانا چاہتی ہے یہ نہیں ہو سکتا جب تک عبد الرحمن کا فرہ تو نہ چکے اور
 وہ تیرا مزا چکے **ف** یعنی جماع کرے اور جماع میں حشفہ کا غائب ہونا کافی ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور ابن سبیب
 منقول ہے کہ جماع کی حاجت نہیں صرف شوہر ثانی سے نکاح کافی ہے اب وہ حلال ہو جاوے گی شوہر اول کے لیے کیونکہ قرآن
 میں تکلم کا لفظ ہے اور ہم کہتے ہیں تکلم سے مراد جماع ہے اور فاعہ کی صحیح حدیث اس کی دلیل ہے اور عید کا قول اعتبار
 کے لائق نہیں ہے **عَنْ** ابْنِ عمر عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فی الرَّجُلِ یُطْلَقُ لَهَا الْمَرْأَةُ فَيُطْلِقُهَا بِاَمْرٍ وَجَعَلَ
 رَجُلٌ فَيُطْلِقُهَا قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ بِهَا اَنْ یَرْجِعَ اِلَى الْاَوَّلِ قَالَ لَا حَیْثُ یَدْرُیْ دَوْقِ الْعَسِیْکَلَةِ ابْن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مسئلہ میں اگر مرد کی ایک عورت ہو جس کو وہ طلاق دیوے (یعنی تین طلاق) پھر اُس سے
 ایک دوسرا مرد نکاح کرے اور وہ داخل سے پہلے اس کو طلاق دیدیوے تو وہ پہلے خاند کے پاس پھر جاسکتی ہے۔ ہرگز نہیں
 پھر جاسکتی جب تک دوسرے خاند کا مزا نہ چکے (یعنی اس سے صحبت نہ ہو) **بَابُ** الْحَمْلِ وَالْحَمْلُ لَهَا حَلَالٌ کُلُّ
 دوسرے اور جس کے لیے حلال کیا جاوے وہ دونوں کا بیان **ف** جب کوئی اپنی بی بی کو تین طلاق دیدیوے تو اب ضرور ہے

کہ وہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور اس سے رجوع کرے اور اس کے بعد اگر دوسرا خاوند طلاق دے دے تو وہ عورت پہلا خاوند سے بہر نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسرا خاوند جو نکاح کرے وہ حلال کی نیت سے نہ کرے نہ حلال کی بشرط زبان ہو لگا دی و نہ نکاح ناجائز ہوگا اور بعضوں کا کہنا کہ زبان ہو اگر بشرط لگا دے تو منع ہے لیکن اگر صرف نیت ہو حلال کی تو قباحت نہیں بہر حال حلال کا نکاح حرام ہے اور ایسا کرنے والا اور جس کے لیے کیا جاویں دو نولعون ہیں **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُلَّالَ وَالْمُخَلَّلَاتِ** کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی اس شخص جو حلال کرے اور جس کے لیے حلال کیا جاویں **عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُلَّالَ وَالْمُخَلَّلَاتِ** کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عَنْ عَقِبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْبَبَ كُفْرًا يَتَّبِعُ الْمُسْتَعَارَ قَالَ الْوَيْلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُوَ الْخُلَّالُ لَعَنَ اللَّهُ الْخُلَّالَ وَالْمُخَلَّلَاتِ** کہ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو نہ بتلاؤں مانگا ہو اکبر کیا ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں بتلایے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا وہ حلال کرنے والا ہے لعنت کرے اسے حلال کر نیوالے پر اور جس کے لیے حلال کیا جاویں اس کے سنا دین صحیح بن عثمان ضعیف ہے اور بعضوں نے کہا وہ مرسل ہے اور احمد اور نسائی اور ربیع نے جو کہ نے ابن مسعود سے ایسا ہی نکالا اسکو صحیح کہا ابن القطان اور ابن دقیق العید نے اور احمد اور بیہقی اور زبیر اور ابن ابی حاتم اور ترمذی نے علل میں ابوبہریرہ سے ایسا ہی نکالا اور بخاری نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم اور طبرانی و ابویوسف میں نکالا حضرت عمر سے کہ حلال کر نیکو زمانہ سمجھتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت عمر سے صحیح ہوا انہوں نے کہا میرے پاس حلال کر نیوالا ایسا جس کے لیے حلال کیا جاویں لایا جاویں میں اسکو جرم کروں اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور ابن منذر نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے نکالا انہوں نے کہا دونوں راوی ہیں اور ابن تیمیہ نے اس باب میں ایک سال لکھا اسکا نام ہے بیان الدلیل علی البطلان التحلیل ابن قیم نے کہا حلال کا نکاح کسی مدت میں مباح نہیں ہوا اور کسی صحابی نے نہیں کیا نہ اسکا فتویٰ دیا اور افسوس ہے کہ اس زمانہ میں لوگ حلال کا نکاح کرتے ہیں اور وہ عورت جو حلال کراتی ہے گویا دوا میدون میں سے زنا کراتی ہو ایک حلال کرنے والے سے دوسرے بہر اپنے پہلے خاوند سے اور اسد بہا میں کہے اس وقت سے **بَابُ كَيْفَ مِّنَ الرِّجَالِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** دودہ پلانے وہی حرمت ہوتی ہے جو نسب سے ہوتی ہے **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرِّجَالِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دودہ پلانے سے بھی وہ لوگ محرم ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے محرم ہوتے ہیں **فَصِيْرَانِ**

ہیں وغیرہ نیک بی صاغت میں جابر و عتین حرام نہیں ہیں جو نسب میں حرام ہیں ایک تو اپنی بہائی کی رضاعی ماں اور بہائی کی
نسبی ماں حرام ہے کس لیے کہ وہ یا اپنی ہی ماں ہوگی یا باپ کی جو رو ہوگی اور دونوں محرم ہیں دوسرے پوتے یا نواسے کی رضاعی
ماں اور پوتے یا نواسے کی نسب میں حرام ہوگی کس لیے کہ وہ بہو ہوگی یا بیٹی تیسری اپنی اولاد کی نانی یا دادی رضاعی اور
اولاد کی نسب میں نانی یا دادی حرام ہے کیونکہ وہ اپنی سانس ہوگی یا ماں چوتھی اپنی اولاد کی رضاعی بہن اور نسب بہن
اپنی اولاد کی حرام ہے کیونکہ وہ بیٹی ہوگی یا ربیبہ اور بعض علماء نے اور عورتوں کو بھی بیان کیا ہے جو رضاع میں
حرام نہیں ہیں جیسے چچا کی رضاعی ماں یا پوپھی کی رضاعی ماں یا ماموں کی رضاعی ماں یا خالہ کی رضاعی ماں مگر نسب
میں سبب حرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ کہ جو رشتہ محرمات کی اس آیت میں مذکور ہیں حرمت علیکم امثالکم خیر تاکہ
سبب رضاع کی وجہ سے بھی محرم ہو جاتی ہیں اور جن عورتوں کا اور بیان ہوا وہ اس آیت میں مذکور نہیں ہیں **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدَ عَلَيْهِ مِنْ حَمْزَةٍ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَابْنَةُ
يَحْدُمٍ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَكْفُرُ مِنَ الشَّيْبِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاح
دی گئی حمزہ بنت عبد المطلب کی بیٹی سے پیام دینے کی (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلاح دی تھی) آپ نے فرمایا وہ تو میرے
رضاعی بہائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حمزہ نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اور رضاعت
سے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب حرام ہوتے ہیں **عَنْ** اُمِّ حَبِيبَةَ حَدَّثَنَا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَكُونَ لِي خَيْرَ عَمَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ قَالَتْ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَسْتُ
لَكَ بِمَحَلَّةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ شَرِكِي فِي خَيْرِ أَخِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَجُوزُ لِي قَالَتْ
فَلَا تَأْخُذْ بِأَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ دَرَّةً وَبَنْتُ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ بَنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا لَوْ كُنْتُ لَنَبِيَّتِي فِي خَيْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ أَرَضَعْتَنِي وَأَبَاهَا
تَوَسَّيْتُ فَلَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ أَخَاكَ لَنْ وَلَا بَنَاتِكَ اُمِّ حَبِيبَةَ اَلْمُؤْمِنِينَ (معاذ کی بہن) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا میری بہن غزہ سے نکاح کر لیجیے آپ نے فرمایا کیا تو اسکو پسند کرتی ہے انہوں نے کہا جی ہاں کچھ مین اکیلی آپ
پاس نہیں ہوں (کہ اور سو کن کا ہونا پسند کروں بلکہ آپ کی تو بہت بی بیان ہیں) پھر میرے ساتھ اگر بہتری میں میرے
بہن شریک ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے (اور غیر عورتوں کے شریک ہونے سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے
لیے درست نہیں ہے (کیسے کہ دو بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں اور ام حبیبہ نے یہ خیال کیا کہ شاید حاصل آپ کے لیے یا امر
جائز ہو) ام حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ باتیں کرتے تھے کہ آپ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا

دوہ ام سلمہ کی بیٹی انوکھ کا ہاں آپؐ نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ بھی نہ ہوتی جب بھی مجھ پر درست نہ ہوتی اس لیے کہ وہ میری رضاعی بہائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور اسکے باپ (ابو سلمہ) کو دونوں کو تو میرے دودھ پلایا تا تو میرے سامنے پیش نہ کر دو اپنی بہنوں کو اور اپنی بیٹیوں کو کہ کیونکہ وہ میرے لیے درست نہیں ہو سکتیں بہنیں تو اس وجہ سے کہ دو بہنوں کا نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں اور بیٹیاں اس لیے کہ وہ میری ربیبہ ہوئیں اور ربیبہ حرام ہے نص قرآنی۔ ربیبہ لڑکی جو جوڑ کی ہو پہلے خاندان سے عَنِ امِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُوْا اُمُّ حَبِيبَةَ دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب لَا تُحَدِّثُ الْمَصَّةَ وَلَا الْمَصْتَانَ** ایک بار یادو بار دودھ چوسنے کی حرمت ثابت نہیں ہوتی **ف** جب تک پانچ بار نہ چوسے ابن مسعود اور عائشہ اور عبد اللہ بن زبیر اور عطاء اور طاوس اور سعید بن جبیر اور عروہ اور لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابن جرم اور ابو الجوزی کا یہی قول ہے اور حضرت علیؑ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور ابو حنیفہ اور جہور علی کا یہ قول ہے کہ مدت رضاعت میں قلیل اور کثیر سب سے حرمت ہو جاتی ہے حسبِ وہ پرٹ میں چلا جاوے اور بعضوں نے کہا میں بار سے کم میں حرمت ثابت نہیں ہوتی اور بعضوں نے کہا دس بار سے کم میں اور یہ مذہب شافعی ہے اور حضرت عائشہ اور حفصہ ایک قائل تھیں عَنِ امِّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَدِّثُ الرِّضْعَةَ وَلَا الرِّضْعَتَانِ اَوْ الْمَصَّةَ وَالْمَصْتَانَ اُمُّ الْفَضْلِ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار دودھ پینا یا ایک بار دودھ پچڑنا یا دو بار حرام نہیں کرتا عَنِ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحَدِّثُ الْمَصَّةَ وَالْمَصْتَانَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسا ہی مروی ہے عَنِ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْهَا اَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَسْقُطْ لَاحِدٌ مِنْ اَعْيُنِ رِضَاعَاتٍ اَوْ خُمْسِ مَعْلُومَاتٍ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عائشہؓ نے کہا پہلے قرآن میں یہ آیت تھی ہر اس کا پڑھنا سو قوف ہو گیا کہ حرام نہیں کرتا مگر دس بار دودھ پینا یا پانچ بار پینا **ف** جب کا پینا بالیقین معلوم ہو حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں مطلق ہے ارضتکم اور یہ تامل ہے قلیل اور کثیر سب کو اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث صحیحہ اور شہوہ ہے تو اس سے تخصیص ہو گئی قرآن کی اور سلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ پہلے قرآن میں دس بار دودھ پینا اور تا پانچ بار پینے سے وہ حکم منسوخ ہوا اور حضرت کی وفات تک پانچ بار پینا حلالی تھی قرآن میں تو اب یہ حکم ٹرکا پانچ بار سے کم حرام نہ کر گیا اور یہ احادیث کہ ایک یا دو بار دودھ پینا حرام نہیں کرتا اور کسی نمبر پر ہوگی نہ مخالف اور مطلب ان کا یہی ہو گا کہ ایک یا دو یا تین یا چار یا تا تک حرام نہیں کرتا اور حدیث سے یہی نکلا کہ بعضے تین کی تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن حکم باقی ہے حیوایت رحم اور آیات اب تو حنفیہ کو یہ کہنے کا یہی موقع نہ رہا کہ قرآن میں مطلق ہے کیونکہ خود قرآن ہی سے یہی ثابت ہے کہ پانچ بار سے کم میں حرمت نہیں ہوتی **باب رَضَاعُ الْكَيْسِ طَرِيقُ آدَمِ** کو دودھ پینے

کا بیان عن عائشہ قالت جَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سَهْلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِذَا جُرِئَ عَلَيَّ حَلْفُيَ الْكَوَاهِيَةِ مِنْ دُخُولِ سَالِمٍ عَلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ قَالَتْ كَيْفَ أَرْضِضُهُ وَهُوَ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِمْتُ أَنَّهُ رَجُلٌ كَبِيرٌ فَقَعَلْتُ مَا تَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَرَيْتُ فِي وَجْهِ إِبْنِ حَلْفَيْهِ شَيْئًا الْكُوهُ بَعْدَ وَكَانَ شَهِيدًا لَهَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ابو حذیفہ (اپنے خاوند) کے چہرے پر پراغنی باقی ہوں سالم کے ہماری پاس آنے سے یہ نہ کہ اپنے فرمایا تو سالم کو دودھ پلاؤ اُس نے کہا میں کیونکر اسکو دودھ پلاؤں وہ بڑا آدمی ہے اپنے بسم فرمایا اور کہا میں جانتا ہوں کہ وہ بڑا آدمی ہے آخر سہلہ نے ایسا ہی کیا یعنی سالم کو اپنا دودھ پلا دیا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ میں نے ابو حذیفہ کے مونہ پر اُسکے بعد وہ بات نہیں پائی جسکو میں برا جانوں ابو حذیفہ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے اس باب میں کئی صحابہ سے مروی ہے جیسے حضرت عائشہ سہلہ بنت سہیل زینب بنت ام سلمہ سے اور ان سے بہت تابعین نے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ کے پاس ایک جوان لڑکا آیا کرتا تھا ام سلمہ نے کہا میں نے اسکا آنا پسند نہ کیا اور ان سے کہا انہوں نے کہا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جال بلی معلوم نہیں ہوتی ابو حذیفہ کی عورت نے آپ سے عرض کیا کہ سالم میرا بیٹا ہے اب وہ جوان مرد ہو گیا ہے اور ابو حذیفہ کو دلین اس کی طرف رشک گذتا ہے اپنے فرمایا اس کو دودھ پلاؤ تاکہ وہ تیرے پاس آیا کرے اور بخاری نے بھی حضرت عائشہ سے ایسا ہی نقل کیا اور حضرت علی اور عائشہ اور عروہ بن الزبیر اور خطاب بن ابی رباح اور لیث بن سعد اور ابن علیہ اور داؤد ظاہری اور ابن خزم کا قول ایسا ہی ہے یعنی بڑے آدمی کو دودھ پلا دینا ایسے کہ اس سے پردہ کی ضرورت نہ ہو جائز ہے اور الحمد للہ کا بھی یہی مذہب ہے اور وہ کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کو دودھ پلا دینے سے نظر جائز ہو جاوے گی البتہ حرمت ثابت نہ ہوگی حرمت جب ہی ہوگی کہ دو برس کے اندر دودھ پلاوے اور جب مہر علماء اور حنفیہ نے اسکا خلاف کیا ہے اور دلیل لی ان حدیثوں سے جن میں یہ ہے کہ دو برس کے بعد رضاعت نہیں ہے اور ابن سعونے کہا اس شخص کے باب میں جس کے مونہ میں اپنی بی بی کا دودھ چلا گیا تھا اور ابو موسیٰ نے حرمت کا فتویٰ دیا تھا کہ رضاعت نہیں ہے مگر جو بزرگ کے اندر ہوں کالاسکو ابو داؤد نے اور حضرت عمر نے کہا اس شخص کے بارے میں جب کی بی بی نے سو کن کو دودھ پلا دیا تھا کہ وہ تیری بی بی ہے ایسے کہ رضاعت چھپن میں ہے یہ روایت موطا میں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں ہمارے مذہب کے خلاف نہیں ہیں کیلئے کہ غرض اسنے یہ ہے کہ رضاعت سے حرمت نہیں ہوتی مگر جو دو برس کے اندر ہو اور ہمارا یہی قول ہے اور کبیر (بڑے آدمی) کو دودھ پلا دینے سے وہ حرام نہیں ہوتا لیکن

اسکا آنا جائز نہیں درست ہو جاتا ہے اور اس سے پردے کی ضرورت نہیں رہتی اور جیسا حاجت ان ٹپسے تو یہ حکم نہایت سنا ہے جس پر ابو حنیفہ کچھ حدیث میں ہے ان کی بی بی نے کہا میں نے سالم کو چھپن سے پرالانا اور ابو حنیفہ نے اسکو میٹا لیا تھا اب وہ بڑا ہو گیا ہے اور بغیر اسکے آکر ہوئے بن نہیں پڑتا امام ہمام ابن تلمیذ اور ابن قیم نے بھی اسکو ترجیح دیا ہے کہ جب ضرورت ان ٹپسے تو اس حدیث پر عمل ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں آسانی ہے اور حنفیہ جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں حوالہ کا یہ لکھا ہے اِنَّ اَنْ تِلْكَ الرِّضَاعَةَ آیا ہے تو دوسرے تک رضاعت کا اتمام ہو جاتا ہے اب اسکو بعد کیوں کر رضاعت درست ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں وہ رضاعت مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہوتی ہے وہ تو بیشک دوسرے پر ختم ہو جاتی ہے دوسرے کہ کبیر کی رضاعت کا بھی حکم قرآن ہی میں اترتا جیسے اگر کچھ حدیث سے معلوم ہوگا لیکن اسکی تلاوت جاتی رہے جس وقت کہ حکم کی تلاوت جاتی رہی ہے کہ سالم کی حدیث شہوہ کو کئی صحابہ روایت کی ہے پھر ان شریف ثروت حدیث کے دوسرے جازر ہوگی اور افسوس ہے کہ حنفیہ اچھڑی حدیث پر تو یہ اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اہل حدیث پاس اسکو ثبوت کے لیے آیت اور احادیث اور اقوال صحابہ موجود ہیں لیکن انکے امام ابو حنیفہ نے جو رضاعت کی مدت کو اڑھائی برس تک کہا ہے اور وظائف کتاب کے چھ مہینے اپنی طرف سے بڑے ہیں اسکی دلیل نہ آیت ہے نہ حدیث نہ اقوال صحابہ سے پس حنفیہ خود انچو مل میں شر مادیں وہ کس سونہ سے دوسرے پر اعتراض کرتے ہیں اور خود سب زیادہ قابل اعتراض میں عن عائشۃ قَالَتْ لَقَدْ تَزَلَّتْ اَيْهَ النَّجْمِ وَرِضَاعُهُ اَلْكَبِيرُ عَشْرًا اَوْ لَقَدْ كَانَ حَقِيْقَةً تَحْتَ سِرِّي فَمَا كُنَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَكُنَّا عَلٰنًا مَعُوْذِمٌ دَخَلَ كَلْبًا اَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَہ سے روایت ہے کہ جس کی آیت تری اور بڑی آدمی کو دس بار دودھ پلادینو کی اور یہ دونو آیتیں ایک کا غدر پر لکھی تھیں میرے تخت کے تلے جب ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ہم آپ کے وفات میں مشغول تھے تو گھر کی پٹی ہوئی بکری آمی اور وہ کاغذ کما گئی ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ یہ حکم ہی قرآن مجید میں اترتا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہادت اسباب میں کافی ہے اور وہ بڑی عالم تھیں دین کے عالموں میں سے اور صاحب حفظ اور صاحب عقل تھیں اور فقیر تھیں راضی ہوا اللہ تعالیٰ ان سوا سب اہل حدیث میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی آدمی کے لیے کیسی جازر رکھا کہ وہ اجنبی عورت کے پستان میں نہ لگا دے اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں اسکی تصریح کہاں ہے اور جائز ہے کہ ابو حنیفہ کی بی بی نے دودھ پھر کر انکو پلادیا ہو اگر چاہتی ہے ہی بلایا ہو تو کچھ حاجت نہیں جیسا کہ ان کے بچپن سے بڑے ہوئے اور مثل بیٹے کے تھے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ایسا کیا اور اہل ایمان کا یہ کام نہیں کہ احادیث میں ایسے وہی احتمالات نکالیں اور انکو رد کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر حدیث ہمارے سرور انکھوں پر ہے گو ہماری رسم و رواج بلکہ ہمارے باپ دادا تمام

حاذان کے تمام ملک کے خلاف ہو سب کو چھپر پر چھپر ہمارے جان ہماری عزت ہماری اولاد سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہے قصہ حق ہے یا اللہ اپنے پیغمبر کا عشق ہم کو عطا فرما اور اس پر شب و روز ثابت قدم رکھ آمین ظاہر یہی ہے کہ ابو حذیفہ کی بی بی نے سالم کو چپاتی سے دودھ پلایا کیونکہ پہلے انہوں نے عذر کیا تھا کہ میں اس کو دودھ کیونکر پلاؤں وہ بڑا ہے اگر چھوڑ کر پلانا منظور ہوتا تو اس عذر کا کوئی محل نہ تھا اور ممکن ہے کہ انہوں نے یہ خیال کیا ہو کہ عورت کا دودھ بڑے آدمی کے لیے حلال نہیں ہے اور حدیث میں یہی نکلا کہ عورت کا دودھ حلال ہے اور بڑے آدمی کو بھی اس کا پینا درست ہے خصوصاً صاحب علاج کے لیے ضرور بڑے **باب** لا رِضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ دودھ چھٹنے کے بعد پھر رضاعت نہیں ہے **ف** یعنی دو برس کے بعد پھر رضاعت نہیں ہے سبب کی حدیثیں اگلے باب کے خلاف ہیں اور جمہور علماء کے موافق ہیں لیکن ابی الحدیث وہی جو اب دیتی ہیں جو اب پر گذر کہ بیان رضاعت سے وہ مراد ہے جس سے نکاح کی حرمت ہو اور وہ بل شک و برہن کے بعد نہیں ہے *

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَتْ هَذَا أَخِي مَا لَ أَنْظَرُ مِنْ تَدْخُلَنِ عَلَيْهِ فَإِنَّ الرِّضَاعَةَ مِنَ الْإِجَاعَةِ أَلْ حَضْرَتُ صَاحِبِ السَّلَامِ حَضْرَتُ امِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَضِيَ اللہ عنہا کے پاس گئے ان کے پاس ایک مرد بیٹھا تھا آپ نے فرمایا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ میرا بھائی ہے اپنے فرمایا دیکھو تم کن لوگوں کو اپنے پاس لے دیتی ہو رضاعت تو سہیقت ہے حسب آدمی کی غذا دودھ ہی ہوتی ہے (یعنی چھٹپن میں)۔

ف احادیث و جمہور نے دلیل لی کہ رضاعت کبیرہ درست ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ بات اس حدیث سے نہیں نکلتی کیلئے کہ آپ نے اعتراض کیا ایسے مرد کے ساتھ خلوت تنہائی کرنے پر اور ہم جو کبیرہ رضاعت سے جائز کہتے ہیں وہ صرف اُنے جانے کو اور اس سے پردہ ضرور نہ ہو **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِضَاعَ إِلَّا مَا فَتَقَ الْأَمْعَاءُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُبَيْرٍ رَوَيْتُ عَنْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت نہیں ہے مگر وہی جو آنتوں کو چیرے (یعنی صغیر میں دو برس کے اندر) **عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ أَرْوَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَتْ خَالَاتِ عَائِشَةَ وَأَبْنَیَّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا عِثْلٍ رِضَاعَةً سَلَامٌ مَوْلَى ابْنِ حُذَافَةَ وَقُلْنَ وَمَا يَدْرِيكَا لَعَلَّ ذَلِكَ كَانَتْ رُحَّتَهُ لِسَالِمٍ حَذَرَ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَوَيْتُ عَنْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب بیویوں نے حضرت عائشہ کا خلاف کیا اس مسئلہ اور انہوں نے انکار کیا کہ سالم کی یہ رضاعت کوئی کر کے ان کو پاس آوی جاوے اور انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں شاید یہ صرف سالم کے لیے رضاعت ہو **ف** یعنی یہ حکم خاص ہو سالم سے مگر ہم کہتے ہیں کہ اس پر دلیل کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک حکم عام ہے جب تک اس کی تخصیص ثابت نہ ہو ورنہ ہر حکم میں ایسے احتمالات ہو سکتی ہیں **باب** لَكِنَّ الْفَحْلَ دودھ مرد کی طرف سے ہے **ف** یعنی ہر جنہ پر عورت****

جب کو چاہے چوڑی تو یہ حکم عام ہے خواہ جاہلیت کے زمانہ میں دونوں بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے نکاح کیا ہو اور ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک جب تک اور پیچھے نکاح کیا ہو تو اگلی کو رکھ لیوے اور پچھلی کو چوڑی دیوے کیونکہ پچھلی کا نکاح صحیح ہی نہ ہوا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ اسے حدیث کے خلاف ہے اور اگر نکاح صحیح نہ ہوتا تو آپ یہ کیونکر حکم فرماتے کہ سب کو چاہے طلاقت دیدے سید کہ طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتا ابن قیم نے کہا کہ ابو حنیفہ نے جو برای قائم کی ہلکا باطل کرنا بلکہ ویسی ہزار راہیں باطل کرنا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک حدیث کے رو کرنے سے اور اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ کفر کے نکاح قائم رہیں گے اگر شرع کے خلاف نہ ہوں گوان نکاح میں ہماری شرع کے موافق شرطیں نہ ہوں جیسے گواہی بادی وغیرہ **باب النکاح** کسکے عینہ اکتھ من اربع نسوة ایک مرد مسلمان ہو اور اس کے نکاح میں چار عورتوں سے زیادہ ہوں **عن** قیس بن الحریث قال اسکت وعینہی ثمان نسوة فاتیئ التی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ذلک لہ فقال اخذ منهن اربعاً فیس بن حارث فرمایا میں مسلمان ہوا اور میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ان میں سے چار چن لو **ف** امام محمد نے سوطا میں کہا ہم سیکو اختیار کرتے ہیں اور اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ چار چن لیوے اور باقی کو چوڑی دیوے لیکن ابو حنیفہ نے یہاں ہی حدیث کا خلاف کیا ہے اور یہ حکم یہاں ہے کہ جن چار عورتوں سے پہلے نکاح کیا تھا ان کا نکاح صحیح ہے اور باقی کل عورتوں کا باطل ہے **عن** ابن عمر قال اسک غیلان بن سکتہ و تحتہ عشر نسوة فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ منهن اربعاً ابن عمر سے روایت ہے غیلان بن سلمہ (ثقفی) اسلام لایا اسکے نکاح میں دس عورتیں تھیں آپ نے فرمایا ان میں سے چار چن لو **ف** اور باقی سب کو چوڑی دو (شکوہ) احادیث کا اسناد صحیح ہے اور بعضوں نے اس میں یہ علت نکالی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے حضرت عمر پر اور ہم کہتے ہیں کہ رفع کی روایت فقہ نے کی ہے تو وجہ ہوگا قبول اسکا **باب الشرط فی النکاح** نکاح میں شرط کا بیان **عن** عقبہ بن عامر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان احق الشرط ان یؤتی بہ ما استحلکم بہ الفروج عقبہ بن عامر سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جن شرطوں کا پورا کرنا ضرور ہے وہ شرطیں ہیں جن سے متنبہ فرجن کو حلال کیا **ف** یہ شرطیں پھر عورتوں کو نکاح کیا یہ حدیث صحیح ہے ہسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور اہل حدیث کا مذہب اس حدیث کے موافق یہ ہے کہ مرد نکاح کی وقت جو شرطیں کرے انکا پورا کرنا واجب ہے گو وہ شرطیں کی قسم کی ہوں اور بعضوں نے کہا مردہ شرطیں ہیں جو مہر کے متعلق ہوں یا نکاح سے اور جو وہ شرطیں ہوں جیسے یہ کہ عورت کو اسکے گھر سے نہ نکالے گا یا اسکے ملک سے نہ لیجاوے گا یا اسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کرے گا تو

ایسی شرطوں کا پورا کرنا خاوند پر واجب نہیں ہے لیکن اگر اس نے ان شرطوں پر قسم کھائی ہوگی اور انکے خلاف کر لگا تو قسم کا کفار لازم ہوگا اور ہم کہتے ہیں کہ حدیث عام ہے تمام شرطوں کو شامل ہے لیکن جو شرط خاوند نے نکاح کی قوت کی ہو اور اس شرط پر نکاح ہوا وہ خاوند کو اسکا پورا کرنا واجب ہے اگر اسکا خلاف کرے تو عورت اگر چاہے اعتراض کرے تو قاضی سو فرما دے کہ اگر خاوند شرط پوری کرے تو خیر ورنہ وہ نکاح منسوخ کر سکتی ہے اور ملک سے نہ لیجا نا یا دوسرا نکاح اسکی زندگی میں نہ کرنا یہ شرطیں کسی میں کہ عورتوں کو انکا بڑا خیال ہوتا ہے پس کیا وجہ ہے کہ حدیث کے خلاف ہم ان شرطوں کو قابل ایفاء نہ سمجھیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی میں دین اور دنیا دونوں کی صحت ہے **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ** عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مِنْ صِدَاقٍ أَوْ حَكَاةٍ أَوْ هَبْتِهِ قَبْلَ عِصْمَةِ الزَّكَاجِ فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَ أَوْ حَبِيٍّ أَوْ حَمَلًا يَكُونُ الرَّجُلُ بِهِ ابْنَتَهُ أَوْ ابْنَتَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شرط مہر سے متعلق ہو یا کچھ دینے سے یا مہر کرنے سے نکاح بند ہونے سے پہلے تو وہ عورت کا حق ہے اور جو نکاح بند ہونے کے بعد ہو تو وہ اسکا حق ہے جسکو دیا جاوے یا عطا کیا جاوے اور سب سے زیادہ مرد جو چیز کسی عورت سے سوا لیا جائے وہ اپنی بیٹی یا بہن کی وجہ سے **مطلب** یہ کہ نکاح سے پہلے جو کچھ مرد دیوے وہ عورت کا مال سمجھا جاوے گا اسلیے کہ نکاح سے پہلے عورت کا دل ملنا ضرور ہوتا ہے تو ظاہر ہی ہے کہ عورت ہی کے لیے اس نے دیا ہے اور نکاح کے بعد جو دیوے وہ جسکو دیا جاوے اسکا حق ہے کہی مرد انعام یا احسان کے طور پر عورت کے باپ یا بھائی کو کچھ دیتا ہے کہ اس نے اپنی بیٹی یا بہن سے اسکا نکاح کر دیا **بَابُ التَّحْلِيلِ يَتَقَبَّلُ عَنْهُ شَرُّهُ تَزَوُّجُهَا** مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پہر اس سے نکاح کر لے **عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَذْبَحَهَا فَاحْسَنَ أَذْبَحَهَا وَعَلَمَهَا فَاحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اعْتَفَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِنَّمَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِدِينِهِ وَأَمَرَ مُحَمَّدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِنَّمَا عَبْدٌ مُمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ عَلَيْهِ حَقَّ مَالِيَةٍ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ صَالِحُ قَالَ الشَّعْبِيُّ قَدْ أُعْطِيَ بَنَاتُ بَنِي تَمِيمٍ نِسَاءً أُنْكَاهُنَّ الرَّاكِبُ لِكَيْ يَكُفَّ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ ابْنُ مَرْثَدٍ رَوَى عَنْهُ** ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس ایک لونڈی ہو وہ اسکو ادب سکھاوے اور اچھی طرح اور اچھی طرح اسکی تعلیم کرے پہر اسکو آزاد کرے اس سے نکاح کر لے تو اسکو دو اجر ہیں اور جو شخص اہل کتاب میں سے ہو وہ بیوی یا نصاری میں سے وہ اپنے پیغمبر پر ایمان لاوے پہر حضرت محمد پر ایمان لاوے تو اسکو دو اجر ہیں اور جو غلام اسے کا حق جو پہر ہوا وہ کرے (جیسے نماز روزہ وغیرہ) اور اپنے مالکوں کا بھی حق ادا کرے (خدا تنکا) تو اسکو دو اجر ہیں شیعی نے جو ہر

حدیث کا راوی ہر صالح سے کہا ہے یہ حدیث تمہارے ہفت سنا دی اور اس کو کم حدیث کہیے آدمی مدینہ تک سر ہو کر جاتا
ف شعیبی کو فہین سے کوفہ سے مدینہ تک دو ماہ کی راہ ہے مطلب یہ کہ ایک ایک حدیث سننے کے لیے اگلے لوگ دور دور
 ہونے کا سفر کرتے تھے سبحان اللہ اگلے لوگوں کو بخشنے اگر وہ ایسی محنتیں نہ کرتے تو ہم تک نہیں کیونکر پہنچتا۔ یہ جو
 فرمایا ایسی نوٹدی کے نکاح میں دو اجر ہیں یعنی ایک اجر اس کے آزاد کرنا اور دوسرا اسکی تعلیم یا نکاح کا۔ اب حدیث
 کا یہ قول ہے کہ اپنی نوٹدی کو اگر آزاد کرے اور اسی آزادی کو مہر مقرر کر کے اس سے نکاح کر لیرے تو درست ہے اور ابو
 حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک درست نہیں اب حدیث کی دلیل لگے آتی ہے **عَنْ اَبِي سَارَتٍ صَفِيَّةُ لَيْدِيَّةُ
 الْكَلْبِيَّةُ صَارَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ تَزْوِجِهَا وَجَعَلَ عَتَمُهَا حِصْدًا أَفْهًا قَالَ حَمَادٌ فَقَالَ
 عَبْدُ الْغَرَنِيزِ لِيَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ سَأَلْتَ أَكْسَامًا أَفْهَرَهَا قَالَ أَفْهَرُهَا نَفْسُهَا** انس سے روایت ہے ابو جعفر
 صفیہ (جو خیر بن یزید کی گئیں تھیں) وحیدہ کی کے حصہ میں آئیں بعد اس کے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں
 آئیں آپ نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کی آزادی انکا مہر مقرر کیا حماد نے کہا عبد الغزیز نے ثابت ہے ابو جعفر اسے
 ابو محمد مثنیٰ انس سے پوچھا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کا مہر کیا مقرر کیا تھا انہوں نے کہا آپ نے
 خود حضرت صفیہ کا مہر انہی کے نفس کو مقرر کیا تھا یعنی انکی آزادی ہی مہر قرار پائی تھی **عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
 عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَنَقَ صَفِيَّةً وَجَعَلَ عَتَمُهَا حِصْدًا أَفْهًا وَتَزَوَّجَهَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ عَائِشَةُ رَضِيَ
 عَنْهَا سَ رُوِيَتْ بِهَذَا عَنْ حَضْرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت صفیہ کو آزاد کیا اور انکی آزادی ہی مہر قرار پائی اور ان کو نکاح کیا
ف وہ حضرت ہارون کی اولاد میں تھیں اور یو دیوں کے بادشاہ کی بی بی تھیں اسلئے مسلمانوں کے بادشاہ کے پاس ان
 کا رہنا مناسب **بَابُ تَزْوِجِ الْعَبْدِ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهِ** غلام کا نکاح بغیر اپنے مالک کی اجازت کے ناجائز ہے **عَنْ
 ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَوَّجَ الْعَبْدُ بِنْتِ اِذْنِ سَيِّدِهِ كَانَ عَاهِلًا عَبْدًا بِنِ عَمْرِو بْنِ
 رُوِيَتْ بِهَذَا عَنْ حَضْرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا جب غلام نے اپنی مالک کی بی بی اجازت نکاح کیا تو وہ زانی ہوگا **عَنْ
 ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا عَبْدٍ زَوَّجَ بِنْتِ اِذْنِ سَيِّدِهِ فَهُوَ زَانٍ ابْنِ عَمْرِو بْنِ
 رُوِيَتْ بِهَذَا عَنْ حَضْرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا جس غلام نے اپنے مالکوں کے بغیر اجازت نکاح کیا وہ زانی ہے **ف** احمد
 اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے اسکو جابر بن زکال اور کہا صحیح ہے اور جابر کی ایک روایت میں ہے
 کہ نکاح باطل ہے اب حدیث اور شافعی اور احمد کا مذہب یہی ہے ابو حنیفہ بیان بھی حدیث کے خلاف کہتے ہیں کہ نکاح صحیح ہے
 لیکن یہ قوت رہے گا مالک کی اجازت پر اگر مالک اجازت دیرے تو نافذ ہوگا ویسا جیسے نکاح فضولی ہم کہتے ہیں کہ******

حدیث میں نہ ان کا لفظ ہوا اور نہ اس میں کہ نکاح باطل ہو اور خود باطل کا لفظ ایک بیت میں وارد ہے یہ ہمارے
 رائے حدیث کے خلاف لغو ہے **باب التی عن نکاح المتعة** نکاح سے ممانعت **ف** متعہ کا نکاح یہ ہے کہ ایک
 میعاد میں تک نکاح کرے جیسے ایک دن دو دن ایک مہینہ ایک ماہ ایک سال تین سال کے لیے یہ نکاح اور اہل اسلام میں حلال
 تھا یہ حرام نہ ہوا یہ حلال ہوا یہ حرام ہوا یہ قیامت تک حرام ہو گیا لیکن بعض لوگ اسکی حرمت سے مطلع نہیں ہو سکے اور اجابت
 کے قائل ہے **عَنْ عَائِشَةَ ابْنِ طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْهُ عَنْ مُتْعَةِ النَّبِيِّ يَوْمَ حَيْبَرَةَ**
عَنْ مُحَمَّدٍ الْأَشْجَرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْهُ عَنْ مُتْعَةِ النَّبِيِّ يَوْمَ حَيْبَرَةَ حضرت عمرؓ نے منع کیا خیر کے دن عورتوں کے
 ساتھ متعہ کرنے سے اور بستی کے گدھوں کے گوشت سے **ف** بعضوں نے کہا یہ ممانعت اسوجہ نہیں تھی کہ بستی کا گدھا
 حرام ہے بلکہ اسوجہ سے کہ لوگوں نے یہ جاننا غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لیے تھے اور انکا گوشت بکیر کے
 لیے بڑا دیا تھا چنانچہ امام مالک کے نزدیک بستی کا گدھا حلال ہے اس لیے احتمال متعہ میں بھی قائم ہو سکتا ہے علاوہ
 اسکے جنگ خیر کے بعد کہ فتح ہوا اور فتح مکہ میں یہ متعہ حلال ہوا تھا جیسے دوسری حدیث میں ثابت ہو لہذا یہ ممانعت حرمت
 کی دلیل نہیں ہو سکتی **عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي**
حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْعُرُوبَةَ قَدْ أَشْتَدَّتْ عَلَيْنَا قَالَ فَاسْتَمِعُوا مِنْ هَذِهِ الْقِسَاءِ
فَأَتَيْنَاهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَنْجَسْنَ إِلَّا أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَحْجَلًا فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَمِعَ نَقَالَ اجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُنَّ أَحْجَلًا فَخَرَجَتْ أَنَا وَأَبْنُ عِمٍّ مَعَهُ بَرْدٌ وَمَعِيَ بَرْدٌ وَوَدَّ أَجْوُ مِنْ
بَرْدِي وَأَنَا أَشْبُّ مِنْهُ فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَقَالَتْ بَرْدٌ كَبُرَ فَتَرَدَّجْتُهَا فَمَكَنْتُ عِنْدَهَا ذَلِكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ
عَدَوْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلُهُمُ بَيْنَ الزُّكْنِ وَالْبَابِ هُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ
أَذْنْتُ لَكُمْ فِي الْأَسْتِمَاحِ لَهَا وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ خَرَّهَا لِي يَوْمَ الْفَيْمَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيُجْلِ
سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوا بِهَا أَلَيْسَ تَمُوتُونَ شَيْئًا سَبْرًا مِنْ سَبْرِي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ساتھ نکر حجة الوداع میں (یہ وہم ہے اور صحیح فقہ کہ کی رویت ہو) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ خبر دی رہی عورت
 کے رہنا ہم پر حرام ہو گئی ہے آپؐ نے فرمایا تو متعہ کر لو ان عورتوں سے ہم انکے پاس گئے انہوں نے مانا اور یہ کہ نکاح
 کر وہم سے ایک عین مدت تک (یہ بھی مثل متعہ کے ہے صرف لفظ کا فرق ہے) لوگوں نے اسکا ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے آپؐ سے فرمایا اچھا ایک مدت مقرر کر لو اپنے اور ان کے درمیان تو میں نکلا اور میرے ساتھ ایک میرا چاندی بھائی تھا
 اسکے پاس ایک چادر تھی اور میرے پاس ایک چادر تھی لیکن اسکی چادر میری چادر سے عمدہ تھی اور میں اسکی نسبت زیادہ

جوان تھا پہر ہم دونو ایک عورت کے پاس آئے اور اس نے پہلے میرے چچا زاد بھائی کی چادر عمدہ دیکھ کر اسی کی طرف مائل ہوئی لیکن میری جوانی اور خوبصورتی اس کو چادر سے زیادہ بہلی لگی تو کہنے لگی چادر چادر برابر ہے (یہ اس نے عذر کیا تاہم میں نے کچھ شرم سوئے نہ کہہ سکی کہ میں تیری جوانی اور حسن کو زیادہ پسند کرتی ہوں) آخر میں نے اس سے نکاح کیا (وہی نکاح موقت یعنی متعہ) اور اس امت کو اسکے پاس ہا صبح کو میں آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کوئیکے پاس) ارکن اور باب کے بیچ میں کھڑے ہو گئے اور فرماتے تھے اے لوگو! میں نے تم کو اذن دیا تھا متعہ کرنے کا لیکن آج خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا قیامت تک اس جس کے پاس ان متعہ الی عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اس کو چھوڑ دو اسے اور جو کچھ اس کو چھپا ہے وہ اس سے دالیں لیوے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا دُلِّيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى خُطْبَةِ النَّاسِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذِن لَتَانِي الْمُتْعَةَ فَلَا نَافَةَ خَرَمَهَا وَاللَّهُ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا يَتَمَعُّ وَهُوَ مُحْصِنٌ إِلَّا رَجَبَةُ بِنْتُ الْحَارَةِ إِذَا كُنْتَ بَيْنِي بَارِعَةً لَيْتَهُدُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَحَلَّهَا بَعْدَ إِذْ خَرَمَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَوَيْتُ** ہے جب حضرت عمرؓ عہد ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنا یا اور کہا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو متعہ کی اجازت دی تین بار اس کو حرام کیا تو قسم خدا کی اب میں اگر کسی کو جانوں گا کہ وہ متعہ کرتا ہے اور وہ محسن ہوگا تو اس کو رحم کروں گا پھر وہ ہو گیا کہ وہ چار گواہ لاءے جو گواہی تین اس بات کی کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کرنے کے بعد پہر متعہ کو حلال کیا تھا **فخرج استبصر** میں نے کہ علمائے اتفاق کیا متعہ کے حرام ہونے پر اور گویا اجماع ہو گیا مسلمانوں کا اس کی حرمت پر اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ متعہ پہلے تشریف میں جائز تھا خود قرآن میں موجود ہے دیکھتے تھے منہن فاتوہن اجماع میں اور صحیحین میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہماری ساتھ عورتیں نہ ہو تیں تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم خضی نہ ہو جاویں آپ نے منع کیا ہم کو خضی ہونے سے اور اجازت دی کہ ہم عورت سے نکاح کر لیں ایک میعاد پر ایک گیارہ اور بیس اسکا مستند احادیث میں ثابت ہے ان میں سے ایک سہر کی حدیث ہے جو ابوہریرہؓ سے مروی اس کو مسلم نے بھی نکالا لیکن مسلم کی روایت میں فتح کہ کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے اور ابن عباسؓ کی روایت میں جو حجۃ الوداع مذکور ہے یہ وہم ہے اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے نکالا کہ متعہ شروع اسلام میں جائز تھا یہاں تک کہ یہ آیت اور تری الاعلیٰ ازواجہم او مالکات ایمانہم اور باب میں بہت احادیث ہیں اور کلام اس میں طویل ہے اور شوکانی نے فیہ منہل الاوطار میں اس کی تفصیل خوب کی ہے **بَابُ الْمُحْرِمِ أَنْ يَزْنِيَ وَجَوْضِ حُرِّهِمْ** احرام باندہ ہے ہر راجح یا عکس کا وہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمَرْيَمَ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهَا وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَتْ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ** ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا اور آپ احرام باندہ تھے **عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَكْثَمِ حَدَّثَنِي**

ہو سکتی اور فرمایا در فضا بعض فوق بعض اب اختلاف ہو کہ کفارت میں کونسی بائین معتبر ہوگی اکثر نے کہا کہ وہ بیہترین
 امین دین اور آزادی اور نسب اور پیشہ اور دین سے اسلام اور عدالت مراد ہے اور شافعی نے کہا کہ عیسے سلامتی بھی معتبر
 ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر عورت غیر کفو سے نکاح کرے گی تو ولی اس نکاح کو نسخ کر اسکا ہے اور شافعی کے نزدیک اگر
 برابر کے اولیا میں سے ایک ولی عورت کی رضا سے غیر کفو سے نکاح کرے تو نکاح صحیح ہوگا اور بعضوں نے کہا صحیح ہوگا ہی
 طرح اگر باپ کنواری لڑکی کا خواہ بالغ ہو یا بالغہ اسکی بغیر رضا کے غیر کفو سے نکاح کر دیوے تو دوسرے ولی نکاح کو نسخ کر
 سکتے ہیں اس میں ہی دو قول ہیں (روضہ) عَنْ رِزْقِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اتَاكَ
 مَرْثُ رَضْوَانَ خَلْفَتَهُ وَدَيْنَهُ فَذَرِّجْهُ إِلَّا تَفْعَلُوا أَنْتُمْ فَنُفِثْتُ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادُ عَرَبِيَّةٍ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری پاس وہ شخص آوے جسکے خلیق اور دین کو تم
 پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اگر ایسا نہ کر لو تو ملک میں فساد پھیلے گا اور بڑی خرابی ہوگی فت کیونکہ اگر ساری
 باتیں عمدہ دیکھو گے تو خاوند کا ملنا مشکل ہو جائیگا اور بہت سی عورتیں بغیر خاوندوں کے ہر مین گی اور زنا اور دیگر کاری
 میں مبتلا ہوگی اس سے زیادہ آفت کونسی ہے اور ہر مرد بھی پریشان ہو جائے جو رو نہ ملنے کی وجہ سے عرض ایک فساد
 عظیم پھیلے گا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ کفارت میں بڑی بات جو دیکھنے کی ہے وہ یہی ہے کہ آدمی دیندار ہو اور اس
 کے عادات اور اخلاق ایسے ہوں جو خاندان اور قوم کوئی ہو۔ اگر بالفرض خاندان عمدہ ہی ہوا اور اخلاق ایسے نہ
 ہوئے تو آفت ہی آفت ہے۔ ترمذی نے حضرت علی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں
 میں دیر نہ کیجاوے ایک تو نماز میں جب وقت آجائے دوسرے جنازہ میں جب حاضر ہو تیسرے بے شوہر والی عورت
 کے نکاح میں جب اسکا کفو ملجائے اور حاکم نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب کفو
 امین ایک دوسرے کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا اور ایک شاخ دوسری شاخ کی اور ایک مرد دوسرے کا اگر جو ملایا
 بچپن لگائیوالا اسکے اسناد میں ایک شخص مجبول ہے اور ابوجاتم نے کہا یہ حدیث موضوع ہے اسکی کچھ اصل نہیں
 لیکن بزار نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا معاذ سے کہ عرب کفو امین ایک دوسرے کے اسکے اسناد میں سلیمان بن
 ابی الجحون ضعیف ہے اور صحیحین میں ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت سے جو تم میں جاہلیت میں بہتر تھے وہی اسلام میں
 بھی بہتر ہیں جب فقہیہ ہوں اور ترمذی نے ابوجاتم مزی سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے
 پاس وہ آدمی جسکا دین اور خلق پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر دو اور ارقطی نے حضرت عمر سے نکالا اور نوین نے
 کہا میں نے کر دیکھا حسب الی عورتوں کو نکاح کرنے سے مگر اپنی کفو سے (روضہ) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تَخَيَّرُوا لِنُطْفِئَكُمْ وَأَنْتُمْ كُنْتُمْ أَكْثَرًا وَكَانَ الْيَحْيَىٰ مِنَ الْمَوْتِينَ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اختیار کرو اپنے نطفوں کے لیے (یعنی عورتوں میں سے اچھی عورت چن کر) اور نکاح کرو و کفوم دونوں اور نکاح کرو و لون سے **باب** الْفِطْمَةُ بَيْنَ النِّسَاءِ عورتوں کو باس باری باری رہنا **عَنْ** اَبْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ مَعَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْآخَرَىٰ حَتَّى يَوْمَ الْفِطْمَةِ وَاحِدٌ شَقِيحٌ سَاقِطٌ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی دو عورتیں ہونگی اور وہ ایک عورت کی طرف جھکیگا تو قیامت کے دن وہ آویگا اور اسکا آواز دہر دہر کرے گا اہوگا **ف** جیسے فالج سے گر جاتا ہے حدیث کو احمد اور اصحاب سنن اور دارمی اور ابن جابر اور حاکم نے بھی نکالا حاکم نے کہا وہ صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تھے اپنی بی بیوں میں بطورے کہ باری باری ایک ایک ات ہر ایک کے گہر میں ہتے بہر حال یہ قسمت و جب ہر مرد پر **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَاقَا أَفْذَحَ بَيْنَ نِسَائِهِ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے اپنی عورتوں پر **ف** اور جس عورت کا نام قرعہ میں نکلتا اسکو سفر میں اپنے ہمراہ لیجاتے باقی عورتوں کو مدینہ میں چھوڑ جاتے اور یہ آپ کا کمال انصاف تھا ورنہ علمائے کہا ہے کہ آپ پر قسمت و جہت تھی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیدیا تھا کہ جس عورت کے پاس چاہیں رہیں فرمایا جی من تشار منهن و تودی ایک من تشار **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْقِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا فَعِلْ فِيمَا أَمْلَكَ فَلَا تَكِلْنِي فِيمَا أَمْلَكَ وَلَا أَمْلِكُ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قسمت کرتے تھے اپنی عورتوں میں (یعنی باری باری ہر ایک کے پاس ہتے تھے) پھر فرماتے تھے یا اللہ یہ میرا کام ہے اس میں جس کا میں مالک ہوں تو مت ملامت کر مجھ کو اس امر میں جبکہ تو مالک ہے اور میں اسکا مالک نہیں ہوں **ف** یعنی مرد کا اختیار جہانک ہے وہاں تک عدل کرے تو ہر ایک عورت کے پاس باری باری ہمایہ اختیاری ہے ہو سکتا ہے لیکن دل کی محبت اور جماع کی خواہش بہ اختیار کی نہیں ہے بعض عورت کے رغبت ہوتی ہے بعضی سے نہیں ہوتی تو اس میں برابری کرنا یہ مرد سے نہیں ہو سکتا پس اللہ کو معاف کر دیجئے کہ عورت کو معاف کر دیوے جیسے اسکا ذکر آگئے آتا ہے یا اپنی باری خاوند کو معاف کر دیوے **باب** الْمَرْأَةُ تَقْبَلُ يَوْمَ مَعَالِصَاصَ حَتَّى تَعْرِفَ عَوْرَتَ ابْنِ

دن اپنی سوکن کو میرے کر دیوے **عَنْ** قَالَتْ لَمَّا كَثُرَتْ سَوْدَةُ يَنْتُ زَمَعَتْ وَهَبَتْ يَوْمَئِذٍ لِعَالِشَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُ لِعَالِشَةَ بِيَوْمِ سَوْدَةَ فَحَضَرَتْ عَالِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَے روایت ہے
 حربہ حضرت سودہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بیٹی بوڑھی ہو گئیں (تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو طلاق دینا چاہا
 انہوں نے کہا آپ مجھ کو طلاق نہ دیجیے مجھے اب مرد کی خواہش نہیں ہے لیکن میں یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا
 حشر ایک بی بیوں میں ہو (تو انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو منتخب یا ر وہ
 جانتی تھیں کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حضرت عائشہ سے محبت رکھتی ہیں) پھر ان حضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس تھے جب سودہ کی باری کا دن آتا **ف** اور ایک دن حضرت عائشہ کی
 باری کا تو ہر درمیں انکی باری دو بار آتی **عَنْ** عَالِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَبَا
 عَلَى صِفَتِهِ يَنْتُ حَيَّتِي فِي شَوْحٍ فَقَالَتْ صَفِيَّةُ يَا عَالِشَةُ هَلْ لَكَ أَنْ تَرْضَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَلَكَ يَوْمَئِذٍ قَالَتْ نَعَمْ فَاتَّخَذَتْ خِمَارًا لَهَا مَصْبُوعًا بِزَعْفَرَانٍ فَرَشَتْهُ بِالْمَاءِ لِيَفُوحَ
 رِيحُهُ ثُمَّ قَعَلَتْ رِجْلَيْهَا رِجْلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَالِشَةُ
 أَلَيْكَ عَيْنِي إِنَّهُ لَيْسَ يَوْمُكَ فَقَالَتْ ذَلِكَ فَضَّلَ اللَّهُ يَوْمِيهِ مِنْ كَيْفَاءَ كَأَخْبَارُهُ يَا لَهَا فَرَضَتْ عَمَّا
 حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصے ہوئے ام المؤمنین صفیہ بنت حبیبہ پر کھیات میں تو
 صفیہ نے کہا اے عائشہ تم سے ہو سکتا ہے کہ تم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے راضی کرو اور میں اپنی باری
 کا دن تم کو دیتی ہوں حضرت عائشہ نے کہا ہاں پھر انہوں نے اپنے اور ہمیں لی جبکہ زعفران سے رنگا تھا اور سپر
 پانی چہرہ کا تاکہ اسکی خوشبو پوٹے بعد اسکے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا بیٹھیں آپ نے فرمایا اسی
 عائشہ جا اپنا کام کر دینے میرا پس سے سرگ جا آج تیرا دن نہیں ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا یہ اللہ کا فضل
 ہے جبکہ چاہتا ہے وہ دیتا ہے پھر حضرت عائشہ نے کل قصہ بیان کیا آپ حضرت صفیہ سے راضی ہو گئے **ف**
 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو سے کمال رغبت تھی اور آپ خود ہر با معطر اور خوشبودار تھے
 آپ صبر سے نکل جاتے تو درود و بار و بان کے معطر ہو جاتے عرف مبارک کو یا معطر تھا بلکہ عطر سے ہزار درجے
 بڑھ کر تھا اور بی بیوں میں سب زیادہ حضرت عائشہ کی الفت تھی جب انہوں نے خوشبو لگائی تو اور زیادہ آپ کا
 دل انکس طرف مائل ہو گیا لیکن عدل کے خیال سے آپ نے فرمایا کہ تو جلی جاب یہ حال معلوم ہو گیا تو آپ خوش
 ہو گئے سبحان اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیم اکثر اکثر **عَنْ** عَالِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ تَوَلَّتْ هَذِهِ الْأَتِيَّةُ

تمام لوگوں کی معاشرت عمدہ طور سے لازم ہے تاکہ سب غلام اپنے سرخوش رہیں اور ہر وقت تعریف کریں اور دعا دیں۔
 لیکن سب لوگوں کو زیادہ حق اپنی بی بی اور بال بچوں کا ہے اس کے بعد دوسرے غریزین اور ناتواںوں کا اس کے بعد رسول
 کا اس کے بعد اور لوگوں کا **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لَا هِلَا**
وَأَنَا خَيْرُكُمْ لَا هِلَا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم میں
 وہ شخص ہے جو بہتر ہو اپنی بی بی کے لیے اور میں تم سب میں بہتر ہوں اپنی بی بیوں کے لیے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ**
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِكُمْ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر تم میں وہ لوگ ہیں جو بہتر ہیں اپنی عورتوں کے لیے **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُهُ النَّبِيَّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقْتُكَ أَمْ الْمُسْنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ دوڑے میں آپ کے نکل گئی وہ دوسری روایت میں ہے کہ بہر جب میں ہوئی ہو گئی تو
 آپ کے نکل گئے آپ نے فرمایا اسے عائشہ یہ پہلی دوڑ کا بدلہ ہے۔ احمدیٹ میں بیان لانے کی یہ غرض ہے کہ حاتم کی حزن
 معاشرت اپنی بی بیوں کے ساتھ معلوم ہووے باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک زیادہ تھا اور
 حضرت عائشہ کم سن تھیں لیکن آپ ان کے خوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ کھیل بھی کرتے اور دوڑنا سب سے کچھ بڑا
 کھیل نہیں ہے **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُوَ عَرُوسٌ بِصَفِيَّةَ**
رَبْنَتْ حِيَمِي جُئْتُ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَأَخْبَرَنَّهُنَّ مَا قَالَتْ فَتَنَكَّرْتُ وَتَقَبَّلْتُ فَذَهَبَتْ فَظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَيْنِي فَصَدَّقَنِي قَالَتْ فَالتَفْتُ فَأَسْرَعْتُ الْمَشَى فَأَدْرَكَنِي فَأَحْضَنَنِي فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِ
قَالَتْ قُلْتُ أُرْسِلُ يَهُودِيَّةً وَسَطُ يَهُودِيَّاتٍ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں آئے (خبر سے لوٹ کر) تو آپ نوشاہ تھے (یعنی دولہ) صفیہ بنت حبیب کے نکاح سے انصار
 کی عورتیں آئیں اور صفیہ کا حال بیان کیا میں نے اپنی صورت بدلی اور مونہ پر نقاب ڈالے اور میں گئی آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے میری آنکھ کو دیکھا اور مجھ کو پہچان لیا میں نے یہ دیکھ کر مونہ موڑا اور دوڑتی ہوئی چلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے مجھ کو پکڑ لیا اور گود میں لے لیا اور فرمایا تو نے کیا دیکھا میں نے کہا میں چوڑی تھی ایک یہودی عورت یہودیوں
 میں سے وہ حضرت عائشہ نے غصہ کیا اسے فرمایا حالانکہ حضرت صفیہ ہر وقت مسلمان ہو گئی تھیں لیکن حقیر کی
 بنیت یہ کہ یہودیوں کا سوکنوں میں اکثر ایسی باتیں بقبضہ سے بشریت اور غیرت ہو جاتی ہیں آخر آدمی کتنے بڑے
 درجہ کا ہو لیکن ہر انسان ہی ہے کبھی نہ کبھی نفس زور کر مٹتا ہے **عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ**

مَا عَلِمْتُ حَقَّ ذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَهُوَ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْبَبْتُ إِذَا قُلْتُ لَكَ بَيْتَهُ إِلَى بَيْتٍ
 دُرَيْعًا لَمْ تُحِبَّ أَقْبَلْتُ عَلَى مَا غَضَنْتَ عَنْهَا حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُرَيْعًا فَانْتَصَرِي مَا قُبِلْتُ عَلَيْهِمَا
 حَتَّى لَا يَمُوتَا وَقَدْ يَكْبُرُ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ مَا تَرُدُّ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَلَّدُ وَجْهَهُ عُرْوَةً
 بَنَ الزَّبِيرَ مِنْ رُوَيْتِ هِرْ حَضْرَتِ عَائِشَةَ فِي كَمَا مَجَّهِ مَعْلُومٌ نَهَانِ امِّ الْمُؤْمِنِينَ زَيْنَبُ بَابِ حَلِي كُنِيَ نِيرَانُ كِي اجازت كرده غصه تميز
 انهن في كَمَا يَارَسُولِ السَّبْرِينَ سَجْتِي هُنَّ جَبَابُ بَكْرِي بُوْثِي (مِثْلًا جَوَ كَرِي) اِبْنِي كَرْتَنِي اُولُئِكَ تَوَدُّهُ اَبُ كُو كَانِي هِيَ -
ف حَضْرَتِ زَيْنَبُ قُرَشِيَّةٌ تَمِيمِيَّةٌ حَسِينُ اَوْرَاصُ حَسْبُ اَوْرَاقُ حَضْرَتِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي بِي بِيُونِ بِنِ اَمْنِي كُو دَعْوِي مَتَاحَضْرَتِ
 عَائِشَةَ كِي بَرَابَرِي كَادَهُ كَسْتِي تَمِيمِيَّةٌ مِيرَانُحُ اَلْعَرَجُ جَلَالُهُ كِي كِي سَاتِ اَسْمَانُونَ كِي اَوْرَسِي اَوْرَاقُ اَلْعَاجُ اَلْمَتَارُ وَوَالِدِيُونِ
 كِي كَادَهُ غَضِيَّةٌ تَمِيمِيَّةٌ جَمْعُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ كِي حَرْفُ اَبُ كِي تَوَجُّهُ زِيَادَةُ هِيَ اَوْرَاقُ حَضْرَتِ سَوْنُكَابُ كَرِهِي تَمِيمِيَّةٌ اَتَنِي حَضْرَتِ
 عَائِشَةَ بَغِيرِ اجازتِ لِي هِرْ هِرْ اَنْدَرُكْسِ اَمْنِي تَوَاوُرْ زِيَادَةُ غَضِيَّةٌ بُوْمِيْنِ حَضْرَتِ عَائِشَةَ كُو اَنُوكُ كِي تَحْتِي كِي رَا هِيَ بَنِيَّةٌ جَوَ تَصْفِيَرِ
 هِيَ بَنَتُ كِي كَمَا يَمْنِي جَوُوتُ كِي يَمْنِي جَوُوتُ كِي دُكْنِ مِيْنِ اَسْكُ بُوْثِي كَتْنِي هِمْنِ اَوْرِ دُرَيْعُ تَصْفِيَرِ هِيَ دُرَيْعُ كِي يَمْنِي جَوُوتُ كَرِ تَا بَغِيرِ
 كَرْتَنِي حَرْفُ اَبُ كِي اَبُ تَوَحُّضُ عَائِشَةَ كِي شَيْفَةِ اَوْرَاقُ حَشَقُ مِيْنِ اَوْرَبِي بِيُونِ كِي اَبُ كُو كَرِهِي بَنِيَّةٌ هِيَ نَهْ اَوْرَ كَسِي كَا اَكُو
 خِيَالُ هِيَ حَضْرَتِ عَائِشَةَ نِي اِنَا كَرْتِ اَوْلَا اَوْرَ بَانَهْ كُو لِي تَوِي اَبُ كُو كَانِي هِيَ **ف** اَعْدَا كِي دِهْ مِيرَاطُفُ بَلْشِيرِ
 مِيْنِ اَنُكِي بَاتِي سَوْنَهْ مَوْرُ اَعْنِي جَوَابُ دِيَا بِيَا تَمَكُ اَنَ حَضْرَتِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي فَرَا يَا تَمُ هِيَ كُو اَوْرَ اِبْنِي مَدُ
 كُو دِيُونِ اَنِ كِي حَرْفُ هِرْ (اَوْرِيُونِ اَكُو جَوَابُ دِيَا) بِيَا تَمَكُ كِي مِيْنِ دِيَا اَنَا كَرْتُوكُ سَوَكُ كِي سَوْنَهْ مِيْنِ دِهْ كِي جَوَابُ
 نَهْ دُو سَكْتِي تَمِيمِيَّةٌ اَحَضْرَتِ عَائِشَةَ كِي اَوْلُ تَوَقُّرِ مِيْنِ حَتَّى اَحَقُ بَاتِ كَا كُو لِي كِي جَوَابُ سَكُو دُو حَضْرَتِ عَائِشَةَ بَهْتِ نَصِيحِ
 اَوْرَ مَقْرُوتِيْنِ اَنُكِي سَلْنِي كَسِي عَوْرَتُ كُو كَتْنُوكُ كَرَا دُشَوَارَتَا) هِرْ مِيْنِ نِي اَنَ حَضْرَتِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي حَرْفُ دِيَا اَبُ كَا
 سَبَا رَكِ جِهْ هَلْكَارَا تَا **ف** خَوْشِي سِي اَبُ كُو سَبَلَا مَعْلُومُ هُوَا حَضْرَتِ عَائِشَةَ كَا جَوَابُ دِيَا اَوْرَ حَضْرَتِ زَيْنَبُ كَا مَارَ جَانَا جَو
 مَاتِي شَكَا يَتِ كَرْتِي تَمِيمِيَّةٌ دُو سَرِي رُوَيْتِ مِيْنِ هِيَ كَا اَبُ حَضْرَتِ زَيْنَبُ سِي فَرَا يَا تَمُ نَمِينِ جَانَتِي هُوِيَا بَكْرِي كِي بُوْثِي هِيَ *
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَلْعَبُّ بِالْبَنَاتِ وَاَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ كَقَرِيبِ
 اَلْقَصْدِ اَحْبَابِي يَلَاكُ عِيْنَتِي اَمِّ الْمُؤْمِنِينَ جَبَابُ عَائِشَةَ صَدِيقَةُ رَضِيَ اَللّٰهُ عَنْهَا سِي رُوَيْتِ هِرْ مِيْنِ كَرْتَانِ كِي سَلِيقِي هِيَ اَوْرَ مِيْنِ
 اَحَضْرَتِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي پَاسِ هِيَ نَوَابِ سِي سَجُو لِي جَوُوتُ دِيُونِ كُو جَوُوتُ دِيْتِي تَنِي دِهْ مِيْرَ سَا تَمَكُ كِي لَرْتِي
ف كَرْتَانِ كِي پَرِي كِي مَوْرَتِيْنِ جَوُوتُ كَرَانِ جَانِي مِيْنِ اَدْنُكِي شَادِي كَرْتِي مِيْنِ يَهْ بَحُونِ كَا كَسِيلُ هِيَ اَوْرَ اَنِ مِيْنِ اَوْرِي
 مَوْرَتِ نَمِينِ هِيَ اَسِيلُ تَصْدِيَرِ كَا حَكْمُ نَمِينِ دِيَا كِيَا اَوْرَ لَرْتِيُونِ كُو سَا كَسِيلَا دُرُسْتُ رَكَا كِيَا حَضْرَتِ عَائِشَةَ كِي مِيْنِ تَمِيمِيَّةٌ

[illegible]

[illegible]

جس کی شریعت کو رو سے اصل نہیں ہے کہہ نہیں کی اور نکاح اس طرح پڑ جائے کہ چار دوستوں کو جمع کر کے شریعت کے موافق عقد پڑھادیا اور والدہ مرحوم نور الدین مرحومہ نے میری دونوں بہنوں کا نکاح مسجد میں پڑھایا نہ ڈھول نہ بھانڈا نہ گاجانہ نہ چاند نہ فرامیر نہ ریت نہ رسم اور کسی عورت نے چون نہ کی دم نہ مارا اور ان کا فضل اللہ بیوتہ میں پیشاء **باب** مَتَى يَسْتَحِبُّ الْمَسَاءُ وَالنِّسَاءُ عورتوں سے صحبت کن دونوں میں سے **عَنْ** عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَوَّالٍ وَبَنِي فِي شَوَّالٍ فَأَتَى نِسَاءَهُ كَانَ أَحْضَى عِنْدَهُ مَتَى وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخَلَ لَيْسَاءَهَا فِي شَوَّالٍ ام المؤمنہ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا شوال کے مہینے میں اور مجھ سے صحبت بھی کی شوال کے مہینے میں پھر کونسی بی بی آپ کو مجھ سے زیادہ پسند تھی اور حضرت عائشہ کو پسند تھا کہ خاندانوں کے پاس انکی علاقہ دار عورتیں شوال کے مہینے میں جاوین **عَنْ** الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ فِي شَوَّالٍ وَجَمَعَهَا الْكَبِيرَ فِي شَوَّالٍ عَدَّتْ بِنِهَاثٍ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ سے نکاح کیا شوال کے مہینے میں اور ان سے صحبت کی شوال کے مہینے میں **ف** شوال کا مہینا عید کا ہے خوشی کا مہینا ہے اس وجہ سے اس میں نکاح کرنا بہتر ہے اور جاہلیت کو لوگ اس مہینہ کو منحوس جانتے تھے کہ ان حضرت نے ان کا خیال غلط کیا اور اسی مہینہ میں نکاح کیا اور زفاف بھی اسی مہینے میں کیا گو ہر ماہ میں نکاح درست ہے مگر جس مہینہ کو عوام فقیر و شریف کے عورتوں کی تعلیم سے یا کافروں اور فاسقوں کی تقلید سے منحوس سمجھیں اسی مہینہ میں نکاح اور خوشی کرنا چاہیے تاکہ عوام کے دل سے یہ بے اصل بات نکلی جائے شریعت کے روئے شوال کا مہینا اس طرح محرم یا صفر کا مہینہ منحوس نہیں ہے پس بے شک ان مہینوں میں نکاح کرنا چاہیے اور تیرہ تیری بالکل لغو ہے جاہل عورتوں کی ایجاد ہے **باب** الرَّحْلُ يُدْخَلُ بِأَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا مِثْلًا وَابْنُ بِي سَعْدٍ دَخَلَ فِيهَا **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَدْخَلَ عَلَى سَجْدٍ إِفْرَاقَتَهُ قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا ام المؤمنہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو حکم دیا کہ وہ خاندان پاس اسکی جورو کو بھیج دیں اس سے پہلے کہ خاندان نے اسکو کوئی چیز دی تھی **ف** یعنی یہ امر جائز ہے کہ نکاح کے بعد مرد اپنی عورت سے صحبت کرے گو کہ مرد میں سے ابھی کوئی حصہ ادا نہ کیا ہو اور یہ عورت حضرت عائشہ کی بی بی تھی ایک لڑکی تھی جس کا نکاح انہوں نے ایک انصاری مرد سے کر دیا تھا بعضوں نے کہا یہ حکم نوٹ دیوں میں ہے لیکن آزاد عورتوں کو پہلے کچھ دیکر اسکے بعد خاندان کو صحبت کرنا چاہیے اور حضرت علی کا نکاح جب حضرت فاطمہ سے ہوا تھا تو آپ نے علی کی زہرہ بکوا کر اس میں سے حضرت فاطمہ کا سامان بنایا **باب** مَا كَذَبْتُ فِيهِ الْيَمُنُ وَالشُّؤْمُ كُونِ يَ حَبْرَ مَنْحُوسٍ اور مبارک ہوئی ہے **عَنْ** مُحَمَّدِ بْنِ مُعَوِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا شوم وقد یکن فی المؤمن فی ثلاث فی المرأة والفریس والدار یحرم معا یدور موت
 ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے شوم کوئی چیز نہیں ہے اور کبھی تین چیزیں مبارک ہوتی ہیں عزت
 اور گھوڑا اور گہرے ف کل چیزیں اس پر عمل جلالہ کی ہفتیت اور تقدیر سے ہوتی ہیں تو شوم اور مبارک کوئی شے نہیں ہے
 لیکن ان تین چیزوں کو آپ نے فرمایا کبھی مبارک ہوتی ہیں اور کبھی مطلب نہیں ہے کہ ان چیزوں کا انسان پر کچھ اثر ہوتا ہے
 برا یا بھلا بلکہ ان کے مبارک ہونے سے یہ غرض ہے کہ کوئی مکان عمدہ نکلتا ہے لوگ اس میں صحیحہ و سالم رہتے ہیں اولاد
 پیدا ہوتی ہے اس طرح کوئی گھوڑا کم خوراک اور تاجدار اور چالاک اور محنتی ہوتا ہے کوئی عورت غریب اور اطاعت گزار
 نیک ہوتی ہے پس یہی ان چیزوں کی مبارکی ہے اور اس معنی کہ یہ خوش بھی ہوتے ہیں مکان کی شوم یہ ہے کہ تنگ
 تاریک و شست ناک غلیظ ہو جسکے رہنے والو بخار و غیرہ عوارض میں مبتلا ہوا کریں گھوڑا شوم وہ ہے جو خیرہ سرکش سوا
 کا دشمن ہو کام نہ کرے اور کماؤ بہت عورت کی شوم یہ ہے کہ بدکار فاجرا اور بدعاش سرف ہو خاندان کی اطاعت نہ کرے
 باخجہ اور بد زبان ہو اب جیسا اس زمانہ کے بعض لوگ خیال کرے کہ بعض چیزیں خود شوم ہوتی ہیں یعنی صاحب خانہ پر بلا
 لاتی ہیں یہ خیال بالکل غلط ہے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو پہلے ہی اوڑا دیا کہ شوم کوئی چیز نہیں
 ہے جو اذیت آدمی اسکو تقدیر الہی سے سمجھنا چاہیے اور صبر اور دعا کرنا چاہیے کسی آدمی کا دل دکھانا یا کسی حیوان کو
 بے فائدہ شوم سمجھ کر ستانا زنی سفاہت اور حماقت ہے **عن سفیل بن سعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ**
وسلمہ قال ان کاف فی الفریس والمرأة والمسکین یعنی الشوم سہل بن سعد سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر شوم کوئی چیز ہوتی رہا لفظ شوم کوئی چیز نہیں ہے محض بے اصل ہے اگر ہوتی تو ان تین
چیزوں میں ہوتی گھوڑے اور عورت اور گہرے ف حبان میں ہی شوم نہیں ہے تو ان چیزوں میں بطریق اولیٰ
نہ ہوگی **عن سلیم بن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال الشوم فی ثلاث فی الفریس والمرأة**
والدار قال الزہری فی حدیثی ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زبیر عن ابن عمر عن زینب حدیثہ عن ام
سکنتہ انھا کانت تعدھن ہواکدہ الثلث ویزید معھن السکین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شوم تین چیزوں میں ہے گھوڑے اور عورت اور گہرے ف اسکا مطلب یہی ہے جو اوپر لکھا
پس اگلی حدیثوں کے خلاف یہ حدیث نہ ہوگی زہری نے کہا مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ان کی دادی زینب
 نے ان کو حدیث بیان کی ام سلمہ سے وہ ان تین چیزوں کا شمار کرتی تھیں اور ایک تلوار کوڑا ہوا تین (وہ شوم مبارک
 ہوتی ہے) **باب الفکدہ غیرت یعنی رشک** (مطلب ہے) کا بیان **عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی**

اگلی کتب ہادی سے بھی بہت کم ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی گئی ہے **عَنْ الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرَمَةَ** قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا أَذَنُ لَهُمْ ثُمَّ لَا أَذَنُ لَهُمْ إِنْكَاحُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ يُطْلَقُ ابْنَتِي وَيُنْكَحُ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بِضْعَةُ مِثْقَالٍ يُرِيضُنِي مَا رَأَيْتُمْ قَبْلِي وَمَا أَذَاهَا مَسَّهُ

بن مخمر سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر تھے فرماتے تھے کہ بنی ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے بیٹے کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیں اگر میں اجازت دوں تو کیونکر آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا علی کے نکاح میں تھیں تو میں کہی اجازت نہیں دیتا کہی اجازت نہیں دیتا انکو بان یہ ہو سکتا ہے کہ علی میری بیٹی کو طلاق دیدیوے اور انکی بیٹی سے نکاح کر لے ایسے کہ فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جو بات اسکو بری لگے وہ مجھے بھی بری لگتی ہے اور جس بات سے اسکو تکلیف ہو مجھے بھی اس سے تکلیف ہوتی ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا تھا حضرت فاطمہ کے موجود ہوتے ہوئے تب آپ نے یہ حدیث فرمائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا قسم اللہ کی اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جہی نہیں رہ سکتیں پس آنحضرت علی نے اس نکاح کو موقوف رکھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا ان کی وفات کے بعد ابو جہل کی بیٹی سے اور اور کئی عورتوں سے حضرت علی نے نکاح کیا اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مرد کو چار عورتیں تک درست ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں بہت سی عورتیں تھیں پھر علی کو جو دوسرے نکاح سے روکا اسکی کیا وجہ تھی دین اسلام کے مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اپنی بیٹی کی خاطر داری کے لیے علی کو ایک امر مباح سے روکا اور ہم کہتے ہیں کہ اسکی صرف یہ وجہ تھی کہ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت فاطمہ کی سچی محبت تھی اور کیونکر نہ تھی آپ کی تمام اولاد میں ایک یہی پیاری اکلوتی بیٹی زندہ رہیں تھیں اور اسی بیٹی کی محبت مقتضای بشریت ہو کر وہی بشر تنہا ہی اعلیٰ درجہ کا ہو لہذا ہم بشریت سے پاک نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفات صاف فرماتے ہیں کہ میں بشر ہوں مثل تمہاری پس اسی پیاری بیٹی پر سوکن آنا اور اسکا تکلیف میں مبتلا ہونا کوئی باپ گوارا کرے گا ملک اسکی اور وہیں کئی تین پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسری عورت سے نکاح کرنا شرط کیا تھا بڑا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی خوشی کے پس اپنے خبر دیدی کہ میری خوشی کہی نہیں ہو سکتی اس میں کوئی قہارت نہیں ملک اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تصنع اور پاک نفسی دکھانا منظور

ہوتا تو ظاہر میں اجازت دیدیتے اور دلیمن پہنچ ہوتا نبی کی یہ شان نہیں دل و زبان انبیاء کے مطابق ہوتے ہیں جیسے دوسری حدیث میں سطرف اشارہ آیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ابوجہل لعین قدیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن جانی تھا اور جب تک جیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا دہی میں مصروف رہا یہاں تک کہ جنگ بدر میں داخل جہنم ہوا پس آپ کو ڈر ہوا کہ اگر ایسے دشمن کی بی بی علی باس آوی تودہ علی کو بھی خراب کر لگی اور فاطمہ کو معلوم نہیں وہ کتنی ایذا دیوے اس سے سو فقت ممکن نہیں تیسرے یہ کہ پیکر کی بیٹی اور امیر کے دشمن کی بیٹی ایک جہی جمع ہونا خلافت مرضی الہی تھا اور اسی لیے آپ نے فرمایا کہ البتہ یہ ممکن ہے کہ علی فاطمہ کو طلاق دیدیوین اسوقت جس سے جاہلین نکاح کریں پس اگر اس بات کی وجہ صرف فاطمہ کی محبت ہوتی تو سو کن آنے سے زیادہ جو امر رنج کا موجب ہے یعنی طلاق اسکو آپ کیونکر گوارا کرتے معلوم ہوا کہ آپ نے حکم خداوندی اور رضای الہی کی تعمیل کی چوتھی یہ کہ حضرت علی سے شاذ نکاح کی وقت یہ شرط ہوئی ہو کہ حضرت فاطمہ نہ رہا اور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جیسے تک انہر سو کن نہ کریں اور اسی لیے حضرت علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت پر ہنصر رکھا ورنہ امر مباح میں اجازت کی کیا ضرورت تھی پس آپ اس شرط کے خلاف کیونکر حکم دے سکتے تھے جس شرط پر خود حضرت فاطمہ نے نکاح قبول کیا تھا پانچویں یہ کہ آپ کے کہمیں سو کن آنے سے حضرت فاطمہ مقتضای غیرت لشہری اپنے خاوند کی اطاعت سے کچھ انحراف کریں اور اسوجہ سے گناہ میں مبتلا ہوں اور حضرت علی حضرت فاطمہ کو ایذا دیوین اور اسکی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیکہ گارہوں کیونکر کہ آنحضرت کو رنج دینا گناہ عظیم ہے والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب عظیم پس آپ نے دونوں کو گناہ سے بچایا اور یہ اصلی کام متعلق بہ منصب سالت تھا کہ لوگوں کو حقہ المقدور گناہوں سے بچا دیں چھٹی یہ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شاید یہ خاصہ ہوگا کہ انہر سو کن کا لانا باہر تبارک و تعالیٰ نے جائز نہ کیا ہوگا اور بہت سو کاموں میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عنایت اور محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خاص احکام رکھے ہیں کیا عجیب ہے کہ یہ حکم ہی انہی میں سے ہو ساقویں یہ کہ آپ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پر ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ابوجہل کی بیٹی جو خاندانی دشمن کی بیٹی ہے حضرت علی باس آکر ان دونوں صاحبزادوں کو کچھ ایذا دیوے اور عداوت کی وجہ سوزہر وغیرہ دیدے آٹھویں یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی سے بہت خصوصیت اور الفت تھی اور انکو اپنے گھر کے متصل گھر دیا تھا ملک ان کا دروازہ ہمیشہ آپ کے گھر سے ملا اور کھلا رہتا اور یہ محبت حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح ہونے سے اور بڑھ گئی تھی آپ نے مناسب جانا کہ حضرت علی ایک غیر عورت بلکہ دشمن کی بیٹی کو لا دیں اور حضرت علی کے ساتھ جو محبت اور کجائی

ہے اس میں غلطی پڑے اور آپ کی صاحبزادی اور نوہوں کو آپ سے دوری ہو جاوے تو میں یہ کہ آپ جانتے تھے کہ حضرت فاطمہ کی عمر کم ہے اور چند ہی روز انکی حیات سستا کے باقی رہے ہیں اور علی کو ان کے بعد بہت موقع ملے گا کہ دنیا میں رہیں اور شادیاں کریں تو چند روز کے لیے فاطمہ کو ناراض کرنا کیا ضرور ہے و سو میں یہ کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام اور جانشین کرنا چاہتے ہوں گے پس اپنے یہ خیال کیا کہ اگر علی دوسری شادی کر لیں گے تو لوگوں کو جو خلوص ان کے ساتھ ہے اس میں فرق ایجاد دیگا کیونکہ یہ سارا خلوص حضرت فاطمہ کے طفیل سے تھا دوسری رویت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ زہراؑ گذر گئیں تو لوگوں کے مونہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے پھر گئے فتنہ عشرہ کاملہ دوسرے

اعلم عن المسورین کھرمہ اخبرہ ان علی بن ابی طالب خطب بئنت ابی جہل وعنده فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما سمعت بذلك فاطمہ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان قومک یخجلون انک لا تعصب لبناک وھذا علی ناکھا ابنة ابی جہل قال المسور فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعه حیث کشفک فتحہ قال اما بعد فانی قد انکح ابی العاص بن الربیع فکنتی قصدا وان فاطمہ بنت محمد بضعة منی وانا اکرہ ان تفتنوها وایتھا واللہ لا تحجمہ بئنت رسول اللہ وبت عذ اللہ عندہ عند رجل واحد اکدا قال فذلک علی عن الخطیبة مسور بن مخرمہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کا پیام دیا اور ان کے نکاح میں حضرت فاطمہ زہراؑ تین تحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تمام جہان کی عورتوں کی سردار حبیبہ خیر حضرت فاطمہ نے سنی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کے لوگ کہتے ہیں کہ انکو غصہ نہیں آتا اپنی بیٹیوں کے لیے تو یہی وجہ ہے اب علی نکاح کرنے والے ہیں ابو جہل کی بیٹی سے مسور کے کہا یہ خبر سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کٹرے ہوئے اور میں نے سنا آپ تشدد پڑا پھر فرمایا بعد اسکے معلوم ہو کہ میں نے نکاح کیا اپنی بیٹی حضرت زینب کا ابو العاص بن الربیع سے انہوں نے جوابات کی تھی اسکو سچ کیا (باوجود کہ ان کے انہوں نے حضرت زینب کے بیسجدینے کا وعدہ کیا پھر انکو بھیج دیا) اور بے شک فاطمہ محمد صلعم کی بیٹی میرا ایک ٹکڑا ہے اور میں برا جاتا ہوں کہ لوگ اسکو گناہ میں پسندادین (ایسا نہ ہو کہ سو کو کج رنج میں دھوکہ کی بات خاوند کے خلاف کر میں اور گندگا رہوں) اور بیشک ختم خدا کی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دو نو ایک شخص کے پاس کبھی جہنم نہ ہوگی یہ سنکر حضرت علی علیہ السلام نے پیام چھوڑ دیا ف یعنی نکاح موقوف نہ کیا اور کیونکہ موقوف نہ کرتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار اور آپ کے مرضی کے تابع اور جان نثار تھے اور اس واقعہ کی وجہ سے حضرت علی پر کوئی طعن نہیں

ہو سکتا جیسے خوار مجرود کیا کرتے ہیں کیونکہ حضرت علی نے لاعلمی سے بیخیال کر کے کہ ہر مرد کو چار بی بیان درست ہیں دوسرے نکاح کا پیام دیا جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی نہیں ہے تو فوراً یہ ارادہ موقوف کر دیا اور حدیث سے حضرت فاطمہ کی بڑی فضیلت نکلی کہ انکا خیال ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سکندر تھا اور کیونکر نہ ہوتا کہ ان کی والدہ ماجدہ گذر گئیں بھائی گذر گئے بنہین سب کی سب ایک کے بعد ایک گذر گئیں یکہ و تہارہ گئیں سو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی انکا غمگسار یا تسلی دین والا نہ تھا کہ دم بہر اسکے پاس بیٹھیں اور اپنے گھر میں اگر کچھ پرہیز پیدا ہوتا تو اسکے پاس جا کر یہ پرہیز رفع کرتیں لیکن ہمارے ہنسوس آل محمد کو کبھی غم پیش نہیں ہوا اور پرہیز پرہیز اور صدی پر صدی ٹپٹے گئے تو یہ صدی کیا کم تھے کہ دفعتاً غم کا بیٹا ٹوٹ پڑا اور پدر بزرگوار کا سہی سایہ دنیا سے اٹھ گیا یہی وجہ ہوئی کہ حضرت فاطمہ اس صدی جانکا کے بعد صرف تھوڑے دنوں تک زندہ رہیں اور چھ ماہ کے اندر ہی جنبہ الفردوس میں اپنے والد ماجد اور والدہ ماجدہ اور بہنوئی مل گئیں یا آئندہ ہو کہ حضرت فاطمہ زہرا کے صدقہ سے اور ان کے صاحبزادوں کے طفیل سے بخشہ دیا اللہ رحم کو آخر میں امام حسن علیہ السلام کی کفش برداری اور خدمت گاری میں جو درد سے اور دوزخ سے نجات دیدی۔ حدیث میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنا ٹکڑا فرمایا اور یہی فرمایا کہ اسکے رنج سے مجھ کو رنج ہوتا ہے انکی ایذا سے مجھ کو ایذا ہوتی ہے اس سے مرتبہ حضرت فاطمہ کا سہجہ لینا چاہیے **باب** اَلَّذِي هَبَّتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس نے اپنی جان کو بخش دیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ف یعنی اپنے تین مہر کر دیا اگر عورت اپنے نفس کو مہر کر دیے کسی کو خواہ مہر کا ذکر اسے یا نہ اور تو نکاح درست ہو جاوے گا خفیہ کے نزدیک لیکن شافعیہ اور حنبلیہ علما کے نزدیک درست نہ ہوگا جب تک نکاح یا تزویج کا لفظ نہ ہو اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ جائز تھا بالاتفاق کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَمْرًا مَوْثِقًا اَنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اَخِيْرَتِكَ عَنْ عَالِيَتِهَا كَاَنْتَ تَقُولُ اَمَّا لَسْتَ خِيْرَتِي الْمَرْأَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اَنْزَلَ اللَّهُ تَرْجِي مِنْ كَشَاةٍ مِيْنُهَا وَتَوَدِّي اِلَيْكَ مِنْ كَشَاةٍ كَاَنْتَ فَقُلْتَ اِنَّ رَبَّكَ لَكِيْسَارٌ فِي هَؤُلَاءِ فَهَؤُلَاءِ الْمُؤْمِنِينَ عَاثَتْهُ صَدِيقَةُ نَفْسِهَا سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کیا عورت شرم نہیں کرتی جو اپنے تین بخش دیتی ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو **ف** اس کہنے سے حضرت عائشہ صدیقہ کی بیغمی تھی کہ عورتیں شرم کریں اور اپنے تین مہر نہ کریں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس لیے کہ عورتیں آپ کی بہت ہو جاوے گی تو باری ہر ایک کے اور دیر میں آوے گی اب اختلاف ہے کہ عورت نے اپنے تین بخشے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مہر کر دیا تھا اس کا نام کیا تھا بعضے کہتے ہیں میمنہ بعضے ام شریک بعضے زینب بنت خزیمہ بعضے غلامہ بنت مکیمہ واللہ اعلم **ف** یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ یات تاروی ترجی من تشاء منهن یا خیر تاک یعنی

دادا پڑا دایم کوئی کالا ہی ہوا اور وہ رنگ اب ظاہر ہوا ہوا حاصل یہ کہ کچھ کے گوری یا کالے رنگ کی وجہ سے بابتش کے ختم
 کی وجہ سے پیشہ پڑ کر ناچا ہے کہ میری اولاد میں سے جرتیک دلیل قطعی سے مسکا ثبوت نہ ہو مثلاً بی بی سے صحبت ہی نہ کی ہو اور
 اُسکو اولاد پیدا ہو یا صحبت کی وقت سے چہ مینے سو کہ میں اولاد پیدا ہو **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ أَنَّ جَلَاءَ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّرَأَتِي وَكَدَّتْ عَلَيَّ فَرَأَيْتُ عَلَامًا أَسْوَدَ وَأَنَا أَهْلُ بَيْتٍ لَوْ يَكُنُ
 فِيْنَا أَسْوَدٌ قَطُّ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ رِبَالٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا الْوُثْعَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا أَسْوَدٌ قَالَ لَا قَالَ فَمَا
 أَوْرَقٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّكَ كَانَ ذَلِكَ قَالَ عَسَى أَنْ يَكُونَ تَزَوُّجُ عَرَفٍ قَالَ فَكَلْعَلْ أَيْنِكَ هَذَا أَنْزَعُ عَرَفٍ
 عبد الرحمن بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص خجل کا رہنے والا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول
 اللہ میری عورت ایک لڑکا جنی ہے کالا اور سمار گہرے میں کوئی کالا کبھی نہیں تھا آپ نے فرمایا تیرے پاس دن میں وہ بولا
 ہاں میں آپ نے فرمایا اگر رنگ سیا ہے وہ بولا سرخ ہیں آپ نے فرمایا ان میں کوئی حبت کلبا ہی ہے وہ بولا ہاں ہے آپ
 نے فرمایا یہ رنگ کہاں سے آیا وہ بولا شاید کسی گے نے کینچن یا ہوگا آپ نے فرمایا ہر پیر کے پچر کو بھی کسی رگ نے کینچن یا ہوگا۔
بَابُ الْوَلَدِ لِلْفَرَّاشِ وَالْعَاهِرِ الْحَجَّسِ مُبْتَدِئَةً بِمَا هُوَ مَعَهُ وَأَنْزَعُ عَرَفٍ قَالَ فَمَا الْوُثْعَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيهَا أَسْوَدٌ قَالَ لَا قَالَ فَمَا
 أَوْرَقٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّكَ كَانَ ذَلِكَ قَالَ عَسَى أَنْ يَكُونَ تَزَوُّجُ عَرَفٍ قَالَ فَكَلْعَلْ أَيْنِكَ هَذَا أَنْزَعُ عَرَفٍ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ ابْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدًا اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنِ أُمِّ زَمْعَةَ فَقَالَ
 سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ أَنْ أَظْهَرَ إِلَى ابْنِ أُمِّ زَمْعَةَ فَأَقْبَضَهُ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ
 أَخِي وَابْنُ أُمِّ زَمْعَةَ وَلِدٌ عَلَى فَرَّاشٍ أَيْنَ تَوَارَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَبَعَهُ يُعْتَبَرُ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا
 عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفَرَّاشِ وَالْعَاهِرِ الْحَجَّسِ وَاسْتَحْبَبْتُ عَنْهُ يَا سَوْدَةَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی
 اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زعمہ اور سعد بن ابی وقاص نے جھگڑا کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہ لڑکی
 بچہ میں سعد نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے مجھکو وصیت کی جب میں مکہ جاؤں تو زعمہ کی لڑکی
 کے بچہ کو دو کہیوں اور اس کو لے لوں اور عبد بن زعمہ نے کہا وہ میرا بھائی ہے اور میرا بچہ کی لڑکی کا بیٹا ہے میرا بچہ
 فراس پر پیدا ہوا ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کی مشابہت بائی عتبہ سے تو فرمایا وہ بچہ میرا ہے اسے
 عبد بن زعمہ کو مشابہت سے معلوم ہوتا ہے کہ عتبہ کا لطف ہے اور بچہ ہمیشہ خاندان کا ہوتا ہے اور پردہ کر اسے اے
 سؤدہ **ف** سؤدہ ام المؤمنین زعمہ کی بیٹی تھیں تو یہ بچہ میرے سے کا ٹھیرا تو سؤدہ کا بھائی ہوا لیکن چونکہ مشابہت
 اسکی عتبہ سے بائی گئی لہذا احتیاطاً آپ نے سؤدہ کو اس سے گوشہ کرنے کا حکم دیا **عَنْ** عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

الحرب ہجرت کرتی تو اسکو کوئی پیام نہ دیتا بیان تک اسکو حیض آتا پر وہ پاک ہوتی جب پاک ہوتی اسوقت اسکو نکاح درست ہوتا اور اگر نکاح ہونے سے پہلے اسکا خاوند مسلمان ہو کر آجاتا تو وہ عورت اسی کو لمبائی **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ عَلَٰی أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سِتْنَيْنِ بَيْنَكَ وَحَاكَ الْأَذَىٰ اِبْرَاهِمَ** سے روایت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (علیہا حضرت زینب) کو ابوالعاص بن ربیع کے پاس بھیج دیا دو برس کے بعد اسی انکے نکاح پر **ف** ابوالعاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے حضرت زینب ان سے پہلے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں آگئی تئیں ابوالعاص بہت دنوں کے بعد مسلمان ہو کر آئے آپ نے حضرت زینب کو انہی کے نکاح میں رکھا اور نیا نکاح نہیں کیا اس سے فقہا کا مذہب وہوتا ہے اور یہ حدیث امام احمد اور حاکم اور ابوداؤد نے ہی نکالی اور کہا صحیح ہے ایک روایت میں ہے کہ کوئی نئی بات نہیں کی ایک میں ہے کہ نیا مہر مقرر نہیں کیا ترمذی کی روایت میں ہے نیا نکاح نہیں کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اسکے اسناد میں کوئی قباحت نہیں **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَٰی أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بَيْنَكَ وَحَاكَ الْأَذَىٰ** عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو ابوالعاص بن ربیع کے پاس بھیج دیا نئے نکاح سے **ف** اس حدیث کو فقہائے حنفیہ نے دلیل لی اور کہو ترمذی نے ہی نکالا لیکن اسکے اسناد میں حجاج بن ارطاة ضعیف ہے ترمذی نے کہا اس کے اسناد میں گفتگو ہے اور امام احمد نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور صواب ابن عباس کی حدیث ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب کو پیہر دیا ابوالعاص سے پہلے نکاح سے اور ترمذی نے کتاب العلل میں کہا کہ میرے محمد بن اسماعیل سے سحریث کو پوچھا انہوں نے کہا ابن عباس کی حدیث اس باب میں زیادہ صحیح ہے عمرو بن شعیب کی حدیث سے ابن قیم نے کہا تعجب ہے کہ اس ضعیف حدیث کو اصل بنا دیں اور اس سے صحیح حدیث کو رد کریں اور کہیں کہ وہ اصول کے خلاف ہے اور ابن عباس کی حدیث کی طرف ایک جماعت صحابہ گئی ہے ومن بعدہم ابن قیم نے اعلام الموقعین میں کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفریق نہ کرتے اس مرد میں جو اسلام لایا اور اسکی عورت میں جب وہ اسکے ساتھ اسلام نہ لائی بلکہ جب دوسرا اسلام لانا تو نکاح اپنے حال پر رہتا جب تک وہ عورت دوسرا نکاح نہ کرے اور سنت معلومہ اور مشہورہ ہو شافعی نے کہا ابوسفیان مسلمان ہوا مگر ان میں جو خراہے گا گھر ہے اور وہاں مسلمان تھے فتح مکہ سے پہلے تو وہ دارالاسلام تھا اور لوٹ گیا مکہ میں اور مہندہ اسکی جو دو مسلمان نہیں ہوئی تھیں مکہ میں تھی اس نے ابوسفیان

ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لا یجوز لکم الحدام الحلال ابن عمر سے روایت ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا حرام طلاق کو حرام نہیں کرتا **ابواب الطلاق** کا بیان یعنی عورت کا چھوڑ دینا اور یہ جائز
 ہے بعض کتاب اسناد حدیث رسول اللہ لیکن بلا ضرورت مکر وہ **عن ابن عمر رضی اللہ عنہما** ان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم طلق حفصة ثم راجعها حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
 ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دیا پھر ان سے رجعت کر لی **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اپنے نبی کو
 ام المومنین حضرت حفصہ سے رجعت کر لینے کا اور انا خدا ہوا کہ وہ روزہ رکھنے والی ہے عبادت کرنیوالی ہے اور تیری بی بی
 ہے جنت میں سجان اللہ نے تمہیں حضرت حفصہ کی کو طلاق کی وجہ سے **انکے** انکو یاد کیا **عن ابن عمر رضی اللہ عنہما** قال
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بک الا ان تراجعا یلعبون یحدوہ اللہ یقول احدهم قد طلقک قد طلقک قد
 راجعک قد طلقک ابو موسیٰ سے روایت ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا اللہ کے
 حکموں سے کھیل کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے تجھ کو طلاق دیا میں نے رجوع کیا میں نے طلاق دیا **ف** یہ طلاق کی آیت
 اترنے سے پہلے کا حکم ہے جب مردوں کا یہی حال تھا کہ بے انتہا طلاق دیے جاتے اور برابر جب عدت گزرنے کو پہنچتی
 رجعت کر لیتے عورتیں بیچاری آفت میں تھیں نہ اس مرد سے جدا ہو سکتیں آخر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے طلاق کی آیت
 اناری میں طلاق کے بعد پھر رجعت موقوف ہوئی **عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما** قال قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ان یفصل الحلال الی اللہ الطلاق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہر آن حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب طلاقوں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند طلاق ہے **ف** گواہ ہے مگر خدا کو ناپسند ہر اس
 لیے بلا ضرورت مکر وہ ٹھیک اور جو کوئی عورت اس لیے کرے کہ صرف قضای شہوت کر دے تو اس پر لعنت آئی ہے اور
 بہت طلاق دینے میں محبت اور صلحت خاندان واری سب فوت ہوتی ہے **باب طلاق الستة سنت** کے موافق
 طلاق کیونکر ہے **عن ابن عمر رضی اللہ عنہما** قال طلقنا امرأتی وھما حائضتان فذكر ذلك عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فقال فمروا فلما راجعھا حتی تطهرتم ثم تحيض ثم تطهر ثم انشاء طلقھا فیکل ان یجاء معھا وان
 شاء استسکھا فانھا العدة التي اقر اللہ ابن عمر سے روایت ہر میں نے اپنی عورت کو طلاق دیا اور وہ حاملہ تھی حضرت
 عمر نے اسکا ذکر کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فرمایا حکم کر اسکو وہ رجعت کر لے گی اپنی بی بی سے یہاں تک
 حیض سے پاک ہو پھر حیض آوے اور اس سے پاک ہو اب اس کے بعد اگر چاہے تو اسکو طلاق دیدیوے جماع کرنے سے پہلے
 (تاکہ حمل کا شبہ نہ ہے) اور اگر چاہے اسکو رہنے دیو اور یہی عدت ہے عورتوں کی جب حکم دیا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے

مطلق تھو میں بعد میں یعنی طلاق دو عورتوں کو انکی عدالت کے لحاظ سے یعنی طہر کی حالت میں طلاق دو اب اختلاف ہے راویوں کا کہ
ابن عمر نے جو طلاق حیض کی حالت میں دیدیا تھا اسکا حساب ہوا یا نہیں اور حساب نہ ہو نیکی روایت زیادہ راجح ہے کیونکہ وہ بدعی
طلاق تھا اور بدعی طلاق کا نہ پڑنا اسی کو ترجیح ہے اور سعید بن مسعود نے عبداللہ بن ابی کاس کے طریق سے نکالا کہ ابن عمر نے اپنی
عورت کو طلاق یا حیض کی حالت میں تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کچھ نہیں ہے اور ابن خرم نے محلی میں متصل
سعد ابن عمر سے روایت کیا انہوں نے کہا کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدیوے اور وہ حائضہ ہو تو اسکا شمار نہ ہوگا
اور اسکا اسناد صحیح ہے اور ابو الزبیر راوی جس نے اس طلاق کا محسوس ہونا نقل کیا ہے اسکی متابعت کی چار راویوں
نے عبداللہ بن عمر عمری نے اور محمد بن عبدالغزیز نے اور یحییٰ بن سلیم نے اور ابراہیم بن ابی حسنہ نے اور یحییٰ بن زبیر نے
ایک جماعت سلف طہر علیہ وغیرہ کا اور ابن خرم ہی سیکے قائل ہیں کہ حیض کی حالت میں طلاق نہیں پڑے گا اور
ابن تمیمہ کا یہی قول ہے لیکن جمہور فقہاء اور ائمہ اطراف گوی ہیں کہ طلاق پڑ جاوے گا اور جو حق ہے اسکی پیروی
سب پر مقدم ہے جمہور سے کچھ غرض نہیں ہے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ طَلَاَقُ الشَّيْءِ أَنْ يَكْلِمَهَا طَاهِرًا مِّنْ**
غَيْرِ حَيْضٍ عبداللہ بن مسعود نے کہا سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو حیض سے پاک ہونے پر طلاق دیوے اور اس طہر
میں جلیغ کرے **وَ** تاکہ عورت کو عدالت کے حساب میں آسانی ہو دیوے اور اسی طہر سے عدت شروع ہو جاوے تین
طہر کے بعد وہ بائن ہو جاوے گی دو سرانکاح کر لے سکتی ہے الہدیت لہ کہا ہے کہ طلاق سنت ہے کہ عورت کو
طلاق دیوے ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا ہو اور شرط یہ ہے کہ اس طہر سے پہلے جو حیض تھا اس میں طلاق نہ دیا
ہو یا حمل کی حالت میں حجب ل ظاہر ہو گیا ہو اور اسکے سوا دوسری طرح پر طلاق دینا مثلاً حیض کی حالت میں یا
طہر کی حالت میں جب جماع ہو یا حمل کی حالت میں جب یہ ظاہر نہ ہوا ہو لیکن شبہ ہو یا سطح تین طلاق ایک ہی
بار دینا یہ حرام ہیں اور اسکا ذکر آگے آویگا اور ہدیت میں جو ابن عمر کو حکم ہوا کہ اس طہر کے بعد دوسرے طہر میں طلاق
دیوے اس میں یہ حکمت تھی کہ حبث بنیت طلاق معلوم نہ ہو تو ایک طہر تک عورت کو رہنے دیا اور بعضوں نے کہا
یہ ہزار تہی انکے ناجائز فعل کی بعضوں نے کہا یہ طہر اسی حیض سے متعلق تھا جس میں طلاق دیا تھا تاہم اسکو دوسرے طہر کا تھا اگر
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فِي طَلَاَقِ الشَّيْءِ يَكْلِمُهَا عِنْدَ كُلِّ طَهْرٍ فَلْيَقِ فَإِذَا طَهَّرْتَ الشَّيْءَ طَهَّرَهَا وَعَلَيْهَا بَعْدَ ذَلِكَ حَيْضَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
کہ سنت کا طلاق یہ ہے کہ عورت کو ہر طہر میں ایک طلاق دیوے جب تیسری بار پاک ہو تو اخیر طلاق دیدیوے اور اسکو
بعد عدت ایک حیض ہوگی **وَ** ایسے کہ دو حیض پہلے گزر چکے ہیں اول بار دوم طلاق کے بعد یہ صورت ہے کہ
عورت کو تین طلاق دینا منظور ہوں اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر قناعت کرے جب عورت حیض سے پاک ہو

اور تین حیض یا تین طہر گزر جانے کے بعد وہ بائند ہو جاوے گی اس میں یہ فائدہ ہو کہ اگر مرد عدت گزر جانے کے بعد بھی چاہے تو اس عدت سے نکاح کرے سکتا ہے لیکن تین طلاق دینے کے بعد بغیر طلاق کے نکاح کرنا نہیں ہو سکتا **عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقِبَ بْنِ غِلَاظٍ** قَالَ سَأَلْتُ بَنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرَ الْمَدِينَةَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَ مَا قُلْتُ أَيْتَلُّ بِنِكَاحِكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزْتُ وَاسْتَحْتَمْتُ لِزَوْجِ بَنِ جَبْرِ رَدِيتُ بِرَيْنِ ابْنِ عُمَرَ يَوْجِبُ أَيْكٍ مُرَدِّ ابْنِ عُمَرَ كَوَ طَلَّاقٍ بِإِحْيَاظٍ كِي حَالَتِ مِينَ انْمَوَاجٍ كَمَا تَوَابَنَ عُمَرَ كَو سِجَا تَمَاهِے اَوْنُونِ نَے طَلَّاقِ دَا اِپْنِ عُمَرَ كَو حِيضٍ كِي حَالَتِ مِينَ تَوَعْرَآنَ حَضْرَتِ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئے اِپْنِ حُكْمِ دَا اِن كَو رَحْبَتِ كَرِیْنِے كَا یْنِے كَمَا یَطْلُقُ ثَمَارِ مِیْنِ اَو یَكَا یَا مِیْنِ انْمَوْنِ نَے كَمَا تَوَكَا سَمَحْتَا ہے اَرُوہ عَاخِر ہُو یَا حَقَّتْ كَرِے **ف** اَو رَحْبَتِ نَد كَرِے تَو طَلَّاقِ تَو ضَرْبِے كَا جَمُورِ عِلَا كَا یِیْ نَدِ ہِے لَكِیْنِ عِلْمَاے ظَا ہِے ابْنِ تَمِیْہِ اَو رَا بِنِ حَزْمِ رَحْمَہَا اللہُ تَعَالٰی اَو رَا یَكُ طَلَّاقِ خَوَارِجِ اَو رَوْدِ نَفْضِ كَا یِیْ قَوْلِ ہِے كَیْ طَلَّاقِ مُحْصَبِ نہ ہُو كَا اَو رَا دِ پَرِ ہِم بِلَا نِ كَرِ چُكے كَیْ ہِیْ حَقِّ ہِیْ دَا حَقِّ اَحَقِّ بِالْاِتِّبَاعِ **بَابُ الْحَامِلِ كَيْفَ تَطْلُقُ مَعْرُوتَ حَامِلَةٍ كَو كَیْنِ كَمَا طَلَّاقِ دَا یَا جَا وے۔**

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ عُمَرَ لِلشَّيْبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرَّ كَلْبُ رَجُلٍ مَّا شَعَرَ بِطَلْقِهَا وَهِيَ حَامِلٌ أَوْ حَامِلٌ ابْنِ عُمَرَ نَے طَلَّاقِ دَا اِپْنِ عُمَرَ كَو حِيضٍ كِي حَالَتِ مِينَ حَضْرَتِ عُمَرَ نَے ہِكا ذَكْر كَا اِپْنِ حَضْرَتِ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِپْنِے فَرْمَا یا اسكو حُكْمِ كَرُوہ رَحْبَتِ كَرِے پَر اسكو طَلَّاقِ دِیوے حَبِ دَہِ حِيضٍ سے ہَاك ہُو یَا حَامِل ہُو جَا وے **ف** كَیْنِ كَمَا اس مِیْنِ عَدَّتِ كِي اَسَانِ ہِے اَكْر طہر مِیْنِ طَلَّاقِ دِیوے اَو حَامِل نہ ہُو تَو تِیْنِ طہر یا حِيضٍ كے بَعْدِ عَدَّتِ گِزَر جَا وِیْگِی اَكْر حَامِل ہُو تَو وَضْعِ حَمْلِ ہُو تِی ہِے عَدَّتِ گِزَر جَا وِیْگِی اَو رَا صِلِ غَضِّ عَدَّتِ سے یہ ہِے كَہ حَمْلِ كِي حَالَتِ مِیْنِ عُمَرَ تِی دُوسَرِ خَاوند سے جَمَاع سے نَد كَر اوے دَرِیْہِ بَچِہ مِیْنِ دُوسَرِ مَرْد كَا پَا پِنِ ہِیْ مِثْرَا یَك ہُو كَا اَو رَا یَعُیُوب سے اس دِہم كَو دُور كَر نَے كَیْ یو یہ طَرِیْقَہ پُہْرَا كِہ جس طہر مِیْنِ جَمَاع نہ كَا ہُو اس مِیْنِ طَلَّاقِ دِیوے اَو تِیْنِ حِيضٍ تَاك اِنْتِظَارَا یَسِے ہُو اَك كَہ یِیْ حَمْلِ كِي حَالَتِ مِیْنِ ہِیْ اَیْكِ آدَہ بَار تَو رَا اسَا حِيضِ آجَا ہِے لَكِیْنِ جَب تِیْنِ حِيضٍ بَرَا پَاسَے تَو یَقِیْنِ ہُو اَك كَہ حَامِل نہ یِیْ ہِے اِب دُوسَرِ مَرْد سے نِكَاح كَرِیو یَا اَكْر عُمَرَ تِی حَامِل ہُو تَو وَضْعِ حَمْلِ ہُو تِی ہِے نِكَاح كَرِے اَكْر ہِے طَلَّاقِ یَا دَا فَا تِ شُہْر كے مَتَصِلِ ہِیْ وَضْعِ حَمْلِ ہُو **بَابُ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَتَحْلُسُ وَاحِدًا وَكُو اِپْنِ عُمَرَ كَو اَیْكِ ہِیْ حَلْبِہ مِیْنِ تِیْنِ طَلَّاقِ دِیوے **ف** مِثْلَا یُون كَے ہِجْہِ كَو تِیْنِ طَلَّاقِ مِیْنِ یَا یُون كَے ہِجْہِ كَو طَلَّاقِ ہِے ہِجْہِ كَو طَلَّاقِ ہِے تِیْنِ بَا بَیْہِ مِثْرَا كَرِیَابِے مِثْرَا كَے اِیْسا كَے یَا ہِجْہِ مِثْرَا ہِے طَلَّاقِ ہِے طَلَّاقِ ہِے طَلَّاقِ ہِے یَا تِیْنِ بَار ہِجْہِ پَر طَلَّاقِ ہِے تِیْنِ طَلَّاقِ تِیْنِ ہِے تِیْنِ رَعْلَا كَا قَوْلِ ہُو كَیْنِ مِیْنِ طَلَّاقِ تِیْنِ جَا وِیْگِی كَو مُحَقِّقِیْنِ اِیْہِیْثِ كَا قَوْلِ ہِے اَك اَیْكِ طَلَّاقِ حَبِیْ ہُو كَا خَاوند عُمَرَ**

صحبت کر چکا ہو یا نہ کی ہو تو خاندان اسکے بعد رجعت کر سکتا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اس میں آسانی ہے ہر ایک کے لیے اور اس زمانہ کو اکثر حنفیوں نے ہی مشکل وقت میں استیصال پر عمل کیا ہے عن عمار الشعمی قال قلت لفاطمۃ بنت قیس حذوتینی عن طلاقک قالت طلقنی تزوجت لانا وھو خارج الی الیمین فاجاز ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام شعیب سے روایت ہے مینے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کی حدیث بیان کرو انھوں نے کہا میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاق دیے اور وہ یمن کو جانے والا تھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز رکھا ہاں حدیث سے جمہور علماء اور فقہانے حجت لی ہے کہ اگر تین طلاق کوئی ایک ہی جلسہ میں دیدیوے تو تینوں پڑجا دیگی اور اس مسئلہ میں تین مذہب اور میں ایک یہ کہ چہ نہیں پڑیگا نہ ایک نہ تین کیونکہ اس طرح طلاق دینا بدعت اور حرام ہے اور اس مذہب کو ابن خرم نے نقل کیا امام احمد سے بھی اور کہا کہ رد انقض کا یہی مذہب ہے جو یمن کہتا ہوں کہ ایک جگہ تابعین کا یہی مذہب ہے جیسے لریث بن نفیل کیا اور ابن علیہ اور شہام بن حکم اور تمام امامیہ کا یہی قول ہے اور اہل بیت علیہم السلام میں سے امام باقر اور امام صادق اور ناصر علیہم السلام کا یہی مذہب ہے اور ابو عبیدہ اور بعض ظاہری بھی اسکی قائل ہیں کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ طلاق بدعی نہیں پڑتا جیسے اور پگندرا اور یہ بھی بدعی ہے دوسرے یہ کہ اگر عورت بدعت ہے تو تینوں طلاق پڑجا دیں گی اور جو بدعت داخل نہیں ہے تو ایک طلاق پڑے گا ایک جماعت کا یہ قول ہے جیسے ابن عباس اور اسحاق بن ماہویہ وغیرہ تیسرے یہ کہ ایک طلاق رجعی پڑے گا خواہ عورت بدعت ہو یا نہ ہو اور ابن عباس کا مذہب اصح یہی ہے اور ابن اسحاق اور عطاء اور عکرمہ اور اکثر اہل بیت اسی کو قائل ہیں اور یہ سب مذہبوں میں صحیح ہے امام شوکانی نے اس باب میں ایک حدیث کا ذکر رسالہ لکھا ہے اور چاروں مذہبوں کے دلائل بیان کر کے اخیر قول کو ترجیح دی ہے اور درمیان اس مسئلہ کو اختلافی قرار دیا ہے ابن قیم نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو صحیح ہے کہ تین طلاق ایک ہی بار دینے سے ایک ہی طلاق پڑتا تھا آپ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے عہد میں اور شروع خلافت عمر میں اور حضرت عمر نے لوگوں کو نہرا دینے کے لیے یہی فتویٰ دیا کہ تینوں طلاق پڑجا دیں گی اور یہ انکا اجتماع ہے جو اردون پڑجتا نہیں ہو سکتا خصوصاً آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق کا فتوے ان کے اجتماع سے رد نہیں ہو سکتا اور طول کیا اس مسئلہ میں امام ابن قیم نے افاتہ اللہ فان میں اور ثابت کیا اسی کو کہ اس صورت میں ایک ہی طلاق پڑے گا شوکانی نے کہا کہ ابوسوی اور ابن عباس اور طاؤس اور عطاء اور جابر بن زید اور احمد بن عیسیٰ اور عبد اللہ بن موسیٰ اور حضرت علی اور زید بن علی سے ایسا ہی منقول ہے اور شیخ الاسلام امام ابن قیم اور امام ابن قیم دونوں اسی طرف گئی ہیں اور ابن معین کے کتاب الوثائق میں علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمن بن

خوف اور زیر سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور ایک جماعت مشائخ قرطبہ سے اور ابن منذر نے اصحاب ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ ابن باب مین جو حدیثین آئی ہیں ان سب میں ابن عباس کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ تین طلاق آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کی خلافت اور شروع عمر کی خلافت میں ایک طلاق گنی جاتی تھی جب حضرت عمر کا زمانہ ہوا لوگوں نے پے درپے طلاق دینا شروع کیا تو حضرت عمر نے تینوں طلاقوں کو انہر جاری کر دیا آپ تم نے اس مسئلہ کی تحقیق میں کتاب اور سنت اور لغت اور صحابہ کے عمل سے دلیل لی یہ کہما کہ اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ اور لغت اور عرف سپر دلالت کرتے ہیں اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور صحابہ اور حضرت عمر کی خلافت میں ہی تین برس تک لوگ ایسے چلتے رہے اگر کوئی ان کا شمار کرے تو ہزار سے زیادہ انکا عدد ہوگا کیسے اقرا کیا کیسے سکوت کیا اور بعضوں نے جو کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمانہ سے پہلے لوگوں نے اسکی خلافت پر اجماع کر لیا تو ثبوت ثابت نہیں ہوا ہر زمانہ میں علما اسی دلیل کے فتوے پر تکیہ دیتے رہے اہل بیت کے عالم حضرت عبداللہ عباس نے ایسا ہی فتویٰ دیا جیسے روایت کیا اسکو حماد بن زید نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہ جب ہی نے ایک ہی موند سے کہا تجھ کو تین طلاق ہیں تو ایک ہی طلاق پڑیگا اور زیر بن عوام اور عبدالرحمان بن عوف نے بھی ایسا ہی فتوے دیا یہ ابن وضاح نے نقل کیا ان سے اور تابعین میں سے عکرمہ اور طاؤس نے ایسا ہی فتوے دیا اور تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق اور حلاس بن عمر و عکمل نے ایسا ہی فتویٰ دیا اور اتباع تبع تابعین میں داؤد بن علی اور اکثر انکے صحابہ نے ایسا ہی فتویٰ دیا اور بعض مالکیہ نے بھی ایسا ہی فتویٰ دیا بلکہ بعض حنفیہ نے بھی اور امام احمد کے بعض اصحاب نے بھی ایسا ہی فتویٰ دیا اور غرض یہ ہے کہ ہر زمانہ میں علما اور ائمہ اس قول کے موافق حکم دیتے رہے اور یہ قول بالا جماع متروک نہیں ہوا۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے جب کتاب اور سنت اور قیاس اور اجماع قدیم سے یہی ثابت ہو اور اس کے بعد کسی اجماع نے اسکو باطل نہیں کیا لیکن حضرت عمر نے ایک صلوح سے اسکی خلاف تجویز کیا اور یہ تجویز دوسرے کسیہ چریت نہیں ہو سکتی اور ہر ایک مومن کا کام ہے کہ جب صحیح ہو جاوے تو اسپر عمل کرے اور اسکی خلاف کسیکا فتوے اور کسی کا قیاس قبول نہ کرے خواہ وہ کوئی ہو اور باقی تفصیل اس مسئلہ کی اعلام المؤمنین اور افاتہ اللہم فان اور رسالہ شوکانی اور نیل الاوطار اور ساک النجاس میں دیکھنا چاہیے باوجود الزجعة طلاق کے بعد رجعت کرنا بیان (رجعت کمتر میں طلاق سے پہر جانے کو اور جو رو سے پہر ملاپ کر لیں) کو

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكِيمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يَفْعُ بِهَا وَلَمْ يَتَّخِذْ عَلَى لَاحِظِهَا وَلَا عَلَى رَجْعَتِهَا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ طَلَقَ بَعْضِ بَعْضٍ سُنَّةٌ وَبَعْضُ بَعْضٍ أَشْهَدُ

زَوْجًا مَالِحًا كَذَرَجِي مَسْرُوقٍ اَوْ عَمْرٍو بْنِ عَتَبَةَ سَهِبَتْ حَارِثُ كَوَّلَمَا اِنْ كَا حَالٍ يُوْجِبَا اَمَّا
 نَحْوُ ابْنِ كَلَمَا كَرِهَ اِلَيْهِ خَاوَنَدُ كَ دَفَاتٍ كَبَحْسٍ دَنَ كَعَبْرَتَيْنِ بَعْرَا وَنَهْنِ نَ تِيَارِي كِي نَكَا حَ كِي تَوَانِ بِرُوْ اَبُو سَبَا
 بَنِ بَكَا كَ غُذِرَ اَنَّهُ لَمَّا تَوَلَّى جُلْدِي كِي عَدَتْ كَرُوْدُوْنِ مِيَا وَنَ مِيْنِ سَ اَخْرَى مِيَا ذَا كَ لَعْنِيْ جَارِ مِيْنِيْ دَمَ مَنَ نَكَا
 مِيْنِ يَشْتَكِرُ اَنْ حَضَرَ صَلَّى اِلَيْهِ اَلَمْ يَسْلَمْ بِاسْ اَيَّ اَوْ مِيْنِيْ عَرْضَ كِيَا يَرْسُوْلُ اَلَمْ يَسْلَمْ لِيْ سَ لِيْ سَ دَعَا فَرَا يَ اَبِيْ فَرَا يَا كِيَا مَوَا
 مِيْنِيْ حَالٍ بَيَانٍ كِيَا اَبِيْ فَرَا يَا كَرُوْ نَكَا خَاوَنَدُ بَاوِيْ تَوَلَّى نَكَا حَ كَرَلِيْ عَنَ الْمُسَوْرِيْنَ تَحْرَمَةً اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ سَبْعَةً اَنْ يَتَخَرَّجُوا اِذَا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا مَسُوْرٌ بِنَ مَحْرَمَةٍ رَضِيَ اَلَمْ يَسْلَمْ سَ رُوَيْتُ هَرَا اَنْ حَضَرَ صَلَّى اِلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً اَلَمْ يَكُنْ كِيَا نَكَا حَ كَرَلِيْ سَ حَبِ اِبْنِيْ نَفَاسَ اَبِيْ يَعْنِيْ بَا كِي مَوَا عَنَ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَا لَ اَنَّ
 اَللّٰهَ لَمْ يَسْأَلْ اِلَّا عَتَاةً اَلَمْ تَزَلْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ الْقَصْرَى بَعْدَ اَرْبَعَةِ اَشْهُارٍ عَشْرًا عَبْدُ اَلَمْ يَسْلَمْ سَ رُوَيْتُ هَرَا اَنْ حَضَرَ صَلَّى اِلَيْهِ
 كَمَا مَتَمَّ خَدَا كِي جَوَا كِي يَا سَ مَ لَعَانُ كَرَلِيْ كَرَا يَسِيْنُ شَرْطُ كَرَلِيْ سَ اَوْ رَهْمُ يُوْنِ كَمِيْنِ جَوْبُوْ مَوَا سَ بِرْضَا كِي لَعْنَتُ اَتْرَى
 كَمَا سُوْرَةُ نَسَا جَوِيْ رِيْنِيْ سُوْرَةَ طَلَقَ اَسْ اَيَّتِ كَعَبَا تَرِيْ حَسَ مِيْنِ جَارِ مِيْنِيْ دَمَ مَنَ كِي عَدَتْ كَا حَكَمَ هَ وَ اَوْ
 سُوْرَةُ طَلَقَ هِيْ مِيْنِ يَ اَيَّتِ وَاَوَّلَاتِ اَلْحَامِلِ اَطْلَسَ اِنْ لِيْضَعْنَ جِلْمَهُنَّ بِسَ اَيَّتِ نَا سَخَ هُوْ كِي سَبِيْلَ اَيَّتِ كِي حَالِدُ عَمْرُوْ
 كَعَبَا مِيْنِ اَلْبَتَةِ غَيْرَ حَالِدِ وَفَاتٍ كِي عَدَتْ جَارِ مِيْنِيْ دَمَ مَنَ كَرَلِيْ سَ بَابُ اَيْنَ تَعَلَّتْ اَلْمُتَوَلَّى عَمَّا كَرُوْ جَهَا حَسَ
 عَمْرُوْ كَا خَاوَنَدُ مَرَا دَ سَ وَهَ كَمَا اَنْ عَدَتْ كَرَلِيْ سَ عَنَ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ بِنِ عَجْدَةَ وَكَانَتْ تَحْتَ اِبْنِ سَعْدٍ اَلْخَدْرَى
 اَنَّ اُحْمَةً اَلْفَرَسِيَّةَ بِنْتَ مَالِكٍ قَا لَتْ خَرَجَ زَوْجِيْ فِيْ طَلَبِ اَعْلَاجٍ لَهَ فَاذَرَكَهُمْ يَطْرِفُ الْقُدُومَ فَقَتَلُوْهُ فَنَجَّاهُ
 فَوَلَّيْتُ زَوْجِيْ اَنَّا فِيْ دَارٍ مِنْ دُوْرٍ اَلَا نَضَارِ شَا سَعِيْرَةَ عَنْ دَارِ اَهْلِيْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
 يَا رَسُوْلَ اَللّٰهِ اِنَّهٗ جَاءَ تَعْمُزُ فَيَحِيْ وَاَنَا فِيْ دَارِ شَا سَعِيْرَةَ عَنْ دَارِ اَهْلِيْ وَدَارِ اِخْوَتِيْ وَلَمْ يَدَعْ مَا لِيْ اَنْفُسُ عَلَيَّ
 وَلَا مَالًا وَرِثَةً وَلَا دَارًا يَمْلِكُهَا اِنَّا رَاَيْتُ اَنْ تَاذَنَ لِيْ فَاَلْحَقْتُ بِدَارِ اَهْلِيْ وَدَارِ اِخْوَتِيْ فَاِنَّهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ
 اَجْمَعُ لِيْ فِيْ بَعْضِ اَمْرِيْ قَا لَ فَاَفْعَلِيْ اِنْ شِئْتِ قَا لَتْ فُحِرْتُ فَرَوَيْتُ عَنْهُ لِيَا قَضَى اَللّٰهُ لِيْ عَلَيَّ لِسَانِ رَسُوْلِهِ
 صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ اِذَا كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ اَوْ فِيْ بَعْضِ الْحَجَرَةِ دَعَا نِيْ فَقَا لَ كَيْفَ رَحِمْتَ قَا لَتْ تَقْصَصُ
 عَلَيْهِ فَقَا لَ اَنْكُنِيْ فِيْ كَيْتِكَ اَلَّذِيْ حَبَا فِيْهِ نَعْمٌ وَفِيْكَ حَتَّى يَكُنْ اَلْكِتَابُ اَجَلَ قَا لَتْ فَاَعْتَدْتُ
 فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُارٍ وَعَشْرًا زَيْنَبُ بِنْتُ كَسْبٍ بِنْتُ عَجْرَةَ رُوَيْتُ هَرَا اَبُو سَعِيْدٍ غُذِرَ كِي نَكَا حَ مِيْنِ تَيْنِ كَمِيْرِيْ مِيْنِ فَرَنْتِ
 اَلْكَا نِيْ كَمَا مِيْرَا خَاوَنَدُ اَسِيْ عَجِيْ غَلَامُوْنِ كُوْ دُوْ مَرْتَبَتِيْ كُوْ نَكَلَا اَوْ اَنَّهُ بَا يَاقِدُ وَهَ كَعَبَا رَهَ اَوْ اَلْكَا مَوْضِعُ هَ مِيْنِ
 حَبِيْبِيْلٍ اَلْكِيْنِ غَلَامُوْنِ نِيْ اَسْكُوْ مَارِ اَلَا تَوِيْرِيْ خَاوَنَدُ كَعَبَا مَرْنِيْ كِي خَبَرَا اَيَّ اَسْوَدَتْ مِيْنِ اَلْفَارِ كَرَا اَلْكَا مَرْمِيْنِ تِيْ جَوْبِيْرِيْ

ابنتی پہرتی ہے میں اس کو پاس گذر تو اس نے کہا ہم کو فاطمہ بنت قیس نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو گہر بدلنے کی اجازت دی مروان نے کہا بیشک فاطمہ بنت قیس نے اسکو حکم دیا عروہ نے کہا تم خدا کی حضرت عایشہؓ کے عیب کیا فاطمہ کی سحریت پر اور کہا کہ فاطمہ ایک مکان میں تھی تو اسکو ڈر ہو اپنی جان کا اسلئے ان حضرت نے اسکو اجازت دی مکان میں بننے کی **ف** دوسرے روایت میں ہے کہ زبان درازی کی وجہ سے اپنے انکو اجازت دی تاکہ لڑائی نہ ہو مروان نے کہا ان جو رو اور خاندین ابھی سی ہی لڑائی ہے لہذا اسکا اٹھ جانا بجا ہے غرض مروان نے یہ قیاس کیا **عن عائشة قالت قالت فاطمة بنت قیس یا رسول اللہ انی اخاف ان یفتحه علی فاحہا ان یتحکک** حضرت عایشہ نے کہا فاطمہ بنت قیس نے کہا یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے کوئی میرے پاس گھس آوی جب آپ نے اسکو اجازت دی وہ ان سے اٹھ جائیگی **عن جابر بن عبد اللہ قال طلقہ خالتي فاکدت ان تجد نخلها فزجرها رجل ان تخرج الیہ فانت الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی فجدنی فخلعت ثوبی فالت عسلی بجدتی او ففعلی معی و فاجابر بن عبد اللہ سے روایت ہے میری خالہ کو طلاق دیا گیا پھر اس نے ارادہ کیا اپنی کجورین کا سٹو کا تو ایک شخص نے اسکو دانا گھر سے نکلے پر وہ ان حضرت کے پاس آئی اپنے فرمایا نہیں تو کاٹ اپنی کجور کو اسلئے کہ تو صدقہ دیگی یا اور نیک کام کریگی **ف** اہل حدیث کہ نزدیک جو عورت طلاق کی عدت میں ہو اسکو نکلنا جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک دست نہیں وہ یہ کہیں گے کہ شاید اس عورت کا اور کوئی مرد ایسا ہوگا جو اسکا کم کرنا ہر حال ضرورت ہو نکلنا درست ہے جب جاری ہو **باب المطلقہ** ثلثاھل لھا سکنی و نفقۃ جس عورت اسکو طلاق دی جاوے تو عدت تک خاندن پر مکان اور نفقہ دینا واجب ہے یا نہیں **ف** اہل حدیث کے نزدیک طلاق رجعی والی کے لئے نفقہ اور سکنی واجب ہے اور حکم طلاق بانہ یعنی تین طلاق دی جاوے اس کے لئے نہ نفقہ ہے نہ سکنی امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو داؤد اور ان کے اتباع کا یہی مذہب ہے اور بحر بن ابن عباس حسن بصری اور عطاء اور شعبی اور ابن یسلی اور اوزاعی اور امام یحییٰ قول ہی یہی نقل کیا ہے اور جمہور کا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ اس کے لئے بھی عدت تک نفقہ اور سکنی ہے (نفقہ خرچ اور سکنے مکان رہنے کے لئے) اس طرح وفات والی کے لئے بھی عدت میں نفقہ اور سکنی نہیں ہے اہل حدیث کے نزدیک البتہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک نفقہ اور سکنی واجب ہے خواہ وفات والی ہو یا طلاق بانہ کیونکہ قرآن میں ہے فان کن اولات حمل فنفقوا علیہن حتی یضیعن **عن فاطمة بنت قیس تقول ان نزعھا طلقھا ثلثا فاکم یجعل لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکنی و نفقۃ** فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ اور ان کے خاندن نے انکو تین طلاق دی آنحضرتؐ نے انکو یہ سکندر لایا یا نفقہ **عن فاطمة بنت قیس قالت طلقنی زوج علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم****

ثلاثا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نفقۃ

کے زمانہ میں تین طلاق اپنے فرمایا تو اسے یہ نفقہ فاطمہ کی یہ حدیث صحیحہ میں موجود ہے
 مسلم کی ایک روایت میں ہے تو اسے یہ نفقہ نہیں ہے مگر جب تو حاملہ ہو مجبور کہتے ہیں کہ حضرت عمر اور عائشہ نے سہ تہیکہ انکا
 کیا اور حضرت عمر نے کہا ہم اپنے رب کی کتاب اور نبی کی سنت ایک عورت کے قول سے نہیں چھوڑ سکتے معلوم نہیں اس نے
 یاد رکھا یا بھول گئے اور فاطمہ کو حسب یہ خبر پہنچی اس نے کہا میرے اور تمہارے بیچ میں امر کی کتاب ہو اس نے فرمایا فاطمہ
 بعد میں یہاں تک کہ یہ فرمایا لعل اللہ بحیث بعد ذلک امرًا تو تین طلاق کے بعد کوئی امر مباح ہوگا یعنی اسید رجوت
 کی نہیں تو نفقہ اور سکے بھی حریب ہوگا) الحدیث یہی کہتے ہیں کہ امام احمد اور نسائی نے فاطمہ بنت قیس سے
 لکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا نفقہ اور سکے سمورت کے لیے ہر جس سے اسکا خاوند رجوت
 کر سکتا ہو اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے حریب رجوت کر سکتا ہو تو نہ نفقہ ہے نہ سکے اور اسکی اسناد میں مجاہد بن
 سعید ہر اسکی متابعت ہی ہوئی ہے اور وہ فقہ ہے تو اسکا رفع کرنا مقبول ہوگا اور قرآن میں بہت آیتیں ہیں جو
 وجوب نفقہ اور سکے پر دلالت کرتی ہیں لیکن وہ سب طلقہ رجعی سے متعلق ہیں جیسے لا تخرجوا من بیوتہن
 اسکو نہ ہن میں حیث سکنت من وجہ کم اور لطلقات متاع بالمعروف اور دلیل اس تخصیص کی فاطمہ بنت قیس کی
 حدیث ہو اور یہ آیت لعل اللہ بحیث بعد ذلک امرًا اور یہ آیت فان کن اولان حمل فالنقوا علیہن حتی یضعن حملہن
 کیونکہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر حاملہ نہ ہوں تو انکو خرچ دینا واجب نہیں اور یہی ہے جو جابر سے لکالا مرفوعاً کہ جب حاملہ
 عورت کا خاوند مر جاوے اسکو نفقہ نہیں ہے تو ابن حجر نے کہا محفوظ یہ ہے کہ وہ موقوف ہو اور ابو جنیف نے کہا کہ رقا
 والی کے لیے سکے نہیں ہے وہ جہان چاہے عدت کرے اور مالک نے کہا اسکے لیے سکے ہے اور شافعی کے دو
 قول میں اسباب میں (روضہ) **کتاب منعة الطلاق** طلاق کی وقت عورت کو کچھ کپڑے دینا صحیح عائشہ
 اَنْ عُمَرُوْہُ بِنْتُ الْخُوْزِیْنِ تَعُوْذَتْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ حَیْثُ اَدْخِلَتْ عَلَیْہِ فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ
 بِمَعَاذِ فَطْلَقَ رَامْرًا سَامَةً وَاَنْسَا فَمَنْعَهَا بِلَاکَ اَنْفَابٍ وَاَزْوَیَّةٍ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہو عمر
 بنت حوین نے اسکی پناہ مانگی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حریب آپ کے پاس لائی گئی (اسکو بعضی بی بیوں
 نے سکھا دیا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہت خوش ہوتے ہیں جب کسی بی بی یا بی بیوں وہ کہو اعوف
 بالہ منک اور عمر ہو بی بی اس فریب میں آگئی ان کی یہ غرض تھی کہ ایسا کہنے سے آپ اسکو نکال دیں گی) اپنے
 فرمایا تو نے ایسے کی پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے (دوسری روایت ہے تو نے بڑی کی پناہ مانگی) پھر آپ نے
 اسکو طلاق دیدیا اور اسامہ یا انس کو حکم دیا انہوں نے اسکو تین کپڑے دیے سفید کتان کے ف منعة طلاق کے

طوریہ میں ہے کہ جب نہیں ہے **بَابُ الرَّجْلِ يَحْذَرُ الطَّلَاقَ** اگر مرد طلاق دینے کا انکار کرتا ہو اور عورت اس کا دعو کرتی ہو **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طُلَاقَ زَوْجِهَا فَجَازَتْ عَلَى ذَلِكَ بِنَاهِدٍ عَدَلٍ أَسْتَحْلِفَ زَوْجَهَا فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ وَإِنْ نَكَحَ فَتُكْرَمُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ وَجَازَ طَلَاؤُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَمْرُ بْنُ عَلِيٍّ رَوَيْتُ عَنْ حَبِيبِ عَوْرَتِ دَعْوَى كَرَسَ كَرَسًا فَخَاذِلُ** نے اسکو طلاق دیا ہے اور طلاق پر ایک معتبر شخص کو ایسے عادل کو گواہ لاوے اگر لیکن دو گواہ نہ ہوں تو اس کے خاوند کو قسم دیکھا ویگی اگر وہ قسم کھائے کہ میں نے طلاق نہیں دیا تو اس گواہ کی گواہی لغو ہو جاوے گی اور جو قسم نہ کھائے تو اسکا قسم سے انکار کرنا دوسرے گواہ کے مثل ہوگا اور طلاق جائز ہوگا **بَابُ مَنْ طَلَّقَ أَوْ نَكَحَ أَوْ رَاجَعَ كَاعْتِبَابِ مَنْ** ہنسی سے طلاق دیا یا نکاح کیا یا رجعت کی **فَإِنْ رَجَعَ** اور مزاج کے طور پر اور اس کے مقابل ہے حدیث میں درحقیقت کرنا ایک کام کا **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَرُّهُنَّ هَرٌّ جِدُّ الْإِنْسَانِ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتیں ہیں ان میں ہٹنا ایسا ہے جیسے سچ سچ کہنا اور سچ سچ کہنا تو سچ سچ ہے ایک نکاح دوسرے طلاق تیسرے رجعت **فَاسْكُونُوا** لکھا ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور احمد نے ترمذی نے کہا حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور اسکے اسناد میں عبد الرحمن بن حبیب بن ارجک ہے اس میں اختلاف ہے اور طبرانی نے فضالہ بن عبید سے نکال کر فرمایا کہ تین باتوں میں کبیل جائز نہیں طلاق اور نکاح اور عقیق میں اسکے اسناد میں ابن ابیہ ہے اور حارث بن اسامہ نے مسند میں عبادہ بن صامت سے نکال لیا ایسا ہی اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جس نے ان باتوں کو زبان سے نکالا تو وہ لازم ہو جاوے گی اسکا اسناد منقطع ہے اور عبد الرزاق نے ابو ذر سے نکال کر فرمایا کہ جس نے طلاق دیا کبیل سے اسکا طلاق جائز ہے (یعنی طلاق پڑ گیا) اور جس نے آزاد کیا کبیل سے اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جس نے نکاح کیا کبیل سے اسکا نکاح جائز ہے اسکا اسناد منقطع ہے اور عبد الرزاق نے سو قونا حضرت علی سے اور حضرت عمر سے فرمایا ایسا ہی نکال کر فرمایا حدیث میں ایک دوسرے کو قوی کرتی ہیں ابن قیم نے کہا طلاق باطل کا یعنی ٹھٹھا کرنے والی کا پڑ جاوے گا جو ہر کے نزدیک اور ایسا ہی اسکا نکاح بھی صحیح ہو جاوے گا اور یہی محفوظ ہے صحابہ اور تابعین سے اور جو ہر کا یہی قول ہے اور بعضوں نے سختی سے نقل کیا کہ باطل کا نکاح نہ ہوگا البتہ طلاق صحیح ہوگا اور ماد کا یہ قول ہے کہ دونوں صحیح ہونگے البتہ زبردستی ہو اگر کوئی طلاق دے تو طلاق نہیں پڑے گا کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ طلاق اور عناق غلطی کی حالت میں نہیں ہے یعنی جبر اور زبردستی کی حالت میں **بَابُ مَنْ طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ وَكَانَ يَتَكَلَّمُ بِهِ** جس نے اپنے دلی میں طلاق دیا لیکن

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے درگزر کر دیا میری امت سے اُس خیال سے جو انکے دلوں میں اُسے (یعنی دوسری حبشیہ) سمجھ کر یں یا مومنہ سے نہ کالیں بیطرح درگزر کیا ان کا مومن سے جو زبردستی ہو کر یں **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أَلَّ اللَّهُ وَضَعَهُ عَنْ أُتَيْتِ الْخُطْبَاءُ وَالنِّسْيَانُ وَمَا أَسْكُرَهُ هُوَ عَلَيْهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا** سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا میری امت کو بھول چوک اور جس کام کو وہ زبردستی ہو کر یں **عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَّاقَ وَلَا إِخْلَاقَ فِي الْإِخْلَاقِ** ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا زبردستی مرد طلاق اور عتاق نہیں ہے **فَاشْتَجَعَ عَبْدُ الْحَقِّ صَاحِبُ مَجْلِسِ رَحْمَةِ الْمَلَائِكَةِ فِي مَنْ فَرَمَاتِهِ مِنْ كِتَابِ الْمُتَّفِقِ** نے ہی حدیث کے رو سے یہ حکم دیا ہے کہ جس پر زبردستی کی جاوے اسکا طلاق اور عتاق ٹپسے گا اور ہمارے مذہب میں بڑھاویگا قیاس کے رو سے نہ لے کر جو عقد نہ لے رہے (میں نافذ ہو جاتا ہے وہ اگر اہل زبردستی) میں بھی نافذ ہو جاویگا اختی مختصراً تہرجم کتابہ منوس ہے کہ حنفیہ نے قیاس کو حدیث پر مقدم رکھا اور نہ صرف احادیث پر بلکہ ابو ذر اور ابو ہریرہ اور ابن عباس کی احادیث پر بھی جو اوپر گذرین ان سب میں یہ کہ اللہ تعالیٰ نے درگزر کیا اس امت سے کہ اس سے جس پر زبردستی کی جاوے اور زبردستی کا قیاس نہ لے رہے (ٹپسے) پر صحیح نہیں ہے کس لیے کہ ٹپسا آدمی کے اختیار میں ہے پس یہ اسکی سزا ہے کہ ٹپسے کی حالت میں طلاق پڑ جاتا ہے تاکہ آئندہ ایسے کاموں میں ٹپسا نہ کرے مثل مشہور ہے باریش بابا ہم بازی اور زبردستی میں آدمی مجبور ہو جاتا ہے اور علاوہ اسکے قیاس تو یہ تھا کہ ٹپسے میں بھی طلاق نہ پڑتا لیکن وہ پڑ گیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جو اوپر گذری اور زبردستی میں خود بخود بھی وارد ہے کہ طلاق نہیں پڑتا اور قیاس بھی یہی ہے پھر اون دونوں کا ترک کرنا ایک تعجب کی بات ہے اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ نے جو اصول باندھے ہیں کہ خبر واحد اور حدیث مرسل اور ضعیف بلکہ قول صحابی بھی قیاس پر مقدم ہے یہ صرف دکمانے کی دانت ہیں صد مسائل میں انہوں نے قیاس کو احادیث صحیحہ پر مقدم رکھا ہے اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ یہ فعل متاخرین حنفیہ کا ہے امام ابو حنیفہ اس سے بالکل بری تھے اور انہوں نے جن مسائل میں قیاس کیا ہے اور وہ ان قیاس حدیث کے مخالف پڑا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ انکو وہ حدیث نہیں پہنچی تھی در نہ وہ قیاس کو ترک کر دیتے جیسے وضو بالنیذ اور نقض وضو بالقہقہ فی الصلوۃ میں انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے قیاس حلی کو ترک کر دیا ہے تو بھلا صحیح حدیث کو خلاف وہ کیونکر اپنا قیاس قائم رکھتے اور محدثین نے باسناد مسلسل امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ رب سے پہلے حدیث پر عمل لازم ہے اور میرا قول حدیث کی وجہ سے چھوڑ دینا اور شیخ ابن عربی نے

فتوحات میں امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ جب تک لوگ علم حدیث سے جا ملے گئے ہیں چہرے ہینگے اور جب حدیث چھوڑ دیں گے بگڑ جائیں گے لیکن انھوں نے کہ حنفیہ نے اس باب میں اپنے امام کی وصیت پر عمل نہیں کیا اب جو کچھ مواخذہ ہو گا ان سے ہو گا نہ امام سے نہ انھوں نے تو یہی وصیت کر کے اپنے یمن بری کر لیا اور اللہ تعالیٰ رحم کرے حضرت شیخ عبدالحق پر انھوں نے حدیث رسول اللہ کو نقل کر کے اس کے خلاف اپنا مذہب قیاس سے ثابت کیا انکو یوں لکھنا چاہیے تھا کہ ائمہ ثلاثہ نے احمدیث پر عمل کیا ہے اور حنفیہ نے اس کے خلاف قیاس کے رو سے حکم دیا ہے اور حدیث کو خلاف قیاس محض لغو ہے پس حنفیہ کا قول اس سلسلہ میں چھوڑنے کے لائق ہے **باب لا طلاق قبل النکاح** نکاح سے پہلے طلاق درست نہیں **عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ فِي مَا لَا نِكَاحَ** عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت کا آدمی مالک نہیں ہے یعنی وہ اس کے نکاح میں نہیں ہے تو اس کو طلاق نہیں ہو سکتا اب اگر کوئی طلاق دیوے تو اس کا فعل لغو ہو گا مثلاً یوں کہے جس عورت سے میں نکاح کروں اس کو طلاق ہے اور اس کے بعد نکاح کرے تو اس کہنے سے طلاق نہ پڑے گا ائمہ ثلاثہ کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک تعلیق کی صورت میں طلاق پڑ جائیگا **عن الْمُسَوِّدِ بْنِ مَخْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَلَا عَمْتُ قَبْلَ مَلَائِكٍ** مسور بن مخزوم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے اور نکاح سے پہلے آزادی ہے (یعنی عتاق) **عن عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ** حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے **باب مَا يَقَعُ بِهِ الطَّلَاقُ مِنَ الْكَلَامِ** اور کن کلموں سے طلاق پڑ جاتا ہے **ف** ایک توصیف طلاق کا لفظ ہے دوسرے وہ الفاظ ہیں جنکو کلمات کہتی ہیں ان میں بعض الفاظ سے طلاق پڑتا ہے بعضوں سے نہیں پڑتا ہے اور جس سے پڑتا ہے ان میں یہ شرط ہے کہ طلاق کی نیت سے کہو البتہ حدیث کے نزدیک یوں کہنے سے کہ تو مجھ پر حرام ہے طلاق نہیں پڑتا بخاری سلم نے ابن عباس سے ایسا ہی روایت کیا اور کسائی نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے اپنی عورت کو حرام کر لیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولا وہ تجھ پر حرام نہیں ہے بہرہ آیت پڑھی یا ایہا النبی لم تحرم ما اهل النکاح اور سب میں سخت کفارہ ایک بد کو آزاد کرنا ہے اور کسائی نے انس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لڑکی ہتی آپ اس سے صحبت کرتے تو حضرت عائشہ اور حفصہ آپ کے پیچھے پڑیں یہاں تک کہ آپ نے اس کو حرام کر لیا اپنے اوپر یہ آیت اتری اور اس سلسلہ میں سب آثار مذکور ہیں اور حق اہل حدیث کا قول ہے اور ایک جماعت صحابہ و من بعدہم اور تمام اہل ظاہر اسی کی طرف گمراہ ہیں یہ جب ہو کہ حرام سے اس کا ظاہر ہی معنی مراد ہو لیکن اگر طلاق مراد کرے تو کوئی مانع نہیں

چاہے طلاق ہو لیویے اور چاہے خاوند کو پسند کرے پس اگر عورت نے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہ پڑے گا یہی قول ہے اہل حدیث اور مالک اور شافعی اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور جمہور علماء کا اور علی اور زید بن ثابت اور حسن اور سید سے منقول ہے کہ نفس تخیر یعنی اختیار دینی سے ایک طلاق پڑ جاویگا بائن اگرچہ وہ خاوند کو اختیار کرے یا نہ کرے اور یہ نہایت ضعیف ہے احادیث صحیحہ کے برخلاف وارد ہیں **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَيْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** فَأَخْتَرَنَاهُ فَكَوْنُهُ شَيْئًا ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا ہے آپہی کو اختیار کیا پھر اس نے اسکو کچھ نہیں سمجھا **ف** یعنی طلاق نہیں پڑا یہ حدیث بخاری اور مسلم نے بھی روایت کی اس میں یہ ہے کہ آپہی اسکو کچھ شمار نہیں کیا **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَا تَزَلْتُ وَإِنْ كُنْتُ تَرُدُّنَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنِّي ذَكَرْتُكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ إِلَّا تَعْلِي حَتَّى تَسْتَأْذِنِي أَبُوكَ قَالَتْ قَدْ عَلِمَ وَاللَّهِ إِنَّ أَبُوتِي لَمْ يَكُنْ نَا لِيَأْمُرَ إِنِّي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ فَقَرَأَ عَلَيَّ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا رَدَّ أَحَدِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّونَ الْحَيَوَةَ الدُّنْيَا وَزَيَّتَهَا الْآيَاتُ فَقُلْتُ فِي هَذَا اسْتَأْذِنُ أَبُوتِي فَتَدْرَأُ أَخَذْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ** ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری وہ ان کتن ترون اللہ و رسولہ تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا اے عائشہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں تو قیامت نہیں اس میں جلدی نہ کیجیو جب تک اپنے ماں باپ کو صلاح نہ دے حضرت نے کہا تم خدا کی آپ خوب جانتے تھے کہ میرے ماں باپ کہیں کو چھوڑ دینے کے لیے نہیں کہیں گے خیر آپ نے یہ آیت پڑھی یا ایہا النبی قل لازواج ان کنتن ترون الحیوة الدنیا وزینتھا اخیر تاکہ اپنے بی بی بیویوں سے کہہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اسکے آسائش پر کوئی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ کو اور اسکی رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے جو تم میں سے نیک ہیں انکے لیے بڑا ثواب طیار کیا ہے میں نے کہا کیا اس بات میں میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں میں نے اللہ اور اسکے رسول کو اختیار کیا **ف** پھر آپ نے سب بی بیویوں سے اس طرح کہا لیکن سنیے اللہ اور رسول کو اختیار کیا اور دنیا پر خاک ڈالی خدا کی لعنت دنیا پر چاروں کی مبارہ ہے پھر آخر خدا کے پاس جانا ہے پھر آخر کی ہلائی سب پر مقدم ہے دنیا تو کسی ہی طرح سے گزر جاتی ہے بری یا بھلی لیکن آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے خدا آخرت درست کرے آمین **بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُلْعِ لِلْمَرْأَةِ عَوْرَتِهَا** لیے خلع کی کراہت **ف** خلع اسکو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دینا قبول کرے خاوند کو اور اس سے طلاق لے لے بعضی عورتیں کل مہر خلع کے بدل دیتی ہیں بعضے آدھا یا پاد مہر بہر حال خلع کا بدل جو ٹھیک سے قلیل اور کثیر سب ہو سکتا ہے لیکن جتنا خاوند نے عورت کو دیا

ہے اس سے زیادہ بل غلہ لینا مکروہ ہے امام احمد اور اسحاق اور ابو یوسف کز ویک جائز نہیں اور بعضوں نے اس سے زیادہ
 بھی لینا جائز رکھا ہے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَشَاكَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي**
غَيْرِ كُفْهِهِ فَقَدْ رِيحَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوحِدُ مِنْ مِسْكِةِ الرَّعَيْنِ عَامًا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت اپنی خاوند سے طلاق کو طلب کرے جب تک مجبور نہ ہو جاوے (یعنی جب
 تک عورت کو ایسی تکلیف نہ ہو کہ بغیر طلاق کے دوسرا علاج نہ رہے یعنی سخت تکلیف ہو مجبوری کی حالت کہ بالکل
 گذران نہ ہو سکے) جو کوئی عورت ایسا کرے وہ جنت کی خوشبو نہ پاوے گی اور جنت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے
 آتی ہے **وَفِي** یعنی ہفت جنت سودور ہوگی معاذ اللہ **عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا**
امْرَأَةٍ سَاكَتَ زَوْجَهَا الطَّلَاقُ فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهَا رَاحَةَ الْجَنَّةِ ثوبان سے روایت ہے آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس عورت نے اپنے خاوند سے طلاق مارا گا بغیر ضرورت کے تو اس پر حرام ہے جنت کی خوشبو ملنا۔
بَابُ الْمُخْطَلَعَةِ يَأْخُذُ مَا أُعْطَاهَا خَاوند نزع کے بدل جو عورت کو دیات وہ پیرے سکتا ہے **عَنْ**
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ حَبِيلَةَ بِنْتَ سُلَيْمٍ أَسْأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا أُعْطِيتُ عَلَى تَكْلِيفٍ
فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْأَسْلَامِ لَا أُطِيعُهُ بَعْضًا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَتُرِيدِينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ تَأْتِيهِ فَمَرَّةً رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَأْخُذَ مِنْهَا حَدِيثَهُ
 ولا یزید اذ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حبیلہ بنت سلول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئی اور عرض کی
 قسم خدا کی میں ثابت (ان پر شہر) پر کسی دین یا خلق کی برائی سے غصہ نہیں ہوں لیکن میں برا جاؤں ہوں کہ مسلمان
 ہو کر خاوند کی ناشکری کروں (کیونکہ ثابت کی صورت فراچی نہ تھی اور مردوں کی نسبت وہ حقیر سی تھے) انکی بی بی
 کو پسند نہ تھی) میں کیا کروں ہر طرح وہ مجھے بے معلوم ہوتے ہیں تب اپنے فرمایا تو اسکا دیا ہوا باغ پیر دیگی وہ بولی
 ہاں پیر دون کی آخر اپنے ثابت کو حکم کیا کہ عورت کو اپنا باغ پیر لپوے اور زیادہ کچ نہ لپوے **عَنْ عُمَرَ بْنِ**
شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَتْ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَلْبَسٍ بْنِ مُنَاسٍ كَانَ رَجُلًا
رَمِيمًا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَوْ كَانَتْ مُحَافَةً لَلَّهِ إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ لَبَسْتُ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرِيدِينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَرَكْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ قَالَ فَقَرَأَ بَيْنَهُمَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ سے روایت ہے حبیبہ بنت سہل ثابت بن قیس بن ثمال کے نکاح میں
 تھی وہ بد صورت آدمی تھے حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ تم خدا کی اگر اسکا ڈرنہ ہوتا تو حبیب ثابت میرے پاس آتا

میں اس کے سونہ پر شوک دیتی آپ نے فرمایا اچھا تو اس کا باغ پیہر دیتی ہے وہ بولی ہاں پھر اس نے ثابت کر اسکا دیا باغ پیہر دیا اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں جدائی کر دی ف دارقطنی کی روایت میں ہے باسناد صحیحہ کہ ابو الزبیر نے کہا ثابت
 نے میرے اسکو ایک باغ دیا تھا آپ نے فرمایا تو اس کا باغ پیہر دیتی ہے جو اس نے تجھ کو دیا ہے وہ بولی ہاں باغ ہی دیتی ہوں
 اور کچھ زیادہ دیتی ہوں آپ نے فرمایا زیادہ نہیں چاہیے لیکن باغ پیہر اس نے کہا بہت اچھا اور اس روایت سے یہ نکلا کہ خاوند نے جو
 بی بی کو دیا اس سے زیادہ بدل خلم لینا درست نہیں علی اور طاؤس اور عطا اور زہری اور ابو حنیفہ اور احمد اور اسحاق کا
 یہی قول ہے اور مجہور یہ کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ ہی لینا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا جناح علیہا فیتا افترت بہ
 اور یہ عام ہے شامل ہے قلیل اور کثیر دونوں کو اور اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایتوں سے اسکی تخصیص ہوجاتی ہے اور وہ جو بہتی
 نے نکالا ابو سعید خدری سے کہ میری بہن ایک انصاری مرد کے نکاح میں تھی وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 پاس گئے آپ نے عورت سے فرمایا کیا تو اس کا باغ پیہر دیتی ہے اس نے کہا ہاں اور میں زیادہ دیتی ہوں پھر عورت نے اسکا
 باغ پیہر دیا اور زیادہ دیا تو یہ روایت ضعیف ہے اور دوسرے یہ کہ اس میں یہ کہاں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 زیادہ دینے کا حکم دیا (روضہ) **بَابُ عِلَّةِ اخْتِلَافِ خَلْعِ دَالِ عَوْرَتِ كِي عِدَّتِ كَا بَيَانِ عَنِ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ**
ابْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ الزَّيْغِ بْنِ مَعُوذٍ قَالَ قُلْتُ لَهَا حَدِّثِيْنِي
حَدِيثَكَ قَالَ اخْتَلَفْتُ مِنْ رُوحٍ ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ فَسَأَلْتُ مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ فَقَالَ لَا عِدَّةَ عَلَيْكَ إِلَّا
أَنْ يَكُونَ حَدِيثُ عَمِّكَ يَا لَيْتَ فَمَكَّنْتُنِي عِنْدَهُ حَتَّى يَخْبِضَ بَيْنَ حَيْضَتَيْ قَالَتْ وَأَنَا مَسْبُوحَةٌ فِي ذَلِكَ فَضَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْحَمَةِ الْمُعَالِيَةِ وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ فَاخْتَلَفَتْ مِنْهُ عُبَادَةُ بْنُ وَلِيدٍ عُبَادَةُ
بَنِي سُلَيْمٍ رَأَيْتُ بَعْضَ بَنَاتِ بَنِي مَعُوذٍ عَمْرِاءَ سَمِعْتُ كَمَا تَمَّ ابْنِي حَدِيثَ مَجْهَبٍ بَيَانِ كَرَوَانِ سُلَيْمٍ كَمَا
مِنْ لِي أَيْ خَاوَنْدَ سَخْلَعِ كَيْ بَہَرِ مِّنْ حَضْرَتِ عُثْمَانَ كَيْ پَاسِ اُمِّی اور ان سے پوچھا مجھ پر کتنی عِدَّت ہے انہوں نے کہا تجھ پر عِدَّت
نہیں ہے مگر حَبَّتِ پیر خاوند نے تجھ سے حال میں جماع کیا ہو تو تو اس کے پاس رہ مینا تک کہ ایک حیض ٹھہرے اور پھر عِدَّت
نے کہا حضرت عثمان نے اس میں بیروی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کی مریم مغالیہ کے باب میں وہ ثابت
بن قیس بن ثمال کے نکاح میں تھیں اور ان سے خلع کیا تھا ف لسانی نے روایت کیا بیع بنت معوذ بن ثابت کی
عورت کو قصے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جو تیرا اسکے پاس ہے وہ لو لے اور اسکو چھوڑ دے
ثابت نے کہا اچھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا ایک حیض کی عِدَّت کرنے کا اور اپنے لوگوں سے مل
جانے کا اور ایک دوسری حدیث ہے اسکو تندی اور لسانی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو حکم کیا

ایک حیض سے عدت کرنے کا اس کے اسناد میں محمد بن سحاق ہے لیکن اس نے تصریح کی حدیث کہی کہ اور ابو داؤد اور ترمذی نے نکالا ابن عباس سے اور کہا حسن ہے کہ ثابت بن قیس کی جہور نے اپنے خاوند سے خلع کیا تو آپ نے اسکو طہ یا ایک حیض کی عدت کرنے کا اور دارقطنی اور بیہقی نے باسناد صحیح ابو الزبیر سے نکالا اس میں یہ ہے کہ ثابت فرمایا باغ لے لیا اور عورت کو آزاد کر دیا دارقطنی نے کہا ابو الزبیر نے اسکو کئی شخصوں سے سنا ہوتا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ خلع کر نیوالی کی عدت ایک حیض سے ہے اور خلع نسخ ہے نکاح کا اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کیونکہ اگر خلع طلاق ہوتا تو اسکی عدت تین حیض ہوتی اور بعض مؤرخین میں جو ہے کہ ثابت فرمایا عورت کو ایک طلاق دیدیا تو اسکے جواب کی دیکھیے میں امام شوکانی نے انکو میل الودھار میں ذکر کیا ہے ابن قیم نے کہا علمائے اختلاف کیا مختلفہ کی عدت میں تو اسحاق اور احمد کا صحیح روایت میں یہ قول ہے کہ وہ ایک حیض سے عدت کرے اور عثمان بن عفان اور عبد اللہ بن عباس کا یہی قول ہے اور لوگوں نے صحابہ کا اجماع اس پر نقل کیا ہے اور دوسرے صحابہ کی مخالفت معلوم نہیں ہوتی اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث سے یہی ثابت ہے اور جس شخص نے اسکا خلاف کیا ہے (جیسے حنفیہ) انہوں نے خلع کی عدت تین حیض رکھی ہے تو اسکو یہ حدیث نہیں پہونچی اور یہ قول اسکا مرجع ہے حدیث کریمہ کیونکہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مختلفہ کو تین حیض تک عدت کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ ربیع بربت سمود اور ثابت بن قیس کی جہور کی حدیث سے ایک حیض کی عدت ثابت ہوا اور اس حدیث کی کئی طریق ہیں ابو جعفر نخاس نے کتاب النسخ والمنسوخ میں کہا کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے انتہی مختصر باب الاولیٰ ایلا کا بیان ف ایلا اسکو کہتے ہیں کہ خاوند قسم کما دے اپنی عورت کو صحبت نہ کروں گا اگر چار مہینے سے کم کے لیے یہ قسم ہو تو اپنی قسم کو پورا کرے یا کفارہ دیکو وہ ایلا شرعی نہیں ہے اگر چار مہینے سے زیادہ کے لیے ہو تو چار مہینے گزرنے کے بعد خاوند کو اطلاع دینے کے خواہ وہ رجوع کرے اپنی قسم سے اور صحبت کرے خواہ طلاق دیدیو کہ اگر خاوند طلاق نہ دیوے تو حاکم وقت طلاق دیکتا ہے شافعی اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ کہتے ہیں جب چار مہینے گزر جائیں اور مرد صحبت نہ کرے تو عورت کو خود بخود ایک طلاق بائن پڑ جاوے لگا اور سعید اور ابو بکر نے کہا کہ طلاق رجعی پڑے گا اور ایلا جائز ہے اگر چار مہینے سے کم کے لیے ہو اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ کو لیے اپنی بی بیوں سے ایلا کیا تھا اور یہی حق ہے (روضہ مختصر) عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ أَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيَّ شَهْرًا أَتَمَّكَتْ لِسَعَةِ وَعَشْرِينَ يَوْمًا حَتَّى إِذَا كَانَ مَسَاءَ ثَلَاثِينَ دَخَلَ عَلَيَّ فَقُلْتُ إِنَّكَ أَتَمَّتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا فَقَالَ أَتَمَّتُمْ كَذَا يُرْسِلُ أَصَابِعَهُ فَيَقْرَأُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَالشَّهْرُ كَذَا فَأَرْسَلَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَمْسَكَ أَصْبَعًا وَاحِدًا فِي الثَّلَاثَةِ فَحَصَرَتْ عَائِشَةُ

سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ اپنی بی بیوں سے صحبت نہ کریں گے ایک مہینہ تک پہر آپ اونٹیں دن تک رکھے رہے جب تیسویں دن کی شام ہوئی تو آپ سیکر پاس آئے مین نے عرض کیا آپ کو ایک مہینہ کے لیے قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس آئیں گے آپ نے فرمایا مہینہ اتنا ہوتا ہے اور تین بار سب انگلیوں کو کھلوا کر کہہ دیا کہ تو تیس دن ہوئے اور اتنا ہوتا ہے اور سب انگلیوں کو کھلوا کر کہہ دیا کہ مہینہ تیسری بار مین ایک انگلی بند کر لی یعنی ۲۹ دن کا بھی مہینہ ہوتا ہے آج ۲۹ دن ہو گئے تو تم پوری ہو گئی **عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما آلی لان زینب ردت علیہ ہدایتہ فقالت عائشۃ لقد افضتک فغضب صلی اللہ علیہ وسلم قال فانی منہن ام المؤمنین** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اسو طہ کہ حضرت زینب نے آپ کا بھیجا ہوا حصہ پیر دیا **ف** آپ کو مال ہوا ایک دن روایت میں ہے کہ آپ پاس کہیں سے حصہ آیا آپ نے سب بی بیوں کو اس میں سے حصے بھیجے حضرت زینب نے وہ حصہ واپس کر دیا آپ نے اور زیادہ کر کے بھیجا جب ہی پیر دیا تب آپ حصہ ہم سے اور آپ نے قسم کھائی کہ مین تم سے پاس ایک مہینہ تک نہ آؤں گا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جان فوج کیا تھا اسکا گوشت سب بی بیوں کو بھیجا لیکن حضرت زینب نے اپنا حصہ واپس کر دیا آپ نے تین مرتبہ زیادہ زیادہ کر کے بھیجا جب ہی انہوں نے نہ لیا سو وقت آپ کو غصہ آیا اور عضبوں نے کہا ایلا کا سبب یہ نہ تھا ملک آپ کی بی بیان آپ نے خراج مانگتی تھیں اور تقاضا کرتی تھیں چنانچہ ابوبکرؓ اور عمرؓ آئے اور انہوں نے اپنی بیٹی کو ڈانٹا اسوقت آپ نے ایلا کیا پہر آیت تجیر اتری و امرا علم **ف** تو حضرت عائشہ نے کہا زینب نے آپ کو ذلیل کیا را آپ کا حصہ پیر کر ایں سنا کہ آپ غصے ہوئے اور آپ نے ایلا کیا **ان سے عنی لم سکۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما آلی من بعض نسائہ شھراً فلما کانت لیسعۃ وعشرین راح اوخذ الفیل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسم و تحشرون فقال اللہ کرسع و عشرون ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلا کیا اپنی بعض عورتوں سے ایک مہینہ کا تب اونٹیں دن ہو گئے تو آپ صبح کو تشریف لے گئے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ابی تو اونٹیں دن گزرے ہیں آپ نے فرمایا مہینہ اونٹیں دن کا ہوتا ہے **باب الطہارۃ** ظہار کا بیان **ف** ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے تو صحیح پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی بیٹہ یا یوں کہے مین نے تجھ سے ظہار کیا اسوقت مین جماع سے پہلے کفارہ دینا چاہیے ایک غلام آزاد کرے اگر یہ ہو سکے تو د مہینہ پے درپے روز کر کہے اگر یہ نہ ہو سکے تو سات مہینہ سکینوں کو کھانا کلا دی جیسے قرآن شریف میں وارد ہے **عن سکۃ بنی محجب البکری قال کنت امرأ استکثر من النساء لا آری اجلاً کان یضیی من ذلہ ما احسب فلما دخل رمما ظاہرہ من امرائی حتم یکنیہ رمما فیکما فی محمد بن حنفیہ****

کا کہنا نہ تھا۔ لیکن اسے محتاج میں تو بہر فقیر وں کو کھانا ہو کہلا دین) آپ نے فرمایا یہی طریق کا قصہ جو وصول کیا کرتا ہے
 اسکے پاس جا اور اس کے کہہ دیجئے کہ والد لگا اس میں سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے اور جو بچے وہ اپنے گھم میں لاف
 سبحان اللہ کفارہ کا کفارہ ادا ہو گیا اور مال ہاتھ آیا یہی حال ہوتا ہے اسکا جو سچائی اور عاجزی کے ساتھ اللہ جل جلالہ
 کی درگاہ میں حاضر ہو۔ محدث کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن ابی الجارود نے یہی نکالا
 ترمذی نے کہا یہ حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کیا ابن عباس سے اور کہا صحیح ہے اور حاکم نے
 یہی اسکو صحیح کہا ابن حجر نے کہا اسکو راوی ثقہ ہیں لیکن ابوعاتم اور نسائی نے اس میں علت نکالی کہ وہ مرسل ہے ابن
 حزم نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور اسکا ارسال ضرر نہیں کرتا اور ان دونوں حدیثوں کے کسی شاہد میں ابو داؤد اور
 احمد نے خولہ بنت ثعلبہ کی ایسا ہی نکالا اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے اور حاکم نے اور اجماع ہے اسپر کہ ظہار کا کفارہ
 اسوقت واجب ہے تا جب مرد اپنی بی بی سے لڑنے کا قصد کرے یعنی جماع کا اور اگر کفارے سے پہلے جماع کر لیا
 تو گنہ گار ہو لیکن ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور یہی حدیث (روضہ) **عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ**
عَائِشَةُ تَبَارَكَ اللَّهُ فِي سَمْعِ سَمْعَةٍ كُلِّ شَيْءٍ إِنِّي لَا سَمْعَ كَلَامٍ خَوَّلَتْ بِنْتَ ثَعْلَبَةَ وَيَخْفَى عَلَى بَعْضِهِ دَهْيٌ
لَشَيْءٍ كَرَجَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَهْيٌ نَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلْتُ شَبَابِي وَنَوَّرْتُ لَكَ بَطْنِي
حَتَّى إِذَا كَبُرْتُ سَمِعْتُ وَأَنْقَطَعَ وَلَدِي ظَاهِرًا مَتْنِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى نَزَلَ جِبْرِيلُ بِهَذَا
الآيَاتِ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الْإِنْتِي تَجَادِلُكَ فِي ذَرْجَةٍ وَتَشْكُلُ لَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بن الزبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ نے کہا
 ٹہری برکت والہ ہے جو ہر چیز کو سنتا ہے میں خولہ بنت ثعلبہ کی بات اچھی طرح سے سنیں سنتی ہوں بعضی بات سمجھ میں نہیں
 آتی وہ شکایت کر رہی تھی اپنے خاندان کی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہہ رہی تھی یا رسول اللہ میرا خاندان میری جوانی
 کھا گیا (یعنی جوانی بہر اسکے ساتھ ہی) اور میرا پیٹ اسکے لیے چیر گیا (یعنی اولاد ہوئی) جب میں بوڑھی ہوئی اور
 میری اولاد بھی بند ہوئی تو اس نے مجھ سے ظہار کیا یا امیرین اپنا شکوہ تجھ سے کرنی ہوں پہر وہ یہی کہتی رہی یہاں تک
 حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیتیں لیکر اترے قد سمع اللہ قول۔ اتنے تجا داک نے زوجہ داشت کی لے اسے یعنی سنو
 لی اللہ تعالیٰ نے عرش پر اسے اس عورت کی بات (یعنی خولہ بنت ثعلبہ کی) جو جھگڑتی تھی تجھ سے اپنے خاندان اور اس
 بن صامت کو باب میں اور اس سے شکوہ کرتی تھی ف اپنی مصیبت اور کہہ کہ کتاب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اوتارا اور
 ظہار کا کفارہ بیان فرمایا اور عورت کی داد رسی کی خاندان نے کفارہ دیکر بہر اسکو بی بی کی طرح سمجھا اور اس سے صحبت
 کی **بَابُ الظَّاهِرِ حُجَابِهِ قَبْلَ أَنْ يَكْفُرَ كَفَارُكَ** پہلے اگر ظہار کر لیا اجماع کر لیا ہے **عَنْ**

سَلَّمَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ الْبَاقِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَظَاهِرِ يُدْأَى قَبْلَ أَنْ يَكْفِرَ قَالَ كَفَّارُهُ وَاحِدَةٌ
 سلم بن صحز بن ماضی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر کر نیوالا اگر کفار سے پہلے جماع کرے تو ایک ہی کفارہ
 لازم ہوگا **ف** شرح السنن میں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد نے بھی یہاں
 ہی کہا ہے ابو حنیفہ کے نزدیک صورت میں دو کفارے واجب ہونگے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ**
مِنْ أَمْرَاتِهِ فَغَشِيَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَكْفِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ سَاحِلٌ عَلَى
ذَلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ جُلُوعِي فِي الْقَمَرِ فَلَمْ أَمْلِكْ نَفْسِي أَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهِمَا فَغَشِيَتْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْمَهُ أَنْ لَا يَقْدِرَ بَهَا حَتَّى يَكْفِرَ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
 اپنی عورت سے ظہار کیا اور کفارے سو پہلے اسے صحبت کی بہرہ آحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور
 آپ نے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا یا رسول اللہ میں نے اسکی بائیب کی سفیدی دیکھی چاندنی میں اور
 میں بے اختیار ہو گیا میں نے اسے جماع کیا یہ سن کر آپ نے ہنسے اور آپ نے اسکو حکم کیا کہ وہ اپنی عورت سے جماع نہ کرے
 جب تک کفارہ نہ دیوے **بَابُ اللَّعَانِ** لعان کا بیان **ف** حریب مرد اپنی عورت کو زنا کی ہمت لگا کر
 اور عورت زنا کا اقرار نہ کرے نہ مرد گواہ لاوے اور نہ اپنی ہمت سے بھرے تو لعان واجب ہوتا ہے اسکی صورت تو
 شریفین نے لکھ رکھی ہے کہ پہلے مرد چار بار گواہی دیوے اسکا نام لیکر کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار میں یون کہو کہ سپہ نیست ہو
 اللہ تعالیٰ کی اگر وہ جھوٹا ہو یہ عورت چار بار گواہی دیوے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر کہ اسکا مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار میں یون
 کہے اسکا غضب سپہ اتری اگر اسکا مرد سچا ہو جب دونوں طرح گواہیاں دی چکیں تو حکم جو مرد میں جدائی کر دیو یہ پہرہ
 دو نوکبی نہیں مل سکتے اور اگر کچھ ہو وہ مان کو دلا دیا جاوے اب اگر اس کچھ کو کوئی ولد الزنا کہے تو اسپر حد قذف
 واجب ہوگی (اور رسمیں) **عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاتِ رَجُلًا وَرَجُلًا مِنْ أَمْرَاتِهِ رَجُلًا فَقَتَلَهُ الْفَتْلُ بِهِ أَمْ كَيْفَ يَضْعُ
فَسَأَلَ عَنْهُمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلُ ثُمَّ
لَقِيَهُ عُمَيْرٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتَ فَقَالَ صَنَعْتُ أَنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِحُكْمٍ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَأْتِي الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُمَيْرٌ وَاللَّهِ لَا تَأْتِيكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا سَأَلْتُكَ فَأَنَّى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَجَّهَ ذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ فِيمَا فَلَا عَنَّا بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُمَيْرٌ وَاللَّهِ لَئِنْ أَنْكَرْتُ جَاءَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَقَارَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَصَارَتْ مَسْكَةً فِي التَّلَاعِينِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا هَذَا فَنَاجَتْ بِهِ اُسْمَةُ
 اَدْحَجُ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمُ الْيَسْتِكِينَ فَلَا اَرَاهُ اِلَّا قَدْ صَدَّقَ عَلَيْهَا وَانْجَارَتْ بِهِ اُحْمَرُ كَاثَنُ وَحَدَّثَ
 فَلَا اَرَاهُ اِلَّا كَاذِبًا قَالَ فَجَارَتْ بِهِ عَلَى الثَّقَاتِ الْمَكْرُوهِ سَلِ بْنِ سَعْدِ سَعْدِي سُرُوبِ تَزَكِي عُمَيْرِ عَجَلَانِي عَاصِمِ
 بْنِ عَدِي بَاسِ اَيَا اور کہنے لگا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے لیے یہ مسئلہ پوچھو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کو سنا
 کسی بیگانے مرد کو باہر اس سے صحبت کرتے ہوئے اپنا سکھو لڑائے تو کیا خود اسکے بدل ملنا جاویں یا کیونکر کرے خیر عاصم
 نے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے ایسے سوالوں کو برا جانا ف ایسے کہ بلا ضرورت سوال کرنے
 سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اور شاید ہوتی تک آپ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ایسا واقعہ کہیں قوم میں بھی ہوتا ہے عومیر عاصم سے
 ملا اور پوچھا تو نے کیا کیا عاصم نے کہا میں نے کیا (جو کیا یعنی پوچھا) لیکن تجربہ سے مجھ کو بھلائی نہیں پہنچی میں نے اُن
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے برا جانا ان سوالوں کو عومیر نے کہا قسم خدا کی میں تو جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤنگا اور آپ سے پوچھوں گا پھر وہ آیا آپ کے پاس تو دیکھا کہ آپ پر وحی اتری ہے ایسی جو مرد
 کے باب میں آخر آپ نے لعان کرایا ان دونوں کو (یعنی عومیر اور اس کی جوڑ کو) پھر عومیر نے کہا قسم خدا کی اگر میں اب اس
 عورت کو اپنی ساتھ لیجاؤں تو گویا میں نے اسکو جھوٹا سمیت لگائی آخر عومیر نے اسکو چھوڑ دیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے یہی سنت ہو گئی لعان کرنا واللہ کی کہ لعان کے بعد دونوں جدا ہو جائیں (بعد
 اسکے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگر عومیر کی عورت کا لالچہ کالی آنکھوں والا بڑے سر پر والا جسے تو میر
 سمجھتا ہوں کہ عومیر نے سچی تمہمت کی (کیونکہ جس شخص سے عومیر نے تمہمت لگائی تھی اسکے ایسی ہی صورت ہوگی)
 اور اگر سرخ رنگ کا بچھنے جیسے وجرہ اوہ ایک کیرا ہے لال رنگ کا ہندی میں اسکو باہنی کہتے ہیں (تو میر سمجھتا
 ہوں عومیر جو تباہ ہے۔ راوی نے کہا پھر اس عورت کا بچہ بری شکل کا پیدا ہوا (یعنی کالا کالی آنکھوں والا بڑی سیریز
 والا یعنی اسی مرد کی صورت پر جس سے عومیر نے تمہمت لگائی تھی) **عَنْ اَبِي ثَابِتٍ اَنَّ هَلاَلَ بْنِ اُمَيَّةَ قَدَفَتْ**
اِمْرَاَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشُرَيْكِ بْنِ سَحْمَاءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَةُ اَنْ
حَدَّثَ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هَلاَلُ اَبِي اُمَيَّةَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّي لَصَادِقٌ وَلَيُزِلَنَّ اللَّهُ فِي اَمْرِ مَيْلَرِ مَيْلَرِ
ظَهْرِي قَالَ فَزَلَّتْ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ حَتَّى بَلَغُوا الْحَاكِمَةَ
اَنْ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ فَاصْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا لِيَعْمَا فَجَاءَا
فَقَامَ هَلاَلُ بْنُ اُمَيَّةَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ اَنْ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَمَلَّ

میں نہ لعان ہو نہ خاوند کو حد پڑے گی غرض یہ ہے کہ لعان ہو نہ اور آزاد عورت کی ہمت ہو نہ نام آتا ہے اگر عورت کا فرہ ہو یا لونڈی ہو یا اسکو حد پڑ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا (شرح وقایہ) **باب الحکم عورت کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا بیان عن عائشہ** قَالَتْ اَلَا اِنَّ سُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنِسَاءٍ وَحَرَّمَ فَعَمَلُ الْفُلَاكِ حَرَامًا وَجَعَلَ فِيْ اَيْدِيْنِ كَهَارَةً اَمَ الْمُؤْمِنِ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایلا کیا اپنی عورتوں پر اور حرام کیا امارہ بقیہ طہیہ کو اپنے اوپر یا شہد کو اور قسم میں کفارہ مقرر کیا **ف مطلب یہ کہ کوئی اپنی بی بی کو اپنے اوپر حرام کر لے تو طلاق نہ پڑے گا بلکہ قسم کی طرح کفارہ دینا ہوگا** قسم کا کفارہ قرآن میں مذکور ہے دس سکنین کو کہنا کہلانا یا انکو کڑا دینا یا ایک برہہ آزاد کرنا **عن سَعِيدِ بْنِ جُبَيْنٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي الْحَرَامِ يَمْلِكُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَقَدْ لَعَنُ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسُوَّةٌ حَسَنَةٌ** سعید بن جبیر سے روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حرام میں قسم کا کفارہ ہے اور ابن عباس کہتے تھے تم کو اللہ کے رسول کی پیروی اچھی **باب خیار الکاتبہ** اِذَا اُحْتَقِقَتْ حَبِ لَوْنْدِيْ اَزَادَ هُوَ جَاوِسَ تُوْهُمُوْا اَخْتِيَارَ هُوْكَافَ خواہ سابق کا نکاح قائم رکھے یا نہ رکھے لیکن جب ہے کہ اسکا خاوند غلام ہو اگر خاوند آزاد ہو تو اختیار نہ ہوگا امام مالک اور شافعی اور حنبلیہ و علما کا یہی قول ہے اور احنوف کہتے ہیں کہ ہر حال میں اختیار ہوگا اور احادیث اس باب میں مختلف وارد ہیں اور اہل حدیث ہی مختلف ہیں درمیں یہی مذہب کہتا ہے کہ ہر حال میں اختیار ہوگا **عن عائشہ** اَتَتْهَا اَحْتَقِقَتْ بَرِيْرَةَ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا زَوْجَ حُرٍّ اَمَ الْمُؤْمِنِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ کو انہوں نے آزاد کیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو اختیار دیا (کہ اپنے خاوند کے پاس رہنا قبول کرے یا جدا ہو جاوے) اور اسکا خاوند آزاد ہوا **عن ابنِ عَبَّاسٍ** قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَانَتْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْذُ خَلْفَهَا وَيَجِيْءُ وَدُمُوْعَةٌ تَسِيْلُ عَمَلِ خَلْدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا اَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے بریرہ کا خاوند غلام تھا اسکا نام مغیث تھا گویا میں اسوقت اسکو دیکھ رہا ہوں وہ بریرہ کے پیچھے پھرتا اور دھاتتا اسکو انہوں گا لون پہرہ ہے توبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عباس سے اے عباس تم تعجب نہیں کرتے کہ مغیث کو بریرہ کی کتنی محبت ہے اور بریرہ کو مغیث کی نفرت ہے آخر آپ نے بریرہ سے فرمایا کاش تو لوٹ جا مغیث پاس وہ میرے بچہ کا باپ ہے (یعنی بچہ کو اولاد ہی اس سے ہوئی ہے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ

یہ حکم فرماتے ہیں مجاہد کو اپنے یہ شریعت کا حکم ہے آپ نے فرمایا میں سفارش کے طور پر کہتا ہوں (بابی شریعہ کے رد کو تو حجت کو اختیار ہے) بریرہ کو کہا مجاہد کو سفیث نہیں چاہیے **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَضَى فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سَنٍ حُدِّثَتْ حَيْثُ اُنْجِثَتْ وَكَانَ رُجُوعُهَا مَمْلُوكًا كَا نُوا يَصْدُقُونَ عَلَيْهَا فَتَهْدِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَقَالَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اُتَمَّتْ حَضْرَتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَدِيتْ بِرَبِيرَةَ مِنْ تَبَرُّعِ ثَمَنَيْنِ مِثْلَيْنِ اِسْبَعَيْنِ دِينَ كَتَيْنِ حُكْمُ بَرِيرَةَ كَيْوَجِبُ مَعْلُومٌ هُوَ رَجَبُ حَضْرَتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لِيَانِ كَوَانِ لَمَّا اِكْتَبَ تَوْبَهُ كَسْبُ بَرِيرَةَ اَزَادَ بِرَبِيرَةَ تَوَانِ كَوَاخْتِيَارُ دِيَا كَمَا اَوْرَانِ كَا خَاوند غلام تہا دوسر لوگ بریرہ کو صدقہ دیا کرتے وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھفہ کے طور پر لاتے آپ فرماتے بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے یہ وہ ہرچیز ہے آپ نے بریرہ کے باب میں فرمایا کہ ولار ایسے غلام لونڈی کی میراث اس کی موت جو آزاد کرے **ف** حب بریرہ کے مالکوں نے ولار لیا جا تا تو حضرت عائشہ نے آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا تو ہنگو خرید کر کے آزاد کر دے ولار اس کی موت جو آزاد کرے **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْفَتْ بِرِيرَةَ اَنْ تَعْتَدَ بِثَلَاثِ حَيْضِ حَضْرَتِ عَائِشَةَ رَدِيتْ بِرَبِيرَةَ كَوَحْكُمُ بَرِيرَةَ تَبَرُّعِ حَيْضِ تَا كَدَّتْ كَرْنِ كَا (حب وہ اپنے خاوند سر جدا ہوئیں) **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَتَاكُمْ بِرَبِيرَةَ اَبْرَبِرَةَ رَدِيتْ بِرَبِيرَةَ حَضْرَتِ صَالِي اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لونڈی کی دو طلاق میں اور اس کی عدت دو حیض ہیں **ف** الحمد للہ کنزدیک لونڈی طلاق اور عدت میں آزاد و عدت کی مثل ہے کیونکہ قرآن کی آیت مطلق ہے شامل ہے دونوں کو اور حنفیہ نے اس حدیث کو دلیل لی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اسکو نکال داری قطنی اور مالک سے سوطا میں اور شافعی نے بھی لیکن اس کے اسناد میں عمرو بن شیبہ اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں اور ارقطنی نے کہا صحیح ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے اور یہی ضعیف یا موقوف روایت کو کہا با اس کی تخصیص نہیں ہو سکتی اور تعویب کہ حنفیہ نے بہت مسائل میں احادیث صحیحہ اور شہوہ کے کہا با اس پر زیادت یا اس کی تخصیص جائز نہیں کہی اور بیان ایک موقوف اور ضعیف روایت کو اس کی تخصیص کرتے ہیں یہ صحیح نا انصافی ہے **عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاؤُ الْأَمَةِ تَطْلِقَتَانِ فَأَوْفَرُوهَا حَيْضَتَانِ قَالَ أَبُو عَاصِمٍ فَذَكَرْتُ لِمُطَاهِرٍ فَقُلْتُ حَدَّثَنِي كَمَا حَدَّثْتَ ابْنَ جُرَيْجٍ فَأَخْبَرَنِي عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاؤُ الْأَمَةِ تَطْلِقَتَانِ وَأَوْفَرُوهَا حَيْضَتَانِ اِمَامُ الْمُتَوَكِّلِينَ******

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو ٹڈی کی دو طلاق ہیں اور اس کی عادت درجین ہیں۔ ابو عاصم نے کہا جو اس حدیث کا راوی ہو کہ میں نے یہ حدیث خود مظاہر بن اسلم سے بیان کی کما حقہ بہتر حدیث بیان کرو جیسے متھے یہ حدیث ابن جریر سے بیان کی اور بیہلہ ابو عاصم نے اس حدیث کو ابن جریر کے واسطے ہی سے غلط ہے بروایت کیا تھا اسنوٹ روایت کیا قاسم سے اسنوٹ نے حضرت عائشہ سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو ٹڈی کے دو طلاق ہیں اور اس کی عادت درجین میں **ف** اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد اور بیہقی نے ہی نکالا لیکن ابوداؤد نے کہا یہ حدیث مجہول ہے اور ترمذی نے کہا غریب ہو ہم اسکو نہیں پہچانتے مگر مظاہر بن اسلم کی روایت سزاور مظاہر سے اس حدیث کو سوا اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے تو یہ حدیث بھی ضعیف ٹھہری اور کتاب امہ کی تخصیص اس سے نہ ہو سکے گی اور واقطنی ابن مسعود اور ابن عباس سے نکالا کہ طلاق کا حساب مردوں سے ہوگا اور عادت کا عورتوں سے اور یہ صحیح ہے عائشہ کی حدیث کہ اور علت نکالی ہے اس میں کہ وہ موقوف ہو اور امام احمد نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا **باب** طلاق العبد غلام کی طلاق کا بیان **ف** ایک اگر اجازت دے تو غلام نکاح کر سکتا ہے اب جب نکاح کر لیا تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگا **ما کے عن** ابن عباس قال انی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال یا رسول اللہ سیدتی زوجتی امتہ دھو یرید ان یفترق بکینی دیکھتا تھا قال فصعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فقال یا ایہا الناس ما بال احدکم یرد رج عہدہ امتہ ثم یرید ان یفترق بکینہما اما الطلاق لیکن اخذ یا لسانی ابن عباس سے اسے اسے عتہ سے روایت ہو ایک شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے مالک نے اپنی لو ٹڈی سے میرا نکاح کر دیا تھا اب وہ چاہتا ہے کہ مجھ میں اور میری جورو میں جدائی کر دیوے یہ سنکر آپ نمبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو کیا حال ہے تم میں سے کسی کا کہ وہ نکاح کر دیتا ہے اپنے غلام کا اپنی لو ٹڈی سے پہ چاہتا ہے کہ ان دونوں میں جدائی کرے اور طلاق تو اسیکے اختیار میں ہے جو عورت کی بندگی تہا **ف** یعنی جو اس سے صحبت کرتا ہو یعنی خاوند کے اختیار میں **باب** من طلق امہ تطلیقتین ثم اشتراھا جو شخص لو ٹڈی کو دو طلاق دیے پہ اسکو خرید کر لے **عن** ابی الحسن بن علی بن زید قال قال سئل بن عباس عن عبد کلک امراتہ تطلیقتین ثم اعتقا یتزوجھا قال نعم فقیل لہ عنہ قال قضیہ بذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عبد الزرق قال عبد اللہ بن المبارک لقد خیمل ابو الحسن ہذا حمرۃ عظیمۃ علی عنقہ ابو الحسن سے جو مولیٰ تہا نبی نوفل کا روایت ہو کہ ابن عباس سے پوچھا اگر غلام اپنی عورت کو دو طلاق دیوے پہ دونوں آزاد ہو جائیں یعنی غلام اور اس کی جورو لو ٹڈی نہی اکیا وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے ابن عباس

نے کہا ان کو کہا گیا یہ فیصلہ کس نے کیا انہوں نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرزاق کو کہا جو راوی میں اس حدیث کو عبد اللہ بن مبارک نے کہا ابو الحسن نے یہ حدیث کیا روایت کی ایک بڑا پتہ اپنی گردن پر لٹایا **ف** الحدیث کا عمل اس حدیث پر ہو کہ لکھنے نزدیک طلاق اور عدت میں غلام لڑکی مثل آزاد کے کہ میں اور اشافی اور ابو حنیفہ دونوں کو نہ ہو یہ حدیث نہیں بنتی کیونکہ شافعی کے نزدیک طلاق مردوں سے متعلق ہے اور بیان خاوند غلام تھا پس وہ طلاق میں وہ عورت جائز ہو گئی اب بغیر غلام درست نہیں ہو سکتی اور ابو حنیفہ کے نزدیک طلاق عورتوں سے متعلق ہے اور عورت لڑکی تھی تو وہ طلاق میں جائز ہو گئی اور ابن مبارک نے یہی سجد کر کے یہ حدیث اکثر فقہاء کے برخلاف ہو رہی کہ اس کو ابو الحسن روایت کر کے بڑا بوجہ اپنے سر پر لیا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا ابو داؤد اور ابی نے اور ابو الحسن مشہور ہے وہ فقہاء میں سے تھا پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس پر عمل نہ کیا جاوے اگرچہ ابو داؤد نے کہا کہ اس حدیث پر عمل نہیں ہے **باب** عِدَّةُ امِّ الْوَلَدِ امِّ وَلَدِ كِيْ عِدَّتِ كَابِيَانِ **ف** ام ولد وہ لڑکی جسکی مالک کی اولاد ہو اس سے **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَا تُفْسِدُوا عَلَيْكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةُ امِّ الْوَلَدِ اَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا عمرو بن عاص سے روایت ہے انہوں نے کہا سرت بگاڑو ہمارے اور ہمارے نبی کی سنت کو ام ولد کی عدت چار مہینے دس دن ہیں **ف** حسب اسکا خاوند مر جاوے یہ حدیث الحمدیث کو مذہب کی تائید کرتی ہے کہ لڑکی عدت میں مثل آزاد کے ہے اور حنفیہ کے نزدیک لڑکی کی عدت دو مہینے پانچ روز ہیں جب اسکا خاوند مر جاوے اور اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے حسب ام ولد کا خاوند اور سولی دونوں مر جاوے اور معلوم نہ ہو کون پہلے مر ہے تو احتیاطاً چار مہینے دس دن عدت کرے **باب** كَذَاهِيَةِ الزَّيْنَةِ لِلْمَتَوَقِّ عَنَهَا زَوْجُهَا حُرْعَتِ كَا خَاوند مر گیا ہو تو وہ زینت نہ کرے **ف** زینت سے مراد ہے جب کسی میں تل ڈالنا ناگ چوٹی نکالنا سر لگانا ماسی لگانا ہاتھ پاؤں میں ہندی لگانا اور جتنے سنگا عورتیں کرتی ہیں **عَنْ** امِّ سَلَمَةَ وَأُمِّ حَبِيبَةَ تَدْكُرَانِ أَنَّ امْرَأَةً اَنَّتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَةً لِّهَا لَوْ فِي عَهْدِهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَّتْ عَيْنَاهُ فَبَيَّ تَرِيدَانِ تَلَحُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْكُرَانِ احْدَاكُمُ تَدْكُرِي بِالْبَقَرَةِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ فَانَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ام سلمہ اور ام حبیبہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اسکی ایک بیٹی کا خاوند مر گیا ہے اور اسکی آنکھ دکھ رہی ہے وہ جاہلی ہے کہ مر مر لگاوے اپنے فرمایا تم میں سے ایک سال تمام ہونے پر اونٹ کی سینگی پہنکتی تھی (جاہلیت کرنا نہیں) اور اب تو عدت چار مہینے دس دن تک ہے **ف** جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک خراب اور تنگ کوٹھڑی میں

چلی جاتی اور بے سربسے کپڑے پہنتی نہ خوشبو لگاتی نہ زینت کرتی کامل ایک سال تک جب سال پورا ہوتا تو ایک اونٹ کی سینگنی لٹائی عورت اس کے ہینک کے عدت سے باہر آتی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں تو ایسی سخت تکلیف ایک سال تک ہستی تین اب صرف چار مہینے دس دن تک عدت رہ گئی ہے اس میں زینت و صبر کرنا کیا مشکل ہے امام احمد اور ابوداؤد کا عمل اس حدیث پر ہے کہ سوگ والی عورت کو سر نہ لگانا کسی طرح جائز نہیں اگرچہ عذر بھی ہو اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک عذر کی وجہ سے درست ہو بلکہ عذر درست نہیں اور شافعی نے کمارات کو لگا دے اور دن کو اس کو پونچھ ڈالے اور امام احمد اور ابن حبان نے جو روایت کی اسماء بنت عمیس سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے تیسرے روز جعفر کی شہادت کو اور فرمایا اباس کے بعد سوگ نہ کیجیو تو یہ روایت شاذ ہے اور مخالف ہے احادیث صحیحہ کے اور یہ بھی نے اس میں علت نکالی کہ وہ منقطع ہے اور تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جس عورت کا خاوند مرد جاوے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ میں رہے یعنی زینت زینت ذکرے **باب** ھَلْ تُحْجِلُ الْمَرْأَةُ عَلَى زَوْجِهَا كَمَا عَمِرَتْ اِسْنِہَا خَاوند کو سوا اور کسی کا سوگ کر سکتی ہے **عَنْ عَائِشَةَ عَمَّا تَبَيَّنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ أَنْ تُحْجِلَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ الْأَعْلَ ذَوْجِ امِ الْمُؤْمِنِينَ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو درست نہیں کہ کسی میت پر سوگ کرے تین دن سے زیادہ البتہ تین دن تک سوگ کر سکتی ہے دوسرے عزیزوں کے لیے (سوا خاوند کے) اور چار مہینے دن تک سوگ کرے **عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوَمِّنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحْجِلَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ الْأَعْلَ ذَوْجِ امِ الْمُؤْمِنِينَ** حفصہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر سوگ درست نہیں سوگ کرنا کسی میت پر تین دن سے زیادہ مگر خاوند پر **عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحْجِلُ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ الْأَعْلَ ذَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَقْبُوعًا إِلَّا تَوَكَّبَ عَصَبٌ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَطْيِبُ إِلَّا عِنْدَ أَذْنِ طَهْرٍ هَا يَكْبِدُ قَوْمٌ فُسْطًا أَوْ أَطْفَارًا** ام عطیہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کیا جاوے مگر عورت اپنے خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے مگر رنگین بنی ہوئی چادر اور ٹہرہ لگا دے اور سر نہ لگا دے اور خوشبو نہ لگا دے مگر جب حیض سے باقی قریب ہو تو تھوڑا سا مسطہ اور اطفار لگا لیں **ف** فرج کی بدبو رفع کرنے کے

اوسکی صفت کو دوسرے کیسی قسم نہ کہا ہو **عَنْ** زُفَاعَةَ بْنِ عَدِيٍّ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنَّهُ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **الَّتِي يَخْلُفُ بِهَا أَشْهُدُ عِنْدَ اللَّهِ وَالَّذِي يَكْفِي بَيْنَهُ** رفاعہ بن عدیجی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قسم کہا کرتے وہ یون ہوتی ہیں گواہی دیتا ہوں اللہ کے پاس میں قسم اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہو **عَنْ** سَالِطِ بْنِ أَبِيهِ قَالَ كَأَنَّهُ أَكْثَرُ إِيْمَانٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمَصْرُوفُ الْقُلُوبِ ابن عمر سے روایت ہے اکثر قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یون ہوتی ایسا نہیں ہے قسم اسکی جو دلوں کو پھیرنے والا ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَأَنَّهُ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ ابو ہریرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یون ہوتی یہ بات نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کو مستغفار کرتا ہوں **ف** لغو قسم سے جو آدمی کی زبان پر بے قصہ جاری ہو جاتی ہے کوئی کفارہ لازم نہیں آتا یہ تمہیں آپ کی اسی قبیل سے ہوتی ہیں مگر اس سے ہی آپ نے استغفار کیا تاکہ اس کے لوگ اس سے بھی پرہیز کریں صحیح بخاری میں ہے کہ اکثر آپ یون قسم کہاتے لاد مغلوب اور مصححین میں ہے کہ آپ نے فرمایا دایم اللہ ان کا خلق اللہ مارتے یعنی قسم خدا کی زیرین حارثہ امیر ہو نیکی لائق تھا اور حضرت جبریل نے کہا پروردگار سو قسم تیری عزت کی جو کوئی اس کو سن باؤ لگا وہ حبت میں جاؤ لگا **بَابُ** **الَّتِي أَنْ يَخْلُفَ لِعَمْرٍ** اللہ سوا خدا کے اور کسی کی قسم کہانے کی ممانعت **عَنْ** عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَهُ يَخْلُفُ بِأَيْدِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَنْهَى كَذْرًا أَنْ يَخْلُفُوا بِأَيْدِيهِمْ كَذْرًا قَالَ عُمَرُ فَمَا حَكَمْتُ بِهِمَا ذَاكَ وَلَا أَثَرًا حضرت عمر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہاتے سنا اپنی باپ کی توفیر مایا بے شک اللہ تعالیٰ حکم منع کرتا ہے اپنی باپ دادوں کی قسم کہانے سے حضرت عمر نے کہا اُس دوسرے میں نے باپ کی قسم کہی نہیں کہتا نہ اپنی طرف سے نہ دوسرے کی نقل کہ کے **ف** امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی قسم کہنا چاہے تو اللہ کی قسم کہادے یا چپ ہو رہے اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رت قسم کہا و مگر اللہ کی اور اللہ کی قسم کہادو مگر جب سچ ہو اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے نکالا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے سوا اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی قسم کہائی وہ کافر ہو گیا یا مشرک ہو گیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے حاکم نے کہا صحیح ہے ایک روایت میں ترمذی اور حاکم کے یون ہے کہ کافر اور مشرک ہو گیا اور آگے آتا ہے کہ جو کوئی قسم کہادے تو یون کی وہ لا کہ الا اللہ کہے اب اختلاف ہے علماء کا کہ اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کہنا مکمل ہے بعضوں نے کہا وہ حقیقتہً مشرک اور کفر ہے مطلقاً اور سب سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ باپ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ جلیل الشان سے ثابت ہے جو غیر مشرک کا احتمال نہیں ہو سکتا اور بعضوں نے کہا وہ حرام

ہے بعضوں نے کہا مکروہ تحریمی ہے بعضوں نے کہا مکروہ تنزیہی ہے مولانا شاہ ولی اللہ نے کہا کہ لغو قسم غیر خدا کے ساتھ
مکروہ ہے لیکن منعقدہ قسم یا عموماً قسم غیر خدا کی عظمت کا اعتقاد کر کے اور جاہلیت کا سا خیال کر کے کہ اسکی ساتھ جہولی قسم
کہا جائے تب یہی اور بربادی ہوگی شرک اور کفر ہے اور جاہلیت والوں کا یہی طریقہ تھا کہ وہ لوگوں کو اس کے معبودوں اور
مٹا کر ان کی قسم دیتے اور یہ سمجھتے کہ ان کی قسم ان پر سخت ہر قسم سے شافعی نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کہنا
مکروہ ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میں گناہ نہ ہو مولانا ابولطیف نے کہا اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کہنا اسکی تعظیم کا اعتقاد کر کے
اسطرح ہے کہ اگر یہ قسم توڑیگا یا یہ قسم جھوٹی ہوگی تو اس پر وبال ہوگا دنیا اور آخرت میں شرک ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو تو مکروہ ہے
بوجہ شہادت کفار کے اب غیر خدا عام ہے شامل ہے ان لوگوں کو بھی جو ہمارے دین میں معظّم ہیں جیسے مان یا پ سپر
مرشد بنی دلی فرستہ غوث قطب وغیرہ اور ان چیزوں کو بھی جو معظّم نہیں ہیں نہ ذلیل جیسے چاند سورج جہاڑ پہاڑ دریا
وغیرہ اور ان چیزوں کو بھی جنکی تذلیل کا ہماری شرع میں حکم ہے جیسے صنّام انصاب یعنی بت شدہ جب شدہ صورت وغیرہ
توسب کا حکم ایک ہے اور بعضوں نے کہا اخیر چیزوں کی قسم کہنا مطلقاً شرک و کفر ہے کیونکہ انکی ذری سے ہی تعظیم
منع ہے اور اسطرح دوسری چیزوں کی بھی کیونکہ مشرکین اہل عبادت اور تعظیم کیا کرتے تھے لیکن اول چیزوں کی قسم
کہنا مطلقاً شرک نہیں ہے بلکہ اسی حالت میں جب خدا کی طرح ان کو معظّم جانے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس فرق پر کون
سی دلیل شرعی موجود ہے دلیل شرعی توسب کی مقتضی ہے کہ جن چیز کی عظمت امتبارک و تعالیٰ کے برابر یا اس سے زیادہ
کی جاوے وہ شرک ہو جی ہوا رسول جہاڑ پہاڑ اب اللہ تعالیٰ نے جو اپنی مخلوقات کی قسم کہائی یہ اسی کو مزاوا
ہے کیونکہ اس سے کوئی بڑا نہیں ہے جسکی وہ قسم کہتا ہے پس وہ اپنی بڑی بڑی مخلوقات کی قسم کہتا ہے انکو بزرگی دینا
کہ لیکن مخلوق کا کام یہ ہے کہ وہ سوا اپنے خالق کو دوسرے کی قسم نہ کہتا ہے لہذا حق ہے نزدیک اس سلسلہ میں یہ ہے
کہ جو کوئی غیر خدا کی قسم کہے خدا کی قسم کی مثل یا اس سے بڑھ کر سمجھ کر قسم کہتا ہے وہ تو مشرک اور کافر ہو جاتا ہے اور جو ایسا نہ سمجھے
وہ اگر لغو قسم غیر خدا کے نام کی کہتا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے جیسے تمکّیہ کلام یا عبادت کو طور پر بعض لوگ کہتا کرتے ہیں سر
کی قسم یا ب کی قسم کہیے کی قسم اور جو منعقدہ یا عموماً قسم غیر خدا کی کہتا ہے تو وہ حرام ہے واللہ اعلم **عن عبد الرحمن بن**
سمرہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحلفوا بالطواغيت ولا بالانكاد عبد الرحمن بن سمره سروي
ان حضرت صلى الله عليه وسلم نے فرمایا تم کہنا تو بتوں کی اور نہ اپنے باپ دادوں کی **عن ابن عمر** **رضی اللہ عنہما**
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحلفوا بالانكاد ولا بالانكاد **ابو ہریرہ سروي**
ان حضرت صلى الله عليه وسلم نے فرمایا جس شخص نے قسم کہائی اور اپنی قسم میں یوں کہنا قسم لات یا عوی کی یہ دونوں

تھے جبکہ جاہلیت کے زمانہ میں عرب پوجا کرتے تھے تو وہ کہہ لالہ الہ الامرا یعنی حکم توحید پر پکڑ ایمان کو نیا کرے اگر بے اختیار رہا
 سے لات وغری کا نام نکل گیا ہو عادت کے طور پر اور زمین انکی تعظیم نہ ہو تو کافر نہ ہوگا اور جو تعظیم کی نیت سے کہتا تو وہ کفر
 اور ارتداد ہے اور دوبارہ اسلام لانا وہ ہے (لمعات) **عَنْ** سَعْدِ بْنِ حَكْفَتٍ قَالَ حَكَفْتُ بِاللَّاتِ الْعُزَّى فَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ثُمَّ انْفُتَّ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثًا وَتَعَقَّ ذُولا
 تَعَدُّ سَعْدُ بِرَدِّهِ تِسْعَةَ كُمَائِي لَاتٍ اور غری کی تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا
 خدا نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساجی نہیں ہے پہ اپنی بائیں طرف تین بار تھوک اور اعوذ بامر کہہ اور دوبارہ ایست
 کر ف احمدیث سے اور اوپر کی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر غیر خدا کی قسم کو معظم سمجھ کر کماوے تو آدمی کا فرموجاتا ہے
 لیکن معظم سمجھنے سے کیا مراد ہو اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا خدا تعالیٰ کے برابر اور ہمسر انکو سمجھے لیکن
 ایسا تو مشرکین ہی نہیں سمجھتے تھے وہ بھی جانتے تھے کہ خدا سب سے بڑا ہے اور آسمان اور زمین کا وہی خالق ہے جسے اس
 آیت میں ہے ولان سالتم من اللہ سوات فالارض لقیولن اللہ اور اس آیت میں فان عبدہم الا للفرعون بوا الی اللہ رُفِعَ یعنی
 ہم بتوں کو اور تمہا کروں کو اس لیے پوچھتے ہیں کہ اسکی نزدیکی ان کی وجہ سے حاصل ہو اور یہ مسئلہ بڑا نازک ہے اور شرک
 کا معاملہ بہت بڑا ہے شرک ایسا گناہ ہے جو کبھی بخشا نہیں جاوے گا پس ہر مسلمان کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے حق یہ
 ہے کہ جب غیض خدا کو کوئی اس لائن سمجھے کہ وہ بخدا کی مشیت اور ارادی کی کچھ ہلایا یا برائی کر سکتا ہے یا اسکا کچھ زور
 خدا پر ہے معاذ اللہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح جیسے وہ اپنے ناموں کا لحاظ رکھتے ہیں یہ ڈر کر کہ اگر وہ خدا ہو جائیں
 گے تو ہمارے کارخانہ میں خلل آجائیگا یا وہ خدا کی طرح ہر پکارنے والے کی پکار سن لیتا ہے یا ہر شکل کی قوت نزدیک ہو
 یا دور کام آسکتا ہے یا ہر بات دیکھتا اور سنتا ہے تو اس نے شرک کیا گو وہ اسکو اللہ کے برابر سمجھے پس معظم سمجھتے کہ یہی
 معنی ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ غیر خدا کی عظمت بالکل نہ کرے تمام پیکروں اور فرشتوں اور اولیاء کی تعظیم ہماری شریعت
 میں ہے مگر تعظیم یہی ہے کہ ان سے محبت سکھو ان کو اللہ جل جلالہ کا نیک بندہ اور مقبول غلام سمجھے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ
 تعالیٰ کی مشیت بغیر کسی کارتی کے برابر ہی کام نکال سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم میں کچھ چون و چرا کر سکتے ہیں یا
 ان کا کچھ در معاذ اللہ اللہ پر ملکہ اللہ کو رتی برابر ہی کسی سے ڈر یا خوف نہیں ہے اور یہ سب اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف
 ایسا کر لیں تو ایک دم میں وہ ان سب کو تباہ اور برباد کر سکتا ہے اور ان سب کے خلاف ہو جانے سے اسکی خدائی کے کاغذ
 کا ایک بال بربک نہیں ہو سکتا یہ موجد ملن کا اعتقاد ہے پس موجد جب غیر خدا کی قسم کماوے گا تو یقیناً یہ کما جاوے گا
 کہ اسکی قسم لغو اور عادت کے طور پر ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ موجد غیر خدا کسی میں کچھ بالاستقلال قدرت یا اختیار سمجھ اور

شرک کو افعال کیا کرتا ہے لیکن نام کا مسلمان ہو وہ عین سیر خدا کی قسم کھا دو گا تو شرک کا گناہ اُس کی طرف اور زیادہ قوی ہوگا اور بہت مسلمان ایسے ہیں کہ خدا کی قسمیں کہو تو سو کھا ڈالیں لیکن کیا ممکن ہے کہ اپنے پیر مرشد یا مہادیسا لایا غوث کی جہولت قسم کھا دیں انکے شرک ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں ہے اب یہی سچ لینا چاہیے کہ جو چیزیں ہماری شریعت میں بالکل منظم نہیں ہیں ملکیت انکی تحفیر اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے صبر و شہادت جہنم وغیرہ انکی تو ذری سے تعظیم ہی کفر ہوگی اس لیے کہ ان کی تعظیم خاص شعار ہر مشرکین کا مثلاً ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف یا اور کسی دلی یا نبی کی قبر پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو اور دوسرا شخص کسی بت کو سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو تو دوسرے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہوگا لیکن اول شخص کی نیت دریا نیت کی جاوے گی اگر عبادت کی نیت ہو اس نے ایسا کیا تو وہ بھی کافر ہو جاوے گا اور جو صرف ادب اور تعظیم کی راہ سے لیکن عقیدہ اسکا توحید کا ہے تو وہ کافر نہ ہوگا جو فعل خلاف شرع وہ کرے گا اُس سے منع کیا جاوے گا اکثر علماء محققین نے اس فرق کو قائم کیا ہے اور بعض و جہل و درو کا حکم ایک سا کر دیا ہے اس باب میں کہ جو فعل ایک کے ساتھ کفر ہے وہ دوسرے کے ساتھ بھی کفر ہے مثلاً سجدہ بت کو بھی کفر ہے اور قبر کو بھی کفر ہے البتہ یہ فرق ہو کہ بت کی امانت اور ذلت اور توڑ ڈالنے کا حکم ہے اور مومن بن جائیں کی قبر میں کہو نہ کا حکم نہیں ہے اور یہ فرق کتنا ہے کہ انبیا اور اولیا اور ملائکہ اور شعائر الہی کی تعظیم و حقیقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے کیونکہ اللہ ہی کے حکم سے اللہ کا مقبول بندہ سجد کر اسکی تعظیم کرتے ہیں پس غیر خدا کی تعظیم نہیں ہوئی اور اس صورت میں غیر خدا کی تعظیم مطلقاً کفر ہوگی اور جو تعظیم شرعی کعبہ یا حجر سودیا اور شعائر اللہ یا قبور انبیا اور صلی کی ہے وہ اس میں سو مستثنیٰ رہیگی کسی لیے کہ وہ اللہ ہی کی تعظیم ہے اس فائدہ کو یاد کرنا چاہیے اور حتی المقدور جس کام میں شرک کا شبہ بھی ہو اس سے باز رہنا چاہیے

باب من حلف بآلہ غیر الاسلام

جس نے قسم کھائی اسلام کو سوا اور دین میں چلے جائیگی **ف** مثلاً اُن کما اگر فلاں کام میں کر دن تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا اسلام سے یا نبی سے بری ہوں **عَنْ** نَایِتِ بْنِ الْفَخَّانِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ حَلَفَ بِآلَةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَذِبًا مُتَعَمِّدًا هُمَا كَمَا قَالَ ثَابِتُ بْنُ مَحْضَلٍ سُرُوْبَتِ هُوَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اسلام کے سوا اور دین میں چلے جائیگی جہولت قصداً تو جیسا اس نے کھا دیا یہی ہوگا **ف** یعنی وہ کافر ہو جاوے گا اور اسلام سے نکلیا و یگا ظاہر حدیث کا مطلب یہی ہے لیکن اکثر امیر جیسے ابو حنیفہ یا احمد کا یہ قول ہے کہ ایسے کہنے میں کفارہ قسم کا وجہ ہوگا اگر اسکے خلاف کام کرے مثلاً کہے اگر میں امار کماؤں تو یہودی ہوں یا ہمارا کماؤ تو قسم کا کفارہ دیوے اور مالک اور شافعی کہتے ہیں کہ یہ قسم نہیں ہے تو اس میں کفارہ ہوگا مگر ہمارا اعتدال کا مطلب یہ کہتے ہیں کہ بطور تغلیظ اور تشدد کو ایسا فرمایا تاکہ لوگ ایسا کہنے سے بچیں ورنہ اگر اسکا عقیدہ اسلام کا

یا تھا کہ ان کی گھینا بعضوں نے ناجائز کہا ہے اس خیال سے کہ شاید ان کے ولیمین اپنے اوتار یا تھا کر کی عظمت زیادہ ہوا اور
یہی وجہ ہے کہ ہند کے مشرکین کو کنگا جمل اٹھا کر اسکی قسم دیتے ہیں یا سری کشن کی یا مادیا کی یا گائے کی **عَنْ** ابْنِ
عُمَرَ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَحْلِفُ بِأَبْنِيهِ فَقَالَ لَا تَحْلِفْ بِأَبَائِكَمْ مَنْ حَلَفَ بِاللَّهِ قَلِيلٌ
وَمَنْ حَلَفَ لَهُ بِاللَّهِ قَلِيلٌ وَمَنْ لَمْ يَرْحُضْ بِاللَّهِ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ عبدُ اللَّهِ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے سنا ایک شخص کو قسم کھا تو ہوئے اپنے باپ کی تو فرمایا مست قسم کھاؤ اپنے باپ دادوں کی شخص قسم کھاؤ
اللہ کے نام کی وہ بھی قسم کھاؤ اور جس کسی کے لیے اللہ کی قسم کھائی جاوے اسکو راضی ہونا چاہیے اور جو شخص اللہ کے نام پر
راضی نہ ہو وہ اللہ سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا **ف** یعنی اللہ کے دین سے خارج ہے کیونکہ اسلام کا دین اللہ کا دین ہے اور جب
آدمی نے اسلام قبول کیا تو اللہ کی محبت اور عظمت سب سے زیادہ اسکو ہونا چاہیے جب اللہ کے نام پر اسکو تسلی نہ ہوئی
تو اسکو زیادہ ہنگو اور ان کی محبت ٹھیری ایسا شخص ہرگز **مُسلِمَان** نہیں ہو سکتا
اور اگر ہے تو نام کا مسلمان ہی یہ اسلام آخرت میں کچھ کام آئیو لا نہیں ہمارے زمانہ میں بہت مسلمان ایسے ہی ہیں کہ اللہ کے
نام کی سوتھیں جھوٹی کھالیں تو انکے دلوں میں نہیں ہوتا لیکن جب انکو پرورش گرد و غوث قطب مدار کا نام تو تو تر آجاتے
ہیں اور کانپ کر سچ بول دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ان کے نام کی جھوٹی قسم کھا دیں گے تو تباہ ہو جاویں گے خاک
پڑے انکی مسلمان پر **عَنْ** ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَى عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا لَيْسَ
فَقَالَ اسْرَتْ قَالَ لَا الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عَيْسَى امْنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَبْتُ بَعْرِي أَبُو هُرَيْرَةَ سے روایت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو اپنے
کما کیا تو نے چوری کی وہ بولا نہیں قسم اسکی جبکہ سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے حضرت عیسیٰ نے کہا میں ایمان لایا اللہ پر اور
میں نے جھٹلایا اپنی انکھ کو **ف** یعنی اللہ کی عظمت کے مقابل میری انکھ کی کچھ حقیقت نہیں ہے مگر ہے کہ مجھ کو دھوکا
ہوا ہو انکھ نے دیکھو میں غلطی کی ہو لیکن یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ مسلمان کی قسم کو جھٹلاؤں ہمیشہ صالح اور نیک اور بزرگ
لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب مسلمان انکے سامنے قسم کھا لیتا ہے تو ان کو یقین آجاتا ہے اور وہ یہ خیال کرتے ہیں
کہ مسلمان کبھی جھوٹی قسم نہیں کھاوے گا بلکہ بعض صالحین یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولیگا اور یہی وجہ
ہے کہ وہ حدیث کی روایت ہر شخص سے کر لیتے ہیں اور کوٹے کمرے کی تمیز انکو حدیثوں میں کم ہوتی ہے **بَابُ**
الْكَيْفِ حَنْتِ اَوْنَدَمْ كَمَا نَعْنِي مِينَ يَاقْتُمْ تَوْرَانَا هُوِي هِي يَازْمَت هُوِي هِي **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنَّا لَحْلَفُ حَنْتِ اَوْنَدَمْ ابْن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

قسم کما نایا حث ہر اپنے قسم توڑنا یا نہرت اور شرمندگی اور ف مطلب ہے کہ قسم اکثر ان باتوں سے خالی نہیں ہوتی اور
 اکثر غصہ میں سوچ کر سمجھ کر قسم کھاتا ہے کہ فلانی چیز کھاؤنگی یا فلاںے سو بات نہ کریں گے یہ ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ
 قسم توڑنا پڑتی ہے اور جب توڑی تو کفارہ دینا پڑا مال بمقائدہ صرف ہوا جیسے ڈیڑھ تو نہت اور شرمندگی
 ہوئی اگر نہ توڑا تو یہی ندامت ہوئی کہ قسم کی وجہ سے ایک لذت و محروم ہے **باب** الاستیثنا فی الیمین اگر قسم میں
 کوئی انشاء اور کلمہ بیوی (یعنی اگر خدا چاہے) **عن** ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من حلف فقال انشاء اللہ فکلمۃ لکذبا ابورہر رضی اللہ عنہ سوردیت ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
 شخص نے قسم کھائی اور اسکے ساتھ انشاء اور کلمہ تھا تو ہکا شرط لگانا اسکو فائدہ دینگا **ف** فائدہ یہ ہوگا کہ اب اگر قسم
 کے خلاف ہی کرے تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور آدمی جو مانہ ہوگا اسلئے کہ اسکی قسم معلق تھی اللہ تعالیٰ شہیت پر معلوم
 ہوا کہ اللہ نے ایسا نہ چاہا جب تو اس نے قسم کے خلاف عمل کیا یہ عمدہ طریقہ ہے قسم کے کفارے سے بچنے کا اہل تو قسم نہ
 کھاؤ اگر ایسا ہی ضرور پڑے تو اسکے ساتھ انشاء اور کلمہ لگا دیوے بحديث کو امام احمد اور ترمذی اور ابن حبان نے بھی
 نکالا انکی روایت میں یوں ہے وہ حادث نہ ہوگا اور رسائی کی روایت میں ہر اس نے استثنا کر لیا اور حاکم نے بھی اسکو
 نکالا اور صحیح کما اور ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کرو
 گا یہ فرمایا ان شاء اللہ یہ فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کروں گا یہ فرمایا ان شاء اللہ یہ فرمایا قسم اللہ کی میں قریش سے
 جہاد کروں گا یہ فرمایا ان شاء اللہ یہ فرمایا قسم خدا کی میں قریش سے جہاد کروں گا بعد اسکے خاموش ہو رہے پھر فرمایا
 ان شاء اللہ اور اسکے بعد قریش پر جہاد نہیں کیا۔ ابوداؤد نے کما بحديث کو سند کیا کئی لوگوں نے ابن عباس سے اور بیہقی
 نے اسکو موصولاً اور مسلاً دونوں طرح روایت کیا اور صحیحین میں ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
 فرمایا میں آج کی رات ستر عورتوں کے پاس ہوں گا اخیر حدیث تک اس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اگر وہ انشاء اور کلمہ کہتے تو انکی بات غلط نہ ہوتی اور سبہر اجماع ہے جمہور کا اور ابن عربی نے کما تمام علما کو جب قسم
 میں انشاء اور کلمہ لگا دیوے تو ابہ منقہ نہ ہوگی یعنی توڑنے میں کفارہ واجب نہ ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ انشاء اور
 قسم کے ساتھ ہی کہے اور سوطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جس نے اللہ کہا یہ انشاء اور کلمہ کما اور وہ کام نہ کیا جب کرنے کی
 قسم کھائی تھی تو اس پر جنت نہ ہوگا امام مالک نے کما میں نے جو استثنا کر باب میں سبہر اجماع سنا وہ یہ ہے کہ استثنا
 کا فائدہ استثنا کر نیوالے کو ہوتا ہے بشرطیکہ اپنا کلام قطع نہ کرے یعنی سچ میں خاموش نہ ہو رہے اگر قسم کے بعد خاموش
 ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر انشاء اور کلمہ کما تو اب کچ فائدہ نہ ہوگا (بلکہ قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ واجب ہوگا)

(روضہ) اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ اگر قسم کے بعد خاموش ہو رہا اور کلام کو قطع کر دیا پھر اس کے بعد انشاء اللہ کہا جب یہی
 استثنا درست ہوگا اور وہ حادث نہ ہوگا اور دلیل لی اور انہوں نے ابو داؤد کی حدیث سے جو اوپر گزری **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ وَأُسْتُخْلِمَ انْشَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرُ حَلْفٍ ابْنِ عُمَرَ
 سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھا دی اور استثنا کرے (یعنی انشاء اللہ کہے) تو اسکو اختیار
 ہوگا چاہے قسم کے خلاف کرے چاہے قسم کے موافق چلے وہ حادث نہ ہوگا **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ رَوَايَةُ قَالَ مَنْ حَلَفَ
 اسْتُخْلِمَ فَلَمْ يَحْثُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ کسی اور استثنا کیا تو وہ حادث نہ ہوگا **بَابُ**
مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ قَرَأَى غَيْرَ مَا خَيْرًا مِنْهَا جَزْئُ خُصِّ فِي قَسَمِ كَمَا لِي بِمِثْرَتِهِ خَلَّاتُ كَرَاهَتْ بِمِثْرَتِهِ یعنی قسم
 توڑنا سب کچھ ہو تو وہ کیا کرے **عَنْ** ابْنِ مَرْثُي قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ
 مِنْ الْأَشْعَرِيَّاتِ لَسْتُ حِلَّةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اللَّهُ مَا أَحْكَمُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْكَمُكُمْ
 عَلَيْهِ قَالَ فَلَبِئْنَا مَا لَفَاءُ اللَّهُ لَكُمْ أَتَى يَابِلَ قَامَرًا لَنَا بِنَا لَأَنَّهُ رَابِلٌ ذُو عُرْلٍ لَدُرِي فَلَبِئْنَا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا
 لِبَعْضٍ آتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ حِلَّةً فَخَلَفَ أَنْ لَا يَحْلِلَنَا ثُمَّ حَلَمْنَا ارْجِعُوا بِنَا فَاَتَيْنَا
 فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ آتَيْنَاكَ لَسْتُ حِلَّةً فَخَلَفْتَ أَنْ لَا يَحْلِلَنَا ثُمَّ حَلَمْنَا فَقَالَ اللَّهُ مَا آتَا حَكَمَكُمْ بَلِ اللَّهُ
 حَكَمَكُمْ إِنِّي وَاللَّهِ انْشَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ قَرَأَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَكْفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَآتَيْتُ لَدُنَّ
 هُوَ خَيْرٌ أَوْ قَالَ أَتَيْتُ لَدُنِّي هُوَ خَيْرٌ وَكَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي أَبُو سُرَيْبٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 پاس حاضر ہوا چند شعری لوگوں کے ساتھ آپ سواری مانگنے کو آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور
 میرے پاس سواری نہیں ہے پھر تم پیسے رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا کرے آپ پاس اونٹ آخر اس وقت کہ آپ سے پاس
 لیے تین اونٹوں کا حکم دیا ابھی سفید کو بان والوں کا حرب ہم چلے تو ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گئے سواری مانگنے کو آپ نے قسم کھالی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر ہم کو سواری دی (تو شاید پھر
 قسم کو بھول کر ایسا کیا ہو پس آپ کو اسکی خبر کر دینا چاہیے ایسا نہ ہو ہم گنہگار ہوں) چلو لوٹ چلو آخر ہم پہر آپ کے پاس
 اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پاس آئے تھے آپ سواری مانگنے کو تو آپ نے قسم کھالی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے
 پھر اس کے بعد آپ نے ہم کو سواری دی یہ سن کر آپ نے فرمایا قسم خدا کی میں تم کو سواری نہیں دیں گے (تو میری قسم جھوٹی نہیں ہوئی)
 بلکہ امر جل جلالہ نے تم کو سواری دی میں تو قسم خدا کی انشاء اللہ حرب کوئی قسم کھاتا ہوں پھر اس کے خلاف کرنا بہتر
 سمجھتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ دیدیتا ہوں اور جو کام بہتر ہوتا ہے اسکو کرتا ہوں یا یوں فرمایا جو کام بہتر ہوتا ہے

[illegible]

اور تم جاؤ بلکہ یوں کہے جو اس پر چاہے پہر تم جاؤ ہو **اسی** کہ اول کلام میں مخاطب کو اس کے ساتھ کر دیا ہے جس میں وشرک کی بولائی ہے اگرچہ یوں کی نیت شرک کی نہیں ہوتی تو بھی ایسے بات کہنا جس میں شرک کا دھم ہو منع ہوا **عَنْ حَدِيثِ بْنِ الْيَمَانِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا رَأَى فِي الْقَوْمِ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِنَانَةِ فَقَالَ نَعَمْ الْقَوْمُ أَتَمُّ لَوْلَا أَنْكَرُ تُشْرِكُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ شَاءَ مُحَمَّدٌ وَكَذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَا أَعْرِفُهَا لَكُمُ قَوْلُوا مَا شَاءَ اللَّهُ شَاءَ مُحَمَّدٌ** حدیف بن یمان سرور بیت ہر ایک مسلمان فرخواب دیکھا کہ وہ خواب میں ایک کتاب (یہودی یا نصرانی) سے ملا ہوا اس نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو اسد اور محمد جاؤ ہر اس مسلمان نے یہ خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تم خدا کی میں اس بات کو جانتا تھا کہ ایسا کہنے میں شرک کی بول ہے یوں کہا کہ جو اسد چاہے پہر محمد جاؤ ہر ایک اپنے اللہ کے بعد محمد کو رکھو تو قبا حرت نہیں اسیلے کہ اس کا ہر کوئی نہیں سب اس کے بندے اور غلام ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت کمنوسے منع فرمایا تو اب اور کسی ولی یا پیر یا مرشد یا درویش کی کیا طباعت ہے کہ وہ اس کے نام کے ساتھ شریک کیا جاوے کسی کام کے کرنے یا ہونے یا نہ ہونے میں **عَنْ الطَّفِيلِ بْنِ سَكْبَةَ أَخِي عَائِشَةَ لَا تَمْنَعَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسُجُودِ الطَّفِيلِ بْنِ سَكْبَةَ** سے ہی ایسا ہی روایت ہے **بَابُ مَنْ دَرَجَى فِي يَمِينِهِ** جو کوئی قسم میں توریہ کرے **ف** توریہ کے معنی چپانا اور اصطلاح میں توریہ وہ کلام ہے جو دو معنی رکھتا ہو معنی ظاہر تو مخاطب کے سمجھنے کے لیے رکھا جاوے اور تکلم دوسرے معنی کا قصد کرے تاکہ اسکی بات جو ٹھہر ہی ہو اور آفت سر رہائی ہو جاوے ضرورت کی وقت توریہ صحابہ کرام اور سلف سر ہی منقول ہے **عَنْ سُوَيْدِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ خَرَجْنَا نُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا دَاوُدُ بْنُ حُجْرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوُّ لَهُ فَخَرَجَ النَّاسُ أَنْ يَخْلِفُوا خَلْفَتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي خَلَفَ سَبِيلَهُ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوا أَنْ يَخْلِفُوا وَخَلَفْتُ أَنَا أَنَّهُ أَخِي فَقَالَ صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ** سوید بن حنظلہ سرور یہ قسم نکلے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس حاضر ہونے کے لیے اور ہمارے ساتھ دائل بن حجر بھی تھے انکو ایک دشمن نے انکو پکڑا اور لوگوں نے برا بھلا جو بولی قسم کھانا (کہ یہ دائل نہیں ہیں) آخر میں قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے (اور قسم صحیح تھی اس میں توریہ تھا کیونکہ دشمن تو بہائی سے سکا بہائی صحابہ اور میں نے دینی بہائی سرا دلیا جیسے حضرت صدیق اکبر نے مدینہ کو جاتے وقت ایک دشمن سے کہا جب اس نے پوچھا تمہاری پیچھے کون شخص ہے اور پیچھے ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے ابو بکر نے کہا ایک شخص ہے جو مجھ کو راہ بتاتا ہے یہ بھی توریہ تھا دشمن یہ

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفَّارَةٌ يَمَّانٍ وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا أَطَاقَهُ فَكَيْفَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرَ فِي حُجَّهِ بَنِي نَضَرَ كِي وَاسْكَانَ مَنَازِلَهُمْ لِيَأْخُذَ فُلَانٌ حَبِيرًا نَذَرَ تَابَهُمْ (تو اس کا کفارہ قسم
کا کفارہ ہوا جس نے ایک نذر کی جیسے پورا کر نیکی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہوا جس نے نذر کی
ایسی جیسے پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو وہ اس کو پورا کرنے کا سبب کہ نذر کا پورا کرنا وہ جیسے فرمایا اللہ سبحانہ
و تعالیٰ نے ولیفونہ اندر ہم احمد اور ابو داؤد نے احمد بن حنبلہ کو یہی نکالا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ ایک عورت کو خبر
پاؤں سے چل کر حج کرنے کی نذر کی تھی اور وہ اس کی طاقت نہیں رکھتی تھی یہی حکم دیا تا کہ کفارہ دیوے (قسم کا سا)
باب الْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ نَذَرَ كَاثِرًا **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَذَرْتُ نَذْرًا فِي الْحَجِّ أَهْلِيَّةٌ فَسَأَلْتُ
الْبَيْهَقِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَسْلَمْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَؤْتِيَ بِنَذْرِي حَضْرَتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ أَنَّ هُنَّ لَمْ يَكُنْ
جَاهِلِيَّةً كَزَمَانَةِ مَنَازِلِهِمْ نَذَرَ كِي وَاسْكَانَ مَنَازِلَهُمْ لِيَأْخُذَ فُلَانٌ حَبِيرًا نَذَرَ تَابَهُمْ (تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہوا جس نے نذر کی
اس کو پورا کرنے فرمایا پورا کر اپنی نذر کو **ف** احمد بن حنبلہ نے یہ نکالا کہ اگر شرک حالت نذر میں یا کفارہ حالت کفر میں کسی
نیک کام کی نذر کرے جیسے عقیقات یا روزہ یا صدقہ وغیرہ بعد اس کے اسلام لاوے تو اس نذر کا پورا کرنا وہ جیسے
احمد بن حنبلہ اور طحاوی اور شاہی اور احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک اس کا پورا
کرنا ضرور نہیں اور احادیث صحیحہ کے قول کو رد کرتی ہیں **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا أَجَلَّ إِلَى اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَعَلَّ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَكُونَ بِبَوَانَةِ فَقَالَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ لَا أَدْرِي
بِنَذْرِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ أَنَّ هُنَّ لَمْ يَكُنْ
بَيْنَهُ نَذَرَ كِي تَمَّ كَرُونَ كَابَوَانَةِ مَنَازِلِهِمْ (جو ایک مقام ہے مکہ کے پاس) آپ نے فرمایا میرے دل میں جاہلیت کا کوئی
اعتقاد یا قی ہے (دوسری روایت میں ہے کہ وہاں کوئی دشمن ہے) (ب یا قبر جو بوجہ جاوے) وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا
اپنی نذر پوری کر **ف** احمد بن حنبلہ کو امام احمد نے یہی نکالا اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں یہی احمد بن حنبلہ کی
دلیل ہے اور احمد بن حنبلہ نے یہی نکلتا ہے کہ ب یا قبر کے پاس جس کی لوگ پرستش کریں و بچ کرنا جائز نہیں اور ایک عبادت
علماء کا یہ قول ہے کہ جو جانور اولیاء اللہ کی قبروں پر کاٹے جاتے ہیں اور انہی کے نام پر پائے جاتے ہیں ان کا کھانا
حرام ہے اگرچہ و بچ کی وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاوے کیونکہ مقصود ان کے کاٹنے سے تعظیم اللہ ہے تو وہ ماہل یا غیر
اللہ ہوا اور مختار میں ہے کہ کسینہ کوئی جانور و بچ کیا بادشاہ یا امیر کے انکی وقت (جیسے اس زمانہ میں رسم ہے کہ بادشاہ
کے امتیازت کھلکی کاٹتے ہیں) تو وہ حرام ہے اگرچہ بہر اللہ کا نام لیا جاوے اور مقابل ان کے ایک جماعت ہے علی کی جو

اہل بے بغیر اس کو خاص کرتی ہے اس جانور سے جس پر بکری قوت اس کے سوا دوسرے کا نام لیا جاوے اور ہر ایک فریق فریق اس باب میں جدا جدا کہتا ہیں کہیں **عن** میمون بن زید کونہ الیساریۃ ان اباکھلفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہی ردیۃ لہ فقال انکذرت ان انحدروا نآۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل یعادون قال لا قال اوف ینذرت سمیۃ بنت کرم و رویت ہر ایک باب بن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور وہ ہر وقت اپنے باپ کے ساتھ ایک اونٹ پر بیٹھی تھیں تو اونہوں نے کہا میں نے نذر کی ہے کہ خر کردن ہوا نہ میں اپنے فرمایا کہ وہاں کوئی بت ہے انہوں نے کہا نہیں اپنے فرمایا تو پورا کر اپنی نذر کو **عن** میمون بن زید کونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھو دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** من مات وعلیہ کذرجو شخص مر جاوے اور اس کو وہ پر نذر ہو **عن** ابی عباس ان سعد بن عبادۃ استفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نذر کان علی امیرہ فی نذر و لکم تقضہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انقضہ عنہا ابن عباس روایت ہے سعد بن عبادہ (افزار کے رئیس) کو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں پر ایک نذر تھی وہ مرنے اور اس نے نذر ادا نہیں کی اپنے فرمایا تو ادا کر دے اس کی طرف سے **عن** جابر بن عبد اللہ ان امراۃ اتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ان ارجیئ فی نذر و علیہا نذر صیام فتوئیث قبل ان تقضیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصم عنکما الکوی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک عورت آئی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگی میری ماں مرنے اور اس کے اوپر نذر کے روکے تھے وہ ادا کرنے سے پہلے گزر گئی اپنے فرمایا اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھ لیوے ف ظاہر یہ اور المحدث کا عمل ایسا ہے کہ میت کی طرف سے نذر کا روزہ ہو یا نماز اس کا ولی رکھ لیوے اور حنفیہ کہو درست نہیں جانتے کہ کوئی دوسرے کی طرف نماز یا روزہ ادا کرے حالانکہ صحیح بخاری میں ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک عورت کو حکم دیا جسکی ماں نے قبا میں نماز پڑھنے کی نذر کی تھی بہر گئی کہ نو اس کی طرف سے پڑھ لے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا صحیح سند **باب** من نذر ان یحییٰ ما شیا جہ کوئی نذر کرے پیدل حج کرنے کی **عن** عقبۃ بن عامر احبہ ان اختہ نذرت ان یحییٰ حافیۃ فحسبتمہ ذلک لیس لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مرہا نذرک و لکم ان تلتا انما عقیب بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہر ایک میں نے نذر کی کہ ننگے پاؤں ننگے سر ہو کہ پاؤں سے جاوے گی (حج کو) اس کا ذکر آیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے فرمایا اس کو حکم کروہ سوار ہو جاوے اور سر ڈھانپے اور تیز روکے رکھے (کفار کے) **عن** ابی ہریرۃ قال راى النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فمضی

ہونا کہ عبادات فوت ہو جاوے عیش میں غفل آوے نہ بالکل بے توجہی کرنا تھوڑی محنت کر کے ہمیشہ بہرہ و سامعہ پر کھنا
عَنْ ابْنِ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْمَلُوا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا فَإِنَّ كَلَامَكُمْ
لِيَا خُلُقًا لَكُمْ أَجْمَلُ سَاعِدِي رَدِيتُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَدْمَى بَصِيرَةً أَلْيَا كَيْفَ هُوَ وَهُوَ مَرُورٌ كَمَا يَكُونُ لَكُمْ لَعْنَةُ جِبَالٍ أَدْرَدَتْ أَدْرَعَهُ اللَّهُ نَسَى اسْمِي ثَمَّتْ مِنْ لَعْنَةٍ هِيَ وَهُوَ رَدِيتُ
أَوَّلِيكَ زِيَادَةً مَحْمُودَةً كَرَنِي سَوِيٍّ أَدْرَدَتْ دُنْيَا مِنْ مَرُورٍ رَدِيتُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَاسُونَ كَبِيرُونَ كَرَنِي جَابِئِي **عَنْ** النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ النَّاسِ هَمًّا
الْمَرْءُ الَّذِي يَحْتَمِلُ يَأْمُرُ دُنْيَا وَأَنْهَى الْآخِرَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ شَرِيحٌ تَقَرَّرَ بِهِ إِيضًا عَنِ ابْنِ
بَنِي مَالِكٍ رَدِيتُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْرَجَ كِي هِيَ فِكْرُ مَوْتٍ جَوْشَنُ لَحْدِ بَدِينِ هِيَ اسْكُو أَخْرَجَ غُرْزُ نَيْنِ صَرَفَ دُنْيَا كِي فِكْرِهِ أَدْرَجَ كِي اسْلَمَانِ هِيَ اسْكُو فِكْرُ أَخْرَجَ كِي
اسْكُو دُونِ فِكْرِي لَكِي هِيَ كِي نِيكَ خُذْ بِرَسْمِ كُو پُورَا بَرَسَا اَدْرَحْنَا دُنَيْنِ هِيَ اَدْرَجَ كِي اسْلَمَانِ هِيَ اسْكُو فِكْرُ أَخْرَجَ كِي
ہی فکری ادر دنیا کی زیادہ فکر نہیں جتنی رازق اور سبب السباب ہر حیثیت کا ننگ ہے وہ کہیں ضرور
کہلا دی اور بلا دیگا **عَنْ** جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا
اللَّهَ وَأَجْمَلُوا فِي الطَّلَبِ فَإِنَّ نَفْسًا لَوْ تَنَزَّتَ حَتَّى تَسْتَوِيَ رُفْعَهَا وَإِنْ أَنْبَأَ عَنْهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَجْمَلُوا
فِي الطَّلَبِ خُذُوا مَاحِلًا وَدَعُوا مَاحِظًا عَابِرِينَ غِيَا اسْمِهِ رَدِيتُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرمایا
لے لوگو اس سے ڈرو اور روزی کی فکر میں انحصار کرو یعنی زیادہ تردد نہ کرو اسلئے کہ کوئی شخص نہیں مریگا حبیب
اپنی روزی پوری نہ لے گا اگر پہلی فکر نہ کرے تو اس سے ڈرو اور اچھے طریق سے روزی طلب کرو محنت مزدوری سے
نہ بھینائی اور بے غمی کے ذریعہ (اور جو طلال ہے اسکو لو اور حرام کو چھوڑ دو **بَابُ** التَّوَقُّفِ فِي التِّجَارَةِ وَتَجَارَتِ مِزْ
تَقْوَى کرنا یعنی حرام کاموں سے اور گناہ کی باتوں سے بچنا جیسے جوڑ تم کمانے سے یا جوڑ بولنے سے **عَنْ** تَيْمِ بْنِ
إِبْنِ عَزْرَةَ قَالَ كُنَّا نَسْتَعِيذُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّامِرَةَ فَمَرَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَمْ يَسْمَعْ نَا بِاسْمِهِ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ إِنَّ الْبَيْعَ يَحْضَرُهُ الْخَلْفُ وَاللَّفْظُ فُتُوْبُهُ وَالصَّدَقَةُ
قِسْ بِنِ ابْنِ غَزْوَةٍ رَدِيتُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کی یعنی دلال سودا گردن کو اور بازار و اون کو عرب لوگ یہی کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس
اچھا اور فرمایا کہ وہ تاجروں کے بیوپار میں قسم کھانا ہوتی ہے اور یکساں باتیں کہنا بڑی بہن (اور کہی زبان سے جوڑ

بات ہی نکل جاتی ہے) تو اس میں صدقہ ملا دو (یعنی کچھ خیرات بھی کیا کرو اپنے میوہ بار میں سے تاکہ وہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جاوے) **عَنْ رِفَاعَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا النَّاسُ يَتَّبَعُونَ مَكَّةَ نَدَّاهُمْ يَا مَعْشَرَ النَّجَّارِ فَلَمَّا رَفَعُوا أَبْصَارَهُمْ وَمَلَّوْا أَحْبَبْنَاكُمْ قَالَ إِنَّ النَّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُجَّارًا إِلَّا مَنْ اتَّقَى رَسُولَ اللَّهِ وَصَدَّقَ رِفَاعَةَ** سے روایت ہو رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکل دیکھا تو لوگ چکا رہے تھے ایک جوان اونٹ کی تمثیل اپنے ان کو پکارا اسی ماجروں کے گروہ جب انہوں نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور گردنیں لنبی لیکن تو اپنے فرمایا سوداگر قیامت کے دن فاسق ہو کر حشر کیے جاویں گے مگر جو کوئی ان میں سے تقویٰ کرے اور نیک ہوادیں بولے وہ نیک ہوئے تو لوگوں سے سلوک کرے مفسس کو مہلت دیکر ہو سکے تو معاف کر دیوے احمدیہ کو

ترمذی اور دارمی نے بھی نکل لا ترمذی نے کہا جس صحیح ہے اور مہیقی نے شغب الایمان میں برابر سے بھی ایسا ہی نکل (مشکوٰۃ) **بَابُ إِذَا قُضِيَ لِلزَّجَلِ رِزْقٌ مِنْ وَجْهِ فَلْيَكُنْ مِنْهُ حِبَادِي** کو اسے سبجاء و تعالیٰ دزی کا کوئی اثر ہے تجارت یا زرعیت یا کوکری یا زوری (دو دو تو اسکو بڑے رہو) **ف** یعنی میضرت نہ چوڑے اور دوسرے ذریعہ کی طرف طمع کر کے نہ ڈرے ایسا نہ ہو کہ دونوں جاتو رہیں اور صیبت میں پڑے انکو دیکھا گیا ہے کہ ساری کے طمع میں ادھی ہی گئی **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَ مِنْ ثَوْبٍ فَلْيَكُنْ مِنْهُ** انس بن مالک سے اس حدیث سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص زریہ رزق کا باجاوے تو اسکو تمام رہے (مانٹری کر کے اسکو چوڑے نہیں) **عَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ أَجْهَرُ إِلَى الشَّامِ وَالْإِمْرُءُ إِلَى مِصْرَ فَجَعَلْتُ إِلَى الْإِمْرُءِ فَاتَيْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كُنْتُ أَجْهَرُ إِلَى الشَّامِ فَجَعَلْتُ إِلَى الْإِمْرُءِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَا لَكَ وَلِئِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَبَّابَ اللَّهُ لِأَحَدٍ رِزْقًا لَمْ يَجِبْ فَلَا يَكُ حَتَّى يَتَغَيَّرَ لَهُ أَوْتَيْتُكَ لَكَ** ثمن سے روایت ہو میں اپنے گماشتوں کو شام اور مصر کی طرف (تجارت کے لیے) روانہ کیا کرتا تھا ہر شینے عراق کی طرف روانہ کیا بعد اسکے میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ باس آیا اور میں ان کو کہا ہمیشہ میں شام کی طرف روانہ کرتا تھا اب کے عراق کی طرف بھیجا ہوں انہوں نے کہا ایسا نہ کر تو پھر جی تجارت کیون نہیں کرتا (اور اسکو چوڑے کر دوسری تجارت کیون اختیار کرتا ہے) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب اللہ جل جلالہ تم میں سے کسی کے لیے رزق کا ایک سبب کر دیوے ایک شکل سے تو اسکو چوڑے نہیں کیا تاکہ وہ شکل بدل جاوے یا بگڑ جاوے **ف** بدل جائے کہ مثلاً کسی کے نوکر تھے اس نے جہڑا دیا بگڑ جائے ہے کہ اس میں نقصان ہو کوئی آفت پڑے اسوقت دوسری شکل کے اختیار کرنے میں قیادت نہیں۔ اس حدیث کو امام

بنایا اس میں جان ڈالو ف زندہ کرو اور یہاں سے ہونہ مسکیگا بس اسی بات پر اودن کو عذاب ہوتا رہیگا احمدی کے نزدیک
 مصوری کا پیشہ حلال نہیں ہے البتہ اگر بے جان چیزوں کی تصویر بنانا ہو جیسے مکانوں کی دختوں کے شہروں کی توقیا
 نہیں ہے اب اختلاف ہو علما کا کہ کونسی تصویر مراد ہے مجسم یعنی بت جو پتھر یا لکڑی یا لوہے وغیرہ سے بناتے ہیں یا ہر طرح
 کی تصویر اگرچہ نقشی یا عکسی ہو جسکو ہمارے زمانہ میں فوٹو کہتے ہیں ظاہر حدیث عام ہے اور ہر ایک تصویر کو شامل ہے لیکن
 بعضوں نے صرف مجسم تصویر کو حرام رکھا ہے **عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا كَذَّابٌ**
الْمَالِكِيُّ الصَّبَّاحُونَ وَالْمَوْتُونَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں
 میں رنگ یز اور صباڑے جوڑو ہیں **ف** کہیں نہ کسی پر چیز نہیں دیتے اور سنا تو اکثر دعا باز بھی ہوتے ہیں
 کہوٹا کمرے میں ملا دیں اور لوگوں کا زیور خراب کر دیں ہیں۔ احمدی نے یہ نہیں نکلنا کہ رنگ یز یا سار کا پیشہ برا
 ہے اگر سچائی کے ساتھ کوئی یہ پیشہ کرے تو اس میں قباحت نہیں ہے **بَابُ الْحُكْمَةِ وَالْجَلْبِ حَكْر** اور
 حدیث کے بیان میں **ف** حکر اور احتکار یہ ہے کہ مال کو خرید کر کے رکھ چوڑے اس انتظار سے کہ جب منسگ ہوگا
 تو بیچیں گے اور جلب یہ ہے کہ دوسرے ملکوں سے مال لیکر آوے شہر میں بیچنے کے لیے **عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَطَّابِ قَالَ**
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَالِبُ مَرْدُودٌ وَالْحُكْمُ مَكْفُوفٌ حضرت عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلب (جلب کرنا) یعنی باہر سے مال لانا والا) روزی دیا جاوے گا (اسکو نفع ہوگا بکارت ہوگی) اور
 احتکار کرنے والا ملعون ہے **ف** امام احمد اور حاکم اور ابن ابی شیبہ اور ہزار اور ابو یعلیٰ نے ابن عمر سے نکالا کہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ کا احتکار کرے گا (یعنی اسکو بند کر کے رکھے گا) جالیس اتون تک وہ اسے
 بری ہوا اولیٰ اس سے بری ہوا اسکی ہنادین صہ بنید یہ ہوا اس میں کلام نووی کہا جو احتکار نوہ اناج کا احتکار
 یعنی اناج گرائی کی حالت میں خرید کرے اور اسکو بند کر کے رکھ چوڑے اس خیال سے کہ جب گران ہوگا تو بیچیں گے
 لیکن اگر انسانی کی حالت میں خریدے یا دوسرے ملک سے لاوے پھر اسکو رکھ چوڑے گرائی کے وقت میں بیچنے کو
 لیے تو یہ حرام نہیں ہے اسطرح جو کوئی گرائی کی حالت میں اپنے کھانے کے لیے غلہ خرید کر کے رکھ یا گرائی کی حالت میں
 خرید کر اس وقت بیچنے کے لیے تو اسکو کوئی گناہ نہیں ہے اسطرح اناج کے سوا اور چیزوں کا احتکار منع نہیں ہو جیسے
 کپڑے یا اینٹ چنے کو بلکہ وغیرہ کا ہدایہ میں ہے کہ احتکار مکرہ ہے انسان اور جانوروں کی غذا میں اسحالت
 میں جب شہر والوں کو اس احتکار سے نقصان پہنچتا ہو اور جو کوئی اپنے کمیت کا غلہ احتکار کرے یا دوسرے شہر
 سے لاکو نوہ مختار نہیں ہے (روضہ) مگر چم عفا اللعنه کہتا ہے یہ جو مختار پر لعنت آئی ہے اس سے یہ نکلنا ہے کہ

احتکار حرام ہے لیکن ہر آدمی احتکار ہے کہ جس وقت شہر میں غلہ نہ ملتا ہو اور لوگوں کو غلہ کی احتیاج ہو کوئی شخص بہت سا غلہ
 لیکر بند کر کے رکھ دے اور شہر والوں کے ہاتھ نہ پہنچے اس انتظار میں کہ حرب اور زیادہ گرانی ہوگی تو بیچیں گے یہ حرام
 ہوا اس وجہ سے کہ لوگوں کو تکلیف دینا ہے اپنی ذمہ داری سے فائدے کو لیے اور مردم آزاری کے برابر کوئی گناہ نہیں ہے **عن**
عبد اللہ بن فضالہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحتکر الا غلطی عبد اللہ بن فضالہ سے روایت ہے
 آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احتکار نہیں کرنا مگر وہی جو غلطی (یعنی گنہگار) ہو **عن** عمر بن الخطاب قال سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احتکر علی المسلمین طعاما ضربه اللہ بالجحیم ذاکلہا میں حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے مسلمانوں پر خیرکار
 کیا کمانے کی چیزوں کا تو امر تبارک و تعالیٰ اسکو جہنم یا افلاس میں مبتلا کرے گا **ف** اسکو بھیغی نے شعب الایمان میں
 اور زرین نے بھی نکالا اور بھیغی نے معاذ سے نکالا مرفوعاً کہ محتکر برا بندہ ہے اگر اسرخ سستا کرے تو اسکو رنج ہوتا ہے
 اور جو منگتا کرے تو خوش ہوتا ہے اور زرین نے ابوامامہ سے نکالا مرفوعاً کہ جس نے چالیس دن احتکار کیا اناج پر اسکو خیرات
 کر دیا حسب ہلی سکے گناہ کا کفارہ ہوگا (مشکوۃ) **باب** الجواز فی منترکی اجرت کا بیان **عن** ابن سعید
 الخدیری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثین راکباً فی سیرۃ فترکنا بقوم کمالنا ہم ان
 یقرؤنا فابنا قلدع سید ہم فاکوننا فقالوا ائینکم احد یزنی من العرب فقلت نعم انا وکن لا ارفیہ
 حتی نعطونا عتماً قالوا انا نعطیکم ثلاثین شاة فقبلناھا ففرأنت علیک الحمد سبع مرات فبرأ وقبضت
 العتمة فعرض فی انفسنا منھا شئ فقلت لا نعجل احمی نانی الیئنی صلی اللہ علیہ وسلم کلما قد منا
 ذکرک لہ الذی صنعت فقال او ما علمت انھا رقیۃ اقسمتی ہاذا ضربت الی معکم سہماً ابو سعید رضی
 روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سواروں میں سکو بھیجا ایک جہاد میں پیر ہم ایک نعم کے پاس تری منے ان سے
 کہا ہماری ضیافت کرو لیکن انہوں نے انکار کیا خیر انکے مردار کو بچونے کا تا وہ ہمارے پاس لے آئے اور کہنے لگے تمہارے
 میں کوئی بچو کا سنتر جاتا ہے پتے کہا بان میں جاتا ہوں لیکن میں کہی منتر نہیں کروں گا جیتا کہ چونکہ بکر یاں مزد
 انہوں نے کہا ہم تمکو تیس بکر یاں دیں گے ہم نے قبول کر لیا اور میں نے سات بار سورہ فاتحہ سپر پڑھی وہ اچھا ہو گیا پیر ہم نے
 بکر یاں لے لیں لیکن ہمارے دلمین شبہ آیا کہ یہ مال حلال ہے یا نہیں (ہم نے کہا جلدی ست کرو) اسکے کمانے میں
 بیانات کہ ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس پہنچیں (اور آپ سے پوچھ لیں) جب ہم لے لے تو میں نے جو کیا تا وہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نہیں جانتا کہ سورہ فاتحہ منتر ہے (ہر ایک سیکر کا اسی پر اسکو سونہ

شفا ہی کہتے ہیں ابان بکروین کو اور میرا ہی ایک صبر اپنا ساتھ لگاؤ ف احمدیہ منتر کا جواز نکلا خصوصاً صاحب
 آیات قرآنی سے ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ منتر میں شرک اور کفر کے الفاظ نہ ہوں یا ایسے الفاظ جن کے معنی صحیح میں آتے ہوں
 کیونکہ شاید انکا سننے شرک اور کفر ہو اور حدیث یہ بھی نکلا کہ کتاب اللہ پڑھنے پر اسی طرح قرآن لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے
 حسن اور شعبی اور عکرمہ اور سعید اور مالک اور شافعی اور حنفیہ کا یہی قول ہے لیکن تعلیم قرآن پر یا قرآن کے منتر پر اجرت لینا
 یہی جائز ہے عطا اور ابی قلابة اور مالک اور شافعی اور احمد اور ابو ثور کے نزدیک اور ابو حنیفہ نے کہا جائز نہیں ہے خلاصہ
 میں ہے جو حنفیہ کی کتاب ہے کہ کسی عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں جیسے تعلیم قرآن اور فقہ اور اذان اور عطا اور جرجر بلکہ
 بلجے کے متاخرین شافعی حنفیہ نے اس زمانہ میں اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے (انجام) عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَهُ وَهُوَ جَوَابٌ لِمَا كُنَّا نَسْأَلُهُ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ
 وَالصَّوَابُ هُوَ ابْنُ الْمَوَكَّلِ تَرْجَمَهُ وَهُوَ جَوَابٌ لِمَا كُنَّا نَسْأَلُهُ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجَمَهُ
 عَنْ عَبْدِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ عَلِمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْقُرْآنَ وَكَانَتْ بَابَهُ فَهَذِي إِلَيْكَ رَجُلٌ مِنْهُمْ كُنَّا
 نَقُولُ لَيْسَتْ بِمَالٍ ذَا رُمِي عَمَّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ إِنَّ
 سَوَاءَ أَنْ تُطَوَّقَ بِهَا طَوَقًا مِنْ نَارٍ فَاقْتُلْهَا عَمَّا بَنِي صَامِتٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ وَالْوَلَدِ مِنْ سَعِيدٍ وَابْنِ سَعِيدٍ
 دہا جا جو مسجد کے سابقان میں ہا کرتے ان کا گمراہ نہ تھا کئی صحابہ کو قرآن سکھایا اور کھانا سکھایا پھر ان میں سے ایک
 نے مجھے ایک کمان تحفہ بھیجی میں نے کہا کمان کچھ ایسا مال نہیں ہے اور میں اس کی راہ میں اس کمان کو تیر ماروں گا پھر میں نے
 ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر تجھے اچھا معلوم ہو کہ اس کمان کے بدل انگار کا ایک طوق (قیات
 میں) آجکو پہنا یا جاوے تو کمان قبول کر لے ف احمدیہ منتر کے حنفیہ نے دلیل لی کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا درست نہیں
 اور اہل حدیث کا یہی مذہب یہی ہے کہ قرآن کی تلاوت پر اجرت لینا درست ہے لیکن اس کی تعلیم پر اجرت لینا درست نہیں
 تلاوت پر اجرت لینا کا جواز ابوسعید کی حدیث سے نکلتا ہے جو اوپر گدڑی اور بچاوی نے اسکا ابن عباس سے نکالا اس میں
 یہ ہے کہ لوگوں نے ابوسعید سے کہا تم نے اس کی کتاب پر اجرت لی لیکن آپ نے فرمایا سب سے زیادہ جس کے اجرت لینے کا حق
 ہے وہ اس کی کتاب ہے اور احمد اور ابو داؤد اور ابی نعیم نے خارجہ کے چچا سے نکالا حبیب بن مونس نے مجنون کا منتر کیا سورہ
 فاتحہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس کی اجرت لے قسم میری عمر کی لوگ تو بڑے منتر سے پیدا کرتے ہیں
 تو نے سوچ منتر کر کے کھایا اور تعلیم پر اجرت جائز نہ ہونے کی دلیل ایک عبادہ کی یہ حدیث ہے کہ وہ منتر اُسے کی حدیث جو آگے آتی
 ہے فیروز نے امام احمد نے نکالا عبد الرحمن بن شبل سے مروی ہے کہ قرآن پڑھو اس میں غلو اور جفاست کرو اور اس سے روٹی

صحت کما اور مال مست بڑا ہوا اسکے راوی صحیح کے راوی میں زبانی ہی اسکو نکالا اسکے کئی شاہد ہیں چوتھی امام احمد اور زبانی
 نے نکالا عمران بن حصیب سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو اور اس سے مانگو قرآن کا بدلہ اسیلے کہ تمہارے
 بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو لوگوں سے مانگیں گے قرآن کے بدل اور اس باب میں اور کئی حدیثیں ہیں (روضہ) **عَنْ أَبِي بَنِ**
كَهْبٍ قَالَ عَلِمْتُ رَجُلًا الْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيْهِ قَتْلًا كَرِهْتُ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ
أَخِي هَذَا أَخَذَتْ قَتْلًا مِنْ نَارٍ كَرِهْتُ كَتْمَهَا ابی بن کعب سے روایت ہوئی ہے ایک شخص کو قرآن سکھایا اس نے مجھے ایک
 کمان بھیجی میں نے اسکا ذکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا اگر تو نے یہ کمان لی تو دوزخ کی ایک کمان لی
 یہ سن کر میں نے اسکو پیہر دیا **ف** اسکو بھیجی نے ہی نکالا لیکن یہ حدیث منقطع ہے اور بعض راوی اسکو مہجول ہی ہیں البتہ
 اسکا ایک شاہد ہے طبرانی کے پاس طفیل بن عمرو دوسی سے کہ ابی بن کعب نے مجھ کو قرآن پڑھایا میں نے انکو ایک کمان تحفہ بھیجی
 وہ صبح کو وہی کمان لٹکا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی آپ نے فرمایا تو جہنم کی ہی ایسی ہی کمان لٹکا دے گا
 اگر یہ کمان قبول کریگا **يَا أَبَا النَّهْمِ عَنْ ثَمَرِ بْنِ الْكَلْبِ مَعْمَرُ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانُ الْكَاهِنِ وَعَسَبُ الْفَحْلِ كَتَمُوا**
كِي فَمَاتَ اور زانیہ کی خرجی اور نجومی کی اجرت اور زر کی گدائی کی اجرت ان سب سے مانعت کا بیان **عَنْ أَبِي**
مُسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَعَّضَ عَنْ ثَمَرِ الْكَلْبِ وَمَعْمَرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ أَبُو سَعْدٍ سے روایت
 ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کہتے کی قیمت اور زر کی خرجی اور نجومی کی اجرت سرف تو اہل حدیث
 کے نزدیک کتے کی بیع جائز نہیں ہے مگر سائے نے روایت کیا کہ اپنے منع کیا کہتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے کی لینے
 اسکی قیمت جائز رکھی شافعی کا بھی یہی قول ہے کہ کتے کی بیع حرام ہے لیکن ابو حنیفہ اسکو جائز کہتے ہیں (روضہ) اور
 نجومی شامل ہے مال اور چھار اور بیٹ و غیرہ سب کو جو آئندہ کی بات بتلا دے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَخَعَّضَ**
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَرِ الْكَلْبِ وَعَسَبِ الْفَحْلِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کہتے کی قیمت اور زر کے گدائے کی اجرت **ف** زر گھوڑا ہریا اونٹ یا گدہ یا بیل یا کبکرا وغیرہ
 مادیان و جھتی کرانے کی اجرت لینا منع ہے البتہ اگر بلا شرط مادیان والا کچھ دیسے بطور سلوک کے تو اسکا لینا درست
 ہے اور زر کا عاریت دینا مستحب ہے اور ایک جماعت علمائے اسکی اجرت کی بھی اجازت دی ہے تاکہ نسل منقطع نہ ہو لیکن
 اکثر صحابہ اور فقہاء اسکی حرمت کے قائل ہیں ان احادیث کو رد سے **عَنْ جَابِرٍ قَالَ تَخَعَّضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَرِ النَّبِيِّ جَابِرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا بلی کی قیمت سرف
 کیونکہ بلی بلا قیمت اکثر مقاموں میں ملتی ہے اور اسکی نسل ہی بہت ہوتی ہے قیمت سے خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی

لیکن اکثر علما کہتے ہیں کہ یہ فی تنہا ہی ہے اور اگر بلی سے کوئی منفعت ہو تو اسکا بچاؤ درست ہے اور اسکی قیمت حلال ہے اور ہمارے زمانہ میں کابل کی بلیاں ہندوستان میں فروخت کر لیے لاتے ہیں اور لوگ ان کو قیمت دیکر مل لیتے ہیں مگر اگر ہریرہ اور ایک جماعت تابعین سے یہ مروی ہو کہ بلی کی قیمت کسی حال میں لینا حلال نہیں اور البحدیث کا بھی یہی مذہب ہے

باب کسب الحجّام یحییٰ لگانیا لوی کہ اجرت کا بیان **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْجَمَ وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ فَقَالَ ابْنُ سَاجَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ هِرَّانَ حَضْرَتَ صَلَّی اللہ علیہ وسلم** نے یحییٰ لگانیا اور اسکی اجرت دی۔ ابن جابر کہ اس حدیث سے متفرد ہوا ابن ابی عمر اکیلا **عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَخْجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ** حضرت علی سے روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یحییٰ لگانیا اور مجھ کو حکم کیا میں نے یحییٰ لگانے والے والیکو اسکی اجرت دی **عَنْ النَّسَبِيِّ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْجَمَ وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ** انس بن مالک سے روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یحییٰ لگانیا اور حجام کو اسکی اجرت دی **عَنْ أَبِي سَعْدٍ عُمَيْرَةَ بْنِ عُمَيْرٍ وَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ** کسب الحجّام ابو سعید سے روایت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا حجامت (یحییٰ لگانے) کی اجرت سے **عَنْ حَذَّافٍ بْنِ مَحْبَبَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَالَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَبَ الْحَجَّامَ فَتَنَاهُ عَنْهُ فَذَكَرَ لَهُ الْحَاجَةَ فَقَالَ أَعْلَفُهُ نَوَاحِيكَ** محبہ سے روایت ہوا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یحییٰ لگانے والے کی اجرت کو اپنے انکو منع کیا اس سے انہوں نے اسکی ضرورت بیان کی اپنے فرمایا اپنے پانی لانے کی انٹون کو کھلا دی حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے بھی لکھا لاکہ محبہ بن مسعود کا ایک غلام حجام تھا یحییٰ لگانے لگا یا کرتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبہ کو منع کیا اسکی اجرت لینے سے انہوں نے کہا میں یہ اجرت یتیموں کو کھلا دوں جو میرے پاس ہیں اپنے فرمایا یتیم انہوں نے کہا میں اسکو صدقہ کر دوں اپنے فرمایا نہیں بلکہ پھر انکو اجازت دی کہ اپنے پانی لانیوالے انٹون کا چارہ اس میں سے خرید کرین اسکے راوی ثقہ ہیں اور اسحدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ حجام کی اجرت بالکل حرام نہیں ہے ورنہ آپ انٹون کو بھی کھلانے کی اجازت نہ دیتے اور انس اور ابن عباس کھیر غنیمت صحیحین میں موجود ہیں کہ اپنے یحییٰ لگانا ابوطیبہ کے ہاتھ سے اور اسکو اناج کے دو صلہ دے اور اسکے مالکوں سے سفارش کی انہوں نے اسکا حصول ہلکا کر دیا ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ اگر حجام کی اجرت حرام ہوتی تو آپ نہ تیرا اختلاف کیلئے علانے اس میں مصلحت نہ کیا اسکی اجرت حلال ہے جمہور کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا حرام ہے بوجہ احادیث ابو سعید اور ابو ہریرہ اور رافع بن خدیج کے کہ منع کیا اپنے حجام کی اجرت سے اور رافع

یہ ہے کہ حجام کی اجرت محض حرام نہیں ہے: حلال طیب بلکہ اس میں ایک نوع کی کراہت ہو اور ہر کا صرف کرنا اپنے کما کر
پینے یا دوسرے کے کما کر دینے یا صدقہ میں ہر سبب میں بلکہ جانوروں کی خوراک میں صرف کرنا بہتر ہے یا جو اسکی مثل
ہو جیسے چراغ کی روشنی میں یا پانچاند کی سرست میں اور اس طریق سے دونوں طرف کی حد میں مطابق ہو جاتی ہیں اور
تعارض نہیں ہوتا (روضہ) باب ۱۰ لا یحیل بیعہ من چیزوں کا چھپا حلال نہیں ہے عن جابر بن عبد اللہ
یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح وهو بکلتہ ان اللہ ورسولہ حکم ببعہ الخمر والمیتہ
والخنزیر والاصنام فقیل لہ عنک ذلک یا رسول اللہ ارایت شحوم المیتہ فایئذ یدھن بها الشفن
یدھن بها النجس ویستحبہا الناس قال لا ہن حرام ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ
الیہن ان اللہ حکم علیکم الشحوم فاجعلوہ شحوبا عنہ فاکلوا منہ جابر بن عبد اللہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سال مکہ فتح ہوا آپ اسوقت مکہ میں تھے بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا شراب اور دوا
اور زبوتوں کے چھینے کو لوگوں نے اسوقت عرض کیا یا رسول اللہ مردار کی چربی سے کشتیوں کو چکنا کرتے ہیں اور
کمالوں کو اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں (اوسکی بتیان بنا کر) آپ نے فرمایا نہیں (یعنی یہ بھی جائز نہیں) ایسے
چیزیں حرام ہیں پھر آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ تباہ کرے یہود کو جب اللہ سبحانہ نے انہیں چربوں کو حرام کیا تو انہوں
نے چربوں کو کھلایا اور ان کو بچا اسکی قیمت کمائی و ظاہر ہیں انہوں نے حیل شرعی کیا کہ چربی نہیں کمائی اور اس
کی قیمت کمائی لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ دنوں کی بات کو جانتا ہے اور اس کے سامنے کوئی حیل چل نہیں سکتا بلکہ گنہگار
ہے کہ حیل کر نیوالے کو اصل گناہ کے کر نیوالے سے زیادہ عذاب ہو کیونکہ اصل گناہ کر نیوالا نام و درم ہوتا ہے
اور اپنے گناہ پر اپنے آپ کو قصود اور سمجھتا ہے لیکن شرعی سیکے کرنے والے تو خوب غراتے ہیں اور گردن کی گریز
پہلے ہیں اور بحث کرنے پر استعداد ہوتے ہیں کہ سمجھنے کوئی گناہ کی بات نہیں کی دوسری حدیث میں ہے کہ شراب کی
دوسری اللہ تعالیٰ نے دس آدمیوں پر لعنت کی بچڑنے والے پر بچڑانیوالے پر پیٹنے والے پر اٹانیوالے پر جبکہ لیواٹا یا
جاوے ہر بلا نیوالے پر بچڑنے والے پر اسکی قیمت کمانیوالے پر خریدنے والے پر جبکہ لیے خرید جاوے ہر بلا کے
افسوس اس زمانہ میں اسلام کا ایسا ترل ہو گیا ہے کہ مسلمانی حکومتوں میں علانیہ شراب اور سور اور مردار کھتا ہے
اور دوسرا قہر ہے کہ مسلمان خود شراب پیتی ہیں اور دوسرے کو پلاتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے اور نصیحت
کی دعوتوں میں انکو بنے تکلف شراب پلاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ شراب کا پلانیوالا بھی ملعون ہے جیسے پیٹنے والا
اور شراب کا خریدنیوالا بھی ملعون ہے اور جس سے ترخوان یا نیز پر شراب پیا جاوے وہ دہان پر کھانا حرام ہے گو خود نہ پیے ہاؤ

افسوس نصار جن کو مذہب میں شراب حلال تھا اب شراب کی قباحتوں اور ضررتوں کو دیکھ کر اسکو چھوڑتے جا رہے ہیں
مسلمان جبکہ قرآن میں شراب صاف حرام ہے اور شراب سب اور ہر زمین انکی شریعت میں کوئی فرق نہیں ہے شراب پینے
لگے ہیں اور اُسرا اور نوابوں کو تو پوچھیے نہیں شاید ہزار امیر میں ایک امیر نواب ایسا نکلیگا جو شراب پیتا ہو اور ہر
بھی خود نہ پیتا ہوگا تو انگریزوں کو دعوت میں ضرور شراب ملاتا ہوگا اور انکے ساتھ بیٹھ کر کھاتا ہوگا لاکھوں لاکھوں یا
السلام مہدی علیہ السلام کو طلبہ بیچ وہ ایسے کافروں اور فاسقوں کی کمر توڑیں اور دین محمدی کو از سر نو رونق اور تازگی
دیوں آمین یا رب العالمین **عَنْ** اَبِي اَسْمَاءَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَعْضِ الْمُغَنِّيَّاتِ عَنْ شَرِائِكِ
وَعَنْ كَسْبِيْنَ وَعَنْ اَكْلِي اَنَّا هُنَّ ابوابُ الدّٰرِ اِنْ اُتِيََتْ بِرَأْسِ امْرَأَةٍ مِنْكُمْ فَهِيَ كَأَنَّهَا بَابُ الدّٰرِ اِنْ اُتِيََتْ بِرَأْسِ امْرَأَةٍ مِنْكُمْ فَهِيَ كَأَنَّهَا بَابُ الدّٰرِ
سے اور انکے خریدنے سے اور انکی کمائی سے اور انکی قیمت کمانے سے **و** حدیث کی اسناد میں گفتگو ہے اور اکثر علما
نے گانیوالی لڑکی کا بیچنا جائز کہا ہے اور پوری بحث اسکی سماع کے باب میں ڈھونڈنا چاہیے اور شاید حدیث میں
وہ لڑکیاں ہر ادھون خبا پیشہ خوش ہو اور وہ احبت پرگانے کو جاتی ہوں جیسے ہمارے زمانہ میں لڑکیاں اور کنبیا
ہیں انکی کمائی تو بالاتفاق حرام ہے دوسرے صحیح حدیث سے کہ منع کیا اپنے زانیہ کی خرچی سے **بَابُ** مَا حَبَّأَ اللّٰهُ
عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمَلَامَةِ مَنَابَذَةُ اور ملاسمہ کی ممانعت **و** مَنَابَذَةُ یہ ہے کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کی طرف پسینکد
اور مشتری بائع کی طرف اور تامل نہ کریں اور ہر ایک ان میں سے کہے یہ کپڑا اس کپڑے کے بدلے ہے اور بعضوں نے کہا
مَنَابَذَةُ یہ ہے کہ بیع پوری ہو جاوے کپڑا پسینکے سے نہ اُس شخص کو دیکھیں نہ رخصتی ہوں اور ملاسمہ یہ ہے کہ کپڑے کو چھوڑ
نہ اسکو کہوں نہ اندر سے دیکھیں یا رات کو بچیں صرف چھوڑ کر ان دونوں میں سے منع کیا کیونکہ ان میں دو ہوا ہے اور یہ شرط
فاسد ہے کہ دیکھنے پر سکین اختیار نہ ہوگا نہ بیع کاررواضہ **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ بَعْضَتَيْنِ عَنِ الْمَلَامَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ابھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعوں
سے ایک ملاسمہ سے دوسرے مَنَابَذَةُ سے **عَنْ** اَبِي سَعْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّ بِالْمَلَامَةِ
وَالْمُنَابَذَةِ زَادَ سَمَلٌ قَالَ سَطِيْانُ الْمَلَامَةُ اَنْ يُّكَلِّسَ الرَّجُلَ بِيَدِهِ النَّحْيَ وَلَا يَدَاهُ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَقُوْلَ اَيْنَ اِلَيْ
مَا مَعَكَ وَ اَلَيْهَا اِلَيْكَ مَا مَعِيَ ابوسعد خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ملاسمہ اور مَنَابَذَةُ
سے یہ سہل نے زیادہ کیا کہ سفیان نے کہا ملاسمہ یہ ہے کہ آدمی ایک چیز کو چھوڑے (پس بیع ہو جاوے) اسکو دیکھو نہیں اور
مَنَابَذَةُ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے کہے جو تیرے پاس ہے وہ میری طرف پسینکدے اور جو میرے پاس ہے وہ میں تیرے طرف
پسینکدے یا ہوں **بَابُ** لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ آخِيهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلَى سُوْمِ آخِيهِ كَوَيْ تَخْضُلُ اَنْفَ بَابِي كِي بِيْعِ

بیع نہ کرے اور نہ اسکو خرچ پر خرچ کرے **ف** بیع پر بیع یہ ہر کہ مشتری سے کہے تو نے چیز جو خریدی ہے پھر دے میں
 اس سے بہتر تجھ کو سپردام میں دیتا ہوں بشرطہ پر شرط اس پر ہے کہ بائع سے کہو تو اپنی چیز پھر لے میں اس سے زیادہ قیمت پر خرید
 کر لوں گا خرچ پر خرچ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک کچکار رہا ہے اب دوسرا ہی جا کر اسکو چکانے لگے خود مول لینے کو لیے
 یا مشتری کو بہکانے کو لیے کہ وہ دام زیادہ بڑا ہے یہ ب امور منع ہوئے کیونکہ اپنے بہائی مسلمان کو نقصان دیتا ہی
عَنْ ابْنِ عَسَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلَیْ بَعْضٍ بَعْضُ ابْنِ عَمْرِو رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ
 سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے (اللہ اگر مجھ پر ہو مشتری
 اس بائع کے پاس سے چلا آوی تو اپنا مال بیچنے میں قیامت نہیں ہے) **عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ** ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا یَبِیْعُ الرَّجُلُ عَلَی بَیْعِ اَخِیْرَہٗ وَلَا یَسُوْمُ عَلَی سُوْمِ اَخِیْرَہٗ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے بہائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اپنے بہائی کے خرچ چکانے پر خرچ نہ چکاوے
 (اللہ اگر وہ چکا چکے اور عقد نہ ہو تو اسکی بعد چکانا درست ہے) **کَابَابُ مَا حَاذَرَ فِی النَّبِیِّ عَنِ النَّخْبِیْنِ** نخب کی ممانعت
ف وہ یہ ہر کہ بائع سے سازش کر کے مال کی قیمت بڑا دے اور خریدنا منظور نہ ہو تاکہ دوسرے خریدار دھوکا کھاوے اور
 قیمت بڑا دے۔ ہمارے زمانہ میں ہراج (نیلیم) میں اب اکثر لوگ ایسا کیا کرتے ہیں اور بے تکلف اس فعل کو گناہ
 ہی نہیں سمجھتے انکو باب کی حد میں سنا دینا چاہیے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ** ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے بہائی مسلمان
 کا نقصان ہے اور صریح فرمایا ہے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ** ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا نخب سے مت کرو **بَابُ النَّبِیِّ عَلَی بَیْعِ خَافِرٍ لِّیَا دِ شَمْرَہٗ وَالْبَابِ**
 کا مال نہ بیچے **ف** اسکا مطلب یہ کہ ماہر والا مثلاً غایہ شہر میں لاوی اور اسکی نیت یہ ہو کہ آجکے خرچ سے بیچڈالے اس
 میں شہر والوں کا فائدہ ہو انکو غلہ کی احتیاج ہو لیکن ایک شہر والا اسکو بڑا دے کہ تو اپنا مال ابی بیچ مجھ کو دیدے
 میں جسکے قیمت سے بیچڈون گا تو اس سے منع کیا کیونکہ اس میں نقصان ہو عام لوگوں کا گو صرف ایک شخص کا فائدہ ہو
 مگر یہ قاعدہ ہو کہ ایک شخص کا فائدہ کو یہ عام نقصان جائز نہیں ہو سکتا صحیحین میں ہے انس سے کہ یہ منع ہوا سہو اگرچہ
 شہر والا باہر دے کہ اسکا بہائی ہو اور علما کا اس پر اتفاق ہے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ** ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا نہ بیچ شہر والا
 باہر الیک مال (علما اسکو خریدنے دی اگر وہ مستحق بیچڈالے تو اسکو منع نہ کرے) **عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ**

حسن بصری اور اوزاعی اور ابن جریر ہی اس کو قائل ہیں اور ابن خزم نے مسالہ کیا اور کہا تابعین میں کوئی اس کا مخالف نہیں
معلوم ہوتا سوا ابیہم نخعی کے اور اس اختیار کو اختیار مجلس کہتے ہیں لینے جب تک بائع اور مشتری بیع کے بعد اسی مقام میں
ہیں تو ہر ایک کو فسخ بیع کا اختیار ہے اگر وہ اختیار کی شرط نہ ہوئی ہو اور صاحب بچہ نے کہا کہ شافعی اور احمد اور حنفی
اور ابو ثور کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ جب عقد ہو گیا یعنی ایجاب اور قبول تو فسخ کا اختیار نہ رہے گا
الاصح صورت میں کہ اختیار کی شرط ہوئی ہو اور پہلا قول حق ہے یعنی اجماع نزدیک مذہب روضہ **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ**
عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّوَ أَحَدَهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَّفِقَا وَلَا تَا
جِيئَا أَوْ يَحْضُرَ أَحَدُهُمَا الْآخِرُ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخِرُ تَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ
تَفَتَّرَا بَعْدَ أَنْ يَتَبَايَعَا وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ مِنْهُمَا الْبَيْعُ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ عبد السم بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی
الہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی بیع اور شرا کرین تو ہر ایک کو اختیار ہو بیع توڑ دالنے کا (جب تک دونوں
جدا نہ ہوں یا ایک دوسرے کو اختیار نہ دیو یا رسول اللہ یوں کہ بیع کو اختیار کر ابھر اگر ایک نے دوسرے کو اختیار دیا اور انہوں
نے بیع کو اختیار کیا (یعنی بیع کا نفاذ چاہا) تو اب بیع واجب اور نافذ ہو گئی اس طرح اگر بائع اور مشتری جدا ہو گئے
اور انہیں سے کسی نے بیع کو فسخ نہیں کیا تب بھی بیع لازم ہو گئی **ف** حدیث و صاف لکھتا ہے کہ جدا ہونے سے
بدون کا جدا ہونا مراد ہے اور خود ابن عمر جبرائی میں احادیث کو انہوں نے بھی ہی منہ سمجھے تو دوسرے
روایت میں ہو کہ ابن عمر حبشی بیع کو پورا کرنا چاہتے تو عقد کے بعد چند قدم مشی کرتے تا کہ بیع لازم ہو جاوے اور اگر
تفرق ہو تفرق اقوال مراد ہوتا ہے ایجاب اور قبول کا ہو جانا تو احادیث کا بیان کرنا ہی بیکار تھا اس لیے کہ جب
تک ایجاب و قبول نہ ہوں عقد بیع تمام ہی نہیں ہوا تو وہ نافذ کیونکر ہو گا یہ صریح ظلم ہے حنفیہ کا کہ تمام صحابہ اور تابعین کے
برخلاف ایک منہ لکھتے ہیں اور صرف نخعی کی پیروی میں حق جو خیم پوشی کرتے ہیں **عَنْ ابْنِ بَرَزَةَ الْأَسَدِيِّ**
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَّفِقَا أَوْ بَرَزَهُ أَسَلِي جو روایت ہے جو آن حضرت صلی
الہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں **ف** ایک دوسرے سے لینے ایک دوسرے کے
پاس سے چلا نہ جاوے اور اگر دونوں کشتی میں ہوں تو جب تک دونوں ایک جابٹھے رہیں اگر کشتی کتنی ہی دور چلی
جاوے اختیار باقی رہے گا اور حنفیہ نے جو تفرق اقوال سمجھا ہے یہ ایک نیا معنی ہے عرب میں اقوال کا تفرق کوئی چیز
نہیں ہے اور نہ صحابہ تفرق کے لفظ سے کبھی اقوال کا تفرق سمجھ سکتے تھے یہ ایک نئی بات دل سے نکالی ہوئی ہے
جبکہ لغت میں ساعدت نہیں کرتی **عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَانِ بِالْخِيَارِ**

سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا غرر و دھوکے کی بیع سے اور حصة رکنکری کی بیع سے **عَنْ**
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّكَ بَيْعُ الْفَرَسَيْنِ عِيسَى بْنُ عَمِيٍّ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ
صلى الله عليه وآله وسلم نے منع کیا بیع غرر و دھوکے سے امام احمد نے ابن مسعود سے نکالا مرفوعاً مستخریجاً و مہملی کو پانی میں دھو کر
ہے اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ہر او بیہقی نے اسکے موقوف ہونے کو ترجیح دی مسوی میں ہے امام مالک نے کہا
غرر اور مخاطرہ میں یہ داخل ہے کہ آدمی کا غلام بھاگ گیا ہو یا جانور گم ہو گیا ہو اور اسکی قیمت بچاس دینار ہو ایک دوسرا
شخص اس سے کہے میں اس غلام یا جانور کو میں دینار میں تجھ سے خریدتا ہوں اگر خریدار نے ہکوپا یا تو باقم کو تین نیا
کا نقصان ہوا اگر نہ پایا تو خریدار کے میں دینار گئے امام مالک نے کہا اس بیع میں ایک اور قیامت ہے وہ یہ کہ معلوم نہیں
اب اس غلام یا جانور کا کیا حال ہے اسکی قیمت بڑھ گئی ہے یا گھٹ گئی ہے اور بڑھنے پر غلام یا جانور مالک کے پاس نہ آئے ہو یا نہ آئے ہوں
اور غرر میں داخل ہے کہ عورتوں یا بادیاں کے بیٹوں میں جو بچے ہوں انکو خریدے معلوم نہیں کچھ ہوتا ہے یا نہیں
اگر مرد کے طور پر ہوتا ہے یا اچھا پورا یا دھور انزیا مادہ ان میں سے ہر ایک کی قیمت جدا گانہ ہے زائد اور کم انتہی
(روضة) **بَابُ التَّحْرِيقِ** عَنْ شَرَاءِ ثَمَانِي بَطْنُونٍ الْأَنْعَامِ وَصَوْرٍ وَصَوْرٍ وَصَوْرٍ الْغَائِصِ جَانُورٍ كَيْسِطٍ مِّنْ
اور انکے تینوں میں جو ہے اسکی بیع کی ممانعت اور غوطہ مار نیوالا اپنا غوطہ نیچے با شکاری اپنا ایک بار کا تکار
یہ بھی منہ پر **عَنْ** سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَاءِ ثَمَانِي بَطْنُونٍ الْأَنْعَامِ حَتَّى
تَضَعُ وَحْمًا ثَمَانِي صَوْرٍ وَصَوْرٍ الْغَائِصِ الْكَيْسِطِ وَحْمًا شَرَاءُ ثَمَانِي بَطْنُونٍ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعُ وَحْمًا شَرَاءُ
الْمَقْدَقَاتِ حَتَّى تَقْبُضَ وَحْمًا ثَمَانِي بَطْنُونٍ الْأَنْعَامِ الْبُوعِيْدُ خُدْرِيٌّ رَوَيْتُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنَعَ
جانور دن کے بیٹوں میں جو ہے اسکو خریدنے سے یہاں تک کہ وہ جنین (جب جنین تو اب بچا کا بچا درست ہے) اور جو انکے
تینوں میں یہاں تک کہ وہ مایا جانور دینے دودھ کو دو بکرا میں سوقت بچا درست ہے) اور منع کیا بھاگے ہوئے
غلام کے خریدنے سے اور غنیمت (لوٹ) کا مال خریدنے سے یہاں تک کہ وہ تقسیم کیا جاوے (جب تقسیم ہو جاوے تو
اب خریدنا درست ہے) اور منع کیا صدقائے خریدنے سے یہاں تک کہ وہ قبضہ میں آجائیں (صاحب صدقے) اور منع کیا
غوطہ مار کا ایک غوطہ خریدنے سے صرف کہ ایک غوطہ میں جو نکلیو نکلا اس میں دھوکا ہے یہ ترجمہ سوقت ہے جب حدیث
میں غائص ہوا اور بعض نسخوں میں قافض ہے تو یہ ترجمہ ہوگا کہ شکاری کا ایک ضربیٹنے ایک بار جاں سپینکے میو
جو جانور آوین انکی بیع سے منع کیا کیونکہ اس میں بھی دھوکا ہے اور غنیمت کا مال تقسیم سے پہلے خریدنے کی ممانعت
ابن عباس کی حدیث میں بھی وارد ہے ہکوپا یا تو باقم نے نکالا اور ہر یہ کہ حدیث میں ہکوپا یا تو باقم نے نکالا

اور دوسری روایتوں میں سبکی کی بیع منع ہے جب تک کہ ان کے کو لائق نہ ہو جاوے اور بابلون کی بیع جانور کی بیہ پر اور دودھ کی چھپا
 میں اور گہی کی دودھ میں اس کو دافطنی اور بیقی نے ابن عباس سے نکالا لیکن اسکے اسناد میں عمرو بن فروخ ہے فقہ کا اس کو
 صحیح بن معین نے اور غزالی حدیثین انکو قوی کرتی ہیں کیونکہ ان سب میں غزالی (روضہ) **عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْجُبَّةِ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ
 کا حل بچنے سے **ف** اس کو امام مسلم اور مالک نے بھی نکالا صحیحین میں ہے کہ جاہلیت کے اوت کا گوشت خریدتے تھے
 حل کے حل تک یہ ہے کہ اوٹنی اپنا حل جبہ پہر اسکا بچہ حل سے ہو وہ جنہ تو اپنے اس سے منع کیا اور بعضوں نے کہا خود
 حل کا حل بچنا مراد ہے اور بعضوں نے کہا اس کے بچے کا بچہ بچنا اور ابو سعید کی حدیث میں جانوروں کے پیٹ میں جو ہر
 اسکا بچنا منع ہے جیسے اور پگز اس کو احمد اور زہار اور دافطنی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد میں شہر بن حوشب
 ہے اور وہ ضعیف ہے اور امام مالک نے سعید بن مسیب سے لکھا کہ حیوان میں رہا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین چیزیں منع ہیں
 ایک حل دوسرے لفظ تیسرے حل کا حل یعنی ان تینوں چیزوں کا بچنا میں کہتا ہوں اہل علم کا اسپر اتفاق ہے امام محمد
 نے کہا یہ سب معین مکرہ ہیں اور انکی بیع جائز نہیں کیونکہ وہ غریب ہمارے نزدیک اور مناج میں ہے کہ منع کیا حضرت
 نے حل کے حل سے اور وہ کیا ہے بچہ کا بچہ اس طرح کہ خود اسکو بچے یا اور کوئی چیز اس سے مدی پر بچے کہ جب تک بچہ کا
 بچہ ہو (روضہ) **بَابُ بَيْعِ الْمُرَايَقَةِ** نیلام رہا ہر ج کا بیان **عَنْ** الترمذی مالک ابی حاتم ابی داؤد ابی یوسف
 ابی النبی علیہ السلام **يَنْهَى عَنْ بَيْعِ حَبْلِ الْجُبَّةِ** فقہ کا اس کو احمد اور زہار اور دافطنی نے بھی نکالا لیکن اسکے اسناد میں شہر بن حوشب
 وقح لشرب فيه الماء قال الترمذی بهما قال فانا بهما فآخذهما رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده
 ثم قال من يشترى هذين فقال رجل انا اخذهما يد رهم قال من زيد على درهمين قال انا اخذتهما
 رجل انا اخذهما يد رهم فاعطاهما اياه واخذ الدرهمين فاعطاهما الانصارى وقال اشترى بالحد هما
 طعاما فابيه الى اهلك واشترى بالآخر قد وما فاشترى به ففعل فآخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشترى
 في عودا بيده وقال اذهب فاحطب ولا اراك خمسة عشر يوما فجعل يحطب ويبيع فجاء وقد اصاب خمسة
 دراهم فقال اشترى بهما طعاما وبعضهما ثوبا ثم قال هذا خير لك من ان تجنى والمستهكة تكثر في وجهك
 يوم القيامة ان المستكة لا تفصل الا الذي تغير مدق اوله في غمره فمطع ادهم فوجع السن بن مالک سے روایت
 ہے ایک مراد الضاری آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا آپ سے سوال کرتا تھا آپ نے فرمایا تیرے گھر میں کوئی چیز ہے
 اُس نے عرض کیا جی ہاں ایک سی ہے جس میں سے ہم کچھ اور ہٹے ہیں اور کچھ بچاتے ہیں اور ایک چال ہے جس میں ہم اپنی

ہتے ہیں آپؐ فرمایا ان دونوں کو میرے پاس آؤ گہا اور لیکر آیا آپؐ ان دونوں کو لیا اپنے ہاتھ میں اور فرمایا کہ
 عمل لیتا ہے انکو ایک شخص بولامین لیتا ہوں دونوں کو ایک دم کے بدل آپؐ فرمایا کون بڑا ہا ہے ایک دم پر دو بار
 فرمایا تین بار یہی نیلام ہے یعنی بیع من یزید ایک شخص بولامین اندونوں کو دو دم کے بدل لیتا ہوں آپؐ نے اس
 کو دیدیا ان دونوں چیزوں کو اور اس سے دو دم لیکر اس انصاری مرد کو دیے اور فرمایا ایک دم کا اناج خرید کر اپنے
 گھر والوں کو ڈال دے اور دو سکر دم کا ایک کلمہ پڑا خرید اور میرے پاس لیکر آ اس نے ایسا ہی کیا آپؐ وہ کلمہ پڑا
 لیکر اس میں ایک لکڑی اپنے ہاتھ سے مجادی اور فرمایا جا اور لکڑیاں لا رہنجل سے اور بیچ اپنی دین تک میرے پاس
 آئیو وہ لکڑیاں لانے لگا اور بیچنے لگا پھر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور اس کے پاس سے دم
 اپنے فرمایا اب چند دم کا غلہ لے اور چند دم کا کپڑا پھر فرمایا یہ تیرے لیے بہتر ہے (یعنی اپنی محنت سوکھانا) اس
 سے کہ تو آدمی اور سوال تیرے سونہ پر داغ ہو قیامت کو دن بیشک ال درست نہیں ہے مگر اسکو جو انتہا کا محتاج
 ہو یا سخت قرض دار ہو یا خون میں گرفتار ہو جو مستحق فیض کی کا خون کیا اور مقتول کے وارث دیت پر
 راضی ہو گئے لیکن اسکے پاس وہ پینہن ہے اب مقتول کے وارث اسکو ستا رہے ہیں اور دیت کا تقاضا کر رہے
 ہیں تو اسکو سوال کرنا درست ہے تاکہ روپیہ جمع کر کے دیت ادا کرے سیطرح سخت قرض داری سے یہ مطلب ہے کہ
 قرضہ اسکے مال سے زیادہ ہو اگر قرضہ مال کے برابر ہو تو وہ سخت نہیں ہے مال کو بیچ کر قرض داری ادا کرے سیطرح انتہا
 کی محتاجی یہ ہے کہ ایک سات دن کی قوت اسکے پاس نہ ہو اور بعض لوگ کہتے ہیں نکات کی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکی جائز
 ہے علم **باب** الا قائلہ اقلہ یعنی بیع منخ کرنے کا بیان **ف** جب بیع بشرط اختیار ہو تو جس کو اختیار دیا
 گیا ہو اسکو منخ کا اختیار حاصل ہوتا ہے اگر دونوں نے اختیار رکھا ہو تو دونوں کو اختیار ہوگا لیکن اگر اختیار کی
 مدت گزرجاوے یا اختیار کی شرط ہی ہو تو اب بیع منخ نہیں ہو سکتی الا بصورت میں جب بائع اور مشتری دونوں
 راضی ہو جاویں اور دونوں ملکہ بیع کو منخ کریں تو یہ جب چاہیں ہو سکتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مشتری یا بائع ایک مدت
 کے بعد اپنا نقصان دیکھ کر منخ چاہتا ہے لیکن دوسرے فریق کے وہ اختیار میں ہوتا ہے تو حدیث میں اسکی
 ترغیب دی کہ ایسی حالت میں بھی یہ منخ کر دینا بہتر ہے اور ثواب ہے کیونکہ وہ احسان ہے مسلمان پر عن عائشہ
 رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقل مسیلاً اقلہ اللہ عفوہ کیوم القیامۃ ابو
 ہریرہ روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو اقلہ کر دیکر اسے منخ بیع پر اسکے ساتھ
 راضی ہو جاوے گا تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کا اقلہ کر دیکر قیامت کے دن مسلمان کو ساتھ احسان کرنے کا

بل اللہ تعالیٰ قیاس کے دن کہو دیگا) باب من کوہ ان یسخر نخل مقرر کرنا منع ہر ف قدیم زمانوں میں اور انکی حکومتوں میں یہ سورتا تھا کہ جب غلہ کی گرانی ہو جاتی اور غربا بشکایت کرتے تو ما عاقبت اندیش حکام غلہ کے بیوپاریوں کو ہٹا کر ان کو مارتے پیٹتے سزا میں دیتے اور ایک نسخ مقرر کر دیتے کہ اس سے کم ست بیچو وہ بیچارے جبراً و قہراً جان اور عزت کے دوسرے نسخ پر بیچتے اور اپنا نقصان کرتے اس کے انتظام کا یہ اثر ہوتا کہ چند ہی روز میں بیوپاری غلہ منگوا چھوڑ دیتے اور سارا ملک کا ملک فاقون کے مارے ملاک ہو جاتا اور محض پھیل جانا شروع میں ہی اس سے انتظام سے منع فرمایا سبحان اللہ شریعت کیا عمدہ قانون ہے جس میں دین اور دنیا دونوں کی بہلای ہے عن عائشہ ابن مالک قال علا اللہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ فقل علا اللہ فیسخر لنا فقال لا اللہ هو المستعیر القایض الباسط الزارق ائی لا رجوا ان الظر فی ذلک لیس احک یطلبنی بطلتہ فی دم ولا مال انس بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا نسخ منسک ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نسخ منسک ہو گیا آپ ہماری لیے نسخ مقرر کر دیجیے آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نسخ مقرر کر نیوالا ہے کبھی روک لیتا ہے کبھی چھوڑ دیتا ہے وہی روزی نے والا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ کے ملوں اور سوقت کوئی شخص مجھے طالب نہ ہو کسی مظلوم کا جان یا مال میں ف یعنی نہ مالی نہ جانی کی طرح کا ظلم میں کس پر کیا ہو حدیث میں اشارہ ہے کہ نسخ مقرر کرنا ایک مالی ظلم ہے بیوپاریوں پر اور غلہ کے تاجروں پر اس حدیث کی کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی اور ترمذی اور ابویعلیٰ نے ابی نکال اور ابن حبان اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور اسباب میں کئی حدیثیں آئی ہیں۔ ہدایہ میں ہے کہ بادشاہ وقت کو نسخ مقرر نہ کرنا چاہیے البتہ اگر غلہ کے بیوپاری عداً بلا وجہ نسخ کو بہت گران کر دیں اور قاضی عامہ خلافت کے حقوق کو بعد نسخ معین کرنے کے نہ بچا سکے تو اہل الاراس کے مشورے سے نسخ مقرر کرنے میں قباحت نہیں مگر جمع کہتا ہے میں صاحب ہدایہ کی اس جگہ کے مخالف ہوں حدیث میں مطلق نسخ معین کرنے سے ممانعت ہے اور تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ حاکم نے جہاں نسخ میں دخل دیا تو بڑی بڑی آفتیں بڑ گئیں اور اخیر میں قحط کی شدت سے لوگ ہلاک ہو گئے پس کسی حال میں نسخ مقرر کرنا نہیں چاہیے البتہ اگر یہ معلوم ہو کہ غلہ کے بیوپاری بلا وجہ غلہ کو منسکا بیچتے ہیں اور انکو مال سستا پڑتا ہے لیکن لوگوں کو سستا ہے تو اسکا عمدہ علاج یہ ہے کہ حاکم اپنی طرف سے ایک غلہ کا تجارت خانہ کھول دے اور باہر سے غلہ منگو کر تھوڑے نفع پر یا اصل لاگت پر لوگوں کے ہاتھ پیچھے مصروف میں بیوپاری خود بخود سستا کر بیچ گے اگر نہ کریں گے تو رعایا کا نقصان نہیں وہ حاکم کے تجارت خانہ

الَّتِي سَمِعْتُ بِهَا أَكْثَرُ مِنَ الْكُذْبِ أُرِيدُ نَشْرَ وَضَعْتُ حَتَّى أَبْلُغَ الَّذِي أُرِيدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ يَا قَتِيلَةُ إِذَا ارْدَدْتَ أَنْ تَبْكَاعِي شَيْئًا فَاسْتَأْذِنِي بِالدَّيْنِ يُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَْتَ أَوْ مُنْعِبْتَ فَقَالَ إِذَا ارْدَدْتَ أَنْ تَبْيعِي شَيْئًا فَاسْتَأْذِنِي بِالدَّيْنِ يُرِيدُ أَنْ أُعْطِيَْتَ أَوْ مُنْعِبْتَ قَتِيلَةُ امْ بِنْتُ نَارِ بْنِ هَاشِمٍ
ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی آپ کے کسی عمرے میں مردہ بہار کے پاس درمیں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایک عورت ہوں جو خرید و فروخت کرتی ہوں تو میں جب کوئی چیز خریدنا چاہتی ہوں اسکا مول پہلے اس سے بھی کم کہتی ہوں جتنے کو میں اسے لینا چاہتی ہوں بہر بڑھاتے بڑھاتے اپنے دل کے مول تک آجاتی ہوں اور جب میں کوئی چیز بیچتی ہوں تو پہلے قیمت اس سے زیادہ بیان کرتی ہوں جتنے کو میں اسے دینا چاہتی ہوں بہر کم کرتے کرتے اس مول پر آجاتی ہوں جتنے کو دینا چاہتی ہوں یہ سکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قتلہ السیارت کر ایہ ممانعت منہر ہی ہو اور کمال تقویٰ کے طور پر ہے اور آگے کی حدیث سے اسکا جزا ثابت ہوتا ہے (حبیب تو کوئی چیز خریدنا چاہے تو جتنے کو لینا چاہتی ہے وہ دام کمد سے جابجاء اوتے کو دیوے یا نہ دیوے اور جب تو کوئی چیز بیچنا چاہے تو ایک ہی دم کمد سے جتنے کو تو دینا چاہتی ہے خواہ خریداریوے یا نہ لیوے ف یا امر علی ہو ا و کمال تقویٰ اور احتیاط ہو کہ تجارت میں ایک سخن ہو اور اس سے تجارت کی رونق بہت بڑھتی ہے اگرچہ مول تول کرنا بھی درست ہو اور ممکن ہے کہ مانوسے یہ مطلب ہو کہ اگر مشتری تیری اصل لگات دریافت کرے تو اس وقت جوٹ بولنا اور لگات زیادہ بنا جائز نہیں یہ بالاتفاق حرام ہے اور حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتوں کو تجارت کرنا درست ہو اور غیر محرم سے بات چیت کرنا جائز ہے اگر کسی مناد کا ڈرنہ ہو کیونکہ تجارت میں بات چیت کی ضرورت پڑتی ہے عن جابر بن عبد اللہ قال کُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ لِي أَتَبِيعُكَ نَافِحُكَ هَذَا يَدِينَا رَوَاهُ اللَّهُ يَعْفُ لَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ نَافِحُكُمْ إِذَا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ قَالَ فَتَبِيعُكَ يَدِينَا رَمِينَ وَاللَّهِ يُعْفُ لَكَ فَقَالَ فَمَا زَالَ يَدِينَا رَدِينَا وَيَقُولُ مَكَانَ كُلِّ دِينَارٍ وَاللَّهِ يُعْفُ لَكَ حَتَّى بَلَغَ عَشْرِينَ دِينَارًا لَمَّا أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ أَخَذْتُ بِرَأْسِ النَّاسِ فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْلَى اأُطْعِمِي مِنَ الْغَنِيمَةِ عَشْرِينَ دِينَارًا وَقَالَ أَنْظِرِي نَافِحُكَ نَافِحُكَ نَافِحُكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَوَاهُ رَوَاهُ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک جہاد میں آپ مجھ سے فرمایا تو اپنے پانی لائیکا اونٹ میری ہاتھ بچتا ہے ایک دینار کے بدلہ اور اللہ مجھے بخشے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ اونٹ آپ کا ہے جب میں مدینہ پہنچ جاؤں آپ نے فرمایا اچھا دو دینار کو بچتا ہے اللہ مجھے بخشے جابر نے کہا ہر آپ اس طرح سے ایک ایک دینار بڑھاتے رہے اور ہر بار

فرماتے رہو اور تجھے بخشے بیات تک کہ میں دینار تک ہو پھر اگر مجاہد کے میں بار مغفرت کی دعا کی سب جان اندھے ہوتے
جابر کی اہمیت مدینہ میں آیا تو میں نے اس اونٹ کا سر تھاما اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیکر آیا آپ نے فرمایا
اے بلال جابر کو تھیلی میں سے میں دینار دی اور مجھ سے فرمایا اپنا اونٹ ہی اپنے گھر والوں پاس لیجاؤ سبحان اللہ
شفقت اور مہربانی کے قربان ایسے اطلاق سے صحابہ کو آپ عشق تھا جان آپ کا پسینہ گزرا وہاں وہ خون بہا دیتے
جان اور مال آپ پر نثار کرنا فخر جانتے حدیث سے یہ نکلا کر خرچ کرنا درست ہے اور یہی نکلا کہ اگر بائع ایک جانور کو بیچے
اور کسی مقام تک اس پر سواری کرنے کی شرط کر لے تو جائز ہے امام احمد اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور حنفیہ اپنی عادت
کے موافق اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ خرچ چکانا آپ کا برہیل شفقت تمامہ برہیل تشدد اور سختی کیونکہ جابر تو ایک
ہی دینار پر راضی ہو گئے تھے لیکن آپ نے میں دینار دن تک لے لیا اور مقصود جابر سے سلوک کرنا اور ان کے لیے دعا کرنا تھا
ان کو باپ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور دس ناکہ خدا لڑکیاں یعنی جابر کی بہنیں چھوڑ گئے تھے وہ بڑی تنگی میں
مبتلا تھیں اور بعضی مرد متیوں میں سے کہ جابر جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے تو اپنے گھر والوں سے اونٹ کو بیچنے کا ذکر
کیا انہوں نے جابر کو ملامت کی کہ ایک ہی اونٹ گھر کے کاسرک کے لیے تھا اس کو بیچے بیچ ڈالا لیکن جابر نے انکی
بات پر خیال نہ کیا اور اپنے وعدے کے موافق اونٹ کو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے آئے آپ نے
میں دینار دیے اور اونٹ ہی فرمایا کہ اپنے گھر میں لے جاؤ شاید وحی سے یہ حال آپ کو معلوم ہو گیا ہو اور شاید
محسن حسن اطلاق ہو غرض قربان ایسے رحیم اور کریم ہونے کے جو حسن ظاہری اور باطنی دونوں میں بے نظیر ہے

يَا دَبَّ حَبْلٍ وَسَلَمٌ دَاوُدًا اَبَدًا عَلَيَّ نَبِيَّكَ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ السَّوْمِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعَنْ ذَنْبِ ذَوَاتِ الْأَلْدَى
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نہ خرچ چکانے سے سوچ لکھنے سے
پہلے کیونکہ یہ وقت عبادت اور اللہ کے ذکر کا ہے اور منع کیا دودھ والی بکری یا گائے کے کاٹنے سے صرف اس لیے کہ
دودھ سے زیادہ فائدہ ہے ہمیشہ غذا ملے گی اور گوشت اس کا دو تین روز بھی کام آوے گا البتہ اگر دودھ والا جانور بوڑھا
ہو گیا اور اس کا دودھ بند ہو گیا تو کاٹنے میں مضائقہ نہیں **باب** مَا كَانَتْ فِي كَرَاهِيَةِ الْأَيْمَانِ فِي الشُّقْرِ
وَالْبَيْعِ خَرِيدٍ وَرَضَتْ مِنْهُمُ كَرَاهِيَةُ عَمْرٍو ابْنِ مُرَيْتَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثَةٌ لَا يَكُونُ مِنْهُمْ رَجُلٌ يَتَّقِي اللَّهَ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ
فَقُلْ سَابِقًا بِالْعَلَاةِ يَمْنَعُهُ ابْنُ السَّبِيلِ دَرَجَةٌ بَابُ رَجُلًا سَلَعَتْهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَخَفَّ بِاللَّهِ لَا أَخَذَهَا يَكُونُ

منع کیا پہل کی بیع سے یہاں تک کہ وہ لال یا زرد ہو جاوے اور یا خوش رنگ ہو جاوے (مطلب یہ کہ کپتنے کے قریب گدھر ہو جاوے)
اور منع کیا انگور کی بیع سے یہاں تک کہ وہ کالا ہو جاوے اور دان کی بیع سے یہاں تک کہ وہ سخت ہو جاوے **باب بیع**
النَّارِ سِنِينَ وَلِلْحَاكِمَةِ كُمَى بَرَسٍ كَامِيُو بَحِيْنَا كَيْسَا هُوَ اَوْ اَوْتَ كَا بِيَانٍ فِ مَثَلَا كُوِي شَخْصٍ اَنِي بَانِيُو كَامِيُو بَحِيْنَا
برس کے لیے کچے ہاتھ نیچے ایک معین قیمت پر تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے احتمال ہے کہ کچھ سیوہ پیدا ہو یا پیدا
ہو لیکن آفت اگر خراب ہو جاوے تو مشتری کا روپیہ ضائع ہو گا ہمارے زمانہ میں یہ بیع بہت رائج ہے اور مسلمان برابر اس پر
بیعین کرتے ہیں اور شرعی مانفت کا خیال نہیں کرتے اسرحم کرے **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
الْبَيْعُ كُنْ عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْعُ كَيْسَا كِيُو سَاكِ
یہ بیع کرنے سے **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** قَالَ مَنْ بَاعَ كَمَرًا فَأَصَابَتْهُ
جَانِحَةٌ فَلْيَاخُذْ مِنْ مَالِ أَخِيهِ تَكُنْ عَلَى مَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مَالِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَوَى
ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے پہل بیچا پہرہ پر آفت آئی تو وہ اپنے بہائی مشتری کے مال میں
سے کچھ نہ لوے بلکہ اسکی قیمت اسکو پیڑ پیوے آخر کس چیز کے بدلے میں سے کوئی اپنے بہائی مسلمان کا مال لیتا ہو
ف المحدث اور امام احمد نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور کہا ہو کہ سیوہ پر اگر آفت آجاوے ایسی کہ کل سیوہ
تلف ہو جاوے تو ساری قیمت بائع سے مشتری کو دایں دلائی جاوے گی اگرچہ یہ آفت مشتری کا قبضہ ہو جائیکے
بعد آوے اور حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ جب مشتری نے قبضہ کر لیا پہلون پر اب کوئی آفت آئی تو مشتری کا
نقصان ہو گا بائع سے کچھ نہ لیجے سکتا اور حدیث میں وہ صورت مراد ہے جب پہل اسکے خوبی ظاہر ہونے سے
پہلے بیچے جاوے صورت میں البتہ بائع کو دام پیڑ دینا ہون گے کیونکہ یہ بیع ہی جائز نہیں تھی **باب**
الرَّحْمَانِ فِي الْوَدْنِ حَبْكَا تَوْنٍ رِيْعِيْنِي كِيُو يَادُوهُ **عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَبِيْلٍ قَالَ حَبَكَيْتُ اَنَا وَخُضْرَةُ الْعَدِيِّ**
بَرَاءُ مِنْ هَجْرَةِ نَجْدَةَ نَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمْنَا سِرًا وَاِبْلَ وَعِنْدَنَا ذَرَانُ يَزْنُ بِالْاَجْدُو
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ذَرَانُ ذِنْ وَارْجِعْ سُوَيْدُ بْنُ قَبِيْلٍ رَوَى هُوَ مِنْ اَوْ اَوْتَ خُزْرَةُ عِدِي
دونو ہجر سے (ہجر ایک گاؤں جو بین میں اور بعضوں کے کما شام میں اور بعضوں نے کما تمام بحرین کا نام ہجری
کبر الائے تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس شریف لائو اور ہم سے ایک پانچواں چکا یا اسوقت ہمارے
پاس ایک تو لہو والا تاجا جرت پر توں لٹا آپ نے اس سے فرمایا اے سُوید تو نے دے ڈال اور جبکہ توں **عَنْ**
مَالِكِ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَعِثُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِبْحًا سَوَادِيْلَ قَبْلَ الْهَجْرِ فَوَزَنَتْ

[illegible]

زکوٰۃ وحبس یا سالن کی قسم میں سے کچھ خرید جیسے تیل گھی شہد سرکہ پنیر دودھ شیر وغیرہ تو خریدار کو اسکا بیچا درست نہیں۔
 جب تک اس پر قبضہ نہ کر لیو اور شرح اسے میں ہے کہ اہل علم نے اتفاق کیا کہ جو شخص اناج خریدے اسکا بیچا اسکو قبضے سے
 پہلے درست نہیں ہے اور اختلاف ہے اناج کے سوا دوسرے چیزوں میں شافعی اور محمد نے کہا سب چیزوں کا یہی حکم ہے یہاں تک
 کہ اسبابا زرین اور کان وغیرہ کا بھی کسی کی بیع قبضے سے پہلے درست نہیں ہے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف نے کہا زائر
 اور مکان کی بیع قبضے سے پہلے درست ہے لیکن مال منقولہ کی درست نہیں اور امام مالک نے کہا اناج اور کسانکی چیزوں کے
 سوا اور سب مال منقولہ کی بیع بھی قبضے سے پہلے درست ہے مگر کتا ہون اگلے زمانہ میں لوگوں کو تحریری سندین نقد
 روپیوں کی اور اناج کی ملکتین (حاکم کی طرف سے) اور وہ اسکو بیچ دیتے قبضہ کرنے سے پہلے اور خریدار کو وہ سند دیدی وہ
 وقت پر اناج بار دہیے لیتا اور سندوں کی بیہ کے یہی معنی ہیں انشہ (روضہ) **باب بیع التجار زکوٰۃ و دہیر لگا کر**
بیچا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الْوُكُبانِ جُزْأً فَاَقْبَضْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
نَتْبِعَهُ حَتَّى نَقْبِضَهُ مِنْ سَكَاتِهِ عبد الرحمن بن عمر سے روایت ہے ہم سواروں سے اناج خریدتے ڈیر کے ڈیر وغیرہ اپنے اوروں کو
 تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا ہر اسکے بیچنے سے جب تک کہ ہم اسکو اس جگہ سے نہ جا دیں کہ چونکہ
 دوسری جگہ لے جانا یہی اس پر قبضہ کرنا ہے **عَنِ عُمَرَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ كُنْتُ أَيْتُمُ الشَّهْرَ فِي الشُّوْقِ فَأَقْبَلُ**
كَلْتُ فِي ذِي رَجَاءٍ هَذَا كَذَا فَأَدْفَعُ أَوْ سَأَى التَّمْرِ بِكَ كَلَّةٍ وَأَخَذْتُ شَيْئًا فَدَخَلْتُ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِذَا سَمَيْتُكَ الْكَيْلَ نَكَلُهُ عثمان بن عفان سے روایت ہے میں کھجور بیچتا بازار میں بہر
 میں کہتا تھا (تو خریدار سے) میں نے اس کو بھجہ میں لے کر اتنے صاع ماپے ہیں اور اسی حساب سے کھجور کے بوجھ دیدیتا اور جو زیادہ
 ہوتا وہ نکال لیتا (یعنی مشتری میرے قول پر اعتماد کرتا تو جتنے صاع کھجور اسکو مطلوب ہوتے اس حساب سے بوجھ ادا دیتا
 کیونکہ وہ میرے ماپے ہوئے تھے لہذا دوسری بار اسکے سامنے نہ مانتا اور جو کھجور اسکی فرمائش سے زیادہ ہوتی اتنے صاع
 ماپ کر بھجہ میں سے نکال لیتا) پھر مجھے اس میں کچھ شبہ معلوم ہوا تو میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے
 فرمایا جب تو کہے کہ اس میں اتنے صاع ہیں تو اسکو ماپ کر مشتری کے سامنے **باب مَا يُؤْتِي فِي كَيْلِ الطَّعَامِ مِنَ**
الْبَرَكَةِ اناج ماپنے میں برکت ہوتی ہے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْرُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ لَكُمْ مَبَارَكٌ لَكُمْ فِيهِ عبد الرحمن بن مسرود سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے سنا آپ فرماتے تھے اپنا اناج ماپو اس میں مکرر برکت ہوگی **عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْمٍ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنِ ابْنِ مَسْرُودٍ قَالَ**
سَمِعْتُ أَمَّا مَكَّةَ يُبَارِكُ لَكُمْ فِيهِ ابو یوسف بھی ایسے ہی روایت ہے **باب الْأَسْوَاقِ وَدُخُولِهَا بِأَزْوَاجٍ**

[illegible]

بچاتا ہے اور لوگوں کو بڑھاتا ہے تو وہ ان اسکی یاد کرنا گو یا شیطان کو ذلیل کرنا ہے **باب** ما یخرج من البرکۃ
 فی البکری صبح سویر برکت کا وقت **عن** محمّد بن العابدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **اللّٰهُمَّ**
بَارِكْ لَنَا مَتْنًا فی بکریہا قال وکان اذا بعث سیرتہ اوجیشا ببعثہم فی اَوَّلِ النَّهَارِ قال وکان یحضر رجلاً
 ناجلاً فکان یبعث یحارثہ فی اَوَّلِ النَّهَارِ فانزلی وکثر ما لہ من خیر عادی سے روایت ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دی میری ہمت کو صبح سویر کے وقت اور آپ جب فوج کو ایک ٹکڑے یا لشکر گردانہ کرتے تو
 سویر اسکو بھیجتے را دی نے کہا صحرا حدیث کر را دی سو داگر تہے وہ اپنا سوداگری کا مال سویر سے روانہ کرتے آخر
 وہ امیر ہو گئے اور انکی دولت زیادہ ہو گئی **ف** سویر سے میرا وہ ہے کہ شروع دن میں کر صبح کی نماز کے بعد
 وقت برکت کا ہر جو کام اسوقت کر دیکھا اسید ہر کہ اس میں برکت ہوگی **عن** ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم **اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا مَتْنًا** فی بکریہا **یوم الحنہ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دی میری ہمت کو صبح کی وقت جمعرات کے دن **ف** جمعرات کا دن اور زیادہ
 مبارک ہے خصوصاً سفر کے لیے **عن** ابن عمر ان الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم قال **اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا مَتْنًا** فی
 بکریہا ابن عمر سے روایت ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ برکت دی میری ہمت کو صبح کی وقت **باب**
بَیْعُ الْمُصَرَّاةِ مصراۃ کی بیع کا بیان **ف** مصراۃ وہ بکری جسکا دودہ ایک یا دو یا تین روز تک نہ دودہ میں اسلئے
 کہ دودہ تین میں جمع ہو جاوے اور شتر می دھوکا کما کر زیادہ دام دیوے **عن** ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ الشیخ صلی
 اللہ علیہ وسلم قال من ابتاع مصراۃ فهو بالخیار ثلاثۃ ايام فان ردھا ردة معها صاعاً من تمر لا ضمراً
 یعنی الخیطۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مصراۃ جانور خریدا تو اسکو
 اختیار ہے تین روز تک اگر اسکو پیر دیوے بلکہ کو تو ایک صاع کھجور کے ساتھ پیرے (دودہ کی قیمت تین خریدار
 نے لیا) گویوں کا دنیا ضرور میں را اسکو سلم نہ ہی نکالا اور صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اسکو اختیار
 ہے اگر چاہے تو اس جانور کو رکھ لیوے اور اگر ناراض ہو تو پیر دیوے اور ایک صاع کھجور کا اسکے ساتھ دیوے
عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **يَا أَيُّهَا النَّاسُ مِنْ بَاعِ مُحْفَلَةً** فهو
 بالخيار ثلاثۃ ايام فان ردھا ردة معها مئلتہ لبنھا او قال مثل لبنھا فتحاً عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے
 ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای لوگو جو کوئی محفلہ (یعنی مصراۃ) بیچے تو خریدار کو اختیار ہے تین دن تک
 خواہ اسکو پیر دیوے اور اسکے ساتھ اسکے دودہ کو دھند یا برابر گویوں دیوے **عن** عبد اللہ بن مسعود رضی

مصرۃ کو روکیا جو اس سے کہیں زیادہ صحیح ہے (روضہ مختصر) مگر حجیم کتابہم انفس ہے کہ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجتہدی رحمۃ اللہ علیہ نے النجاشی الخا جہین احمد بن حنبلہ کے حاشیہ میں یہ لکھا کہ مصرۃ کا پیرو دینا یہی مذہب ہر شافعی اور مالک اور احمد اور ابو یوسف کا لیکن بعضوں نے کہا کہ سید قتیبہ بن شیبہ کا علم ہوشتری کو پیروینے کا اختیار ہوگا اور بعضوں نے کہا دودہ و دہنہ کے بعد اور بعضوں نے کہا تین جن تک اختیار رہیگا اور ابو حنیفہ اللؤلؤی نے یہ کہا کہ پیروینے کا اختیار ہوشتری کو نہ ہوگا حربیاب شرط نہ ہو سکی اور ایک صاع دودہ کی قیمت میں دینا جو حدیث میں ہے یہ قیاس صحیح کے برخلاف ہے کیونکہ کھجور دودہ کا مثل نہیں ہے نہ صورتہ نہ معنی اور سہاروی نزدیک قاعدہ ہے کہ حدیث کا راوی اگرچہ حافظ اور عادل ہو لیکن فقہ نہ ہو جیسے ابو ہریرہ اور انس بن مالک تو اسکی روایت اگر قیاس کے موافق ہوگی تو اس پر عمل کیا جاوے گا ورنہ وہ ترک کی جاوے گی انتہی مختصراً اور شاہ صاحب نے اس مقام میں حنفیہ کے ایک باطل قاعدہ کی پیروی کی اور کلمہ کمال حدیث کو رد کیا اور حنفیہ کا قاعدہ نہ توڑا یہ ایک بڑی خطا ہے اسید ہر کہ اللہ تعالیٰ اس خطا کو معاف فرماوے کوئی قاعدہ حدیث کے خلاف بن نہیں سکتا اور حدیث سب قاعدوں پر مقدم ہے اور لطف یہ کہ جو قاعدہ حنفیہ نے اپنی ذہن سے حدیث کو ترک کرنے کے لیے بیان کیا وہ بھی بیان نہیں چلتا کمال انفس ہے کہ علما حنفیہ اس مقام میں چشم پوشی کر کے صرف اس قاعدہ کو نقل کر دیتے ہیں اور اس پر سکوت فرماتے ہیں اور نہیں غور کرتے کہ اس حدیث کے راوی تو عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں جو حنفیہ کے بڑے امام اور متقدم ہیں اور اہل فقہاء میں سے ہیں اور ان کے سوا ابن عمر ہی ہیں انکے فقہ ہونے میں کسی کو شبہ نہیں اب اس قاعدہ کو اگر مان ہی لیا جاوے جو محض ایک لغو ذہنی بات ہے جب ہی حد کا قبول نہ لائے گا یا اسے تو حنفیہ کے دل کی تانکہ کہو لے اور انکو فہم سلیم عطا فرما اور حدیث اور قرآن کی پیروی اور بحیث کی توفیق دے آمین یا رب العالمین **کتاب الخراج بالقتان** ہمیشہ فائدہ ہی کو ملے گا جو ضامن ہوا یعنی اس شے کا جوابدار ہو اگر تلف ہو تو ہکا نقصان ہو لیے ہی شخص کو اس شے کا فائدہ ملنے کا حق ہوگا **عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَىٰ أَنْ خَرَّاجَ الْعَيْدِ بِقَتَانٍ أَمَ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا** سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ غلام کی کمائی وہی لینگا جو ہکا ضامن ہو **ف** اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا وہ کئی دن تک اسکو پاس رہا پھر عیب کی وجہ سے یا شرط خیار کی بنا پر اسکو واپس کر دیا تو جبے دنوں وہ غلام خریدار کے پاس ہوا اتنے دنوں کی کمائی خریدار ہی کی ہوگی اسلئے کہ خریدار ہی اسکا ضامن تھا ان دنوں میں اگر وہ غلام خریدار کے پاس ہلاک ہو جاتا تو اسی کا نقصان ہوتا یا بائع کا نقصان نہ ہوتا روضہ میں ہے کہ احمد بن حنبلہ اور اہل سنن اور شافعی اور ترمذی اور ابن حبان اور ابن جابر و داور حاکم اور ابن قطن اور

بن حزم نے بھی نکالا اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا اور ایک تین صورت مسئلہ کی جو اوپر مذکور ہوئی صاف موجود ہر امام مالک نے
 یہی اسی حدیث کو موافق حکم دیا ہے **انتم مخصرون عن عائشة ان رجلا اشترى عبدًا فاستغله ثم وجب له عبدًا فادّٰه**
فقال يا رسول الله انه قد استغله عدا محي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخراجكم يا اضمكان المؤمنین حضرت عائشہ
سودايت کے ایک شخص نے ایک غلام خرید لیا اور اس کا کم کر لیا اجرت پر بعد میں عیبت یا اور بایہ کو پیر یا بایہ بولایا رسول اللہ ان شخص سے یہ غلام کو اجرت
لگایا آپ نے فرمایا کہ خراج یعنی فادہ لگائیے تو وہ اجرت مشتری ہی کا ہے اس لیے کہ وہ ضامن تھا اس غلام کا اگر وہ غلام سر
 کے پاس رہ جاتا تو کیا اسکو تو دام پیر دیتا **باب عَصَةُ الرَّتْبِ غلام ٹوٹی میں مشتری کو پیر دینے کا اختیار کتنے**
دن تک رہیگا عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عَصَةُ الرَّتْبِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ
سمرة بن جندب سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام کا اختیار تین دن تک ہے یعنی تین دن
تک اگر مشتری کو عیبت ہو تو پیر دیوے یہ حدیث محمول ہے اس عیب پر جو فی الفور معلوم ہو سکتا ہے لیکن جو عیب
دیر میں معلوم ہوتے ہیں انکے لیے کوئی مدت مقرر نہیں ہے جیسے اگر اویگا عن عقبہ بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
الله عليه وسلم قال لا عَصَةَ لَكَ اَنْ تَبْعَ عَقِبَ بْنَ عَامِرٍ عَصَةَ صَاحِبِهِ صَاحِبِهِ عَصَةَ صَاحِبِهِ
بعد باع ذمہ اور نہیں ہے **باب مَنْ بَاعَ عَيْبًا فَلْيَكُنْ لَهُ جَوْشَجُ عَيْبٍ** وار چیز نیچے تو اسکی عیب کے بیان کر دیوے
عن عقبه بن عامر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان المسلم اخو المسلم ولا يحل لمسلم
باع من اخيه بيعا فيه عيب الا بينه وبينه له عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان
 بہائی ہو دوسرے مسلمان کا اور کسی مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بہائی کے ہاتھ کوئی عیب یا چیز نیچے جب تک کہ اُسکا
 عیب بیان نہ کر دیوے **ف** اب جب عیب بیان کر دیا اور مشتری اس پر ہی اسکو خریدے تو اسکو پیر نے کا اختیار نہ ہوگا
 اگر عیب بیان نہ کرے تو اختیار ہوگا جب عیب معلوم ہو تو اسکو پیر دیوے یہ حدیث کو دارقطنی اور حاکم اور طبرانی نے بھی نکالا
 اور حافظ نے فتح میں کہا اسکا اسناد حسن ہے اور احمد اور ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک میں فائدہ بن اسقع سے بھی اسناد
 میں نکالا لیکن اسنے اسناد میں ابوجعفر مازنی اور ابوساجع ہے اور پہلے میں اختلاف ہے اور دوسرا محمول ہے رتمہ حکم کرتا
 ہے ابن ماجہ کے اسناد میں یہ لوگ نہیں ہیں لیکن یقینہ بن ولید ہے وہ بھی ضعیف ہے اور عدا کی حدیث اس باب میں آگے
 آئی ہے اسکو ترمذی اور نسائی اور ابن ابی جارود اور بخاری نے تعلیقاً نکالا اور مؤید ہے ان احادیث کو سن غشنا
 فلسین اسکو صحیح مسلم میں ہے اور ان سب حدیثوں سے نکلتا ہے کہ جب عیب بیان نہ کرے تو مشتری کو پیر دینے کا اختیار
 ہوگا مگر حرم کہتا ہے اسباب میں صاف حدیث حضرت عائشہ کی ہے جو اوپر گزری اس میں ہے ثم وعدہ علیا فودہ اور

[illegible]

چہ چیزوں کے سوا اور چیزوں میں ہی سود کا حکم ہے یا نہیں تو اہل ظاہر اور چند محققین علماء حدیث صیرو امام شوکانی اور
 صاحب سبل السلام اور علامہ ابو الطیب نور اسمہ قدسہ اس طرف لکھی ہیں کہ اور چیزوں میں یہ حکم نہیں ہے اور ان میں سونہ ہوگا
 اگرچہ جس ایک ہی ہو پس اور چیزوں میں تفاضل اور زیادہ دونوں جائز ہونگے جیسے چاندل حواریہ براجہ چنے وغیرہ میں اگرچہ
 ایک جنس اپنی جنس ہی کے بدل بھی جاوے اور فقہانہ مذہب اور جہود علماء اس طرف لکھی ہیں کہ اور چیزوں میں ہی سود ہے
 بہ بشرطیکہ علت باہمی جاوے اور علت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں علت قدر و جنس ہے یہ حنفیہ کا قول ہے بعض کہتے
 ہیں طعم و شہیت و شافعیہ کا قول ہے بعض کہتے ہیں طعم اور ادھار (رکھ چوڑنا) یہ مالکیہ کا قول ہے اور دلیل لیتے ہیں یہ
 لوگ اُس سے جو دارقطنی اور زبارة لکھا عبادہ اور انس سے اُس میں یہ ہے کہ جو چیز تولی جاوے یا باہمی جاوے حریب
 اپنے نوع کے ساتھ بھی جاوے تو یہی حکم ہے لیکن جب نوع مختلف ہو تو قباہت نہیں اس حدیث کو اسناد میں ربیع
 بن صبیح ہے فقہ کما اسکو ابو زرعہ وغیرہ نے لیکن حنفیہ کیا اسکو ایک جماعت نے اور دلیل لی اور انہوں نے ابن عمر کی
 حدیث سے مزائد کے باب میں جو آگے آئی اور سعید بن مسیب کی مرسل حدیث سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 منع کیا گوشت کی بیع سے جانور کے بدل اسکو مالک نے موطن لکھا اور شافعی نے اور ابوداؤد نے مرسل میں
 اور دارقطنی نے اسکو وصل کیا غریب میں نہ ہری سے انہوں نے سہل بن سعد سے اور کما یہ روایت ضعیف ہے اور
 صواب مرسل روایت ہے اور متابعت کی انکی ابن عبد البر نے اور ہکا ایک شاہد ہے ابن عمر سے اسکو زبارة لکھا
 لیکن اسکی اسناد میں ثابت بن زبیر ضعیف ہے اور ابوامیہ کی روایت سے یہی اسکو لکھا لیکن ابوامیہ ہی ضعیف ہے اور
 ہکا ایک اور شاہد ہے قوی حسن ہے انہوں نے سمر سے اسکو حاکم اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے لکھا (روضہ مختصر) ع
 مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا قَالَ جَعِمَ الْمَكْرُ لِيَنَّ عِبَادَةَ بْنِ الْقَلَامِ
 وَمُعَاوِيَةَ إِنَّمَا فِي كُنَيْسَةٍ وَإِنَّمَا فِي بَيْعَةٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَلَامِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَاللُّبَّ بِاللُّبِّ وَالشَّعِيرَ بِالشَّعِيرِ وَالْثَمَرُ بِالْثَمَرِ قَالَ
 أَحَلَّهَا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ إِلَّا خَرُّوْهُمَا إِنَّ بَيْعَ الْكَبْرِ بِالشَّعِيرِ وَالشَّعِيرَ بِاللُّبِّ كَيْفَ شِئْنَا
 مسلم بن یسار اور عبد اللہ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے کما عبادہ بن صامت اور معاویہ ایک گرجا میں یہود کے یا نصاریٰ
 کے اکٹھا ہوئے تو عبادہ نے اسے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا چاندی کے بیچنے سے
 چاندی کے بدل اور سونے کے بیچنے سے سونے کے بدل اور گہوئے کے بیچنے سے گہوئے کے بدل اور جو کے بیچنے سے جو کے بدل
 اور کھجور کے بیچنے سے کھجور کے بدل اور ایک ادوی نے کہا تاک کے بیچنے سے تاک کے بدل اور دوسرے نے اسکا ذکر نہیں

کیا اور حکم کیا ہم کو کہ ہم گھبراہٹ میں ہیں اور جو گھبراہٹ کے بدل نقد نقد بطرح سے چاہیں اسے برابر برابر یا کم و بیش
عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفَيْضَةُ بِالْفَيْضَةِ وَالْمَنْ هَبَ بِالْمَنْ هَبَ وَالشَّعِيرُ
بِالشَّعِيرِ وَالْحِطَّةُ بِالْحِطَّةِ مِنْ لَأَمْثَلِ ابوسہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا چاندی کو بھجوا چاندی کے بدل اور سونیکو سونیکے بدل اور جو کوبکے بدل اور گھبراہٹ کے بدل لیکن برابر
زیادہ کم لین درست نہیں **عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِدُّ قَتَامًا مِنْ تَمَرٍ الْجَمْعِ**
فَتَسْتَبْدِلُ بِهِ تَمَرًا هُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَكَزَيْدٌ فِي الشَّعْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصْلَحُ صَاعٌ تَمَرٍ
يَصَاعَيْنِ وَلَا دِرْهَمٌ يَدِرْهَمَيْنِ وَاللَّذْهَمُ بِاللَّذْهَمِ وَاللَّذْيَارُ بِاللَّذْيَارِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا إِلَّا وَزْنَا ابوسعد سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع کی کھجور ہم کو دیتے جمع ایک قسم ہے کھجور کی ہم کو دیکر اسکے بدل اس سے
عقدہ کھجور لیتے اور اپنی کھجور زیادہ دیتے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صاع کھجور کے بدل دو صاع
کھجور نہیں جینا چاہیے نہ ایک دم دو دم کے بدل دم کو دم کے بدل بچپا اور دینار کو دینار کے بدل درست
نہیں مگر برابر تو لکر زیادہ نہ ہوں ایک طرف (اور کم ایک طرف) **بَابُ مَنْ قَالَ لَا رَبَّ إِلَّا فِي النَّسَبَةِ**
جو شخص کہتا ہے سو نہیں ہے مگر جیسا ایک طرف سعاد ہو اسکو دلیل و الحدیث اور جمہور علماء کا مذہب ہے کہ
ان چہ چیزوں میں خبر کا ذکر حدیث میں ہے جب ہر ایک اپنی جنس کے بدل بھی جاوے تو اس میں کم و بیش سیطرح
ایک طرف نہ لینے سعاد ہونا و فو منع ہوں دونوں سو دین اور جہان میں سے کوئی دوسری جنس کے بدل بھی
جاوے جیسو چاندی سونیکو بدل یا گھبراہٹ کے بدل تو کمی اور بیشی درست ہے لیکن لسنہ یعنی سعاد جائز نہیں
دونوں طرف نقد نقد ہونی چاہئیں اور ابن عمر اور ابن عباس کا یہ قول تھا کہ ہر حال میں صرف لسنہ حرام ہے
اور وہی رہا ہے لیکن کمی بیشی جائز ہے لیکن دوسری روایت کو ثابت ہو کہ ان دونوں نے اپنے قول سے رجوع کیا
ابوسعد کی حدیث سنکر اور جمہور کے موافق ہو گئے اب سہراجماع ہو گیا خلاف باقی نہیں رہا **عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ**
قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ أَلَذْهَمُ بِاللَّذْهَمِ وَاللَّذْيَارُ بِاللَّذْيَارِ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ يَقُولُ خَيْرٌ ذَلِكَ قَالَ أَمَا إِنِّي لَقَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ هَذَا الَّذِي تَقُولُ فِي
الْصَّوَرِ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ شَيْءٌ وَجَدْتَهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ مَا
وَجَدْتُهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسَبَةِ ابوسہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

سنا وہ کہتے تھے درم کو درم کے بدل اور دینار کو دینار کے بدل برابر بیچنا چاہیے تو میں نے کہا میں تو بن عباس کو اور کچھ کہنے سنا ابو سعیدؓ کا میں تو بن عباس سے ملا اور میں نے کہا تم بیان کرو مجھ سے جو تم صرف کے باب میں کہتے ہو کیا کچھ تم نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو یا اللہ کی کتاب میں پایا ہے انہوں نے کہا نہ میں نے اللہ کی کتاب میں پایا ہے نہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا ہے لیکن اسامہ بن زیدؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رب رسول! نہیں ہے مگر اسے میں عن ابن الجوزی قال سمعہ یأمر بالصرف یعنی ابن عباسؓ نے یہ حدیث ذلک عنہ ثم بلغنی أنه رجع عن ذلك فلقيته بمكة فقلت انا بكعني انك رجعت قال نعم اما كان ذلك كما مرني فلهذا ابي سعيد يحدّث عن رسول الله صلى الله عليه وآله انه كره عن الصرف ابو الجوزی اسے روایت کرتے ہیں سنا ابن عباس صرف کو حجاز کا حکم دیتے اور لوگ ان سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں مجھے خبر پہونچی کہ ابن عباس نے اس قول سے جمع کیا تو میں نے ملا کہ میں نے کہا مجھے خبر پہونچی کہ تم نے اپنی قول سے جمع کیا انہوں نے کہا ہاں یہ قول اسے سے تا میری اب میں نے ابو سعیدؓ کی حدیث سنی وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے منع کیا صرف سے جب برابر برابر نہ ہو یا نقد نقد نہ ہو ابن عباس حدیث سنتی ہی اپنی رائے سے بہرہ گزاردے کہ ترک کیا حدیث پر عمل کیا لیکن مقلدین بے انصاف صحابہ کی پیروی نہیں کرتے اور ایک حدیث کیا متعدد حدیثیں سن کر بھی اپنے مجتہد کا قول ترک نہیں کرتے حالانکہ انکا مجتہد کسی خطا کرتا ہے کسی ثواب **باب** حرک الذهب بالدوق سنا وہ کہتے تھے درم کو درم کے بدل اگر چاندی کے بدل نیچے عن عمرؓ يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله الذهب بالدوق رباً الا هاء وهاء قال ابو بكرؓ بن ابي شيبة سمعت سفيان يقول الذهب بالدوق احفظوا حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونکا بیچنا چاندی کے بدل بابہ مجرب نقد نقد ہو ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا میں نے سفيان سے سنا وہ کہتے تھے یہ حملہ یاد رکھو کہ سونے کا چاندی کے بدل بیچنا پسینے باوجود اختلاف جنس کے آپ نے اور دیر بیچنا برابر دیا **عن** مالك بن اويس بن حذان قال اُميت اقول من يصرط الداهم فقال طلي بن عبيد الله وهو عند عمر بن الخطاب رضي الله عنه انا ذهبك ثم ائتنا اذا جاءنا خازننا نعطك ورقك فقال عمرؓ لا والله لتعطيتك ورقك او لتردنك لئلا ذهبة فان رسول الله صلى الله عليه وآله قال الدوق بالذهب رباً الا هاء وهاء مالك بن اوس بن حذان سے روایت کرتے ہیں آیا یہ کہتا ہوا کون یہ صرف کرتا ہے دراهم کی یہ سنکر طلحہ بن عبید نے کہا وہ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے ہلکوا پتا سونا بتلا (اور دیر بیچا) بہر ٹر کر آیا جو جب ہمارا رو کر لیا (رخا بیچا) اوسے تو ہم تجھے دراهم دین گے حضرت عمرؓ نے کہا ہرگز نہیں تم خدا کی یا تو اسکی چاندی (دراہم) دیدو نہیں

تو اسکا سونا ہم دو اسلیے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونہ کا بیچنا چاندی کے بدل میں ہے مگر نقد
نقد موعن محمد بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جده قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یار
بالذینار والذینار بالذینار لا فضل بینہما فمن کان لہ حاجۃ یورق فلیطہا یا ذہب من کان لہ
حاجۃ یذہب فلیطہا یا لورق والصراف ہاء وھاء حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کو دینار کے بدل میں جو اور درم کو درم کے بدل میں ایک طرف زیادہ ہو (دوسری طرف کم) اور جو چاندی
کی حاجت ہو وہ اسکو بے سونیکر عوض اور جو سونیکر حاجت ہو وہ چاندی کے بدل میں ہے لیکن نقد نقد باب
اقتضاء الذہب من اللورق والورق من الذہب سونیکر بدل چاندی لے لینا اور چاندی کے بدل سونا لے لینا
عن ابن عمر قال کنت ابيع الابل فکنت اخذ الذہب من الفضة واقتضت من الذہب الذنانیر من
الذناہم والذناہم من الذنانیر فسألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخذت احدهما واعطیت
الآخر فلا تفارقی صاحبک وبنیک لکن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں اونٹ بیچ کر تاہر چاندی کے
بدل (جو قیمت میں نہیں تھی) سونا لیتا اور سونیکر بدل چاندی لے لینا اور روپیوں کے بدل اشرفیان اور اشرفین کے
بدل روپیہ تو میں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا جب تو دونوں میں سے ایک لیوی (یعنی روپیہ
یا اشرفیان) اور دوسرا دیوے تو مت جدا ہو اپنے صاحب سے اور کچھ معاملہ باقی ہو ف ملکہ صاحبان کر کے جدا ہو۔
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو دوسری روایت یہی ہے باب النہی عن کسر
الذناہم الذنانیر روپیہ اور اشرفیان توڑنے کی ممانعت ہے توڑ کر انکار یور بنانا یا اور کچھ کام میں لانا
عبداللہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کسر سیکل المسلمین الجائر یؤتیہم الا من
بائس عبد اللہ بن مسعود روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسلمانوں کا سکہ توڑنے سے جو راجع ہو یا لینے
(چل رہا ہو) مگر کسی ضرورت سے وہ جیسے وہ کھوٹا ہو تو توڑ ڈالنا جائز ہے تاکہ کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اس طرح کافروں
کا سکہ توڑنا یا مسلمانوں کا بھی جو چاہتا نہ ہو درست ہے باب بیع الرطب بالتمر تر کھجور کو رمانی جسکو رطب کہتے
ہیں اسکو کھجور کے بدل میں بیچا گیا ہے عن زید ابی عکاف عن سولی لینی زہدۃ احادیثہ انہ سأل سعد بن
ابی وقاص عن اشترای البیضاء بالسکک فقال لہ سعد انہما افضل قال البیضاء ففہانی عنہ وقال لانی
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن اشترای الرطب بالتمر فقال یتقص الرطب اذا بیس قالوا نعم
فمنع عن ذلک زید ابو عیاض نے سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ سفید گہیون جو کے بدل خریدنا کیا ہے سعد کہ

کو جو بیل پر ہوا گلوں کے بدل انداز کر کے بچر اور اگر کمیتی ہو تو فرما یہ ہے کہ دختون پر جو اناج ہو اسکو اناج کے بدل انداز کر کر
 بیچے ان سے منع کیا **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَاقَلَةِ وَالْمَزَانِيَةِ**
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محافلہ اور مزانہ سے **عَنْ رَافِعِ بْنِ خَلِيفٍ**
قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَاقَلَةِ وَالْمَزَانِيَةِ رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محافلہ اور مزانہ سے **بَابُ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَصْمَتِهَا** عرایا کا جواز و عرایا ہی فرمائی ہے
 لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی مسکینوں کے فائدے اور آرام کے لیے اور عرایا جمع ہے عریہ کی
 اور وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے باغ لین سے دو تین درخت کسی مسکین کو دیوے پھر اسکا آنا بار بار باغ میں نامناسب
 خیال کر کے ان دختوں کا سوختن مسوی کے بدل اس سے خرید لے اور ضرور ہے کہ یہ سوہ پانچ وسق سے کم ہو۔
عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ فِي الْعَرَايَا زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سے روایت ہے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت دی عرایا میں **عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ**
فِي بَيْعِ الْعَرَايَةِ بِخَصْمَتِهَا قَالَ يَحْيَى الْوَرَيْثِيُّ أَلَيْسَ تَرَى الرَّجُلَ مَعْمَرًا الْخَلَّاتِ بِطَحْلَمِ الْهَيْلَةِ وَكُتَابِ الْبَيْتِ
 مَعْمَرٌ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت دی عریہ کی بیع میں اس کے برابر کجور کے بدل بیچنے
 کا عریہ یہ ہے کہ ایک آدمی چند کجوروں کے درخت خشک سے کر کے بدل خرید کر اپنے گھر والوں کے کما نیکو لیے **ف** نہ
 تجارت کیوہ طی تو ضرور نا اسکو جائز رکھا احمد اور شافعی اور ابن خنیسہ اور ابن حبان اور حاکم کبیرت میں جابر سے یہ
 کہ اپنے اجازت دی عرایا کی کہ انداز کر کے ایک سق یا دو وسق یا تین یا چار پیچین اور بعض لوگوں نے عرایا کو بھی جائز
 نہیں کہا ان پر یہ حدیثیں محبت بن امام محمد نے کہا ہم ان حدیثوں پر عمل کرتے ہیں جب عریہ پانچ وسق سے کم ہو (روایت)
بَابُ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسَبُهُ اِک ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اود ہا رہیچا منع ہے **ف** یعنی
 حب اس جنس کا ہو جیسے اونٹ کو بچر اونٹ کو بیل یا غلام کو غلام کے بدل لیکن اگر جنس مختلف ہو تو اود ہا رہی درست
 ہے اور شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک ہر طرح درست ہو اود ہا رہا نقد ایک طرف زیادہ ہو تو بھی درست ہو جیسو
 ایک اونٹ دو اونٹ کے بدل اور شافعی نے باب کی حدیثوں کا یہ معنی کیا ہے کہ دونوں طرف اود ہا رہو تو یہ منع
 ہے دوسری حدیث ہو اود ہا رہی بیع اود ہا رہے اور سوطا میں ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنا ایک اونٹ جبکو مصیفہ کہتے تھے
 میں اونٹوں کے بدل بیچا ایک میعاد پر اور عبد اللہ بن عمرؓ نے ایک اونٹنی خریدی سواری کی چار اونٹ کو بدل اس امر
 پر کہ وہ اونٹنی کے مالک کو ربذہ میں پہونچا دیے جا دین گے اور ابن شہابؒ کو پوچھا گیا کہ ایک جانور دو کے بدل

بچپن میں یاد پر انہوں نے کہا کہ قباحت نہیں اور شافعی نے کہا ہر طرح یہ بیع جائز ہے خواہ وہ جانور طلال ہو یا حرام ایک
 بدل دے تب ہی درست ہو اور ابو صفیہؓ کو کہا جائز نہیں اور جانور کو جانور کے بدل اور ہار بچیا اس میں اختلاف ہے (روضہ)
 عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكُيُوءَانِ وَالْحَيُوءَانِ لَنَسِيئَةٍ سَمُرَةُ بِنْتُ
 جَنْدَبٍ رَوَيْتُ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكُيُوءَانِ وَآلِ الْكُيُوءَانِ وَآلِ الْكُيُوءَانِ وَآلِ الْكُيُوءَانِ
 جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْحَيُوءَانِ وَآلِ الْكُيُوءَانِ وَلَا بِكُيُوءَانٍ وَلَا بِكُيُوءَانٍ وَلَا بِكُيُوءَانٍ وَلَا بِكُيُوءَانٍ
 سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا ایک جانور کو دوسرے جانور کے بدل اور ہار بچنے سے
 جَابِرٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْحَيُوءَانِ وَآلِ الْكُيُوءَانِ وَلَا بِكُيُوءَانٍ وَلَا بِكُيُوءَانٍ وَلَا بِكُيُوءَانٍ وَلَا بِكُيُوءَانٍ
 نقد نقد اور برابرا جانا اپنے اور ہار بچیا و احمد اور اصحاب بن نے جابر سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ایک غلام دو غلاموں کے بدل خرید اسلم نے بھی ہکو نکالا اور سلم نے انس سے نکالا کہ آپ نے صفیہ کے بدل جیسے
 کلبی کو سات بردہ دیے اور ابو داؤد نے ابن عمر سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض لوگوں کو
 اجازت دی اونٹ خریدنے کی حد کے جانور کو کچھ سے پر تو وہ ایک اونٹ خریدتے صدقہ کے وعدہ پر دو یا تین اونٹوں
 کے بدل اسکی اسناد میں محمد بن اسحاق ہے اس میں کلام ہے حافظ نے فتح میں کہا اسکا اسناد قوی ہے اور حسن
 نے سمرہ سے نہیں سنا تو ابن ماجہ کی روایت منقطع ہے (روضہ) **بَابُ الْكُيُوءَانِ وَالْحَيُوءَانِ مُتَّفَقَانِ لَا يَكُونُ بَيْدٌ**
 ایک جانور کو دو یا زیادہ جانوروں کے بدل نقد بچیا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْتَرَى صَفِيَّةَ
 لَيْسَ بَعْدَ أَزْوَاسٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ دَحْيَةَ الْكَلْبِيُّ انس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت
 ام المومنین صفیہ کو سات بردہ دیکر مول لیا عبد الرحمن بن مہدی نے اپنی روایت میں کہا دحیہ کلبی سے مول لیا
 و جب خیبر کے جنگ سے فراغت ہو چکی یہودی مرد اور عورت قیدی ہوئے تو ان میں حضرت صفیہ بھی تھیں جو حضرت
 ہارون علیہ السلام کی اولاد میں بڑے خاندانی عورت تھیں لیکن تقسیم کے وقت وہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں لوگوں نے
 نے آپ سے عرض کیا کہ صفیہ آپ کے لائق ہیں آپ نے انکو بلا کر دیکھا اور دحیہ کو سات بردہ دیکر صفیہ کو ان سے لے لیا اور انہیں
 نکاح میں لائے **بَابُ التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا سَوْدِيًّا سَمُرَةُ بِنْتُ جَنْدَبٍ** ابی ہریرہؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَيْتُكَ لِيَكُنَ لِي فِي عَمَلِي قَوْمٌ يَبْطُونُهُمْ كَأَبْيُوتٍ فِيهَا الْحَيَاتُ تَرَى مِنْ خَارِجٍ يَبْطُونُهُمْ
 فَكُنْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا أَبُو بَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتُ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بات میں مجھ کو معراج ہوا میں کچھ لوگوں پر سے گذرا جنکے پیٹ میں مکاؤں کے مانند تھے ان میں
 ساپ باہر سے نظر آتے تھے میں نے کہا اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ سود خوار ہیں اوصاف ابیہود کہا

اتما بڑا گناہ ہے، **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** الرِّبَا سَبْعُونَ حُرًّا أَيْسَرُهَا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَسَدَ الْبُؤْسِ بِرِيضٍ أَوْ رِيضٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان میں سے ادنیٰ گناہ ایسا ہو جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرْزَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ يَأْتِيَا عَبْدًا مِّنْ سَفْوَةٍ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایسے تہتر گناہوں کے برابر ہے **عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ يَأْتِيَا عَبْدًا مِّنْ سَفْوَةٍ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی آیت اتنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی آپؐ سود کی تفسیر بیان نہیں کی تو چوہدر و سونو کو اجبر میں سود کا شبہ ہوا اگرچہ سود کی آیت کو بعد از کئی آیتیں اتنی میں لیکن اسکو آخری گناہ اس اعتبار سے کہ معاملات کے باب میں اس کے بعد کوئی آیت نہیں اتنی اور عرض اس سے یہ ہے کہ سود کی آیت منسوخ نہیں ہے ہر حکم قیامت تک باقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تفسیر نہیں کی یعنی صیحا چاہیے ویسا قبول کر سود کا بیان نہیں کیا چہ چیزوں کا بیان کر دیا کہ ان میں سود ہو سونا چاندی گھومون نمک کھجور جو اور اوچیزوں کا بیان نہیں کیا کہ ان میں بھی سود ہوتا ہے یا نہیں لیکن مجتہدین نے اپنے اپنے قیاس کے موافق اوچیزوں میں بھی سود قرار دیا اب جن چیزوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ان میں تو سود کی حرمت قطعی ہے کسی مسلمان کو اس کے پاس ہر گناہ چاہیے پر جن چیزوں میں اختلاف ہو تو تقویٰ یہ ہے کہ ان میں بھی سود کا پرہیز کرے لیکن اگر کوئی اس میں مبتلا ہو جاوے تو اس سے استغفار کرے اور حتی المقدور دوبارہ احتیاط رکھے اور یہ زمانہ ایسا ہو کہ اکثر لوگ سو گمانے سے بچتے ہیں تو سود دینے میں گرفتار ہوتے ہیں حالانکہ دونوں کا برابر ہے اسد ہی اپنے بندوں کو بچاوے تو ہو سکتا ہے ورنہ شیطان کے شر سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے یا اسے مجتہدے ہر گناہوں کو باطل سم گناہ گارہین اور تیری مغفرت کو خواہستہ گارہین **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** لَعَنَ أَكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ عَبْدًا مِّنْ سَفْوَةٍ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لعنت کی سود کمانیولے پر اور کھلانے والی پر اور سود کے گوہوں پر اور سود کے کھنڈے پر اور معاذ اللہ سب ملعون ہیں **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** لَعَنَ أَكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ عَبْدًا مِّنْ سَفْوَةٍ رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

منہم أحد إلا أكل الربوا فنكح لعمري كل أصاب من عبادي البورير رضى الله عنه روى عن أنس عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آویگا کہ کوئی ان میں سے ایسا باقی نہ رہے گا جس نے سود نہ کما یا ہو

جو کوئی نہ کہا و نہ گاتا تو اس کو بھی سود کا عبارت لگا دیگا سود کی ہوا اور سہ کی آندھی سود کی چلے گی کہ سارا زمانہ اس
 میں گرفتار ہو جاوے گا اگر شاذ و نادر کوئی سود کہانے سے محروم ہے گا تو اس آندھی کی گرد و غبار سے دیکھ گیا ضرور سہ پڑے گا یہ
 زمانہ اب ہے بعض متقی پر پیر کا روگ ایسے ملتے ہیں جو دین میں کماتے لیکن اپنی بیاہ شادی دنیا کی ضرورتوں میں سودی دیتے
 لیتے ہیں یہی گناہ میں ایسا ہی ہے جیسے سود کما کر بعض اس سے بھی پر پیر کرتے ہیں تو سودی دیتے ہیں اور دیکھو ولادتیں ہیں
 بعض سود کے گواہ بن جاتے ہیں بعض سود کے فیصلے کرتے ہیں اور پرٹ کر لیے یہ غلط ہے اپنے اوپر لیتے ہیں غرض ایسے خبر کے
 بہت کم ملین گے جو ان سب آفتوں سے پاک ہوں **عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَكْثَرَ**
مِنَ الرِّبَايَا إِذَا كَانَ عَاقِبَتُهُ أَكْرَهُهُ الرِّقَّةُ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخصیت
 سود کھاتا ہے تو اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس کا مال گھٹ جاتا ہے وہ تو مال بڑھانے کے لیے زیادہ سود کھاتا ہے
 لیکن غریبے ایسی آفت اترتی ہے کہ مال میں برکت نہیں رہتی بلکہ سب مال تباہ ہو کر آدمی مفلس بن جاتا ہے اس امر کا تجربہ
 ہو چکا ہے مسلمان کو کبھی سود کھانے سے فلاح نہیں ہوتا البتہ کافروں کا مال سود سے بڑھتا ہے تو وہ کافر میں انکو
 سود کی حرمت سے کیا غرض انکو تو پہلے ایمان لانے کا حکم ہے **بَابُ السَّلَفِ فِي كَيْلِ مَعْلُومٍ وَدَرَجَاتِ مَعْلُومٍ**
إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ ایک مقرر ماپ یا تول میں سلف یا سلم اگر نا ایک معین مدت کے وعدے پر **ف** سلف اور سلم ایک
 اسکا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو روپیہ تو نقد دیدے لیکن مال لینے کے لیے روپا یک میعاد مقرر کرے البتہ حدیث کے
 نزدیک اس میں دو ہی شرطیں ہیں ایک یہ کہ مسلم فیہ یعنی جس مال لینے کا وعدہ ہوا ہے اسکی کیفیت اور جس اور قسم تصدیق
 کے ساتھ بیان کر دیوے اگر تول ماپ کی چیز ہو تو تول ماپ صراحت سے مقرر کر دے جبکہ مثلاً گیس کی بیون سفید اعلیٰ قسم
 کی یا فلان کپڑا اس قسم کا اتنے گز دوسرے یہ کہ مال لینے کی میعاد معین ہو مثلاً ایک مہینہ دو مہینہ ایک سال اگر ان
 شرطوں میں سے کوئی شرط نہ ہو تو سلم فاسد ہوگی کیونکہ اس میں نزاع کی صورت پیدا ہوگی اور بعضوں نے اور شرطیں
 بھی رکھی ہیں لیکن انکی دلیل ذرا مشکل سے ملیگی اور شاید نہ ملے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ فِي الشُّعْرِ السَّتِينَ وَالثَّلَاثِ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي تَمْرٍ فَلَيْسَ فِي كَيْلِ مَعْلُومٍ وَدَرَجَاتِ
مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ
 (مدینہ والے) سلف کیا کرتے تھے کچھ میں دو سال اور تین سال کے وعدے پر اپنے فرمایا جو کوئی سلف کرے
 کچھ میں تو معین ماپ میں کرے (مثلاً کہے کہ اتنے صاع یا اتنے وسق لوگ) اور معین تول میں اور معین میعاد تک
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ حَبَاةُ رَجُلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ بَيْنَ فُلَانٍ أَسْلَمُوا لِقَعْمِهِ

مِنْ الْيَهُودِ وَتَقَامُوا فَخَافُوا أَنْ يَكُونَ قَوْلُكَ أَفَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عِنْدَنَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ
 الْيَهُودِ عِنْدِي كَذَا وَكَذَا لَمْ يَكُنْ قَدْ مَاتَ أَرَاهُ قَالَ ثَلَاثًا ثُمَّ دُرِّيَّا رَسُوهُ كَذَا وَكَذَا مِّنْ حَارِيطِ بْنِ قُلَابٍ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِهِ كَذَا وَكَذَا إِلَى أَجْلِ كَذَا وَكَذَا وَلَكِنَّ مِّنْ حَارِيطِ بْنِ قُلَابٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ
 سَلَامٍ سَے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
 عرض کیا کہ فلائی قوم کے لوگ جو یہودی تھے مسلمان ہو گئے ہیں لیکن وہ بہوک میں مبتلا ہیں غلہ کمانے کو نہیں
 ملتا تو مجھے ڈر ہے کہ میں مرتد نہ ہو جاؤں (اسلام سے پہر جاؤں کیا کرینگے مرنے کیلئے کرتے پیٹ بری بلا ہے) ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس کچھ ہو وہ سلم کرے (مجھ کو بیٹے سلم کے طور پر دیوے میں اسکو وعدہ پر غلہ ادا کروں
 گا) ایک یہودی بولا میرے پاس فلان فلان ہے اسکا نام اس نے لیا میں سمجھتا ہوں اس نے کہا میں سودیہا میں میں
 اس نرخ سے غلہ لون گا فلان باغ یا کسیت میں سے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نرخ تو قبول ہے مگر
 فلان باغ یا کسیت کی شرط نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اس باغ یا کسیت میں کچھ نہ پیدا ہو یا وہاں کا غلہ تباہ ہو جاوے
 تو یہ شرط لغو ہے البتہ یہ شرط قبول ہے کہ اس نرخ سے اتنے کا غلہ فلان مہیا دے دوں گے عَنِ ابْنِ الْمُبَارِکِ قَالَ
 أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ وَأَبُو بَرْدَةَ فِي السَّائِلِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا نَسْتَعِينُ
 عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَهْدِ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْخَنْزِيرِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبْيِ وَالْتَمَرِ عِنْدَ قَوْمٍ
 سَاعِدَتْهُمْ فَسَأَلْتُ ابْنَ أُوَيْسٍ فَقَالَ مِثْلُ ذَلِكَ ابْنُ ابْنِ الْمُبَارِکِ سَے روایت ہے عبد اللہ بن شداد اور ابو بردہ نے سلم میں
 جہاز کیا تو جھگڑا بھیجا عبد اللہ بن ابی اوفے نے پاس میں لے کر پوچھا انہوں نے کہا ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
 میں سلم کیا کرتے تھے اور ابو بکر اور عمر کے زمانے میں گھوڑوں اور جو اور انگور میں اور ایسے لوگوں سے سلم کرتے جنکے
 پاس یہ مال اسوقت نہ ہوتے پھر بنے ابن ابی ایزی سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا يَابْنَ أَسْلَمَ فِي
 شَيْءٍ فَلَا يَخْفِزُهُ الْعَنَبُ جَوْشَنُ أَيْكٍ مِّنْ مِّنْ سَلَمٍ كَرَسَ تَوَاسَكَ بَدَلُ دُوسَرٍ مَّا لَمْ يَدُلْ بِأَسْكَوْتِضَةٍ سَے پہلے
 دوسرے کے ہاتھ نہ نیچے عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَسْأَلْتَ فِي شَيْءٍ فَلَا تَخْشِ
 إِلَى أَخِيهِ ابْنِ سَعِيدٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ صَے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی چیز میں سلف کرے تو اب دوسرا مال نہ
 ٹھیراؤ یعنی سلم نہ کیا بلکہ درست نہیں یا تو وہی مال ہیوے جو ٹھیرایا یا اپنا اس المال واپس لے لیوے وراقطنی
 نے ابن عمر سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور اس پر اتفاق ہے اہل حدیث کا اور بعضوں نے کہا مطلب یہ کہ اس مال
 کو دوسرے کے ہاتھ نہ نیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے لیکن ابوسعید کے حدیث کو اسناد میں علیہ بن سعید عوف نے ہے

اس میں کلام ہے عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان کوفہ مثلاً ولکم یدکُم سعداً ارجع
 ہی جو اور پندرہ باب اذ اسلمہ فی نخل یعینہ لہ یطاعہ ایک شخص نے سلم کی ایک خاص کھجور کے درخت کی پہل پر
 اُسر لے لیا نہ نکاح عن النجاشی قال قلت لعبد اللہ بن عمر اسلم فی نخل فیکل ان یطاع قال لا قلت لہ قال
 ان یطاع اسلم فی حد یطاع نخل فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یطاع النخل فیکل یطاع
 النخل مثلاً ذلک العام فقال المشتري هو لی حتی یطاع وقال البائع انما یعتک النخل ہذہ السنۃ فاختصم
 الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال للبائع اخذ من نخلک شیئاً قال لا قال فیکل تسخیل ماکہ اُرِدُّوہ علیہ
 ما اخذت منه ولا تسلموا فی نخل حتی یبدل وصلاکہ بخزانی سے روئے میں نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کیا میں سلم کروں ایک
 درخت کی کھجور دن میں انکے نکلنے سے پہلے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا کیوں انہوں نے کہا ایک شخص نے سلم کی تھی ان
 حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کھجور کے ایک باغ کے پہلوں میں پہل نکلنے سے پہلے یہ ایسا ہوا کہ اس سال کھجور نکلی
 نہیں خریدار نے کہا اب ان دخترن پر میرا علاقہ رہیگا جب تک انہیں کھجور نہ نکلے (اور میں کھجور میں لون نو دوسرے سال
 تک میرا قبضہ رہیگا) اور باغ نے کہا میں نے تو اسی سال کی کھجور ترے ہاتھ بھیجی تھی (اب نہ نکلی تو میری قسمت) آخر دونوں
 نے جھگڑا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ باغ سے فرمایا کہ خریدار نے ترے دخترن میں سے کچھ پہل لیے وہ
 بولنا میں نے آپ سے فرمایا یہ تو اسکا مال اپنے لیے کیسے حلال کرتا ہے جو تو نے اس سے لیا ہے وہ پیر ہے اور کھجور میں
 سلم نہ کرو (یعنی کسی خاص درخت کے پہلوں میں) جیسا کہ ان پہلوں کی خوبی معلوم نہ ہو جاوے (یعنی انکی طیار اور خشکی
 میں کوئی شک باقی نہ ہے) باب السکیر فی الجبوان جانور میں سلم کرنے کا بیان **ف** اتر نہی نے کہا جانور میں
 سلم کرنے میں اختلاف ہے اور بعضوں نے اسکو جائز کہا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور بعضوں نے
 جانور میں سلم کو مکروہ جانا ہے فوری اور اہل کوفہ کا یہی مذرب ہے وہ کہتے ہیں جانور جانور میں بہت فرق ہوتا ہے تو
 اسکی صفت بیان کرنا کافی نہ ہوگا اور نزاع کا اندیشہ ہے عن داہع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن
 رجل بکر او قال اذ جائت ایل الصدقة فضیتک فلما قد مت قال یا بیا داہع افض ہذا الرجل بکرہ فکم
 اجد الا رباعاً فصاعداً فاخبرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطہ فان خیر الناس احسنهم قضاءً
 ابو رافع سے روایت ہے ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سلم کی ایک جوان اونٹ میں (یعنی ایک اونٹ اسر
 سے قرض لیا) اور فرمایا جب صدقہ کے اونٹ آویں گے تو ہم تیرا اونٹ اور اگر دین گے جب صدقہ کے اونٹ آکر تو آپ
 نے فرمایا اسے ابو رافع اس شخص کا اونٹ اور دے ابو رافع نے دھونڈھا تو وہ اونٹ بنیں پایا لیکن ایک رباعی

اونٹ پایا جس نے سامنے کے چار دہنت گرائے ہوں وہ بکر سے افضل ہو تمہارے آپ نے جو اونٹ لیا تباہہ بکرتا، ابوہریرہ نے کہا میں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اسکو رباعی اونٹ ہی دیدے بہتر ہیں وہ لوگ جو قرض کو اچھا لیا اور لوگ وہین اچھا لیا کرنے سے بیغرض ہے کہ قرض جو مال لیا تباہ اس سے افضل دیتے ہیں بغیر شرط کے اگر قرض سے بہتر یا زیادہ مال دیا جاوے تو مستحب ہے اور اسکا لینا درست ہے لیکن شرط کے ساتھ درست نہیں کیونکہ وہ رہا ہے۔ محدث سے یہ نکل کہ سلم ملک قرض لینا بھی جائز کا درست ہے اور اذاعی اور لیث اور مالک اور احمد اور اسحاق اور شافعی اور جہور الحدیث کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہیں کہا اور یہ حدیث آپ پر حجت ہے اسکو امام مسلم نے نکالا اپنی صحیح میں اور بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ یہ تصریح دیت کیا اور تعجب ہے کہ خفیہ حدیث کے مقابل فیاس کو پیش کرتے ہیں

عَنِ الْعَدَاخِ بْنِ سَلَاةٍ يَقُولُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَافِي أَفْضَلُ بَكْرِي فَأَعْطَاهُ بَعِيرًا مُسْتَفَاً فَقَالَ أَلَا عَرَّافِي يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَتَيْتُ مِنْ بَعِيرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَنَا مِنْ خَيْرِهِمْ قَضَاءُ بَعْضِ بَنِي سَارِيَةٍ رَوَيْتُ فِيهِ مِنْ أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي سَارِيَةٍ مِنْ أَكُنَا

آیا اور کہنے لگا میرا بکر (جوان اونٹ) ادا کیجیے اپنے اسکو ستم اس سے بڑا اونٹ) دیدیا تو گنوار بولا یا رسول اللہ یہ تو بڑا ہے میرے اونٹ سے آپ نے فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو وہ اپنا قرض اچھی طرح سے ادا کریں **بَابُ الثَّيْزِ وَكَوْنِ الْمُضَادَّةِ** شریک اور مضارب کا بیان **ف** شریک تو ظاہر ہے مضارب یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اپنا روپیہ وہ اس میں حُسن تجارت کرے اس شرط پر کہ نفع میں دونوں کا حصہ ہوگا **عَنِ النَّاسِ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ تَزِيكِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكُنْتُ خَيْرَ شَرِيكٍ كُنْتُ لَا أَكْذِبُ لِي وَلَا أَكْذِبُ لِي سَابُّ رُوَيْتُ فِيهِ مِنْ أَنْتَ خَيْرٌ مِنْ بَنِي سَارِيَةٍ** اور علیہ وسلم سے عرض کیا آپ میرے شریک تھے جاہلیت کے زمانہ میں تو بہت عمدہ شریک تھے نہ تو آپ مجھ سے مقابلہ کرتے نہ جھگڑا کرتے **ف** اسکو نکالا ابوداؤد اور نسائی اور حاکم نے بھی اور کما صحیح ہے ایک روایت میں ابوداؤد کے یہاں ہے کہ سَابُّ مَخْزُومِي أَخْضَرْتُ صَلَ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک تھے نبوت سے پہلے وہ آئے حبرن کہ نہ تھے ہوا اور کما مر جاسیرک بہائی اور میرے شریک ایسے شریک کہ نہ کسی اور انہوں نے مقابلہ کیا نہ جھگڑا اور اس حدیث کے اور بھی کئی طریق ہیں۔ سَمَانُ اللہ اخضرمت کے اخلاق شرم غم ظہر سے ایسے تھے کہ تعلیم و تربیت اور ریاضت کو بعد ہی ایسے اخلاق حاصل ہوتا تھا کہ اور بخاری نے ابوالنہال سے نکالا کہ زید بن ارقم اور برابر بن عازب دونوں شریک تھے ان دونوں نے چاندی خریدی نقد اور او بار یہ خبر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی آپ نے فرمایا جو نقد لی ہے وہ لے لو اور جو اود ہار لی ہے پیہر دو اور احمد اور ابوداؤد نے ردیف بن ثابت سے نکالا کہ ہم میں سے کوئی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنے بہائی کا تیر

لیتا اس طرح کہ جمال لوٹ میں آویگا لغت ہو دیکھا دوسری رویت میں ہر کہ ایک کا پیکان اور پر ہوتا اور ایک کی لکری
تیر میں اور لکالا اسکو دافقنی اور یہی نے ہی عن عبد اللہ قال انا سئل عن رجل یوم بکر فیما فیہ
فلما اخرج انا وعمار بن لوی وجماعہ سئل عن رجلین عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے میں اور سعد اور عمار رضی اللہ
شراب ہو کر کے دن لوٹ کو مال میں (یعنی جو لوٹ کر لاوین اس میں تینوں کا حصہ ہے) تو مجھ کو اور عمار کو کچھ نہ ملا اور سعد
دو آدمی (کافروں کے) پکر کر لائے عن صہیب عن ابيہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث فہن
البرکۃ التبیع الی اجل والمعارضۃ واخلط الکبر بالشعبہ للیبۃ لا للبیع صہیب روایت ہے آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں برکت ہے ایک تو معاشرت بچپن میں دوسرے مصائب میں (حکومتقاہدہ اور فرائض
ہی کہتے ہیں) تیسرے گھبریں اور جو بلاوینا گھر میں کہانیکو بچپن کی کتاب مال لالہ جل میں مال دیکھ آدمی کو اپنی اولاد
کے مال میں کیا درست ہے عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اطيب ما اکلم من
کسیبکم وراۃ اولادکم کسیبکم ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہتر
جو تم کہاؤ وہاں کماں ہے واولاد ہی تمہاری کماں ہے عن جابر بن عبد اللہ ان رجلاً قال یا رسول اللہ ان
لی ما لا اولاد اراۃ یرید ان یخرج منائی فقال انت وما لک لا ینک جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک شخص
نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال ہے اور میری اولاد ہے اور میرا باپ چاہتا ہے کہ میرا مال اور آدمی اپنے فرمایا تو اور تیرا مال
دونوں تیرے باپ کے ہیں عن عمرو بن شعیب عن ابيہ عن جده قال جاء رجل الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اے
احتاج منائی فقال انت وما لک لا ینک وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولادکم من اطيب کسیبکم
فکلوا من اموالکم عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے
باپ نے میرا مال تباہ کر دیا (یعنی کھا گیا) اپنے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں اور آن حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے فرمایا اولاد تو تمہاری بہتر کماں ہے تو انکا مال کھاؤ صحیح سنیہ نکلا کہ باپ اپنے بیٹے کے مال میں
نقص کر سکتا ہے ضرورت کے موافق اور اگر مانباپ بیٹے کا مال اور ابی دین تو ہی بیٹے کو لازم ہے کہ مانباپ سے مقابلہ
نہ کرے اورن سے سخت کلامی نہ کرے ہوت کو یاد کرے حب مانباپ نے محبت سے پالا پوسا گودھو گیا پھر کہا یا بپا
پڑھایا لکھا یا یہ احسانات ایسے ہیں کہ اگر مانباپ کے کام بیٹے کا چڑھیں اورے تو انکا احسان ادا نہ ہو سکے اور یہ سمجھ
لے کہ مان باپ ہی کی رضا مندی پر اسکی نجات منحصر ہے اگر مان باپ ناراض ہوے تو دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو گئی
تجربے سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے مانباپ کو راضی رکھا انکو بڑی برکت حاصل ہوئی اور صریح سے انہوں نے زندگی بسر

کی اور جنہوں نے مانا آپ کے ساتھ بدسلوکی کی وہ ہمیشہ دنیا میں جلتے اور کڑھتے ہی ہے اگر مانا آپ بڑے کار و پیہ اور ادا دین تو کمال خوشی کرنا چاہیے کہ ہماری یتیمت کمان تھی کہ ہمارا روپیہ مانا آپ کے کام آوے گویا اونچے موقع پر صرف ہوا اور مانا آپ یوں کہنا چاہیے کہ روپیہ تو کیا میرا بدن اور میری جان ہی آپ ہی کی ہے آپ اگر چاہیں تو مجھ کو بھی بائین بچہ لین میں آپ کا غلام ہوں **باب** مَا لَمْ تَرَ مِنْ سَائِلٍ زَوْجَهَا عَوْرَتِ ابْنِ خَازِنٍ فَادْنُ مِنْهُ مَا تَشَاءُ فَتَكْتُمُ عَنْهُ عَوْرَتَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ أَيْسَفِيَانِ رَجُلٌ يَخْتُمُ وَكَأَنَّ يَعْطِيَنِي مَا يَكْفِيَنِي وَوَدَّ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ مَالِهِ وَهُوَ لَا يَكْتُمُ فَقَالَ خُذْنِي سَأَكْفِيَنَّكَ وَوَدَّ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ مَالِهِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرودیت ہو رہی تھیں (ابوسفیان کی جو رو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ابوسفیان ایک حریف مجھ سے آگے ہے اور مجھ کو اپنا خرچ ہی نہیں دیتا جو مجھ کو اور میری اولاد کو کچھ ہو جو میرے مال میں لگے ہوں اور اس کو خبر نہ ہو اپنے فرمایا اچھا دستور کے موافق لو لے اس کے مال میں و اس کو خبر نہ ہو اور اس کے بچے کو کفایت کرے و اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس شخص کا حق کسی مال میں نکلتا ہو اور وہ اس کو وصول نہ کر سکے تو جب اس کا حق ہوا اس کے مال میں سے بغیر اس کی اجازت کے اپنے حق کے موافق وصول کر سکتا ہے طبیعت نے کہا ماکاوت ابوسفیان نے اس کو جائز نہیں کہا صحیح عائشہ کہتے تھے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقْتَ لِمَا مِنْ بَيْتِ زَوْجِكَ غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا وَلَكِنْ مِثْلُهَا بِمَا أَكْتَسَبَتْ وَلَكِنْ بِنَا أَنْفَقْتَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَدِهِمْ شَيْئًا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کے گھر میں خرچ کرے اور اس کی نیت بگاڑ کی نہ ہو یعنی خاوند کا مال تباہ کرنے کی نیت نہ ہو بلکہ ضرورت کے موافق خرچ کرے تو عورت کو ثواب ہوگا جو وہ اس کے وسط دیگی (خاوند کو اس کی کمائی کی وجہ سے ثواب ہوگا اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے اور خراجی کو بھی اتنا ہی ثواب ہوگا اور کسی کا ثواب کم نہ ہوگا و اگرچہ عورت کو یا خاوند کو اپنے خاوند اور آقا کا مال بغیر اس کی اجازت کو تصدق کرنا جائز نہیں ہے لیکن بیان وہ مال ہر ادبے جس کا خرچ کی عادتاً عورتوں کو اجازت دیجاتی ہے جیسے کمانے میں سے ایک روٹی فقیر کو دینا یا میون میں سے ایک پیسہ کسی سکیں کو اور بعضوں نے کہا اہل حجاز اپنی عورتوں کو اجازت دیا کرتے تھے صدقہ اور صحت کی تویہ حدیث ان سے خاص ہے اور بعضوں نے کہا مرد وہ مال ہے جو خاوند اپنی عورت کو اس کے خرچ کے لیے دیتا ہے اس میں سے عورت بالاتفاق خرچ کر سکتی ہے صحیح ابی امامہ الباہلی یقول سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُنْفِقُ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا قَالُوا يَا

رَسُولُ اللَّهِ وَلَا الطَّعَامَ قَالَ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ أَمْرٍ لَنَا ابُوَامرئياہی سے روایت یہ وہ کہتے تھے میں نے ان حضرت صلے علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عورت اپنی گہر میں سر کو چرخ نہ کرے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کما ہی کہیکونہ دیوے اپنے فرمایا کما تا تو ہمارے سب مالوں میں بہتر ہے (تو اس میں اجازت لینا اور زیادہ ضرور ہے) **باب مَا لِلْعَبْدِ أَنْ يُعْطِيَ وَيَصَدَّقَ غُلَامٌ دِينَارٌ** اور کیا صدقہ کرنا درست ہے **عَنْ النَّبِيِّ** ابُوَامرئياہی يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَسْكُوكِ النَّاسِ بِنَاكٍ سے روایت ہے ان حضرت صلے علیہ وسلم غلام کی دعوت ہی قبول کرتے تھے **فَ غُلَامٌ** کو بھی بغیر ناک کی اجازت کو مال کا خرچہ درست نہیں ہے مگر بیان مراد وہ غلام ہے جسکو اسکے مالک کی اجازت ہوئی اور اس حدیث سے آپ کا کمال تواضع ثابت ہوتا ہے **عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ مَوْلَايَ يُعْطِيهِ النَّبِيُّ فَأَلْعَمُ مِنْهُ لَمَعْنِي** اَوْ قَالَ فَضَرَبَنِي فَسَالَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سَأَلَهُ فَقُلْتُ لَا أَتَمْنِي اَوْ لَا ادْعُهُ فَقَالَ اَلْاْخِرُ بَيْنَنَا عَمِيرٌ سے روایت یہ جو غلام تھے ابی الخحم کے کہ میرا ناک مجھکو کوئی چیز دیتا میں اس میں سے روٹوں کو کھاتا مالک نے مجھ کو اس سے منع کیا

یا یون کما کہ مجھ کو میرا سینے آنحضرت صلے علیہ وسلم سے پوچھا یا مالک نے آپ سے پوچھا میں نے عرض کیا مجھ سے تو یہ نہ ہو سکیگا کہ سکین کو کما نہ دون اسوقت آپ نے فرمایا تم دونوں کو ثواب ہوگا **فَ شَافِدِہَا** مالک چنیاں کرنا ہوگا کہ غلام کے صدقہ کرنے سے اسکو ثواب نہیں ہوتا تو آپ نے اسکا وہم دور کر دیا اور فرمایا دونوں کو ثواب ہے **باب مَنْ مَرَّ عَلَى مَاشِيَةٍ اَوْ حَاطِطٍ هَلْ يُصِيبُ مِنْهُ اَوْ كَوَيْ خُفْصٍ جَابِزٍ اَوْ كَلْبٍ يَابِغٍ** سے گذرے تو دودھ یا سیوہ لے سکتا ہے **عَنْ ابْنِ مَرْيَمَ قَالَ** اَصَابَنَا عَامٌ مَحْصَرَةٌ فَانْتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَانْتَيْتُ حَاطِطًا مِنْ حَيْطَانِهَا فَاخَذْتُ سُنْبُلًا فَفَرَسْتُهُ وَاسْتَلْتُهُ وَجَعَلْتُهُ فِي كِسَافِي فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَاطِطِ فَضَرَبَنِي وَاخَذَ ثَوْبِي فَانْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَّرْتُهُ فَقَالَ لِلرَّجُلِ مَا اطْعَمْتُهُ اِذْ كَانَ جَائِعًا اَوْ سَاعِبًا وَلَا عَلِمْتُهُ اِذْ كَانَ جَاهِلًا فَامَرُّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَدَّ اَلْكِبْرَ ثَوْبَةً وَامَرَكَ بَوَسَقِي مِنْ طَعَامٍ اَوْ نَصِيفٍ وَسَقَى عِبَادَهُ مِنْ ثَمَرِ حَبِيلٍ سے روایت یہ جو بنی غمر کا ایک شخص تھا کہ ایک سال قحط ہوا تو میں مدینہ میں آیا وہاں ایک باغ پر پہنچا اسکے باغوں میں سے میں ایک بانی لی رانج لیا اور اسکو ملکر کھایا اور تھوڑا سا رانج سینے اپنے کھل میں ڈالا اتنے میں باغ کا مالک آیا اور مجھ کو مارا اور میرا کپڑا چھین لیا میں آنحضرت صلے علیہ وسلم پاس آیا آپ نے بیان کیا آپ نے باغ والے سے فرمایا تو نے اس شخص کو کما نہیں کھلایا جب یہ ہوگا تا اور نہ اسکو تعلیم دی (سبابت کی کہ غیر کمال حلال نہیں) اگر وہ جاہل تھا (بلکہ ایک

ایک ہی اسکو مار دیا اسکا کپڑا چین لیا یہ اسلامی خلق کے برخلاف ہوا پھر آپ نے باغ والیکو حکم دیا اس نے میرا کپڑا پھینک دیا اور آپ نے میرے لیے ایک سق یا آدھی سق اناج کا حکم دیا **عَنْ رَافِعِ بْنِ خُرَيْمٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ كُنْتُ وَادَاغَلًا** اگرچی تھکنا ادا تھا کہ **خَلَّ الْأَخْصَارُ فَأَنَّى بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ وَقَالَ ابْنُ كَاسِبٍ يَا بُنَى لِمَ تَرْجِي التَّحَلُّ قَالَ مَلْتُ أَكُلُ قَالَ فَلَا تَرْجِي التَّحَلُّ دَكُلْ مِمَّا سَكَطَ فِي آسَافِلِنَا قَالَ لَقَدْ مَسَّهَ رَأْسِي فَقَالَ اللَّهُمَّ اشْبِيعْ بَطْنَهُ رَافِعِ بْنِ خُرَيْمٍ** عمر و غفاری سے روایت ہو میں اور ایک لڑکا دونوں نے ملکر کھجور کے درختوں پر چڑھ کر مارے بیٹے انصاف کے درختوں پر آخر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لا گیا آپ نے فرمایا اے لڑکے یا میں فرمایا اے کاسب کے بیٹے تو کیوں چڑھ کر مارتا ہے کھجور کے درختوں پر نہ عرصہ کیا میں کہتا ہوں آپ نے فرمایا مت مارو درختوں پر اور جو سیوہ درخت نیچے گرے اسکو کمالے رافع نے کہا پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پیرا اور فرمایا یا اللہ اسکا پیٹ بھر دو **ف** اس میں بھی علما کا اختلاف ہے کہ جو سیوہ درخت سے گرے اسکا کمالینا بغیر مالک کی اجازت کے درست ہے یا نہیں بعضوں نے کہا ہر ملک کا دستور علاحدہ ہے شاید مدینہ میں یہ دستور ہوگا کہ درخت سے جو سیوہ گرے اسکو کمالینا عام کو اجازت ہوگی اور اس سے منع ذکر کرتے ہوئے کہا ہے اسی دستور کے موافق اجازت دی **عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتَ عَلَى رَجُلٍ فَنَادَاهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ أَجَابَكَ وَإِلَّا فَانْتَوَيْتَ فِي غَيْرِ أَنْ تُفْسِدَ وَإِذَا أَتَيْتَ عَلَى حَائِطٍ لِبُتَّانٍ فَنَادَاهُ صَاحِبُ الْبُتَّانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ أَجَابَكَ وَإِلَّا فَكُلْ فِي أَرَا لِنَفْسِكَ** ابوسعید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو کسی گھر پر گزرا گئے یا بکریوں کے ٹھکانے پر تو تین بار اسکو چڑا ہے کو بکار اگر وہ جواب دیوے تو بہتر اسکی اجازت سے دودھ لے یا نہیں تو تو اپنی حاجت کے موافق دودھ پی لے زیادہ خراب مت کر سیدھا جب تو کسی باغ پر پہنچے تو باغ والے کو تین بار آواز دے اگر وہ جواب دیوے تو بہتر ورنہ اپنی بہوک کے موافق (سیوہ توڑ کر) کمالے لیکن زیادہ خراب مت کر **عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ بِحَائِطٍ فَلْيَا كَلًّا وَلَا يَتَخَذَنَّ حُسْبَةً** ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے باغ پر گزرے تو کمالیو لیکن اپنے کپڑے میں مت باندھے **ف** لے جانے کے لیے اکثر علما نے کہا ہے کہ یہ حدیثیں کہ جن میں دودھ یا سیوے لینے کی اجازت ہے مالک کے اجازت سے نسخ میں دوسری حدیثوں سے جن میں مسلمان کا مال لینا بے اسکی اجازت کے حرام کیا ہے اور بعضوں نے کہا یہ حدیثیں اُس حالت پر ماحول ہیں جب آدمی بہوک کے مارے بے تاب ہوئے مرنیکے قریب ہو مخصوصہ کی حالت ہو یا طاعت میں تو حرام طلال ہو جاتا ہے پھر سیوہ یا دودھ بھی بے اجازت کمالینا درست ہوگا لیکن یہ ضرور ہے کہ بقدر استدراغ

کہا لیوے اور ضرورت سے زیادہ اسکا مال خراب نہ کرے نہ اپنی ساترہ باندہ لاوے اور امام احمد اور اسحاق نے کہا کہ ہر مسلمان کو جب غلبہ یا باغ پر گزرتے ہیں حق حاصل ہے کہ مالک کو پکارے قین مابرا اگر وہ نہ ہوئے تو بقدر حاجت دودھ یا سب استعمال کرے اور ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور جہول علیہا اس سے منع کرتے ہیں مگر جب حالت ضرطہ ہو تو بقدر رفع ضرورت استعمال جائز ہے اور طحاوی نے کہا یہ حدیثیں اوائل اسلام کی ہیں جب صیافت و حبشہ تھی بعد اسکے یہ حدیثیں منسوخ ہو گئیں اور صیافت کا وجوب جاتا رہا و اللہ اعلم **بَابُ** **الَّتِي أَنْ يُصَيِّبَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ صَاحِبِهَا** اسکی مناسبت کا بیان عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ لَا يَحِلُّ لَكَ أَحَدٌ كَمَا شِئْتَ رَجُلٌ يَغِيرُ إِذْنَهُ أَجِبْتُ أَحَدَكُمْ أَنْ تُوَفِّيَ مَشْرُوبَةً فَيَكْسِرُ بَابَ خِزَانَتِهِ فَيَسْتَلِ طَعَامَهُ فَإِنَّمَا تَخْزِنُ لَهُمْ خُرُوجَ مَوَاشِيهِمْ أَطْعَمَ تَوْفَهُمْ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَحَدٌ كَمَا شِئْتَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَغَيْرُهُمْ عِدَّةٌ مِنْ عِدَّتِ بْنِ عُمَرَ رَوَيْتُ عَنْ أَنِ هَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کہ یہ کہو اور فرمایا کوئی تم میں سے دوسرے کے جانور کا دودھ نہ دوسرے بغیر اسکی اجازت کے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی اسکے بالافانے یا کوٹھری میں آوے پھر اسکے خزانہ کا دروازہ توڑے اور اسکا غلہ نکال لیوے ایسا ہی جانور دن کے تمہانکے مالکوں کے خزانے میں کمانے کے تو کوئی تم میں سے دوسرے کے جانور کا دودھ نہ دوسرے بغیر اسکی اجازت کرے عن ابی ہریرۃ قال بیما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سقیۃ اذ رأینا مَصْرُورَةً بَعْضَاهُ الشَّجَرِ قَتَبْنَا إِلَيْهَا أَنَا رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم فَوَجَعْنَا إِلَيْهَا فَكَانَ هَذَا الْوَلَدُ أَهْلَ بَيْتِ بْنِ الْمُسْلِمِینَ هُوَ قَوْفُهُمْ وَمَتَّعَهُمْ بَعْدَ اللہِ إِلَیْهِمْ كَمَا رَجَعْتُمْ إِلَى مَزَاوِدِهِمْ فَجَلَّ سَافِقًا قَدْ ذَهَبَ بِهِ أَتَرُونَ ذَلِكَ عَدَا قَالُوا لَا قَالِ فَإِنَّ هَذَا أَكْنَ لَكَ قُلْنَا أَفَرَأَيْتَ إِنْ أَجْتَنَّا إِلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَقَالَ كُلْ وَلَا تَحْمِلْ وَلَا تَشْرَبْ وَلَا تَحْمِلْ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں تھے میں نے دیکھے خلع پہنوں میں دودھ بہا ہوا تاکا ٹھون کے درختوں میں تو ہم بچے ان کی طرف (الکا دودھ پینے کے لیے) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو آواز دی ہم لوٹ آئے آپ کے پاس آپ نے فرمایا ایڈنٹ ایک مسلمان گھروالوں کے ہیں اسی میں انکی روزی ہے اور آپ پر انکا زور ہے امہ کے بعد یعنی اصل تو زور اور قوت امہ کی حمایت کو سب سے ہے لیکن بظاہر حال غذا سب سے زور اور توانائی کا کیا تم میں ہو گے اس کے کہ تم اپنے توشہ دانوں کے پاس لوٹو اور دیکھو کہ ان میں کمانا کوئی لے گیا ہے کیا تم اسکو انصاف سمجھتے ہو لوگوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا بس یہی ایسا ہی ہے (یعنی اونٹ اون لوگوں کے توشہ دان میں اور انکے تنوں میں ان لوگوں کا کمانا ہے) یعنی عرض کیا اگر تم محتاج ہوں کمانے اور پینے کے یعنی سخت ضرورت ہو تو اس حال میں

ہی ایسے جانوروں کا دودھ پینا درست ہے یا نہیں آپ نے فرمایا (ایسی حالت میں) کہ اسے لیکن اٹھائیں اس طرح لور
 لیکن اٹھائیں **بَابُ اتِّخَاذِ الْمَاثِيَةِ جَافِرُ كَمَا كَيْسَ عَنْ** اُمِّ هَارِثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَهَا اتَّخِذِي عَنَّا فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً اُمُّ هَارِثَ سَمِعَتْهُ رَوَيْتُ عَنْ أَنِ هَارِثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اس میں برکت ہے **عَنْ عُرْوَةَ الْكُبَارِ فِي يَرْفَعُهُ قَالَ الْأَدِلُّ غَرَّكَ لَا هِلَاحَ وَلَا غَنَمَ بَرَكَةٌ وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي**
الْخَيْلِ إِلَى بَيْعِهِمُ الْقِيَامَةِ عروہ باری سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کے رکھنے سے تو
 غزوہ پیدا ہوتا ہے اور بکریاں کہنے سے برکت ہوتی ہے اور گھوڑوں کی تو بٹیاں کین بھلائی بند ہی ہے قیامت
تَرْكُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّاةُ مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ عَبْدُ اللَّهِ
 عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بکری تو جنت کے جانوروں میں سے ہے **ف** اسکا گوشت موت ہی پاک
 ہے اور کھانا بھی حلال طیب ہے **عَنْ** ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْأَغْنِيَاءُ يَأْتِيَانِ اتِّخَاذَ الْفَحْشَاءِ يَأْتِيَانِ اتِّخَاذَ الدَّجَالِ وَالْأَغْنِيَاءُ الدَّجَالُ يَأْخُذُ اللَّهُ بِهِمَا
الْقَرَى ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالدار لوگوں کو بکریاں پالنے کا حکم دیا اور
 محتاج لوگوں کو مرغیاں پالنے کا کہیں کہ مرغیوں سے انکی روٹی چل جاتی ہے انڈے ہوتے ہیں اور بچے اور فرمایا جب
 مالدار لوگ بھی مرغیاں پالیں تو اللہ حکم دیتا ہے اس سب کے تباہ کرنے کا **ف** اس حدیث کو ابن عدی اور عقیلی نے بھی
 زکا لا ابن عباس سے لیکن صحیح نہیں ہے اسکے اسناد میں علی بن عروہ ہے جو حدیث بناتا ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث
 موضوع ہے **بَابُ الْأَحْكَامِ بَابُ حُكْمِ** اور فیصلے کے **ذِكْرُ الْقَضَاةِ قَاضِيُونَ** کا ذکر **عَنْ** ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ خَرَجَ بِغَيْرِ سَلَكٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی بنایا گیا لوگوں میں بغیر جہری کے ذبح کیا گیا **ف** یسے بن مارے
 اسکی موت ہوئی محدث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی اور دارقطنی اور ابن خریزہ اور ابن حبان نے
 بھی زکا لا ترمذی نے کہا حسن ہے ابن خریزہ نے کہا صحیح ہے سطلت ہے کہ قضا کا عمدہ بڑے خطرے اور موافقہ کا کام
 ہے اور اس میں عاقبت کو خراب ہو نیک ڈر ہے مگر جبکہ اللہ تعالیٰ بچا دے اور اس واسطے اگلے بزرگ لوگوں نے تکلیف
 اور ذلت کو ارا کی لیکن قضا کا عمدہ نہ لیا چنانچہ امام ابوحنیفہ کو منصور نے مارا اور قید کیا لیکن انہوں نے قاضی بننا
 قبول نہ کیا اللہ تعالیٰ انکو جزا و خیر دیوے اور انکی برکات ہم پر تارے **عَنْ** ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ الْقَضَاةَ وَكَلَّ إِلَى نَفْسِهِ مِنْ جُبَيْرٍ عَلَيْهِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَكَ فَسَدَّ لَهُ السُّبُلُ

رویت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قاضی ہونے کی درخواست کر لگا وہ اپنے آپ کو سوچے یا جاوے لگا رہنے خدا کی عیادت ہو اسکی مدد نہ ہوگی اور جسکو جبر سے قاضی بنایا جاوے لگا تو ہر ایک فرشتہ اتر لگا جو ہر ایک مضبوط کرے گا نقصان کے کاموں میں اور حق کی توفیق دے گا) **عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِمِينِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سُبْحَتُنِي وَأَنَا شَابٌّ أَقْضِي بَيْنَهُمْ وَلَا أَدْرِي مَا الْقَضَاءُ قَالَ قَضَوْبَ يَدِي فِي مَكْدَرِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ هِدْ قَلْبِي وَتَلَيْتَ لِسَانَهُ قَالَ تَمَّا شَكَلْتُ عَبْدِي فِي قَضَائِهِ بَيْنَ أَتْنَيْنِ جِنَابِ سِيرِ عَلِيٍّ مَرْتَضَى سِرِّهِ هُوَ أَنَّ**
حَضْرَتَ صَلَواتِہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمَ نے ممبک میں کیطرت بھیجائی عرض کیا یا رسول اللہ آپ ممبک بھیجتے ہیں (حکومت ہم) اور یہ
جوان ہوں میں انکا فیصلہ کروں گا اور ممبک معلوم نہ ہوگا کیونکہ فیصلہ کرنے میں یہ سنکا اپنے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر پار
پہر فرمایا یا اللہ ہدایت کر اسکے دل کو اور مضبوط کر دے اسکی زبان کو جناب امیر فرماتے ہیں کہ آپ کی اس دعا کو عبد مجھ کو دے
اؤ سیوں میں فیصلہ کرنے میں کہی تردد نہیں ہوا **ف** **اللہ جل جلالہ نے برکت و دست مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے**
جناب امیر کو علم لدنی عطا فرمایا تاکہ ارشاد ہوا انضاکم علی اور ارشاد ہوا الماندیۃ العلم وعلی بابہا اور عرب میں مثل ہو کر
قضیۃ ولا ابا حسن لہا اور حضرت عمر سے منقول ہے لولا علی لساک عمر عرض فضائل اور علوم جناب برتضوی کے بشمار ہیں
بَابُ التَّعْلِيظِ فِي الْحَيْفِ وَالرِّشْوَةِ ظَلَمَ كَرْنِي كِي اور ثبوت کہانیکی سزا **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَكَمٍ يَحْكُمُهُ بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا حَيَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَكَائِلُ أَخِيكَ بِقَفَاةٍ مَخْذُومَةٍ إِلَى التَّهْلُكَةِ
فَإِنْ قَالَ الْقَفَاةُ فِي مَخْذُومَةٍ آذِنَ بَيْنَ خَرِيفًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ رَوَيْتُ هُوَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَواتِہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَمَ نے
ارشاد فرمایا کوئی حاکم ایسا نہیں جو حکم کرے ہر کوئیوں میں مگر وہ قیامت کے دن آویگا اور ایک فرشتہ اسکی گردن تھامے ہوگا
بہرہ فرشتہ اپنا نیزہ اٹھاوے گا (اللہ جل جلالہ کا حکم اسکے بارہ میں حاصل کرنے کے لیے) اگر حکم ہوگا کہ اسکو پینک دے
تو پینک دے گا اسکو ایک خندق میں جس میں جالیں بس تک وہ گرنا چلا جاوے گا (معاذ اللہ اس خندق کی گہرائی ہفتہ ہوگی)
کہ جالیں برس تک نشی اسکی نہ تک پہنچی گی لاکھ اور سو گچھ کرنے کی حرکت بہت تیز ہوتی ہے **ف** **ترندگی عبد اللہ بن عباس سے**
روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چھوٹا سپاہی ہو جسکو مثل وراپنی کو پری کی شکل طرف اشارہ کیا چھوڑا جاوے
آسمان سے زمین کی طرف لاکھ انج و نوں کے درمیان پانچ سو سال کا راہ ہو تو زمین پر اترے پہلے پہنچ جاوی اور
اگر یہی تہہ زمین کے زخمیر کے سر پہنچا جاوے تو چالیس لاکھ دن چلا جاوے اس سے پہلے کہ اس کو زمین پر پہنچے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْعَاقِبِينَ مَا لَهُ عَجْرٌ فَإِذَا حَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ
سے رویت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ جل جلالہ قاضی کے ساتھ ہر حرکت و ظلم ذکر جب

اس نے ظلم کیا اللہ کو جو پورا پورا خود ہی کو سبوتا ہے محمد بن عبد اللہ بن عمر تو کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنتہ اللہ علی الزانی والکاذب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی لعنت ہر رشوت والے اور رشوت لینے والے پر ف رشوت لینے والے پر تو ظاہر ہے کہ وہ رشوت لیکر ضرور اس فریق کی رعایت کرے گا جس سے رشوت کمادے گا اور رشوت دینے والے پر اسوہ سلوک کہ وہ رشوت دیکر ظلم اور ناحق کرنے پر رائل کرے گا لیکن پچھلے علماء نے لکھا ہے کہ اگر اسکا مقصد حق ہو اور کوئی حاکم غیر رشوت لیکر حق فیصلہ نہ کرے تو ظلم کو دفع کرنے کے لیے اگر رشوت دیوے تو اگر گنا نہ ہوگا لیکن حدیث طلق ہے اور یہ پچھلے علماء کا اجتہاد ہے پس ضرور ہے کہ رشوت دینی اور لینی و دینے پر پزیرے اسی طرح رشوت دلانے اور اسکی دلالی کرنے سے اور یہ ائیس بحث لعنت میں **باب الحاکم یجتہد فیصیب الحق** جب کوئی حاکم اجتہاد کرے بہ حق کو پہنچے جاوے **عن عمر بن العاص** أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ يَرْبِدُ فَنُحِلَّتْ لَهُ آيَاتُ بَنِي عَمْرِو بْنِ حَزِيمٍ فَقَالَ هَكَذَا أَحَدٌ يَتَذَكَّرُ أَبُو سَلَمَةَ مَعْنَى ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ عَنْ رُوَيْتِ سَے انھوں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جب حاکم حکم کرے و اجتہاد کرے اور اسکا اجتہاد ٹھیک ہو تو اسکو دو اجر ملین گے اور جب حکم کرے و اجتہاد کرے تو اسکو ایک اجر ملے گا۔ یزید بن عبد اللہ نے کہا اجماع حدیث کا راوی ہے محمد بن ابی اسیم تمہی سے کہ میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی انھوں نے کہا مجھ سے ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت کی **عن ابی ہاشم** قَالَ لَوْ لَحِدَ يَتُ ابْنِ بَرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ لَشَانِ فِي النَّارِ وَوَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ رَجُلٌ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ يَنْقُضُ بِهِ هُوَ فِي الْجَنَّةِ وَرَجُلٌ قَطَعَهُ لِلنَّاسِ عَلَى حَقٍّ لَمْ يَفْعَلْ فَوُفِّي النَّارَ وَرَجُلٌ حَاكَمَ فِي الْحُكْمِ هُوَ فِي النَّارِ لَقَلْنَا أَرَأَيْتَ الْقَاضِي إِذَا اجْتَهَدَ هُوَ فِي الْجَنَّةِ أَبُو هَاشِمٍ نَعَمْ كَمَا أَرَبْرِيهِ كِي حَدِيثِ نَهْوِي كَدِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاضی تین طرح کے ہیں ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی ایک وہ قاضی جس نے حق کو جاننا اور حق فیصلہ کیا وہ جنتی ہے دوسرے وہ قاضی جس نے فیصلہ کیا جاہل بہرہ و دوزخی ہے تیسرے وہ قاضی جس نے ظلم کیا حکم میں رہنے علم کر کے حق کے خلاف فیصلہ کیا وہ دوزخی ہے تو ہم کہتے کہ قاضی جب اجتہاد کرے تو وہ جنتی ہے ف لیکن حدیث یہ لکھا ہے کہ صرف اجتہاد کافی نہیں ہے بلکہ حق کا علم یعنی یقین ضرور ہے علماء کے نزدیک یہ حدیث تدریجہ تشدد کے اور مجمل ہے اور انھوں نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ قصہ کے لیے صرف اتنا دینے غلبہ ظن کافی ہے اور اجتہاد تو ہمیشہ ظنی ہی ہوتا ہے کیونکہ اس میں خطا کا احتمال رہتا ہے اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ مجتہد اگر خطا بھی کرے گا تو اسکو ایک اجر ملے گا

عمر بن عباس کجیہ میں صحیحین میں موجود ہے اور ایک آیت میں یوں ہے کہ اگر اجتہاد ٹھیک ہوگا تو اسکو دس اجر ملیں گے اس حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ قاضی کا مجتہد ہونا ضرور ہے اور مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ علم کا اطلاق نہیں ہوتا مگر مجتہد پر حق کا علم لینے کا علم اور سنت کا علم کیونکہ ہوتا ہے اور مقلد کو کتاب اور سنت اور دلیل سے پیچھے ہوتا ہے صرف اپنے امام کا قول معلوم کر لیتا ہے اور مجتہد نے احکام کا حکم کرے گا جو اسکو دکھلاوے مقلد تو اپنے امام کے کہانے کے مطابق حکم کرے گا اور بریدہ کی حدیث کو ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نہ لکھا اور کما وہ صحیح ہے اور ابن حجر نے اس حدیث کو کل طریقوں کو ایک جدا گانہ رسالہ میں جمع کیا اور قرآن میں ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فادکب ہم الکافرون والظالمون والفساقون اور حکم بما انزل اللہ مجتہد ہی کی شان ہے نہ مقلد کی اور معاذ کی حدیث میں ہے کہ میں فیصلہ کروں گا اس کی کتاب کے موافق اگر اس میں نہ ملیگا تو حدیث کو موافق اگر اس میں بھی نہ ملیگا تو اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا یہ بھی مجتہد ہی کی شان ہے مقلد تو نہ قرآن کو دیکھتا ہے نہ حدیث کو صرف درختار اور کنز اور دقایہ پر عمل کرتا ہے اور اسکو یہی خبر نہیں ہوتی کہ حکم کتاب و سنت میں موجود ہی ہے یا نہیں اور اگر مقلد دعویٰ کرے کہ اس نے اپنی رائے سے حکم کیا تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹ ہوگا کیونکہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ نہ وہ کتاب پہنچا ہے نہ سنت اور سید علامہ محمد بن اسماعیل امیر نے ایک مستقل رسالہ اجتہاد کے اسان ہو گئے باب میں لکھا ہے اور ائمہ حدیث کا مذہب یہی ہے کہ مقلد کا قاضی ہونا صحیح نہیں ہے (روضہ مختصر) مترجم کتاب ہمارے زمانہ میں چند بیوقوفوں نے جنکو تمیز نہیں ہے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں محال ہے حالانکہ برعکس ان کے دعویٰ کے ہم یہ کہتے ہیں کہ مجتہد ہونا اس زمانہ میں بہت سہل ہے اور مجتہد ہونے کے لیے منطق اور اصول اور کلام کی مشکل مشکل کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے صحابہ کرام ان علوم سے محض ناواقف تھے اور صرف کتاب اور سنت کو سیدھا جانتے تھے لیکن انکا اجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلیم کیا اور انکو اپنی رائے سے فیصلہ کرنے کی اجازت دی اب بھی مجتہد ہونا چاہیے اسکو صرف قرآن کے احکام کی آیتیں مع تفسیر اور تائید کے اور نسخ اور نسخ کی معرفت اور احکام کی حدیثیں مضبوط کر لیا کافی ہے اور جو حکم ان دونوں میں نہ ملے اس میں اپنی رائے کی موافق حکم دے سہا سید علامہ نے آیات احکام کی تفسیر میں ایک کتاب نایل المرام نہایت مختصر اور عمدہ لکھی ہے قرآن کا علم اسکے پڑھ لینے سے پورا ہو جاتا ہے اور احکام کی حدیثیں ضروری متقی الاخبار میں ابن تیمیہ کے موجود ہیں اسطرح تخصیص حافظ ابن حجر کی یہ بھی احادیث احکام میں ایک جامع کتاب ہے جو کہ کوئی نایل المرام اور تخصیص یا مستقیف کتاب کو خوب یاد کر لے وہ کتاب اور سنت سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور اسکا علم ان صحابہ کے برابر ہو چکا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے جنکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد جائز رکھا صرف اتنا اور ضرور ہے کہ صحابہ اہل زبان تھے انکو

خوار و صرف اور لغت کی حاجت نہ تھی اگر یہ شخص عربی نہ ہو تو بقدر ضرورت علم عربیت اور لغت ہی حاصل کر لیوے اور اتنا اجتہاد شرعی اور فقیہی نہ نکلنے کے لیے کافی ہے اب پچھلے فقہیوں نے جو اجتہاد کو ایک ہزار (مہیب) بنا دیا ہے اور اس کو ایسا مشکل کر دیا ہے کہ عمر بہر کی محنت میں بھی اس کا حاصل ہونا دشوار ہے یہ ان کی خود رانی اور کوتاہ اندیشی ہے شارع علیہ السلام نے اجتہاد کے لیے ان باتوں کی کبھی شرط نہیں رکھی اور اگر اجتہاد ہر کام ہو تو صحابہ یا تابعین میں کوئی مجتہد نہ ہو گا حالانکہ یہ بالبدلت باطل ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اس زمانہ میں منطقی الاخبار یا منصفی منضبط کر لیوے وہ علم حدیث میں اگر بعض اماموں سے زیادہ ہو گا جنگویہ پچھلے علما مجتہد خیال کرتے ہیں امام ابوحنیفہ کی مرویات مرفوعہ کتب حدیث میں دیر سے زیادہ متین اور اکثر حدیثوں میں ان سے سہو اور ساجیہ ہی ہوا ہے **باب لا یحکم الحاکم** **وہو غصباً** حاکم غصہ کی حالت میں حکم نہ کرے **عَنْ ابْنِ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبٌ قَالَ هَتَمَامٌ فِي حَدِيثِهِ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبٌ** ابوبکرہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاضی جب غصہ ہو تو ہر وقت دو آدمیوں میں حکم نہ کرے ہتہام نے یوں کہا کہ حاکم کو نہیں چاہیے کہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے جب وہ غصہ ہو **ف** یہ حدیث صحیحین میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غصے کی حالت میں زبیر کا فیصلہ کیا ایک انصاری کے ساتھ تو یہ خصوصیت تھی آپ کی کیونکہ آپ معصوم تھے حالت غضب اور رضا و دونوں میں اور ظاہر یہ ہے کہ مانعت تحریمی ہے آپ پر جمہور علمائے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی غصہ کی حالت میں فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ حق ہو تو صحیح ہو گا ابن تیم نے کہا منعی غصہ یا ہو کہ یا قلع یا غم کی حالت میں فیصلہ کرے غلبہ میں یا پانچلے یا پیتاب کی حاجت میں فتوے مذکورے اس طرح جب دل اور ظن لگا ہوا ہو کیونکہ اس میں احتمال ہے خطا کا استبرہ ہی اگر اس کا فتویٰ ان حالتوں میں صحیح ہو تو نافذ ہو جاوے گا اور امام احمد نے کہا اگر مقدمہ سننے سے پہلے سے غصہ ہو تو وہ حکم نافذ ہو گا (روضہ مختصر) **باب قضیۃ الحاکم لا یحل حراماً ولا یحرم حلالاً** حاکم کے حکم کر دینے سے جو حرام ہے وہ حلال نہ ہو گا اور جو حلال ہے وہ حرام نہ ہو گا **ف** یعنی قاضی کی قصاصت ظاہر نافذ ہوگی نہ ظاہر اور باطن دونوں جیسے خفیہ نے گمان کیا کہ **عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ تَحْتَمِلُونَ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّكُمْ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنُّ مَحْتَمِلًا مِنْ بَعْضٍ وَإِنَّمَا أَقْضِي لَكُمْ عَلَى حَقٍّ مِمَّا اسْتَمُّ مِنْكُمْ فَمَنْ قَضَيْتُ لَكُمْ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئاً فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْضِ لَكُمْ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ يَأْتِي بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ أَلْسِنَتِي أَمْ سِلْسِلَتِي أَمْ سِلْسِلَتِي** سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم میرے پاس جگڑتے ہو اور میں تو آدمی ہوں رعب کی

بات نہیں جانتا، اور شاید تم میں سے کوئی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے بہتر ہو اور میں جیسا تم سے سنتا ہوں اسی کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں اب اگر میں کسی کو اسکے بہائی کا حق دلا دوں تو وہ سکونہ لیوڑا اس خیال سے کہ میرا سکودلا دیا میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں جس کو وہ لیکر اسے گافیا کرتے ہیں یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے اور شافعی نے کہا ہے اجماع ہے کہ حاکم حکم حرام کو حلال نہیں کر سکتا نووی نے کہا اب یہ قول کہ حاکم کا حکم ظاہر اور باطن دونوں طرح نافذ ہو جاتا ہے اس حدیث صحیحہ اور اجماع دونوں کے خلاف ہے اور حنفیہ نے جو ایسا کہا ان کے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں ہے حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ قاضی کی قضا ظاہر اور باطن دونوں طرح نافذ ہے پس اگر دو شخصوں نے جھوٹی گواہی دیدی کہ فلا مرد نے اپنی عورت کو طلاق دیا ہے اور قاضی نے طلاق کا حکم دیدیا تو وہ عورت اپنے خاوند سے جدا ہو جائیگی اور دوسرے شخص کو اس نکاح کرنا ناجائز ہو جائیگا اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ یہ گواہی جھوٹ دی تھی اور حقیقت میں اس کے خاوند نے اس کو طلاق نہیں دیا تھا سبحان اللہ یہ عجیب مذہب اور عجیب قول ہے جسکی قیاسیتیں بے شمار ہیں اب اس نے مانہ میں جب جھوٹ کا رواج ہو گیا ہے ہر شخص دوسرے کا مال اور ناموس عدالت سے جو بٹا فیصلہ حکم حلال کر لیگا اور بیفکری کے ساتھ مزے اور ایگا آخرت کا ہی دغدغہ نہ ہوگا میرے نزدیک حنفیہ کا یہ قول صریح غلط ہے اور حدیث صحیحہ اور اجماع کے مخالف ہے اور حنفیہ کو اس جوہر کرنا چاہیے اور اس حدیث کی پیروی کرنا چاہیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے کوئی چیز درست نہیں ہوئی تو اور کسی حاکم یا قاضی کی کیا حقیقت ہے **عَنْ** ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا اَكْبَشُرُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُنَ الْكُنَّ حُجَّتَهُ مِنْ بَعْضٍ فَدَنِي تَطَعْتُ لَهُ مِنْ حَوَائِجِهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو آدمی ہوں اور شاید تم میں سے کوئی اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ ہوشیار ہو لینے اسکی تقریر عمدہ اور صبیح ہو دوسرے کی نسبت) پھر میں جس کو اسکے بہائی کے حق میں سے کچھ دلا دوں تو میں اس کو انکار کا ایک ٹکڑا دلاتا ہوں **بَابُ** مِنَ ادْعَى مَالَكَيْنِ لَهُ وَخَاصَمَ فِيْهِمَا جَبْنُ شَخْصٍ نَبِيَّ اِيَّاهُ لِيَا اِيَّاهُ اس کے لیے جو جھگڑا کیا **عَنْ** ابی ذرٍّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مِنَ ادْعَى مَالَكَيْنِ لَهُ فَلْيَكِلْهُمَا لِيَّ تَبْقَى مُقْعَدَةٌ مِنَ النَّارِ ابو ذر سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے دعویٰ کیا اس مال کا جو اس کا نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ٹکڑا دوزخ میں نہا کر **عَنْ** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَعَانَ عَلَى خُصْمٍ يَتَبَطَّلُ اَوْ يُعِينُ عَلَى ظُلْمٍ لِّغَيْرِ زِلِّ فِي مَخْطِ اللہ حَتَّى يَكْتَرَعَ ابْنُ عَمْرٍ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدد کرے کسی غلام پر ظلم سے یا ظلم کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غصے میں رہیگا میاں تک کہ اس سے نکلیں **ف** ینس اس سے توبہ کرے اور اس کو

باب الْبَيْتَةُ عَلَى الْمَدْعَى وَالْمُتَدْعَى عَلَيْهِ مَدْعَى بِرُكُوهِ بْنِ أَوْ مَدْعَى عَلَيْهِ بِقَتْمِ بْنِ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَوَيْطُ النَّاسِ يَدْعُوهُمْ أَدْعَى النَّاسُ
 فِي سَائِرِ حَالٍ وَأَكْمُولُهُمْ وَلَكِنَّ الْيَهُودَ عَلَى الْمَدْعَى عَلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ رُوَيْتَ هَؤُلَاءِ حَضْرَتِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ فِي مَا يَأْكُلُونَ كَوَيْطًا جَوْدَةً دَعْوَى كَرْتِ تَوَيْطُ لَوْ دُوسَرُونَ كَالْمَالِ أَوْرَانِكِي جَانُونَ كَا دَعْوَى كَرَيْطَةُ (نَاهَقُ)
 لَكِنْ مَدْعَى عَلَيْهِ كَوَيْطُ كَمَا نَجَابِيهِ فَبِحَبِ مَدْعَى كَسَاسَ كَاهُ نَهَوْنَ أَرَقَتُمْ كَمَا لِيُو كَوَيْطُ دَعْوَى سَبْرِي هُوَ كِيَانِيْنَ تَوَيْطُ
 دَعْوَى كَسَاسَ وَصَحِيحُونَ نَكَالَ الْبَيْتَةِ عَلَى الْمَدْعَى وَالْمُتَدْعَى عَلَيْهِ مِنْ أَلْمَدَّ وَابْنُ جَابَانِ بْنِ أَمْرِ سَاسِي نَكَالَ أَوْرِيْدَ
 نَعْمَ عَرَبِيْنَ شَعِيْبَ عَنْ أَمِيْرٍ عَن جَدِّهِ سَاسِي أَوْ جَبْرِيْطُ عَلَا يَسِيْ قَوْلُ هُوَ لَكِنْ أَمَامُ مَا كُنْتُ كَمَا كَدْعَى عَلَيْهِ كَوَيْطُ قَتْمِ
 دَلَايَ جَابُوسَ كِي حَبِيْطُ سَاسَ أَوْ مَدْعَى سَاسَ كَوَيْطُ مَعَالَهُ يَادَا دُوسَتُهُ وَدُوسَرُهُ بِرُكُوهِ وَابْنُ جَابَانِ أَوْرِيْلُ شَخْصٍ بَلِيْغٍ أَوْ مِيْنِيْرٍ دَعْوَى
 كَرَكِ أَنْ سَوَيْطُ لِيْكَ أَوْرِيْ قِيَاسٍ هُوَ مَقَابِلُهُ بَضْ جَوَقَبُولُ كَالْمَقْبُولِ هُوَ رَوَضُهُ **عَنْ** الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ
 كَانَ بَيْتِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَخَدَنِي فَقَدْ مَنَنَ إِلَيَّ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ بَيْتَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ لِلْيَهُودِ حَالِفٌ قُلْتُ إِذَا جَافَلَ فِيهِ فَيَدْ
 بِمَا لِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُجَّانَهُ إِنَّ الْكُفْرَانَ يَحْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَآيْمَانِهِمْ كُنَّا قَلِيلًا إِلَى الْاِخِرَةِ الْاِيْمَةُ نَعْمَتُ بَر
 قَيْسَ رُوَيْتَ بِرُكُوهِ وَابْنُ جَابَانِ أَوْرِيْلُ شَخْصٍ بَلِيْغٍ أَوْ مِيْنِيْرٍ دَعْوَى كَرَكِ أَوْ مَدْعَى عَلَيْهِ كَوَيْطُ قَتْمِ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَسَاسَ كَاهُ نَهَوْنَ أَرَقَتُمْ كَمَا لِيُو كَوَيْطُ دَعْوَى سَبْرِي هُوَ كِيَانِيْنَ تَوَيْطُ
 مِيْنِيْ عَرَبِيْنَ شَعِيْبَ عَنْ أَمِيْرٍ عَن جَدِّهِ سَاسِي أَوْ جَبْرِيْطُ عَلَا يَسِيْ قَوْلُ هُوَ لَكِنْ أَمَامُ مَا كُنْتُ كَمَا كَدْعَى عَلَيْهِ كَوَيْطُ قَتْمِ
 تَوَارِثُ مَالٍ لِيْتِيْ هُنَّ خَيْرُكَ **باب** مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَجْرُهُ لِيَقْطَعَ بِهَا مَا جَوَّكَوِيْ قَتْمِ كَمَا كَرَكِيْكَ
 مَالُ بَارِيْهِ **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ
 وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ يَقْطَعُ بِهَا مَا كَرَكِيْكَ أَمْرٌ مُسْلِمٌ لِقَةِ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ رُوَيْتَ هَؤُلَاءِ حَضْرَتِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي مَا يَأْكُلُونَ كَوَيْطًا جَوْدَةً دَعْوَى كَرْتِ تَوَيْطُ لَوْ دُوسَرُونَ كَالْمَقْبُولِ هُوَ رَوَضُهُ
 تَوَارِثُ مَالٍ لِيْتِيْ هُنَّ خَيْرُكَ مَلِيْكَ أَوْ مَدْعَى عَلَيْهِ كَوَيْطُ قَتْمِ كَمَا كَرَكِيْكَ أَمْرٌ مُسْلِمٌ لِقَةِ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ رُوَيْتَ هَؤُلَاءِ حَضْرَتِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 أَسْكَالُ حَقِّ مَالٍ أَوْ مَدْعَى عَلَيْهِ كَوَيْطُ قَتْمِ كَمَا كَرَكِيْكَ أَمْرٌ مُسْلِمٌ لِقَةِ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ رُوَيْتَ هَؤُلَاءِ حَضْرَتِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْخَارِثِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ رَجُلٌ حَقَّ

أَمْرِي مُسْلِمٌ يَمِينٌ إِلَّا كَحَرَمِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَابْتِغَاءَ
شَيْئًا كَيْسِيرًا قَالَ دَانِيكَانَ سَيِّئًا مِّنْ أَذْرَاكِ ابُوا مَا مَحَارَنِي سَ رَدِيتْ هِيَ اسْ نَبِيَّ جَنَابِ رَسُوْلِ اَللهِ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْنَا
أَبِي فَرَاخَةَ جَوْشَمُ مَتَمَّ كَمَا كَرَسِي سَلْمَانَ كَالْحَقِّ مَا رَلِيوْكَ تَوَاسِعَ تَعَالَى جَنَّتْ كُوْشِرْ حَرَامُ كُرْدِيْكََا اَوْرُوْذَنُخْ كُوْا سَكَيْ لِيْهِ وَجِبْ كُرْدِيْكََا
اَلْمَيْتَخَضُّ لَوُ كُوْنِ مِيْنِ سَمِيْ بُولَا يَرْسُوْلُ اَللهِ اَلْاَرْجُ فَرِيْ سِيْ جِيْزِيْ هُوَ اَتَيْنِيْ فَرَمَا يَا اَلْاَرْجُ بَلِيُوْكَ اِيْكَ سَمَاكُ هُوَ فِ مَلِكِ فَرِيْ سِيْ
جِيْزِيْ كِيْ لِيْ جَوْبُوْ اِيْ مَتَمَّ كَمَا اَوْرَزِيَادَهْ سَخْتِ هِيَ **بَابُ اَلْيَمِيْنِ عِنْدَ مَقَالِحِ اَلْحُقُوْقِ مَتَمَّ كَمَا دَعَا عَنْ جِيْزِيْ**
مِنَ عَبْدِ اَللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اَللهِ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَ حَلَفَ بِمَا يَمِيْنُ اِيْمَتِهِ عِنْدَ مَنِيْرَتِيْ هَذَا فَلْيَتَّقِ
مَقْعَدَهُ مِمَّنَ النَّارِ وَلَوْ عَلَى سِيْرَاكِ اَخْضَرُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللهِ رَدِيتْ هِيَ اَنْ حَضَرَ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ فَرَمَا جَوْشَمُ مَتَمَّ
كَمَا دَعَا جَوْبُوْ اِيْ مِيْرَ اِسْ مَنِيْرَ كِيْ بَاسِ وَهْ اِنَا تُرْكَمَا دُوْرُخْ مِيْنِ بِنَا لِيُوْكَ اَلْاَرْجُ اِيْكَ هِيَ سَمَاكُ كِيْ لِيْ مَتَمَّ كَمَا دَعَا
اِسْ سَمَاكُ هُوَ اَكُوْ جَوْبُوْ اِيْ مَتَمَّ مَتَمَّ مَقَامِ مِيْنِ كَمَا اَوْرَزِيَادَهْ سَخْتِ كَنَ هِيَ اَلْاَرْجُ هِيَ جَلْبِيْ جَوْبُوْ اِيْ مَتَمَّ كَمَا اَخُوْ اِيْكَ سَخْتِ كَنَ
هِيَ اَوْرَبُضْ عِلْمَانِيْ يَكَمَا هِيَ كِيْ دَعَا كُوْ اَخْتِيَارِيْ هِيَ جَبَانِ يَرْجَاهِيْ اَوْرَجِنِ اَلْعَاظِيْ هِيَ اَلْحَقُّ هِيَ دَعَا عِلْدِيْ سَمَاكُ
هِيَ اَوْرَبُضْ نِيْ كَمَا حَرَفَ دَارِ اَلْقَضَا مِيْنِ مَتَمَّ وَهِيَ اَللهِ كِيْ نَامُ كِيْ كَمَا اَوْرَزِيَادَهْ كِيْ لِيْ دَعَا جِيْزِيْ
اَسْ كِيْ عَنْ جِيْزِيْ اِيْ هُوَ سَيِّدُهُ لِيُقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اَللهِ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ عِنْدَ هَذَا اَلْاَلْبِيْرِ عَبْدُكَ وَلَا اَمْتُهُ
عَلَا يَمِيْنُ اِيْمَتِهِ وَلَوْ عَلَى سِيْرَاكِ رَكِيْبٍ اَلَا رَجَبْتُ لَهُ النَّارُ اَبُوْ هِرَ رَضِيْ اَللهُ عَنْ سَ رَدِيتْ هِيَ اَنْ حَضَرَ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ
سَلَمَ نِيْ فَرَمَا اِسْ مَنِيْرَ كِيْ بَاسِ كُوْ كِيْ غِلَامِ يَالُوْذِيْ اِيْمَتِهِ مَرْدِيَا عَوْرَتِ اَوْرَبُضْ اِيْ مَتَمَّ كَمَا دَعَا اَلْاَرْجُ اِيْكَ تَارِيْ سَمَاكُ كِيْ لِيْ
اَسْ كِيْ لِيْ دُوْرُخْ وَجِبْ هُوَ جَوْبُوْ اِيْ **بَابُ بِنَا لِيْ كَحْلَفُ اَهْلُ اَلْكِتَابِ سِيْدُوْ اَوْرَضَارِيْ كُوْ كِيْ نِيْ مَتَمَّ دِيْوِيْنِ عَنْ**
اَلْبَرَاكِزِيْنِ عَارِيْ اَنْ رَسُوْلُ اَللهِ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا رَجُلًا مِّنْ عِلْمَانِيْ اَلْيَهُودِ فَقَالَ اَلْاَشْدُ لَكَ بِالَّذِيْ
اَنْزَلَ اَلْتَّوْرَةَ عَلَى مُوْسَى بَرَا بِنِ عَارِيْ سَ رَدِيتْ هِيَ اَنْ حَضَرَ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ فَرَمَا اِسْ مَنِيْرَ كِيْ دَعَا اِيْ
مِيْنِ مَتَمَّ كُوْ مَتَمَّ دِيَا هُوْنِ اِسْ اَللهِ كِيْ جَسَ نِيْ تَوَارَاتِ اَمَارِيْ سَمَاكُ اَلْاَرْجُ اِيْكَ هِيَ اَلْاَرْجُ اِيْكَ هِيَ اَلْاَرْجُ اِيْكَ هِيَ اَلْاَرْجُ اِيْكَ
اَفْرِيْ هُوَ هِيَ اَوْرَضَارِيْ سَ يُوْنِ كَمِيْنِ كِيْ مَتَمَّ كَمَا اِسْ اَللهِ كِيْ جَسَ نِيْ اَنجِيْلِ اَمَارِيْ حَضَرَ عِلْدِيْ اَلْاَرْجُ اِيْكَ هِيَ اَلْاَرْجُ اِيْكَ
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللهِ اَنْ رَسُوْلُ اَللهِ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ يَهُودِيَيْنِ اَلْاَشْدُ لَكُمْ يَا اَللهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اَلْتَّوْرَةَ
عَلَى مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللهِ سَ رَدِيتْ هِيَ اَنْ حَضَرَ صَلَّيْ اَللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ فَرَمَا اِسْ مَنِيْرَ دِيْوِيْنِ سَمَاكُ هُوَ دُوْرُخْ
كُوْ مَتَمَّ دِيَا هُوْنِ اِسْ اَللهِ كِيْ جَسَ نِيْ تَوَارَاتِ اَمَارِيْ حَضَرَ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ **بَابُ اَلرَّجُلَانِ يَدْعِيَانِ اَلْبَلْعَةَ وَلَكِيْنِ**
بَيْنَهُمَا بَيْتَةٌ دَوَامِيْ اِيْكَ جِيْزِيْ كُوْ دَعَا كِيْ نِيْ هُوْنِ اَوْرَضَارِيْ كِيْ بَاسِ كُوْ كَمَا دَعَا هُوْنِ عَنْ جِيْزِيْ اِيْ هُوَ سَيِّدُهُ اَلَا دَعَا اِيْ

لَجُلَيْنِ ادْعِيَا دَابَّةً قَدْ كُتِبَ عَلَيْكُمَا بَيْتُهُمَا بَيْتُكَ فَأَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَمِعَا عَلَى الْيَسِيرَيْنِ
 ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سہ رویت ہو دو شخصوں نے ایک جانور کا دعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھا آخر آپ نے اندرون کو حکم دیا
 کہ قرعہ ڈالیں اور جس کے نام قرعہ نکلا وہ قسم کھا کر وہ جانور لے لیوے **ف** صورت اسکی یہ ہے کہ جانور ایک تیسرے شخص کے
 پاس ہو اور دو شخص اس کا دعویٰ کریں اور تیسرا شخص کہے کہ میں اصل مالک کو نہیں پہچانتا حضرت علی کا یہی قول ہے اور
 شافعی کے نزدیک وہ جانور تیسرے کے پاس رہیگا اور ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں مدعیوں کو آدھا آدھا بانٹ دین کے سبب طرح
 اگر دو شخص ایک چیز کا دعویٰ کریں اور دونوں گواہ قائم کریں اور کوئی دھبہ بھیجی کی نہ ہو تو اس چیز کو آدھا آدھا بانٹ دین کو ابو داؤد
 اور حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ سے ایسا ہی نکالا کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کا دعویٰ کیا حضرت عمر زمانہ میں اور دونوں
 نے گواہ قائم کیے تو آپ نے اُس اونٹ کو دونوں میں آدھوں آدھا بانٹ دیا اور ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسا
 ہی نکالا اور ابن ابی شیبہ نے تمیم بن طرفة سے اس طرح روایت کی کہ جابر بن عمر کے روئے میں **ع** ح کی آتی مونی اَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَمَ اِلَيْهِ رَجُلَانِ بَيْتُهُمَا دَابَّةٌ وَلَكِنَّ أَحَدَهُمَا بَيْتُهُ فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا لِيُضْفَيَا ابُو سَعْدٍ
 سے روایت ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں نے جھگڑا کیا ایک جانور میں اور کسی کے پاس گواہ نہ تھا آپ نے
 اُس کو آدھوں آدھا بانٹ دیا دونوں کو **ب** **مَنْ سُرِقَ لَهُ شَيْءٌ فَوَجَدَ فِي يَدِ رَجُلٍ اشْتَرَاهُ اُولَئِكَ ثَمَنُ رَجُلٍ** کی چیز چوری
 گئی پہر ایک شخص کے پاس ملی جس نے اس کو خریدا **ع** **سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
اِذَا خُتِمَ لِلرَّجُلِ مَتَاعٌ اَوْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَ فِي يَدِ رَجُلٍ يَبِيعُهُ فَهُوَ اخْرَاجَ فَيَرْجِعُ الشِّرْكَى عَلَى الْمُبْتَاعِ
يَا لَيْتَنِي سَمِعْتُ مِنْ رَجُلٍ يَبِيعُ روایت ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کا کچھ مال جاتا ہو یا چوری ہوا دے تو پہر اس کو
 ایک شخص کے پاس ملے جو یہ بیچ رہا ہو تو وہ اُس مال کا زیادہ مقدار ہے (یعنی اصل مالک جب مال چوری کیا تو وہ اپنی
 شے لے لیوے) اور جس نے اس کو خریدا وہ اپنے بیچنے والے سے قیمت پہر لیوے **ف** اور وہ اپنے بیچنے والے سے
 یہاں تک کہ چور کا پتہ لگ جاوے اور وہ گرفتار ہو اگر جس سے اس نے مول لیا نہ ملو تو سکار و پیگیا لیکن اصل مالک اپنی
 شے (لیوے) کا **ب** **اَلْكَلْبُ فِيمَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِي جَانُورٌ جَالٍ خَرَابٌ كَرْدِيْنٍ** اس کا کیا حکم ہے **ع** **ابن مَحْبَبَةَ**
اَلْاَنْصَارِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّ نَاقَةَ لِبَرَاءٍ كَانَتْ ضَارِيَةً دَخَلَتْ فِي حَائِطِ قَوْمٍ فَافْسَدَتْ فِيهِمْ فَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اَقْفَضَى اَنَّ يَحْطُظَ الْاَمْوَالُ عَلَى اَهْلِهَا بِالتَّعَادُرِ وَعَلَى اَهْلِ الْمَوَاشِي مَا اَصَابَتْ مَوَاشِيَهُمْ
بِالْكَلْبِ ابن محبہ انصاری سہ رویت ہے ہر بار کی ایک سائڈنی مٹی چیل (یعنی شریہ لوگوں کے باغ میں ملی گئی اور
 انکا باغ خراب کیا پہر انوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ دن کو اپنے مالوں کی رادہ

باغ یا گیت ہی حفاظت مال والوں کے ذمہ ہے اگر دون کو جانور نقصان کر دیوے تو جانور والے ہی سواغذہ نہ ہوگا) لیکن رات کو جو جانور نقصان کریں وہ جانور والوں کو دینا ہوگا ^{تلف} اسلئے کہ رات کو جانور والوں کو چاہیے کہ اپنے جانور ہانڈ کر کہیں جب انہوں نے چوڑ دیا اور کسی کا نقصان کیا انکو یہ نا پڑے گا **عَنْ** الزَّوَادِ بْنِ عَارِبٍ أَنَّ نَاقَةً لِّأَيِّ الْبُرَادِ أَفْسَدَتْ شَيْئًا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِمْ بَرَابِرِينَ رَوَيْتُ عَنْ بَرَابِرٍ أَيْكَ سَابِلِي نَفْسِي كَمَا لِي بَكَارٍ دِيَا تَوَانِ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے ہسکا فیصلہ کر دیا جیسے اور اگر ذرا **بَابُ** الْحَاكِمِينَ كَسَرَتْ شَيْئًا كَوَيْ خُفْصٍ سِوَى جَبْرِ تَوْرُوَالَيْ **عَنْ** رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَوْدَةَ قَالَ قُلْتُ يَا لَيْثَةَ أَخِي بَنِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَمَّا تَقَرُّمُ الْفُرَانَ وَإِنَّكَ لَعَلَّ خُلُقِي عَظِيمٌ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَصْحَابِهِ فَصَنَعْتُ لَهُ طَعَامًا وَصَنَعْتُ لَهُ خُفَصَةً طَعَامًا قَالَتْ فَسَبَقْتَنِي حَفَصَةً فَقُلْتُ لِيَجَارِيَةً أَطْلُقِي فَأَلْفَنِي فَصَعْتَهَا فَلَحِقَتْهَا وَقَدَّهَمْتُ أَنْ تَضَعَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْفَنَاهَا فَأَنكَسَرَتْ الْخُفَصَةُ وَانْتَشَرَ الطَّعَامُ قَالَتْ فَجَمَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِيهَا مِنْ الطَّعَامِ عَلَى النُّطْعِ فَأَكَلُوا ثُمَّ بَعَثَ بِخُفَصَتِي فَدَنَعَهَا إِلَى خُفَصَةٍ فَقَالَ خُذْ وَأَخْطَرْنَا مَكَانَ ظَرْفِكَ وَكُلُّوْا مَا فِيهَا قَالَتْ فَمَا رَأَيْتُ ذَلِكَ فِي رَحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي سَوْدَةَ كَوَيْ أَحَدٍ مَرْدِي رَوَيْتُ عَنْ مِينَ فِي حَضْرَةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَ كَمَا مَحَبَّةً بَيَانِ كَرُوَانِ حَضْرَةِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا حال انہوں نے کہا کیا تو نے قرآن میں بنین پڑا دناک علی خلق عظیم یعنی تو بڑے اخلاق والا ہے ہر انہوں نے کہا کہ آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تہنیں آپ کے لیے کھانا طیار کیا اور ام المؤمنین خضہ نے بھی طیار کیا لیکن خضہ محبہ سے پہلے کھانا لیکر آئین میں اپنی چوکر سی سے کھا جا اور خضہ کا پیالہ کھانے کا اولٹ دی وہ گئی اور اس نے اولٹنا چاہا آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اولٹا تو پیالہ ٹوٹ گیا اور کھانا سب میں پھیل گیا حضرت عائشہ نے کہا تو ان حضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے جو کھانا اس پیالہ میں تھا اسکو اکٹھا کیا دسترخوان پر اور سب لوگوں نے کھا یا پھر میں نے کہا یا پھر میں نے اپنی کھانیا کا پیالہ بھیجا آپ خود پیالہ خضہ کو دیدیا اس کے پیالہ کے عوض اور فرمایا برتن لو اپنے برتن کے عوض اور جو کھانا اس میں ہے وہ کھا لو حضرت عائشہ نے کہا پھر میں نے اس بات کا کوئی اثر آنحضرت صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک میں نہیں پایا **يَا** فَا دُوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا لوگوں سے تمہاری مان کو رشک ہوا اور کوئی ہوتا تو ضرور پیالی بچھل کر مالمین آپ کا علم و کرم سبحان اللہ **عَنْ** النَّبِيِّ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اللَّهُ عِنْدَ إِحْدَى أَهْلِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَرَسَتْ أَخْرَسَ بِخُفَصَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ فَسَقَطَتِ الْخُفَصَةُ فَأَنكَسَرَتْ فَأَخَذَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ تَنَزُّعٍ أَحَدُهُمَا إِلَى الْأُخْرَى تَجْعَلُ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ لَعَارَ
 أُنْكُمُ كُلُّوْا فَإِنَّكُمْ لَوَاقِحُ جَائِثٍ يَفْصَحُهَا الْبَقَى فِي بَيْتِهَا فَذَنَعَ الْقَصْعَةَ الصَّخِيَّةَ إِلَى الرَّسُولِ وَتَرَكَ الْأُنْكُفَ
 فِي بَيْتِ الرَّبِّ كَرِهًا اس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بی بیوں میں سے ایک بی بی کے پاس
 (حضرت عائشہؓ پاس) اتن میں ایک دوسری بی بی (حضرت حفصہؓ) نے آپ کو ایک پیالہ بھیجا کہ انیکا پہلی بی بی نے (حفصہ
 سے) جو پیالہ لایا تھا اسکے ہاتھ پر بار اچھا کر گیا اور ٹوٹ گیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ٹکڑوں کو پیالہ
 کے اٹایا اور دونوں کو جوڑا اور کھانا اودھا کر اس میں کھتے تھے اور فرماتے تھے تمہارا رومان کو رشک ہو اگر میری کھانے
 طیار ہونے سے پہلے اس بی بی نے کیوں کھانا بھیج دیا اب آپ ہی کھانا کھا لیں گے اور میرا کھانا بیکار جاویگا کھانا کھا کر
 یہ اپنے ان صحابہ سے فرمایا جو ہوت آپ کے پاس حاضر تھے (پہر پہلی بی بی (جنہوں نے پیالہ توڑا تھا) اپنے گھر سے ایک
 پیالہ لائیں آپ نے ثابت پیالہ اس شخص کو دیدیا جو کھانا لیکر آیا تھا (دوسری بی بی حضرت حفصہؓ کے پاس سے) اور ٹوٹا ہوا پیالہ
 اس بی بی کے گھر میں ہونے دیا جس نے پیالہ توڑا تھا (یعنی حضرت عائشہؓ کے گھر میں) **باب الرَّجُلُ يَصْنَعُ خَشْبَةً**
عَلَى جِدَارِهِ حَارِمًا لِنَفْسِهِ مِمَّا يَكُونُ فِي الدِّوَارِ مِنْ لُكْطَانٍ كَا تُرْسٍ تَوَكَّيَا هِيَ عَجَبٌ اِيْ هَذِيْةٌ يَكْبُغُ بِهَا النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدَهُمْ جَارَهُ أَنْ يَخْبِرَ رَخْصَةً فِي جِدَارِهِ فَمَا يَتَعَفَّلُ أَحَدُهُمْ
 أَبُو هُرَيْرَةَ طَأْطَأُوا رُؤُوسَهُمْ تَكَلَّمَا رَأَوْهُمْ قَالَ مَا لِيْ ذَا كُمْ عَنْهَا مَعْزَيْنَ وَاللَّهِ لَا رَمِيْنَ بِهَا بَلْ كُنَّا نَكْفُرُ
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسکو پہنچاتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آپ نے فرمایا حبشہ میں سے
 کسی کا ہمایہ اسکی دیوار پر لکڑیاں کہنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع کرے (علیہ اجازت دیوے کیونکہ اس میں
 کوئی نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے کہ دیوار کی حفاظت ہوگی پانی سے حبشہ اور ہر مکان بن جاویگا حبشہ ابو ہریرہ
 نے لوگوں سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے ہر دن کو جھگایا ابو ہریرہ نے یہ دیکھا کہ کیا کیوں کیا ہوا میں دیکھتا
 ہوں تم احمدیٹ کو سوزہ پیرتے ہو (اسکو سننا نہیں چاہتے) قسم خدا کی میں تو اس حدیث کو تمہارے موند ہوں پر بارون
 گاف یعنی ہر وقت تمکو سناؤنگا تمہارے موند ہوں کے بیچ میں احمدیٹ کو لکھ کر لگا دوں گا کہ ہر وقت ہر شخص نیکی
 اور تم اسکو چپا نہ سکو بعض رومیوں میں کہنا حکم نون سے ہے یعنی تمہارے ہر طرف احمدیٹ کو پھیلاؤں گا اب اچھا
 ہے علی کا کہ یہ حکم یعنی ہمایہ کو کھڑیاں لگالینے کی اجازت دینا استحبایا ہے یا وجوہا بائضی کے اس میں دو قول ہیں
 اور ابو صفیہ کے نزدیک استحبایا اور امام احمد اور الحیث کے نزدیک وجوہا ہے اور یہی صحیح ہے **عَنْ عِكْرَمَةَ**
بْنِ سَلَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَحَدَ بَنِي مُضَيْزَةَ اعْتَقَ أَحَدَهُمَا أَنْ يَخْبِرَ رَخْصَةً فِي جِدَارِهِ فَاذْبَلُ مُحَمَّدُ بْنُ يُونَيْدٍ

فَقَالُوا شَهِدْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْبَغُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْفِرَ خَشْبَةً فُجَّارَهُ وَقَالَ يَا أَخِي إِنَّكَ مَقْضُوكٌ
لَكَ عَلَيْكَ فَقَدْ حَكَمْتُ نَاجِلُ أَسْطُوَاتَادُونَ حَاطِي أَوْ جَدَارِي فَأَجْعَلْ عَلَيْكَ خَشْبَكَ
ترجمہ عکرمہ بن سلمہ سے روایت ہوئی بغیر کے دو بانیوں میں سے ایک بھائی نے یہ شرط لگائی کہ اگر میری دیوار
میں تو ٹوٹیاں لگا دو تو میرا غلام آزاد ہے پھر مجھ بن یزید اور انصار کے بہت آدمی آئے اور کہنے لگے ہم کو اسی دیتے
ہیں کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنی مہاس کو منع نہ کرے اسکی دیوار میں لکڑی گاڑے یہ سنکر
وہ بھائی (جس نے شرط لگائی تھی) اور مگر بھائی کو بولنے سے موافق شرع کا فیصلہ نکالا لیکن میں نے قسم کھائی کہ اگر تو
میری دیوار میں لکڑیاں لگا دے تو میرا غلام آزاد ہے (اسی لئے تو ایک ستون کھڑا کر کے میری دیوار کے برابر اوپر سپر کوئی
رکھ دے) تاکہ میرا کلمہ نکلیا دے اور میرا نقصان نہ ہو ورنہ میرا غلام آزاد ہو جاوے گا) **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْفِرَ خَشْبَةً عَلَى جَدَارِهِ ابن عباس سے روایت ہے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے مہاس کو نہ روکے اپنی دیوار میں لکڑیاں گاڑنے سے **وَبَابُ** رَاذَا
نَشَاجِرُ رَاذَا قَدْ رَاظِرِي اگر لوگ جبکہ اگرین مٹر کیلئے رہتی کے مقدار میں **عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ**
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا الظِّلَّ ثَلَاثِينَ سَبْعَةً اذریج ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا رہتہ سات ہاتھ کموف یہ وہاں ہے جہاں ایک نین میں کئی لوگ رہتے ہوں اور رہتہ کی مقدار
پہلے سے معلوم نہ ہو اب اس میں جبکہ اگرین تو سات ہاتھ کے موافق راہ چھوڑ دینا چاہیے لیکن جو رہتہ پہلے سے ہو چکے
ہیں اور انکے مقدار معلوم ہے ان میں کسی کو بکھڑ کرنے کا مثلاً عمارت بنانی کا اور رہتہ کی زمین تنگ کر دینے کا
اختیار نہیں ہے اور سات ہاتھ کا رہتہ ضرورت کے لیے کافی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہر طرف آدمی کوٹھے
اونٹ راہ میں چلتے انکے لیے یہ مقدار کافی ہے سہار زمانہ میں بھی جب گڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہیں چپے رہتہ
کے لیے جس میں مرد اور عورت نہ ہو یہ مقدار کافی ہے لیکن بڑے رہتہ یعنی شائع عام کے لیے جہاں عورت بہت ہو
اور گڑیاں اور بگھیاں بہت چلتی ہوں اگر یہ مقدار کافی نہ ہو تو حاکم کو اختیار ہے جتنا رہتہ ضرور معلوم ہو مقدار معین
کر دے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اُخْتَلَفَ فِي الظِّلِّ ثَلَاثِينَ سَبْعَةً**
اذریج ابن عباس سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم رہتی میں اختلاف کرو تو اسکو سات
ہاتھ کا کر دو **وَبَابُ** مَنْ نَبِيٍّ فِي حَقِّهِ مَا يَصُحُّ جَارَهُ كَوَيْ تَحْطُّ لِبْنِ مَلِكٍ مِّنْ أَسْيَا كَامِ كَرَسِ جَوَاكِ مَهَارِ الْفَضَا
ہو بچانا ہو مثلاً مہاس کے مکان کی طرف ایک یا دو بیچ بار و شندان کو لے یا پرنا لے یا مہری نکالے یا ایک بڑا

سنن ابن ماجہ میں سب سے پہلے کہ اگر مہاسی کو اس سے نقصان ہوتا ہو تو یہ صرف درست نہ ہوگا در نہ درست ہے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ لِأَخِيهِ دَاخِرٍ أَرْعَابَهُ بِنِصَابِهِ** روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ کسی کو نقصان پہنچانا جائز نہیں (خواہ ابتدا ہو یا پچھلے یا مقابلے کے طور پر) **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا خَيْرَ دَاخِرٍ أَرْعَابَهُ بِنِصَابِهِ** ہی روایت ہوئی **عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَارَّ أَخَاهُ اللَّهُ بِهِ وَمَنْ شَاتَى شَقِيًّا** اللہ علیہ وسلم سے روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو نقصان پہنچا دے گا اور جو شخص کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سختی کرے گا **بَابُ الرَّجُلَانِ يَدْعِيَانِ فِي خُصْمٍ دَوَامِيٍّ أَيْ جَوْنِيٍّ كَادِمِيٍّ** کرین **عَنْ عُمَرَ بْنِ جَارِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ قَوْمًا اخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُصْمٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فَبَعَثَ حَدِيثَهُ يَفْقَهُ بَيْنَهُمْ فَقَضَى لِلَّذِينَ يَلِيهِمْ الْقَطْعَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ فَقَالَ أَصَبْتَ أَحْسَنْتَ** نرمان بن جاریج اپنے باپ سے روایت کی کہ کچھ لوگوں نے جنگ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک جونیٹری میں (جس کو نکل سے بناتے ہیں یعنی سر کی سے) اپنے خلیفہ بن بیان کو بھیجا ان کا فیصلہ کرنے کے لیے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جونیٹرا ان کا ہے جن کے نزدیک رہی ہے جس سے وہ جونیٹرا باندھا جاتا ہے جب وہ لوٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس تو آپ نے بیان کیا آپ نے فرمایا تو نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا **ف** اہدیت کا اسناد ضعیف ہے دشم رادی متروک ہے خلیفہ نے ظاہر قرینہ پر فیصلہ کیا اسی بنا پر علمائے کما ہے کہ اگر دیوار میں نزاع ہو تو جسکی کڑیاں اس پر لگی ہوں اسکی دیوار سمجھی دے گی یہی ہے کہ گواہ یا اور کوئی دستاویز نہ ہو اور دونوں کی لکڑیاں کسی ہوں تو مشترک سمجھی جاوے گی **بَابُ مَنْ اشْتَرَطَ الْخُلَاصَ حِينَ يَشْرطُ لَكَائِيٍّ غُلَاصَ كَيْ عَنِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا بَيْعَ الْبَيْعِ مِنْ رَجُلَيْنِ فَالْبَيْعُ لِلْأَوَّلِ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ إِبْطَالُ الْخُلَاصِ** سمرہ و روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مال بیجا جاوے دو شخصوں کے ہاتھ تو جس نے پہلے خریدا اسکو ملے گا ابوالولید نے کہا جو رادی ہے اہدیت کا کہ اہدیت ہی غلاص کی شرط باطل ہوتی ہے **ف** یعنی اگر دوسرے خریدار نے اپنے بائع سے بشرط لکائی تھے کہ جس طرح تھے ہو سکیے مال چھڑا کر مجھ کو دے تا تو یہ بشرط مفید نہ ہوگی اور بائع اس کے چھڑنے پہلے خریدار سے مجبور نہ کیا جاوے گا اور صورت سلسلہ کی یہ ہے کہ مثلاً ایک گھوڑا تازید کا تو زید نے اسکو عمر کے ہاتھ بیجا اس کے بعد زید کے وکیل نے اسکو بکر کے ہاتھ بیجا اور بکر نے وکیل سے بشرط کی کہ اس گھوڑے کو چھڑا کر میرے حوالہ کرنا مہارے ذمہ ہے اس نے قبول کیا جب یہی وہ گھوڑا عمر وہی کو

ایک گائیو کہ اس کی بیع اول تھی اور بکری بیع دوبارہ صحیح نہیں ہے **باب القضاء بالقرعة** قرعہ الکر فیصلہ کرنا عن
 عثمان بن حصین ان رجلاً کان له سبعة مملو کین لکس له مال خیرهم فاعطفهم عند موتہ فخرهم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعترفوا بکین وارتق اربعة عمران بن حصین سے روایت ہو ایک شخص کے چوتھے
 غلام تھے اس کے پاس اور کچھ مال تھا اور اس نے مرتے وقت اُن سبھوں کو آزاد کر دیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں
 قرعہ ڈال کر دو دو کے تین حصے کر کے (جن پر قرعہ نکلا) آزاد ہوئے اور چار بدستور غلام رہے
 جب آدمی بیمار ہو تو اسکو چاہیے کہ وارثوں کا خیال کہے اور کل مال اپنا تقسیم کرے اگر ایسا ہی ضرور ہو تو نہائی مال تک
 احد کی راہ میں دیوے اور دو تہائی وارثوں کے لیے چھوڑ دیوے اگر کل مال کے تصدق کی وہ وصیت کرے تو وصیت
 نہائی مال میں نافذ ہوگی ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا دو غلاموں کو قرعہ ڈال کر آزاد کرایا اور قرعہ ہوا
 ڈالاکہ وہ جگر اند کرین اور چار بدستور غلام رہے وہ وارثوں کے ملک میں آئے دوسری روایت میں کہ حضرت نے اس شخص کے
 حق میں سخت کلمہ کہائیے اسکو برا فرمایا کہ اس نے وارثوں کا خیال نہیں رکھا **عن ابی ہریرۃ ان رجلاً نکدا ریا**
فی بیع لکس لواحید بیکہما بیکہما فامرہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتہما علی الیمین احباً لذلک
اکم کوہما ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہو دو شخصوں نے جگر کیا ایک بیع میں (ایک بولاسینے اسکو خرید دوسرا بولا میں نے)
 اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے اپنے ان دونوں کو حکم دیا کہ قرعہ ڈالیں اور جس کا نام قرعہ میں نکلے وہ قسم کھا کر اس جگر کو سب سے
 راضی ہوں اس حکم سے یا ناراض ہوں **عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا سافر اشرع یمین**
یتساکم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو قرعہ ڈالتے
 اپنی بی بیوں پر اور جب کا نام قرعہ میں نکلتا اس بی بی کو اپنے ساتھ سفر میں لیا جاتے **عن زید بن ارقم قال ان**
عن بنی ابی طالب وهو بالیمین فی ثلاثۃ وقتوا علی امراة فی ظہر واحد فسأل اثنین فقالا تقران
لہذا ابالو کد فقالا لا کثمر سأل اثنین فقالا تقران لہذا ابالو کد فقالا لا فجعلا کما سأل اثنین اتقران
لہذا ابالو کد قال لا فافرح بیکہم والحق الولد بالذی اصابتہ القرعة وجعل علیہ تلک الذیہ فذکر
ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فضحک حتی بدت نواجذہ زید بن ارقم سے روایت ہو حضرت علی مرتضیٰ کے
 سامنے میں میں ایک مقدمہ آیا تین شخصوں نے ایک عورت سے صحبت کی تھی ایک طہر میں رہا اس عورت کو حمل رہا اور لڑکا پیدا
 ہوا اور تینوں نے اس لڑکے کا دعویٰ کیا حضرت علی نے پہلے دو شخصوں سے پوچھا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے نہیں
 نے کہا نہیں پہر دو کو الگ کیا اور ان سے پوچھا تم اقرار کرتے ہو کہ یہ لڑکا تیسرے کا ہے انہوں نے کہا نہیں اس طرح جب

دوسرے چہنچہ کہ تم اس لڑکے کو تیسرے کا کہتے ہو تو وہ انکار کرتے آخر انہوں نے قرعہ ڈالا ان سب پر اور جس کے نام قرعہ نکلا
 لڑکا اسی کا ٹھہرایا اور دو تہائی دیت کی سہولت کی اس فیصلے کا ذکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا اب ہنس رہا تھا کہ
 کہ آپ کے اندر کے دہشت منور ہو ف ہنسی کی یہ وجہ تھی کہ یہ فیصلہ عجیب طور کا تھا اور دو تہائی دیت کی اس سے اس لیے
 دلوائی کہ بموجب دعویٰ کے اس لڑکے میں تینوں شریکتے اب قرعہ جگڑا اس طرح کر نیکی یہ کیا نہ نسبت کر نیکی ہو تو اس
 شخص کو بچہ کی دو تہائی کا بدلہ دوسرے دو عیداروں کو دینا پڑا۔ اور یہ حضرت علیؓ کے تھے لیکن ابو داؤد نے عمر بن عبد العزیز سے
 لکھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں یہ حکم فرمایا کہ وہ بچہ اپنی ماں کے پاس ہیگا اور کسی ہو سکا نسبت
 نہ ہو گا نہ وہ کسی مرد کا ان دو عیداروں میں سہو دارت ہو گا یا ف القیافۃ قیافہ کا بیان ف قیافہ یہ ہے کہ عیضا
 کی مناسبت کا علم جو باپ اور سکی اولاد میں ہوتی ہے اور قیافہ کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں اور کوئی ثبوت نہ ہو
 جیسے ایک لونڈی دو شخصوں میں مشترک ہو پھر اسکا بچہ پیدا ہو اور دونوں شریک اس بچہ کا دعویٰ کریں تو قیافہ کے
 ردی بچہ ایک کو دلادیں گے اور وہ دوسرے کو لونڈی کے آدمی قیمت دیکر کل لونڈی اپنی کرے گا یہ امام شافعی کا قول
 ہے اور حنفیہ کے نزدیک قیافہ کوئی شرعی حجت نہیں ہے اور اس سے نسب ثابت نہیں ہو سکتا لیکن وہ قرینہ ہے جو
 دوسرے ثبوت کے ساتھ مدد دیتا ہے عَنْ عَالِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مَسْرُوقًا
 وَهُوَ يَقُولُ يَا عَالِشَةُ أَلَمْ تَرَى أَنِّي مُجْتَرَدٌ دَخَلْتُ عَلَى نَدَائِي أَسَامَةَ وَزَيْدًا عَلَيْهِمَا فُطِيفَةٌ قَدْ عَطِيَا
 رُؤُوسَهُمَا وَقَدْ بَدَلْتُ أَقْدَامَهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامُ بَعْضُهَا مِثْلُ بَعْضِ امِّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتِ عَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهَا سے روایت ہو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس خوش خوش تشریف لائے اور فرماتے تھے اے
 عالشہ تو نے نہیں دیکھا کہ مجھ پر بچی (ایک قیافہ کا جاننے والا تھا) میرے پاس آیا اس نے اسامہ اور زید بن حارثہ کو
 دیکھا انہوں نے اپنے سر چھپائے تھے ایک چادر سر اور ان کے پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے
 سے ملتے ہیں ف حضرت زید بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتنے گوئے رنگ کر آدمی تھے انکی بیٹی اساتہ
 سانو رنگ کی تھی منافقون نے یہ طوفان جوڑا کہ اسامہ زید کے بیٹے نہیں ہیں اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کو کمال رنج تھا جب قیافہ شناس نے دونوں کے پاؤں دیکھ کر ایک طرح کے ثبوتے تو یقین ہوا کہ اسامہ زید ہی کے
 بیٹے ہیں چہنچہ سچو ہی اسکا یقین تھا مگر قیافہ شناس کے کہنے سے اور زیادہ یقین ہوا منافقون کا سونہ کا لاہوا
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی حاصل ہوئی عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قُرَيْشًا أَتَوْا امْرَأَةً كَاهِنَةً فَقَالُوا لَهَا أَخْبِرِينَا
 أَشْبَهَنَا أَمْ لَا بِصَاحِبِ الْمَقَامِ فَقَالَتْ إِنَّ لَكُمْ جُودًا ثُمَّ كَسَتْ عَلَى هَذِهِ السَّكَّةِ ثُمَّ مَسَّتْ عَلَيْهِمَا أَثْبَاتًا ثُمَّ

تَاكُلُ حُجْرًا كَيْسَاءَ ثُمَّ سَمِعَ النَّاسَ عَلَيْهِمْ هَافًا فَاصْبَرَتْ اَنْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ هَذَا اَمْرٌ كَبِيرٌ
 اَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ مَّا كُنْتُمْ اَعْبَدُوْا ذٰلِكَ عَشْرِيْنَ سَنَةً اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
 ابن عباس سے روایت ہے قریش کے لوگ ایک کاہنہ رنجوی عورت کے پاس گئے کہ اس کو بتلاؤ کہ کون کون
 زیادہ مشابہ ہے مقام ابراہیم کے صاحب کے ساتھ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ بولی اگر تم ایک کسلی
 لیکر اسکو کمینچوزم زمین پر پھراؤ سپر چلو (پاؤں سے) تو میں تم کو بتلاؤں گی۔ ابن عباس نے کہا اونہوں نے کسلی کو
 پھرایا زمین پر اس کو بغرض نبی کے زمین کے نشان (ثبوت جاوین) پر لوگ اس پر چلے عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاؤں کا نشان دیکھا اور بولی یہ شخص تم سب میں زیادہ مشابہ ہے حضرت ابراہیم سے اسکو بعد لوگ بیس برس تک
 بیٹھے رہے یا قنبا اللہ جابا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی وہ
 کی حدیث میں بھی ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے زیادہ مشابہ تمہارے صاحب ہیں اپنے اپنے
 تین فرمایا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی اولاد میں تھو اور آپ کی شریعت کو دوبارہ چلانے والے تھو
 حکمران بننے بگاڑ ڈالنا پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشابہ بھی حضرت ابراہیم کے پیدا کیا تھا دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم سے
 تعالیٰ کے خلیل ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب تھے خلیل اور حبیب دونوں ایک ہی صورت اور سیرت پر پیدا ہوئی علیہما
 الصلوٰۃ والسلام **باب رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ اَبُو كَيْبَرٍ** کچھ کو اختیار دینا کہ مناسب ہیں جو جسکے پاس رہنا چاہے رہے
 عَنْ اَبُو كَيْبَرٍ رَوَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبِيْهٖ وَآلِيْهٖ وَقَالَ يَا عَلَّامُ هٰذَا اَنْتَ وَ
 هٰذَا اَبُوكَ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا ایک لڑکے کو کہ اپنے باب
 پاس رہے یا مان کے پاس اور فرمایا اسے لڑکے یہ تیرا باب ہے اور یہ تیری مان ہے **ف** یہ امام شافعی کا مذہب ہے
 اور حنفیہ کے نزدیک جب تک لڑکا اپنے آپ کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور سنبھالنے کے لائق نہ ہو جاوے اس
 وقت تک مان پاس ہے اور اس کے بعد باب پاس حضرات نوسات برس کی عمر کا انداز گیا ہے اکیلے اور سپر فتویٰ
 ہے حنفیہ کے نزدیک عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ عَرَبَةَ جَدِّهٖ اَنَّ اَبُو كَيْبَرٍ اخْتَصَمَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا كَاْفَرٌ وَالاٰخَرُ مُسْلِمٌ فَخَيَّرَهُ فَتَوَجَّهَ اِلَى الْكَافِرِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِيْ تَوَجَّهَ اِلَى الْمُسْلِمِ فَقَفَا
 لَكَ بِرَبِّ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سَلَمَةَ رُوِيَ عَنْ اَبِيْهِ بَابُ رُوِيَ عَنْ اَبِيْهِ بَابُ رُوِيَ عَنْ اَبِيْهِ بَابُ رُوِيَ عَنْ اَبِيْهِ بَابُ رُوِيَ عَنْ اَبِيْهِ بَابُ رُوِيَ عَنْ اَبِيْهِ
 کیا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے ایک کا فر تھا اور ایک مسلمان ہو گیا تھا تو انہوں نے توضیح کی کا فر کی طرف
 (یعنی اسکے پاس جابا جابا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا اللہ اسکو ہدایت کر مگر وہ مسلمان کی طرف گئے آپ نے انہی

کے پاس نہ کا حکم دیا **باب الصلح** صلح کا بیان عمن کثیر بن عبد اللہ بن عمر بن عفوف عن ابیہ عن
حدیث قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اقلصلح جائز بین المسلمین الا صلحا حرم حلالا
او احل حراما عمرو بن عفوف سے روایت ہو میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے صلح جائز
ہے مسلمانوں میں مگر جس صلح سے طلال کو حرام کیا جاوے یا حرام کو طلال کیا جائے یعنی خلاف شرع صلح جائز نہیں ہے
جس میں شرع کی مخالفت نہ ہو وہ صلح ہر طرح سے جائز ہے احمد بن حنبل کے ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور ابن حبان نے یہی
نقل کیا لیکن اسکی سند میں کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے اور ترمذی نے اسکو صحیح کہا لیکن ابوالکامل صواب نہیں کہ حافظ
ابن حجر نے کہا کہ شاید ترمذی نے اسکو اس اعتبار سے صحیح کہا کہ اس کے اور طریق ہیں کیونکہ ابو داؤد اور حاکم نے اس
کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا حاکم نے کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور ترمذی
نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے اسکو انس سے ہی نکالا اور حضرت عائشہ سے اور دارقطنی نے ہی (روضہ) **باب**
الحجر علی سنن یغنی مالک الحجر غرض ایضا تلف کرنا ہو تو اسپر حجر کرنا درست ہے عمن النبی بن مالک ان رجلا کان
فی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عقد یتزوج وکان یباع واران اھله اتوا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا یا رسول اللہ انھو علی البیع فقال اذا بائعت فقلھا ولا اخلا لآبائک ان بن مالک سے روایت ہو ایک
شخص تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکی عقل میں فتور تھا وہ خرید و فروخت کیا کرتا رہتا اور لوگ اسکو
ٹانگ لیتے آخر اسکے لوگ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ سپر حجر کر دیجیے
(حجر کے معنی روکا اور میان مراد یہ ہے کہ حکم دیدیجیے اسکے ہاتھ کوئی نیچے نہ اس سے خریدے نہ اور کوئی معاملہ کرے
اور جو معاملہ یہ خود کرے وہ باطل سمجھا جاویں) ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بلا بھیجا اور خرید و فروخت
سے اسکو منع کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خرید و فروخت نہ کروں آپ نے فرمایا اچھا تو
حب خرید و فروخت کر کر تو یہ کہ دو گیارہ فریب نہیں ہے یعنی مجھ کو دو ہزار ست و اگر فریب ثابت ہوگا تو معاملہ
منع کرنے کا مجھ کو اختیار ہوگا دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تمھو کو اختیار ہے تین دن تک اسکو طرانی
اور بیہقی نے نکالا عمن محمد بن یحییٰ بن حبان قال هو جدی سفیان بن عیینہ وکان رجلا قد اصحابہ
امتہ فی راسہ فلکسر لسانہ وکان لا یطعم علی ذلک التجارۃ وکان لا یزال یغنی ما فی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فذلک لہ فقال لہ اذا بائعت فقل لا خلا لآبائک ثم انت فی کل سلعة ابتعتها

بِالْخِيَارِ ثَلَاثٌ لِّكَالٍ فَإِنْ نَضَيْتَ فَاْمُرْكَ وَإِنْ سَخَطْتَ فَاَرُدُّهَا عَلَيَّ حَاجِبًا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ حَبَانٍ يَرْوِيهِ
ہے سکر واد اسنفذ بن عمرو کے سر میں ایک خم ہوا تھا تو زبان اٹکی مگر گئی تھی اور عقل بھی خراب گئی تھی اُسپر بھی وہ سوداگری
نہیں کرتے تھے اور وہ شیعہ بھی تھے اور وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور اپنا حال بیان کیا آپ نے فرمایا جب تو بچہ
تو یوں کہہ فریسی نہیں ہے اور جس باب کو تو خریدی تو تین را تون تک تجھے کو اختیار ہے (لوگوں کو مصلح لے لے)
اگر ارضی ہو کر کہہ اور اگر اراض ہو تو پیر دے اسکو مالک کو ف پس یہ اختیار خاص کر کے آپ نے سنقد کو دیا تھا اگر کسی
کے عقل میں فتور ہو تو حاکم اسکو ایسا اختیار دی سکتا ہے اور ابلجہ دیت کہ تو ایک سرف اور بیوقوف پر حجر کرنا جائز ہے
اور شامی نے مسند میں اور بیہقی نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ علی نے عبداللہ بن جعفر پر حجر کرنا جایا اور اکثر اہل علم اسطیغ
کے ہیں (روضہ مختصر) **بَابُ تَقْلِيْسِ الْمُعْتَدِمِ وَالْبَيْعِ عَلَيْهِ لِفُرْمَانِهِ** جس کے پاس مال نہ رہے اور فطرس
جاوے اسکا بیان عن ابی سعید الخدری قال اُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي رِبَا اَبَا عَمَّاءَ فَكَتَرَدِيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ قَوْلًا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ
فَلَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ وَفَاتَ دِيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُنْ دَا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذَالِكَ
یعنی اُلممّا ابوسعید خدری یرویت ہوا ایک شخص کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نقصان ہوا اس سے وہ بچہ
اس نے سول لیا تھا اور بہت قرضدار ہو گیا آپ نے فرمایا سب لوگ اسکو صدقہ دیں لوگوں نے اسکو صدقہ دیا جب بھی اسکا
قرض ادا نہیں ہوا آخر آپ نے اسے قرضخواہوں سے فرمایا پس جو تم کو مل گیا وہ لے لو اور اب کچھ نہیں ملیگا ف کیونکہ
اب فطرس ہو گیا تو قرضخواہوں کو اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا کہ اس کے پاس جو مال ہو وہ لے لیں مگر مکان رہنے کا
اور ضروری کپڑا اور سردی کا کپڑا اور سردی کے موافق خوراک اسکی اور اسکے گھر والوں کی یہ چیزیں قرضہ میں نہیں
لی جاوئیں (روضہ) **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ مِّنْ
عُثْمَانِيَّةٍ ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مُعَاذُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَعَنِي بِمَا لِي ثُمَّ اسْتَعْمَلَنِي**
جابر بن عبد اللہ سے روایت ہوا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کا چیمبا چھڑا یا قرضخواہوں سے پھر اسکو حاکم
کیا یمن کا معاون لے کما دیکھو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مال سے مجھے کو چھڑا یا قرضخواہوں سے پھر مجھے کو حاکم
بنایا ف وار قطنی اور بیہقی اور حاکم نے کعب بن مالک سے نکالا اور کہا صحیح ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر
کیا معاذ پر ان کا مال اور اسکو بیچا قرض میں جو اپنے تھا اور سعید بن منصور اور ابوداؤد اور عبد الرزاق نے عبد الرحمان بن
کعب بن مالک سے اسکو مسلمان نکالا اور کہا کہ معاذ سخی اور جو ان آدمی تھے کسی چیز کو اپنے پاس نہ روکتے اور ہمیشہ قرض

دار رہتے ہیں تاکہ ان کا سارا مال قرض میں غرق ہو گیا پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ انکے قرض خواہوں کو سمجھا دیں اگر قرض خواہ اپنا قرضہ معاف کرتے تو معاذ کو معاف کر دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سو لیکن آنحضرت قرضہ معاذ کا مال بچا لیتا تاکہ معاذ کو ہرگز نہ ہو اور انکے پاس کوئی چیز نہیں ہی عبدالحق نے روایت کیا کہ مرسل روایت زیادہ صحیح ہے اور ابن اطلع نے احکام میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہو اور اس سے یہ نکلنا ہے کہ قرض خواہ قرضہ کا سارا مال اپنے قرض میں بکوا سکتے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہوا کہ قرض خواہوں نے معاذ کو پینے کے کپڑے ہی لے لیے جو انکے بدن پر تھے یا ان کو مکان سے بھی انکو نکال دیا یا ضروری خود اک ہی انکی اور انکے گھر والوں کی لے لی سیوا اگر ائمہ حدیث فوان چیزوں کو مستثنیٰ کیا انجاح میں ہے کہ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو یہ حکم کیا کہ ان کی مفلسی اور فقری رفع ہو تو رعایت کی انکے حال کی لیکن حقوق الناس میں انکی رعایت نہیں کی

باب سن دحب متاعہ بعینہ عند رجل قد افلس ایک شخص مفلس ہو گیا اور کسینے اپنا مال بچنے اسکے پاس پایا عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دحب متاعہ بعینہ عند رجل قد افلس لم یؤخر حقہ من غیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بچنے اپنا مال مفلس

پاس لیا تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہو اور وہ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما رجل باع سیلۃ فادرك سیلۃ بعینہا عند رجل قد افلس ولم یکن قبض من ثمنہا شیئاً فی کہ دایں کان قبض من ثمنہا شیئاً فهو اسوۃ للفرس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کچھ اسباب ایک شخص کے ہاتھ بیچا پھر اس سباب کو بچنے بائع نے مشتری کے پاس پایا جب مشتری مفلس ہو گیا تا اور بائع نے اس سباب کی قیمت میں سے کچھ نہیں پایا تو وہ اسباب بائع کو لمبا دے گا اور اگر اسکی قیمت میں سے کچھ پا چکا ہے تو وہ قرض خواہوں کی مثل ہو گا **ف** یعنی اسکو بچیکر سب قرض خواہوں کا قرضہ سرٹکنس کے طے پر اس سے ادا کریں گے بائع کو ہی اپنے حصہ کے موافق ملے گا حدیث سے یہ نکلا کہ اگر مشتری نے اس سباب میں کچھ تصرف کیا ہو یعنی اس حال پر باقی رہا ہو جو جمع کے وقت پر تمام ہی وہ بائع کو نہ دے گا بلکہ اسکو بچ کر سب قرض خواہوں کو حصہ سے دین گے بائع ہی اپنے حصہ کے موافق لے گا عن ابی خلدۃ الذرقی وکان قاضیاً بالمذینۃ قال جئنا ابا ہریرۃ فی صاحب لکنا قد افلس فقال هذا الذرقی قضی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما رجُل مات اذا فلس فصاحب المتاع اخر متاعہ اذا رجک بعینہ ابن طلحہ زرقی سے روایت ہو وہ قاضی تھے مدینہ من النہون نے کہا ہم ابو ہریرہ کے پاس آئے ایک اپنی ساتھی کے باپ میں جو مفلس ہو گیا تھا ابو ہریرہ نے کہا

نین عن زید بن خالد الجعفی یقول انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر الشیخ من
 اذی شہادۃ قتل ان یسألکما زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہتر گواہ وہ ہے جو
 پرچنے سے پہلے گواہی دیوے اور وہی حالت ہے جب ایک مسلمان کا حق ڈوبتا ہو گواہ نہ ہونے سے یا اس کا نقصان
 ہوتا ہو مال یا جان کا تو ایسی حالت میں بغیر اسکے طلب کے جو قاضی کے پاس جا کر گواہی دینا چاہیے اور یہ مستثنیٰ ہے
 اس حدیث سے جو اوپر گزری جیسے ابی بیان ہو چکا **باب** لا شہادۃ علی الذین یقرضون پر گواہ کرنا عن
 ابن سعید الخدری قال تلاہنہ الایۃ یا ایہا الذین امنوا اذا تدانیتکم یدین الی اجل مسمی حتی
 یبلغ فان امن بعتکم بعضا فقال ہذا ما قبلكما ابو سعید خدری نے یہ آیت پڑھی اے ایمان والو جب تم قرض
 کا معاملہ کرو ایک مہینہ تک تو اسکو لکھ لو اور آگے جا کر یہ کہ اس پر گواہ کر لو واپس مروں یا ایک مرد اور دو عورتوں
 کو اور کہا ابو سعید نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے فان امن بعضکم بعضا یعنی اگر تم میں سے کسی کو دوسرے کا اعتبار
 ہو تو جو امانت اسکو دیجادے وہ ادا کرے اور بعض علمائے کہا کہ اگلی آیت منسوخ نہیں ہے اس لیے کہ وہ
 حکم استحباباً تھا نہ وجوباً اور تب یہی ہے کہ جب قرض لیا جاوے تو اسکو لکھیں اور گواہ کر لیں کیونکہ زندگی کا اعتبار
 نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ ذین یدینوں مرد و عورتوں کے درمیان میں جھگڑا ہو یا یدینوں کے ذمہ قرض نہ جاوے اسکو
 وارث ادا کریں تو عاقبت کا مواخذہ رہے **باب** من لا یجوز شہادۃ جبکہ گواہی جائز نہیں ہے عن
 عمر بن شعیب عن ابیہ عن جده قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجوز شہادۃ خاثرین ولا
 خائنین ولا محذوف فی الاسلام ولا ذی عثر علی اخیر عبد ابن عمر بن عباس سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا خاثر (جو راہ کی گواہی جائز نہیں ہے مرد و عورت اور جہک اسلام کی حالت میں حد پڑی ہو اور
 نہ عداوت رکھنے والے کی اپنے بہائی پر ف جس سے وہ کینہ رکھتا ہو البتہ اگر اسکے فائدے کو لیے گواہی دیوے
 تو قبول ہوگی جیسا کہ منقہ معلوم ہوا الحدیث کہ نزدیک شہادت اس شخص کی جو عادل نہ ہو مقبول نہیں ہے اس لیے
 کہ قرآن میں ہے واستہدوا ذوی عدل منکم اور مجرب ہے کہ اجماع ہے فاسق کی شہادت قبول نہ ہونے پر غرض یہ کہ
 شہادت میں ضرور ہے کہ شاہد مسلمان ہو آزاد ہو مکلف ہو یعنی عاقل بالغ ہو عادل ہو صاحب مروت ہو متم نہ ہو
 اکثر کا یہی قول ہے اور شافعی نے کہا کہ ذی کافر کی شہادت مطلقاً مقبول نہیں ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ آپس میں
 دنیوں کی انکی شہادت ایک دوسرے پر درست ہے اس طرح اگر کون کی شہادت مقبول نہیں ہے مگر امام مالک نے کہا کہ جب
 لڑکے ایک دوسرے کو زحمتی کریں تو انکی شہادت لی جاوے گی ابن زبیر سے ایسا ہی منقول ہے لیکن ابن عباس سے اس کے

خلافت منقول ہے اور عادل کے یہ معنی ہیں کہ کبار سے بچتا ہو اور صغائر پر اصرار نہ کرتا ہو اور مروت سے پر اور ہے کہ صاحب حیا
 اور ادب ہو تو ایسے کام کرتا ہو جن سے لوگ حیا کرتے ہیں تو اسکی شہادت مقبول نہ ہوگی اور اسحدیث کو احمد اور ابو داؤد اور
 بیہقی نے ہی نکالا ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو کہ میں پتا ہوا اسکی شہادت گمراہوں کے فائدے کے لیے جائز
 نہیں ہے اور ترمذی اور دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی نکالا اس میں یہ ہے کہ و
 لا ظننہ ولا قرابتہ یعنی متہم اور قرابت والو کی بھی شہادت درست نہیں ہو لیکن اسکے اسناد میں یزید بن زیاد دمشقی
 ضعیف ہو اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عمر سے ایسا ہی نکالا اسکے اسناد میں عبداللہ علی اور سکا شیخ یحییٰ بن سعید
 فارسی دونوں ضعیف ہیں اور ابو داؤد نے اسرائیل بن طلحہ بن عبد اللہ سے نکالا مرفوعاً کہ دشمن اور متہم کی شہادت جائز
 نہیں ہے اور بیہقی نے اسکو اس طرح نہ نکالا کہ ذی الظنہ یعنی متہم اور ذی الخیثہ یعنی دشمن کی شہادت درست
 نہیں ہے اور حاکم نے اسکو متصل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکالا لیکن حافظ نے کہا اسکے اسناد میں اعتراض
 ہے اور غلام کی شہادت اپنی سیکے لیے اسطرح باپ کی بیٹے کے لیے اور بیٹے کی باپ کے لیے یہ بھی جائز نہیں ہے
 اسطرح ہر اس شاہد کی جسکو شہادت سے کچھ نفع ہوتا ہو مثلاً شفع ایک گہرے خرید ہو نیکی گواہی دیوے یا مفلس کا
 دائن اسکے دین کی دوسرے شخص پر گواہی دیوے اور بہائی کی شہادت بہائی کے لیے اسطرح اور اقارب کی مقبول
 ہے اور نوہر اور زوج کی شہادت میں اختلاف ہو ابو حنیفہ نے اسکو جائز نہیں کہا اور شافعی نے جائز رکھا اور حسیب حد
 قذاف ٹپا ہو اسکی شہادت بھی جائز نہیں ہے اور بعضوں نے کہا جب وہ توبہ کر لے اور نیک ہو جاوے تو اسکی
 گواہی مقبول ہوگی (روضہ مختصر) **عَنْ** اَبِي هُرَيْرَةَ **اَنَّ** رَسُوْلَ اللّٰهِ **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** يَقُوْلُ لَا
 تَجُوْزُ شَہَادَةُ بَدُوٍّ عَلٰی صَاحِبٍ قَرِیْبٍ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جنگل میں رہنے والے کی شہادت بسبتی والے پر جائز نہیں ہے **ف** اسکو ابو داؤد اور بیہقی نے ہی نکالا سندری نے
 کہا اسکے راویوں سے امام مسلم نے محبت لی اپنی صحیحہ میں اور اسکی وجہ یہ کہ جنگل والے اکثر جاہل اور بے تمیز ہوتے
 ہیں اور شہادت کو اچھی طرح یاد نہیں رکھتے امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور مالک سے بھی یہی منقول
 ہے اور اکثر علما اسکے حجاز کی طرف گئے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث محمول ہے اُحالت پر جب
 جنگل کا رہنے والا معمول العدالت ہو (روضہ) مترجم کہتا ہے سید علامہ نے روضہ میں اس توجیہ کو قوی کیا
 ہے اور میں تو اسے ضعیف کہتا ہوں کیونکہ معمول العدالت کی گواہی مطلقاً مقبول نہیں ہے جنگل کا رہنے والا
 ہو یا بسبتی کا اور صحیح مذہب وہی ہے جو حدیث سر ثابت ہو اگرچہ حنفیہ اور شافعیہ اسکے خلاف ہیں یا بے

نے ہر کافرتی دیا انتہی مختصر سن الروضۃ مترجم کتابہ حنفیہ کا اصول کی سطح ہماری سمجھ میں نہیں آیا باوجود اس کے کہ ہم تیس سال سے انکی فقہ کی کتابیں دیکھتے ہیں تو وہ ایک حدیث ہو جس کا راوی ایک یا دو ہی صحابہ ہوتے ہیں کتابہ پر زیادت کو قائل ہوتے ہیں اور وہ بیگانہ مثنیٰ زور زبردستی ہی حدیث کو مشہور بنا دیتے ہیں جیسے حدیث تھبہ وغیرہ میں کہیں وہ ایسی حدیث کو ذکر کرتے ہیں جس کے راوی میں کچھ صحابہ ہوتے ہیں اور محدثین کے نزدیک وہ مشہور اور صحیح ہوتا ہے لیکن مرغی کی ایک ہی ٹانگ وہ یہی کہی جاتے ہیں کہ کتابہ پر زیادت حدیث کو جائز نہیں ہے کچھ مذہب اور عجیب طریق ہے اب یہ مسئلہ میں ہم الشاہد الواحد کا صحیح اور مشہور حدیث کو ثابت ہوا اور اسکے راوی میں صحابہ سے زائد ہیں اور صحابہ اور تابعین اسکے موافق عمل کرتے چلے آئے ہیں کیا وہ یہ کہ اوس پر عمل نہ کیا جاویں اور کتابہ پر زیادت اس سے جائز نہ ہو حالانکہ زیادت کوئی نسخہ یا مخالف نہیں ہے بلکہ صرف یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات اپنی کتاب میں بیان نہیں کی اُس کے رسول نے اس کو بیان کر دیا جس کا ماننا نہایت ضروری اور لازم ہے اگر ایک راوی ہی کچھ حدیث کا ہو لیکن وہ فقہ ہو اور حدیث صحیح ہو جو اس سے کتابہ پر زیادت ہو سکتی ہے نہ کہ مشہور حدیث ہو جس کے راوی میں صحابہ سے زائد ہوں عرض جو بضع خفیفہ میں انکو سب اب میں حدیث پر چلنا چاہیے اور امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کو چھوڑ دینا چاہیے اور اس مسئلہ پر کیا منحصر ہے جہاں کوئی حدیث صحیح مل گئی اس اب اجتہاد کو چھوڑ کر کہنا چاہیے وہ مجتہد صاحب اپنا جواب آپ دینے لگا جب قیامت میں ان سے پوچھا جاوے گا لیکن ہم کیا جواب دیں گے جب یہ سوال ہوگا کہ صحیح حدیث پر ہم نے عمل کیوں نہیں کیا یہی انصاف کا رستہ ہے اور یہی حق ہے کہ بعض جاہل متعصب کو قبول نہ کرین دواعلیٰ الابلاغ **باب**
شَہَادَةُ الزُّوْرِ جَوْلُوْا ہِیَ کَا بَیَانِ عَنِ خَدِیْجِ بْنِ قَاتِلٍ الْاَسَدِیِّ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم النَّصْبُ لَمَّا اَنْصَرَفَ قَامَ قَامًا فَقَالَ عَدَلْتُ شَہَادَةَ الزُّوْرِ بِاَلِیْشَرَالِیْ بِاللّٰہِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَّمَّا تَلَا ہٰذِہٗ الْاٰیۃَ وَاجْتَنَبُوْا کُلَّ الزُّوْرِ حَتّٰی یَخْرُجَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مَّشْرِیْنَ یَا خَرِیْمُ بْنُ قَاتِلٍ اَسَدِیُّ ہِیَ رَوٰیۃٌ اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صبح کی نماز پڑھی جب مانع ہوئے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا جہول گواہی شُرک بالہ کے برابر ہے۔ یقین باریہ فرمایا (کیوں کہ شُرک ہی ایک جہول گواہی ہے جو مانع نہیں ہے اسکو مانع بنانا اور مانع حقیقی کو چھوڑ دینا) بہرہ یہ آیت پڑھی جو تہنید قول الزور حقا و غیر مشرکین بہ بیضہ جہول بولنہ ہے بچہ سیدی جہول اللہ کے واسطے اسکے ساتھ شُرک است کرو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تَدُوْلٌ کَدَّ سَا شَاہِدُ الزُّوْرِ حَتّٰی یُوْجِبَ اللّٰہُ لَہُ الْاَنْدَارِ ابْنِ عَمْرِو ہِیَ اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جہول گواہ کے باؤں نہیں سر کریں گے (قیامت کے دن) بیان تاکہ اللہ تعالیٰ اسکے لیے دوزخ کو درج کرے **باب شَہَادَةُ اَهْلِ الْکِتَابِ بِعَصَمَتِہُمْ عَلٰی بَعْضِ اَهْلِ کِتَابِ کِی گواہی ایک دوسرے**

بر قبول ہوگی حسن جابر بن عبد اللہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَارَ شَہَادَۃً اَھْلِ الْکِتَابِ بَخْرَمَ عَلٰی بَعْضِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ سُرُویت ہو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر کسی اہل کتاب کی شہادت آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کیونکہ وہ سب کا فرہین اور کفر ایک ہی ملت ہو لیکن کافر کی شہادت مسلمان پر درست نہیں ہے اور نہ کافر کی شہادت سے مسلمان پر کوئی جرم ثابت کر سکتے ہیں نہ اسکو سزا دی سکتے ہیں افسوس ہے کہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے اس میں کسی مجتہد کا خلاف نہیں ہے باوجود اسکے مسلمانوں کی حکومت میں یہ ضد دیکھا گیا ہے کہ کافروں کی گواہی مسلمانوں پر قبول کرشم میں اور مسلمانوں کو انکی گواہی سے سزا دیتے ہیں یہ میری نظر ہے جس سے آخرت میں باز پرس ہوگی اسکے سوا فاسق اور بدعتی اور بے مروت ڈاڑھی منڈے ہر ایک کی گواہی قبول کر لیتے ہیں اور عدالت کا لفظ بالکل نہیں سمجھتے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا ظلم سے بھر گئی ہے جہوٹی مالشیں ہوتی ہیں اور وہ ثابت ہو جاتی ہیں مطلق اس تباہ ہوتی ہے یا اسلام مہدی علیہ السلام کو جلد ہی یہ کہ وہ ایسے ظلموں کی بنچ کئی کریں اور ظالموں کی حکومت چھین لیں آمین اَبُو اَبِیْ اَلْہِصَاتِ اب ہر کہ بیان میں **بَابُ الرَّجُلِ یَحْلُلُ دَکَّۃً اَوْ مِیۃً کَوْ کَوْ دِیۡوے عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِیۡرٍ** قَالَ اَتَطَّلَعُ بِہِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَکَلَّمَہُ وَکَلَّمَہُ فَقَالَ اَشْہَدُ اِنِّیۡ قَدْ تَحَلَّیْتُ النَّعْمَانَ مِنْ سَاوِلَ کَذَا وَکَذَا اَنَّا کُلُّ نَبِیِّکَ تَحَلَّیْتُ مِثْلَ الَّذِیۡ تَحَلَّیْتُ النَّعْمَانَ قَالَ فَاَشْہَدُ عَلٰی ہَذَا اَغِیۡرِیۡ قَالَ اَلْکَلِیۡسَ کَیۡسُرُکَ اَنِّیۡ نَکُونُ ذَاکَ فِی الدِّیۡرِ سَوَ اَنَّا قَالَ بَلٰی قَالَ فَلَا اِذًا اَنَّمَانِ بْنِ شَبِیۡرٍ سے روایت ہو ان کے باب انکوا تھضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا آپ گواہ یہ ہیں میں نے نعمان کو اپنے مال میں جو فلان فلان چیز دی ہے اپنے فرمایا تو نے اپنے سب بیٹوں کو ایسی ہی چیزیں دیں جیسے نعمان کو دی ہیں اس نے کہا نہیں اپنے فرمایا تو میرے سوا اور کسی کو اس گواہ کرے کیا تجھے یہ بل نہیں لگتا کہ میرے سب بیٹے میرے ساتھ نیک سلوک کرنے میں برابر ہوں وہ بولا کیوں نہیں میں ہی جانتا ہوں اپنے فرمایا تو ایسا کرتے کہ ایک بیٹے کو دی اور اوروں کو محروم کہے جب ایسا کریگا تو اور بیٹوں کے دل میں تیرا بغض پیدا ہوگا اور وہ ڈری ہو کر تیرے ساتھ بھلائی نہ کرینگے بلکہ برائی کریں گے مسلم کی روایت میں ہے کہ اپنے فرمایا میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر اور امام احمد کی روایت میں ہے مجھ کو مست گواہ کہ ظلم پر اگر تیرے بیٹوں کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو برابر ہی کرے انکو دین میں اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ جو تو نے دیا ہے وہ پھیر لے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے اسکو سزا دو اور عدل کرو اپنی اولاد میں آخر میرے باپ نے رجوع کیا اس صدفہ میں اور احمد اور ابو داؤد اور اسائی نے نکالا کہ عدل کرو اپنے بیٹوں میں میں برابر یہ فرمایا اور طبرانی اور بیہقی اور صحیحہ بن منصور نے نکالا کہ برابر ہی کرو عطا میں اپنی اولاد میں اور اگر میں کسی کو زیادہ دلا تا تو ان کو ان کو زیادہ دلاتا

کیونکہ وہ قادر نہیں ہیں کسب پر اسکی اسناد میں سعید بن یوسف ضعیف ہے حافظ نے فتح میں کہا اسکا ہمسایہ چاہا ہو اور ان حدیثوں میں نہ نکلتا ہے کہ اولاد کو کم و بیش دینا ظلم ہے اور جس نے ایسا کیا تو رجوع کرے طامس اور ثوری اور احمد اور اسحاق اور بعض مالکیہ اسی کے قائل ہیں اور جمہور کہتے ہیں کہ برابری کرنا مستحب ہے اور شافعی اور ابو حنیفہ نے کہا کہ برابری ذکرنا مکروہ ہے لیکن تصرف نافذ ہو جاو لیگا اور ابو بکر نے حضرت عائشہ کو اور اولاد سے زیادہ دیا اور اہل بیت کہتے ہیں کہ برابری کرنا واجب ہے اور ان احادیث میں یہی نکلا کہ والدین جو اپنی اولاد کو دیوں تو اس میں رجوع کرنا درست ہے اسطرح داد اور دادی اور نانمانی کو بھی لیکن انکے سوا اور لوگوں کو رجوع کرنا بہرہ میں جائز نہیں ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہرہ میں رجوع کرنا حلال ایسا ہی جیسے اپنی قے کو بہرہ کہا نیوالا شافعی کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ والد کو بھی رجوع جائز نہیں جو اس نے اپنی اولاد کو بہرہ کیا اس میں امام ابن قیم نے اہل بیت کا مذہب ثابت کیا اور شافعی اور ابو حنیفہ پر رد کیا (روضہ مختصر) **عَنْ الثَّوْمَانِ بْنِ يَشْنِبٍ أَنَّ آيَةَ خَلَّةٍ غُلَامًا وَإِنَّهُ حَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَقُولَ فَقَالَ أَكَلْتُ وَلَكَ خَلَّةٌ قَالَ لَا فَارَدُوهُ مُنْعَانِ بْنِ بَشِيرٍ** سے روایت ہر ایک کے باپ نے انکو ایک غلام دیا یہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو گواہ کرنے کے لیے آپ نے فرمایا تو انہوں نے اپنی سب اولاد کو ایسا ہی دیا ہے وہ بولنا نہیں اپنے فرمایا تو اسکو بہرہ کے باب میں **بَابُ مَنْ أَعْطَى وَلَدَهُ نَشَةً يَجْعُ فِيهِ كَسِينَةٍ أَوْ ابْنِ عَتَّابٍ وَابْنِ عُمَرَ يَرْفَعَانِ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعْطِيَ الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعَ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدَ فِي مَا يُعْطِي وَلَدَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ** اور ابن عمر سے روایت ہر دونوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو حلال نہیں کہ دیکر بہرہ لے کر باپ کو جو وہ اپنی اولاد کو دیوے **ف** اسکو امام احمد اور اصحاب سنن اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے بھی نکالا ترمذی نے کہا صحیح ہے اور ابو حنیفہ نے اس صحیح حدیث کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ باپ کو بھی رجوع نہیں جائز ہے جیسے اوپر گذرا **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرْجِعُ أَحَدُكُمْ فِي هَبَةٍ إِلَّا الْوَالِدَ مِنْ وَلَدِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ** سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہرہ میں کوئی رجوع نہ کرے مگر باپ جو بہرہ اپنی اولاد کو کرے تو اس میں اگر چاہے تو رجوع کر سکتا ہے **بَابُ الْعُمَرَى** عمرہ کے لیے کوئی شے دینا **ف** خواہ اپنی حیات تک دیو یا جبکو دیو اسکی حیات تک جاہلیت میں یہ بت رائج تھا **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُمَرَى فَنَزَعُوا** عمرہ کی شے جو کہ ابھر رہے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرہ کے کوئی چیز نہیں ہے اگر کوئی چیز عمر

کے طور پر دیو تو وہ اسی کو ملک ہو جاوے گی جسکو دیو گرفت صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ عمری میراث ہو گی عمری والوں کے لیے ایک روایت میں ہے کہ عمری جابر ہے عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اعتمر رجلاً عمرته ولقبه فقد قطع قوله حقاً فیما لا یحل من الخمر ولقبقیر جابر روایت ہے کہ عمری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے کسی کو عمری دیا وہ اس کا ہو جاوے گا اور اس کے وارثوں کا اور اس نے عمری لکھ کر اپنا حق قطع کر دیا اب وہ جسکو عمری دیا گیا اس کا ہو گیا اور اس کے بعد اس کے وارثوں کا و اس کا عمری کی ایک روایت میں ہے کہ عمری دیا تو وہ اس کا ہو جسکو دیا گیا زندہ اور مر نی کے بعد اور اس کے وارثوں کا عن جابر زید ابن ثابت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل العمری للوارث زید بن ثابت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری وارثوں دلایا و مطلب یہ کہ عمری دینے سے وہ شرمیشہ کے لیے دینے والے کے ملک سے نکلی ہو گی اور اس کی ہو جاوے گی جسکو عمر دیا اس کے بعد اس کے وارثوں کو ملے گی الحمد للہ اور جہود علماء کا یہی قول ہے اور سلم اور ابو داؤد اور احمد کی ایک روایت میں جو یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمرے کو جابر کما دہا یہ کہ عمری دینے والا یوں کہو یہ تیری ہر اذیت سے وارثوں کی لیکن اگر صرف اتنا کہے وہ تیری ہر حسیک توجیے تو اس کے لئے بعد وہ شے پر دینے والے کے پاس آ جاوے گی یہ حدیث سنیں ہے بلکہ ابوسلمہ راوی کا کلام ہے اور اس روایت سے حجت صحیح سنیں ہے اور زید بن ثابت کی حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد اور ابن حبان نے بھی نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمری کما دہی مگر لکھی ہو اس کی زندگی اور موت دونوں حالت میں اور رقبہ سے کر دیا و الترقبی رقبی کا بیان و رقبی یہ کہ کوئی دوسرے سے کہے میں نے یہ مکان تجھے دیا ہر شرط پر کہ اگر میں پہلے مر جاؤں تو مکان تیرا ہے اور اگر تو پہلے مر جاؤ تو مکان میں لے لوں گا اس کا یہی حکم الحمد للہ اور شاہی اور احمد اور ابویوسف کو نزدیک عمری کا سا ہر یعنی وہ شے کسی ہو جاوے گی جس کے لیے رقبی کیا گیا اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا رقبی باطل ہے اور رقبی اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں ہر ایک منتظر رہتا ہو دوسرے کی موت کا رقبہ ترقب سے یعنی انتظار کرنا عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا رقبی لمن ارقب شیئاً فهو لحیاتہ و مماتہ قال والترقبی ان یقول هو لا یدخر متی و لیستک مؤکناً ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقبی کوئی چیز نہیں ہے جس نے رقبی کیا تو وہ شے اسی کی ہو جاوے گی جسکو رقبی دیا گیا اس کی زندگی اور موت دونوں حالت میں بلکہ میں نے کہا رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے سے کہے یہ مکان یا گھر آیا اور کوئی شے ہم میں اور تم میں دونوں میں جو کوئی اخیر میں مرے اس کا ہے عن جابر

يَسْعَىٰ بِكُلِّ سَنَةٍ نَاقِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَاكُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ تَتَّبِعُ صَدَقَتِكَ حَضْرَتِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 روایت ہر سنوں نے ایک گھوڑا صدقہ دیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہر دیکھا تو جبکہ صدقہ دیا تا وہ اسکو چھو رہا ہو
 کم دہوں کہ وہ اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور آپ بوجھا آپ نے فرمایا مت خریدہ صدقہ اپنا ف بعض علماء نے
 کہا یہ منافقت تحریمی ہے اور اکثر نے کہا تفسیر ہے عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بْنِ اللَّهِ تَحْلَلُ عَلَى فَرَسٍ يُقَالُ عَمْرًا وَعُمَرَةً
 فَرَأَى مَعْرًا أَوْ مَعْرَةً مِنْ أَفْلَاكِيَا يُنْسَبُ إِلَيْهِ سِدْرٌ فَذَنِي عَمْرًا زُبَيْرِ بْنِ عَوَّامٍ لَمْ يَكُنْ يَدْرِي أَنَّ ابْنَ مَرْثَدَةَ
 جبکہ عمر یا عمرہ کہتے تھے ہر دیکھا تو ایک چھپری یا چھپیری کو جو اسکی نسل میں سے تھی بیچ رہے تھے زبیر نے اسکو خریدنا
 چاہا لیکن وہ منع کیے گئے اسکے خریدنے سے ف حالانکہ وہ صدقہ کا گھوڑا تھا مگر اس کی اولاد کا بھی خریدنا مکروہ
 رکھا **باب** تَصَدَّقَ رِبْعُ صَدَقَةٍ دَرَنَهَا أَيْكَ شَخْصٍ أَيْكَ شَخْصٍ صَدَقَةُ دِي بَرِ اسکا وارث ہو گیا عَنِ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي تَصَدَّقْتُ
 عَلَى أُفٍّ بِجَارِيَةٍ وَإِنِّهَا مَاتَتْ فَقَالَ أَجَدَكَ اللَّهُ وَرَدَّ عَلَيْكَ الْمِيرَاثَ بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہر ایک
 عورت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنی ماں کو ایک نوٹھی صدقہ میں دی تھی
 اب وہ مر گئی آپ نے فرمایا امر نے مجھے ثواب دیا اور جو تو نے دیا تھا اسکو بھی میری دیا ف یعنی نوٹھی ترکہ میں میرے پاس
 آگئی معلوم ہوا کہ صدقہ کی چیز اگر میراث میں آجاوے تو اسکا لینا منع نہیں البتہ اسکو خریدنا منع ہے عَنِ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أُحْطِيتُ أُتِيَ حَدِيثُ قَتْلِي وَ
 إِنِّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَكُنْ تَكُنْ دَارِثًا غَيْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ
 عَلَيْكَ حَدِيثُ قَتْلِكَ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہر ایک شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا
 میں نے اپنی ماں کو ایک باغ دیا تھا اب وہ مر گئی اور میرے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا آپ نے فرمایا تیرے صدقہ کا ثواب
 تجھ کو ہو گیا اور تیرا باغ بھی تیرے پاس لوٹ آیا **باب** مَنْ دَقَّقَ دَقْفًا كَرِيحًا بَيَانِ فاس نے اپنے ملک اس
 کی راہ میں ہول کی تو اس نے وقف کیا صحیح ہے جہو علیا کے نزدیک اور نزدیک نے کہا ہم اس میں اختلاف نہیں پاتے
 صحابہ اور اگلے اہل علم میں کہ زمین کا وقف ہی درست ہے اور غیر ہر سے اسکا انکار منقول ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ وقف
 لازم نہیں ہوتا اور تمام ابو حنیفہ کے صحابہ نے انکا خلاف کیا سوا زفر کے اور طحاوی نے ابو یوسف سے نقل کیا کہ اگر کوئی
 کو وقف کی دلیل بیوجہتی تو وہ اسکے قائل ہوتے اور قرطبی نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول اجماع کے خلاف ہے اسکی طرف اتفاق
 نہیں کیا جاوے گا (روند) مگر ترجمہ کتاب ہے ابو یوسف جو ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں خود اس بات کو مانتے ہیں کہ ابو حنیفہ کو

بِدِينَارٍ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدِينَارًا وَذَخَانَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَكْرَةَ قَالَ فَكَأَنَّهُ
 لَوْ اشْتَرَى الثَّرَابَ لَرَجَحَ فِيهِ عَرْدَهُ بَارِقِي سِرُّ رَدِيتِ هُوَ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک دینار دیا ایک بکری خریدی
 کو انوکھے دو بکریاں خریدیں پھر ایک بکری کو ایک دینار کو بیچا اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری لائے
 اور ایک دینار اپنے اپنے پیرو عاکی برکت کی راوی نے کھسچہ آپ کی دعا کی
 برکت سے عردہ کا یہ حال ہو گیا کہ اگر وہ مٹی خریدتے تو اس میں فائدہ کھاتے **عَنْ عُمَرَ بْنِ ابْنِ الْجَدِّ النَّبَارِيِّ قَالَ قَدِمَ**
جَلْبُكَ فَأَعْطَانِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا فَلَمْ يَكُنْ يَخْشَعُ عَرْدَهُ بن ابی الجعد باری سے رویت ہو باہر سے جانور کو
 تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک دینار دیا پھر بیان کیا وہی قصہ **بَابُ التَّوَاكِجِ حَالِ الْبَيَانِ وَحَالِ كَتَمِ**
 اہل قرض انار نے کو دوسرے پر مثلاً زید کا قرض عمرو پر تھا عمرو نے اسکا مقابلہ بکرے کر دیا اور بکرے قبول کر لیا اب اگر بکرے
 قرض کے دین میں حیلہ حوالہ کرے یا مفلس ہو جاوے تو زید کو بھر عمر سے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا (درہمہ) **عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ**
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّلْمُ مُطْلُ الْغَنِيِّ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَكَلٍ فَلْيَتَّبِعْ ابو ہریرہ رضی اللہ
 سے رویت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالدار کو قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے پھر جہنم میں سے کوئی مقابلہ
 دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کرے **ف** اور اسکا پیچھا کرے یہ حدیث صحیح میں ہے ایک روایت میں فلیعتل ہے یعنی
 حوالہ قبول کرے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُحْلَتْ عَلَى**
مَكَلٍ فَلْيَتَّبِعْ اہل عرس سے رویت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مالدار کا دیر کرنا اپنا قرض ادا کرنے میں اور
 قرض خواہ کو مالا ظلم ہے اور جب حوالہ دیا جاوے مالدار پر تو اسکو قبول کر لے **ف** یعنی اگر آدمی مفلس ہو اور میسا
 پاس نہ ہو تو قرض ادا کرنے میں مجبوری ہو لیکن پیسا ہونے ہو تو لوگوں کا قرض نہ دینا اس میں دیر لگانا گناہ ہے اور ظلم
 ہے قرض خواہ پر گویا اسکا حق مارنا ہے اور ظلم ہے اپنے نفس پر یہی ہو سطر کذمنگی کا اعتبار نہیں شاید مر جاوے اور قرض خواہ
 کا قرض نہ ہو جاوے اسلئے جب پیسا ہو تو فوراً قرض ادا کر دیوے حدیث کی اسناد میں اسمیل بن قتبہ ہے وہ سچا ہے
 اور باری راوی صحیح کے راوی ہیں اور اسکو ترمذی اور امام احمد نے بھی نکالا **بَابُ انْكَفَالِ مَصْنُوعَاتِ الْبَيَانِ -**
ف جو شخص کسی مال ضامن ہو زندے کا یا مردیکا تو اسکو طلب کے وقت مال ادا کرنا چاہیے اور جب ضامن ہے
 اس سے وصول کر لے اگر اسکے حکم سے ضامن ہوا تھا اسطرح جو حاضر ضامن ہو اسکو حاضر کرنا چاہیے اس شخص کو جس
 کا ضامن ہو ہے نہیں تو اسکے ذمہ کا مال دینا ہوگا (درہمہ) **عَنْ ابْنِ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّحْمِ عَارِيٌّ وَالَّذِينَ مَقْفُضُونَ ابو امامہ باہلی سے رویت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا خاص جو اہل ہجو اور قرص کو ادا کرنا چاہیے **ف** اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے بھی نکالا اور اسکی اسناد
 میں اسمعیل بن عیاش ہے لیکن وہ ثقہ ہر اہل شام سے روایت کرنے میں اور بیان شریف حلیل بن مسلم سے روایت ہر دو شامی
 ہے اور ابن حزم علیہ الرحمۃ نے تصواب میں کیا جو محدث کو ضعیف کیا اور نسائی نے اسکو دو طریقوں سے نکالا ایک عامر و
 کے طریق سے دوسرے حاتم بن حرث کے طریق سے دونوں نے ابوالہامہ سے روایت کیا اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا حاتم کے
 طریق سے اور حاتم کو ثقہ کہا داری نے اور طبرانی نے اسکو نکالا سعید بن ابی سعید سے اس نے انس سے اور ابن عدی
 نے اسکو ابن عباس سے نکالا اور ضعیف کیا اسکو اسمعیل بن زیاد سکونی کی وجہ سے اور ابو موسیٰ مدینی نے اسکو صحابہ میں
 نکالا سوید بن جبیلہ کے طریق سے دارقطنی نے کہا اسکا صحابی ہونا ثابت نہیں اور اسکی روایت مرسل ہے اور بعضوں
 نے کہا وہ صحابی ہے اور خطیب نے اسکو تھنیف میں نکالا ابن اسعید کے طریق سے اس نے عبد اللہ بن حبان لئیی سے اس نے
 امایک شخص سے اور بوقادہ کی حدیث ابن ابی اسعید کے طریق سے اس نے ابی اسعید کے طریق سے اور بوقادہ کی حدیث ابن ابی اسعید کے طریق سے
 اور کہا صحیح ہے اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے جابر سے اور ایک روایت میں
 جابر کے یوں ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقادہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرص خواہ کا حق دلایا اور میت اس سے
 بری ہو گیا بوقادہ نے عرض کیا جی ہاں جب آپؐ اسے پھر مانڈیں گی صحیح کہا اسکو ابن حبان اور حاکم نے اور نکالا اسکو
 احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور دارقطنی نے **روضة مختصراً عن ابن عباس** ان رجلاً لازم غزياً لک بعشرة دنانیر
 علی النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما عندی شیء اُعطیک فقال لا والله لا انارک حتی تقصینی
 اوتائینی بحیثی تجزئ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ تستظرف فقال
 شتھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانا احمل کفجاءہ فی الوقت الذی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ایزعبت ہذا قال من معدن قال لا حیث فیہا وقصنا
 عنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نے اپنے فرزند کا کچھ پکا کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں جب اس کے دس دینار نکلتے تھے فرزند بولا میرے پاس کچھ نہیں جو میں تجھے کو دن قرص خواہ بولا نہیں تم خدا کی منج
 کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میرا قرص ادا کرے یا کسی کو ضمانت دیوے آخر وہ اسکو کہنچ کر لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس آپؐ فرمایا (قرص خواہ سے) تو اسکو کتنے دنوں تک مہلت دیتا ہے وہ بولا ایک مہینہ کی آپؐ فرمایا تو میرا
 اسکا عائن ہوتا ہوں پھر فرزند اپنے وقت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اپنا قرص لیکر آیا آپؐ فرمایا یہ
 تو نے کہاں سے پایا وہ بولا ایک خزانے سے آپؐ فرمایا خزانہ میں بہتری نہیں (کیونکہ احتمال ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا

ال (م) اور قرض خواہ کا قرض ادا کر دیا **عن** ابی قتادۃ عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کہ انہی نے چنانچہ لیسلی علیہما فقال صلوا علی صاحبکم فان علیہ دینا فقال ابو قتادۃ انا انکفیل بہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا لکوفاء قال یا لکوفاء کان الذی علیہ ثمانینۃ عشر او تسعۃ عشر درہم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ اس کا قرض ادا کر دیا تو پھر اپنے فرمایا نماز پڑھ لو اپنی ساتھی پر کیونکہ وہ قرض دہا ہے ابوقتادہ نے عرض کیا میں اس کے قرض کا ضامن ہوتا ہوں آپ فرمایا تو پھر قرض ادا کر لیا ابوقتادہ نے کہا پورا ادا کروں گا اس میت پر اٹھارہ یا انیس درہم قرض تھے **ف** معلوم ہوا قرض میری بلایا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی وجہ نماز پڑھنے میں تامل کیا بعضوں نے کہا آپ نے تنبیہ کے لیے ایسا کیا تاکہ دوسرے لوگ قرض کی ادائیگی کا خوف خیال نہ رکھیں قرض وہ بلا ہے کہ تنبیہ کے سارے گناہ معاف ہو جائیں میں پر قرض محتاج نہیں ہوتا وہ حق العباد ہے معاذ اللہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام کو جائز ہے کہ بعض مرد و خیرین سے گناہ سرزد ہوا ہو نماز پڑھے اور لوگوں کو ڈرانے کے لیے لیکن دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں حدیث سے یہی نکلا کہ میت کی طرف سے ضمانت دست ہے اگر چہ یہ قرض کے موافق مال نہ چھوڑا ہو اگر اہل علم کا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر قرض کے موافق اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو ضمانت درست نہیں **باب** میں ادا کیا دینا یا ہوں یا قضاۃ جو شخص قرض لے کر ادا کرنے کی نیت سے **ف** کچھ حدیث میں قرض لینے کی فضیلت مذکور ہے اور مراد اس قرض سے وہ ہے جو اپنے یا اپنے مال بچوں یا عزیزوں کو ضروری خرچ کے لیے لیا جاوے یا اللہ کی راہ میں مسکینوں اور طالب علموں اور مسافروں کو کمالات کے لیے جو شخص ایسے باتوں میں قرضدار ہو جاتا ہے اور اسکی نیت ادا کرنیکی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکی مدد کرتا ہے اور اسکا قرض ادا کر دیتا ہے اور غیر ضرورت کے قرض لینا کسی نے جائز نہیں رکھا اور ہمیشہ اہل اللہ اور نیک لوگ قرضداری سے ڈرتے رہے اور اس سے پناہ مانگتے رہے اور بعض اولیاء جو قرض لینا اور قرضدار مرنا مستقر ہے تو وہ بھی قرضہ تھا کہ انہوں نے اپنے حفاظت کے لیے نہیں لیا تا بلکہ غریبوں کو دینے کے لیے اور مسکینوں کو کمالات کے لیے حضرت زبیر اور حضرت عمر قرضدار ہی مرے تھے مجدد الف ثانی افاض اللہ علیہما من الزادہ و برکاتہ فرماتے ہیں کہ انکو کشف ہو کہ جس قرض کا مواخذہ ہوتا ہے وہ وہی قرض ہے جو اپنے حفاظت کے لیے یا بلا ضرورت یا ادا کرنے کی نیت سے لیا جاوے لیکن جو شخص اسکی ذات میں فانی ہو وہ قرض ہی لے گا تو اللہ ہی کی وساطت سے اسکی ادا کی کوئی شکل ضرور نکال دے گا دنیا میں یا آخرت میں اس پر ہی عوام مسلمانوں کو جیسے ہم لوگوں کی حالت ہو قرض نہ لینا ہی بچہ ہے اگر اسے دیوے تو اس کے بھنا مندی میں مال صرف کیا جاوے نہیں تو تکلیف اٹھانا اور قضا

کہ بہتر ہے بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ تمنا کی گوشت مردن میں رتقا صائی نشت تھا با اور بے
زیادہ برا قرض وہ ہے جو ہمارے زمانہ کے لوگ لیتے ہیں جس میں سود دیتی ہیں اور حرام میں مبتلا ہوتے ہیں سودی قرض
کسی حال میں درست نہیں اگرچہ کسی ہی شخص پر ضرورت ہو اور نہ سودی قرض لیکر اسکا کار خیر میں صرف کرنا کچھ اجر دے گا
ملکہ اور عذاب ہو نیکادڑ ہے اس طرح سے وہ قرض جو رسمی شادی بیاہ سانچ مہندی رات اسم اللہ خوانی وغیرہ کے لیے
لیا جاتا ہے یا سوم چہلم و ہم سالانہ کے لیے اول تو یہ سب چیزیں بدعت اور منع ہیں دوسرے قرض کا گناہ اور مواخذہ نہیں ہے
سود کا عذاب لا حول ولا قوۃ خسر الدنیا والآخرۃ مسلمان کو قرض لینے کی کبھی ضرورت نہیں مگر اسی حال میں جب وہ یا
اسکے بال بچہ بھوکے ہوئے ہوں ہوتے ہی ضرورت کے موافق قرض لیوے اسم کو ادا کر اور لیکار ہا شادی بیاہ موت
بڑی وغیرہ اس میں شیعہ کے موافق زیادہ خرچ ہے نہیں ہے کہ قرض کی حاجت پڑے صرف ایجاب اور قبول پر نکاح ہو جاتا
ہے اور سوم چہلم و ہم سالانہ سانچ مہندی رات کی ضرورت ہی نہیں بلکہ یہ سب کام منع ہیں بہر اسکے دھڑ قرض لیوے اگر
ایسا ہی نکاح میں کچھ شیرینی وغیرہ کے منگوانے کی ضرورت ہو تو توڑے پٹاشے یا طرما کفایت کرتے ہیں باقی اگر حلایا
کسی کے پاس ہو تو زیور اور لباس اور ظروف اور کھانے میں صرف کرے لیکن ہتھ باندی اور ناچ رنگ روشنی بیفادہ و
ایک حبہ ہی نہ لگا دھوپے کا بیہ خراب اور گناہ آخرت کا اور تکلیف دنیا کی الگ و بال لا حول ولا قوۃ الا باللہ

رم دنیا کی ہسلی ہو یا بری پیر و توسب کی گردن پر چہری

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَتْ تَكُنُّ دَعِيًّا فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَهْلِهَا لَا تَعْمَلِي وَاذْكُرْ ذَلِكَ عَلَيْهَا
قَالَتْ بَلَى اِنَّ سَمِعْتُ نَبِيَّيْ فَخَلِيلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَانِ دَعِيًّا يَعْلَمُ اللهُ مِنْهُ اَنَّهُ
يُرِيدُ اَدَاةً اَوْ اَدَاةَ اللهِ عِنْدَهُ فِي الدُّنْيَا اَمْ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةُ قَرْضَ لِيَا كَرْتِي تَمِينَ اُنْكَ بَعْضُ كُرْدٍ اَوْ نَحْوِ هَذَا
اَوْ سِوَا هَذَا اَمَّا الْمُؤْمِنِينَ كَمَا بَانَ لِي فِي اَيُّوبِي اَدْرَسَتْ جَانِي دُورَتْ حَضْرَتُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَا اَبْ فَرَمَاتِي
تَمَّ كَوْنِي مُسْلِمًا اِيَّا سَمِينِ جَوْ قَرْضَ لِي وَرِ اَللَّهُ عِيَا تَمَّ اَمَّا هُوَ اَسْكَ اَدَا كَرْنِي كِي رِيْت رَكْمَا هُوَ مَكْرَا اَللَّهُ تَعَالَى اَسْكَ اَدَا
كَر اَدِيكَ دُنْيَا هِي مِنْ عَمْرِو عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اللهُ مَعَ
الدَّارِثِ حَتَّى يَقْضَى دَيْنُهُ لَمْ يَكُنْ دِيْمًا تَكْرُهُ اللهُ قَالَ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِحَا زِيْرٍ اَذْهَبْ
فَتَحْدِثْ لِي بِدِينٍ فَإِنِّي أَكْذَرُهُ اَنْ اَتِيَّكَ لِكَلْتَةٍ اَوْ اَلَا وَاللَّهِ مَعِيَ بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ رَوَيْتُ هَذَا اَلْحَضْرَتُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا اَللَّهُ تَعَالَى قَرْضُكَ سَا تَمَّ هُوَ
كَوْهَ اَبَا قَرْضَ اَدَا كَرَّ حَبْ تَمَّ يَهْ قَرْضُ بَرِي كَا مَوْلَانِ مِنْ خِيَا اَللَّهُ تَعَالَى نَابِدْ كَرْمَا هُوَ نَهْ رَا دُوِي نِي كَمَا عَمْدُ

عبداللہ بن جعفر اپنے خراجچی سے کہتے جا اور میرے لیے قرض لیکر آ کیونکہ میں برا جانتا ہوں کہ ایک ان گداروں اور اسے تم سے
 میرے ساتھ نہ ہو چکے ہیں۔ بعد میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہر باب **مَنْ اِذَا كَانَ دُنْيَا لَكَ بَنُو**
قَضَاءُكَ حَسْبُ قَرْضٍ لِّمَا اَدَاكَ رَيْكِي نَيْتٍ کہتا **عَنْ صُهَيْبٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم**
سَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ يَدِينُ دِينَنَا وَهُوَ مُجْتَمِعٌ اَنْ لَا يُؤْتِيَهُ اَيَّاهُ لَقِيَ اللّٰهَ سَارِقًا صَدِيقًا رَوِيَتْ ہر آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کچھ قرض لیوے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اسکو ادا نہ کرے گا تو وہ اللہ سے ملیگا جو یہ ہو کہ
عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بخون دوسری رویت یہی صہیب سے ایسی ہے **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ**
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ مَنْ اَخَذَ اسْوََالَ النَّاسِ يُرِيدُ اَنْ يَلْقَاهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ اَبُو ہریرہ سے رویت
 ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لوگوں کا مال لیوے اسکو تباہ کرنے کے لیے رکھا ہے ڈالنے کے لیے نہ
 ادا کر نیکی نیت سے تو اللہ تعالیٰ اسکو تباہ کرے گا **باب التَّقْدِيرُ فِي الدَّيْنِ قَرْضٍ مِّنْ سَخِيٍّ كَابِيَانِ عَنْ**
ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ مَنْ فَارَقَ
الرُّوْحَ اَلْجَسَدَ وَهُوَ بَرٌّ مِّنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنَ الْكِبَرِ وَالْعُلُوِّ وَالِدَيْنِ ثَوْبَان سے رویت ہر آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی روح بدن سے جدا ہوا اور وہ تین چیزوں سے پاک ہو تو حبیب میں جاوے گا تمہارا جو یہی
اور قرض سے **عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم** معلقہ بدینہ
حَتّٰی يَقْضٰی عَنْہُ اَبُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رویت ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی جان
لگتی رہے اسکے قرضہ میں یہاں تک کہ وہ ادا کیا جاوے **فَ لَمْ تَسْرِ رِبْہِیْ** یعنی اسکو آرام نہ ملیگا یا حبیب میں گھسے
نہ پاوے گا **عَنْ اَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَنْ مَاتَ وَعَلِیْہِ دَيْنٌ اَوْ دَرْہَمٌ**
مُتَقٰی مِّنْ حَسَنَاتِہٖ لَکِنَّ شَرَّ دَيْنًا وَّلَا دَرْہَمٌ عبد اللہ بن عمر سے رویت ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا جو کوئی مر جاوے اور اس پر دینار یا درہم ہو تو اسکی نیکیاں اسکی بدلہ لیا جائیں گی وہاں دینار اور درہم نہیں ہے
باب مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ صَدَقًا فَعَلَى اللّٰهِ وَعَلَى رَسُولِہٖ وَجَمْعُ قَرْضٍ یَا بَالَ کَحَبِیْ سَعَشَ جَوَّارِہٖ
 تو وہ اللہ اور اسکے رسول پر ہر **ف** اور کل زمانہ اسلام میں جب مال کم ہوتا جو کوئی قرضدار مرنا اتھرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناز نہ پڑتے صحابہ کو فرماتے وہ پڑھ لیتے ہر حبیب اللہ تعالیٰ نے فتوحات دین اور مال ہاتھ
 آیا تو آپ نے یہ حکم دیا کہ اب جو کوئی مسلمان قرضدار مرے اسکا قرضہ میں ادا کر دے گا اسطرح جو بے معاش ہاں
 کچھ چوڑا ہوا ان کی ہی پرورش میرے ذمہ ہر قربان آپکی عنایت اور رحم اور کرم کے کہ جو مال چوڑا ہوا کہ

وہ تو ارث لیں گے (مال سے محجبہ کو غرض نہیں وہ دار ثون کہے) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك ما لا فایورثکم من ترک دیناً وخصیاعاً فعلى ذلک وانا اذلی بالمؤمنین جابر روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مشر چڑھاوے یا بال بچہ جس کے تباہ ہو نیک ڈھرو بے معاشی ہو تو ان کا بوجھ بھرے اور وہ قرضہ بیطرف ہو اور جو کوئی مال چڑھاوے وہ اسکو دار ثون کو ملگا میں بہت قرب ہوں مومنوں کا باب انظار المعسر جب ضرار محتاج ہو تو اسکو ملتینا عن ابن ہریرۃ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لیست علی معسر کثیر الله علیه فی الدنيا والاخرۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محتاج پر آسانی کرے گا اسکو مہلت دیگا تقاضا نہ کریگا اسمعالی اور سب سانی کریگا دنیا اور آخرت میں عن بریدۃ بن الحبیث قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم کان له مثلہ فی کل یوم صدقۃ ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کوئی مہلت دیا محتاج کو اسکو ہرن پیچھے ایک صدقہ کا ثواب ملیگا اور جو کوئی سیوا گذرانے پر اسکو مہلت دیا تو اسکو ہرن پیچھے کل فرضی کے صدقہ کا ثواب ہوتا رہیگا عن ابی الیسر صاحب التبیئۃ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب أن یطلبہ الله فی ظلمة فلینظر معسراً أو لیضع له ابو الیسر روایت ہے جو صحابی تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی چاہے کہ اسمعالی اسکو اپنے سایہ میں رکھے تو وہ مہلت پوری محتاج کو یا کمپوز نہ معاف کر دیے عن حدیقۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلاً مات فقیل لہ ما عملت فماذا ذکر او ذکر ما کنتم اتجون فی السکۃ

وَالْتَقَدُّ وَالْإِظْلَامُ الْمُسَرُّ نَفْعُ اللَّهِ لَهُ قَالَ أَبُو مُسْعُودٍ أَنَا قَدْ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خذ لیسے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص مر گیا اس سے پوچھا گیا تو نے کیا عمل کیا اس نے خود یاد
 کیا یا اس کو یاد دلایا کیا (خدا کی طرف سے) کہ میں سکھ اور نقد میں چشم پوشی کرتا رہنے اگر کوئی بٹے کا رویہ یا اشرفی سہی
 مجھ کو دیتا تو میں لے لیتا اپنا نقصان گوارا کر لیتا لیکن دوسرے پر سختی نہ کرتا اور محتاج کو مہلت دیتا یا شکر اللہ تعالیٰ
 نے اس کو بخش دیا ابوسفوی نے کہا میں نے اس کو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے **بَابُ حُسْنِ الْمُطَالَبَةِ وَاتِّخَاذِ**
الْحَوَائِجِ فِي عَفَافٍ مطالبہ نرمی کے ساتھ کرنا اور حق و صل کرنا میں برکاتوں سے بچنا **عَنْ أَبِي عُمَرَ دَعَا ثَلَاثَةً**
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلَيْطَلِبُهُ فِي عَفَافٍ وَادِّينَ أَوْ غَيْرِ دَيْنِ ابْنِ عُمَرَ
 اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حق طلب کرے تو عفاف (تقویٰ) کے
 ساتھ اس کو طلب کرے خواہ اس کا حق پورا ادا ہو یا نہ ہو **ف** عفاف کے ساتھ طلب کرنا یہ ہے کہ طلب کرنے میں نرمی
 اور شفقت کا لحاظ رکھو خلاف فقر سختی نہ کرے اور کالی گلج نہ بکے یا وہی مال لیو جو ملال ہے حرام مال سے اپنا حق
 پورا نہ کرے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمَا جَاءَ الْحَقُّ خُلِّقَ حَقُّكَ فِي عَفَافٍ**
وَادِّينَ أَوْ غَيْرِ دَيْنِ ابوبریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب حق سے فرمایا
 اپنا حق عفاف کے ساتھ لے پورا ہو یا نہ ہو **بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ عَمْدَهُ قَرْضِ اِدَاكَ لِيُوَدَّرَ عَنْ أَبِي**
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَيْرَكُمْ أَوْ مِنْ خَيْرٍ إِحْسَانُكُمْ قَضَاءُ ابوبریر رضی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بہترین وہ شخص ہے یا بہتر لوگوں میں سے جو قرض کو اچھی طرح کر
 ادا کرے **ف** قرض کا اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ قرض کے مال سے اچھا مال دیوے یا کچھ زیادہ دیوے یا قرض خواہ کا
 شکریہ ادا کرے قرض میں زیادہ ادا کرنا سب سے اچھا اور یہ منع نہیں ہے منع وہ ہے جب زیادہ دین کی شرط ہو وہ سوے
عَنْ ابْنِ عُمَرَ بْنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا جَاءَ الْحَقُّ خُلِّقَ حَقُّكَ فِي عَفَافٍ
وَادِّينَ أَوْ غَيْرِ دَيْنِ ابْنِ عُمَرَ ابوبریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو قرض کو اچھی طرح کر
 ادا کرے **ف** قرض کا اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ قرض کے مال سے اچھا مال دیوے یا کچھ زیادہ دیوے یا قرض خواہ کا
 شکریہ ادا کرے قرض میں زیادہ ادا کرنا سب سے اچھا اور یہ منع نہیں ہے منع وہ ہے جب زیادہ دین کی شرط ہو وہ سوے
عَنْ ابْنِ عُمَرَ بْنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا جَاءَ الْحَقُّ خُلِّقَ حَقُّكَ فِي عَفَافٍ
وَادِّينَ أَوْ غَيْرِ دَيْنِ ابْنِ عُمَرَ ابوبریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو قرض کو اچھی طرح کر
 ادا کرے **ف** قرض کا اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ قرض کے مال سے اچھا مال دیوے یا کچھ زیادہ دیوے یا قرض خواہ کا
 شکریہ ادا کرے قرض میں زیادہ ادا کرنا سب سے اچھا اور یہ منع نہیں ہے منع وہ ہے جب زیادہ دین کی شرط ہو وہ سوے

و عاکرے اور قرضخواہ ہوتے یوں کہے تو نے میرا حق پورا دیا اس پر اس نے پورا دیسے **باب** لصاحب الحق سلطان
 قرضخواہ کو سخت بات کہنے کا حق ہے **عن** ابن عباس قال جاء رجل يطلب نبي الله صلى الله عليه وسلم يدين
 بيمينه فقتله بعض الكلاب فقام صاحب الكلاب على صاحبه حتى يقضيه ابن عباس سے روایت ہوا ایک شخص آیا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض یا حق مانگنے کو تو اس نے کوئی بات (سخت) کہی اس شخص کا نام زید تھا اور سخت بات
 اس نے یہ کہی تھی کہ اے نبی مطلب تم حیل و حوالہ بہت کرتے ہو قرض کے ادا کرنے میں نکالا اسکو طبرانی اور حاکم اور ابن حبان
 اور بیہقی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے قصہ کیا اسکو مزاد نیز کا اپنے فرمایا تیرے جبکا قرض آتا ہے اُسکو
 حکومت ہوا اپنے قرضدار پر یا تاک کہ وہ اپنا قرض ادا کرے **ف** حکومت سے یہ مطلب ہے کہ سختی کے ساتھ ہی اس سے
 مانگ سکتا ہو تقاضا کر سکتا ہے لیکن یہ جب ہے کہ قرضدار بلا ضرورت ٹالنا ہوا گایا اسکے پاس واقعی کچھ نہ ہو اور وہ سچا
 عذر کرے تو پھر زبان درازی اور تقاضا درست نہیں ہے **حدیث** آنحضرت کا کمال خلق معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت
 ہوتا ہے کہ آپ سچو بہترین تھے اگر اوردنیا کے حاکمون کی طرح ہوتے تو اسکو مار کر کھوا دیتے **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن**
ابی سعید الخدری قال جاء اخراي الى النبي صلى الله عليه وسلم يتقاصدا دميئا كان عليه ثلثون
 عليه حتى قال له اخرج عليك الا قضيتني فاشهر اصحابه وقالوا ويحك يدرى من نكلم قال اني
 اطلب حتى فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا مع صاحب الحق كنتم ارسلكم الى خولة بنت قيس
 فقال لها ان كان عندك من قرضنا حتى يا تيمنا من ناقضنيك فقالت نعم يا بني انت يا رسول الله
 قال فاقضته ففرضي واعلني فقال او قضيت او فانا لله لك فقال اوليك خيارد الناس انه لا ذلك كنت
 امة لا ياخذ الضعيف فيها حق غير متعجب **ابو سعید خدری** سے روایت ہوا ایک گنوار آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پاس آپ سے تقاضا کرتا تھا اپنے قرض کا جو آپ کے ادھر تھا اس نے سختی کی یہاں تک کہ بولایں یا کزننگ کو فونگا نہیں
 تو میرا قرض ادا کر دیجیے یہ ننگ آپ کے اصحاب نے اسکو جھڑکا اور کہنے لگے اری فسوس تو نہیں جنتا کس سے یہ باتیں کرتا
 ہے وہ بولایں اپنا حق مانگتا ہوں آپ نے فرمایا بلاتم قرضخواہ کی طرف داری کیون نہیں کرتے ہر آپ نے خود بہت
 قیس کے پاس کسکو بھیجا اور کھلا بھیجا اگر تیرے پاس کھجور ہو تو مجھ کو قرض دے یہاں تک کہ ہماری کھجور آدے تو ہم
 جھکوا اور دین گے وہ بولوا ہاں ہرے پاس کھجور ہے میل باب آپ پر صدقہ یا رسول اللہ را دی نے کہا ہر خود نے
 آپ کو کھجور تیرے من دی آپ نے گنوار کے قرض کو ادا کیا اور کھانا کھلایا وہ بولا اپنے میرا حق پورا دیا ادا کیو

پورا دیو آپ نے فرمایا وہی ہنبر لوگ ہیں کہ کسی بالک نہ ہوگی وہ امت میں ناتوان اپنا حق نہ سکی بغیر تکلیف کے ف
 سبحان اللہ کیا عدل انصاف تھا آپ کا کہ اپنی صحابہ کو یہ فرمایا کہ تم قرضخواہ کی مدد کو میری عایت کیوں کرتے ہو حق کا خیال
 اس سے زیادہ کیا ہوگا یہ ایک کمل دلیل ہے آپ کی نبوت کی سوا نبی کے دوسرے ایسا عدل انصاف ہونا ممکن نہیں
 دوسری روایت میں ہے کہ یہ وہ گنہگار جو کافر تھا مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا میں نے آپ سے زیادہ صابر نہیں دیکھا باپ
 الْحَبِشِيُّ الْكَلْبِيُّ تَأْتِيهِ قَرْضٌ مِنْ كِلَى عِلْتٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَكُونَ قَرْضًا رَافِعًا كَمَا يَحِبُّ كَرَاهًا اس کے ساتھ رہنا عن عمر بن
 الشَّيْبَانِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَ الْأَوَّلِ يُحْلِلُ عِرْضَهُ وَعَقُوبَتُهُ قَالَ عَلَى الْكَلْبِ الْكَلْبِيُّ
 بَعَثَ عِرْضَهُ شَكَائِيَةً دَعَا بِيكَرَ سَجْدَةً شريد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو قرض
 ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ دیر لگا دے ادا کرنے میں تو اس کی عزت حلال ہو گئی اور اس کو تکلیف دینا درست ہو گیا
 علی طافی نے کہا عزت حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قرضخواہ کو اس کی شکایت کرنا درست ہو گیا اور تکلیف دینا
 ہونے سے یہ مراد ہو کہ اس کا قیہ کرنا درست ہو گیا عَنِ الْعُرَيْنَاسِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْرِجِي فَقَالَ أَكْرَمْتُمْ تَحْرُفِي أَخِي الْفَخَّارَ فَقَالَ مَا فَعَلَ أَسِيلُ يَا أَخَا بَنِي تَيْمٍ بِرَأْسِ بَنِي
 صَمِيحٍ رُوِيَ بِرَأْسِ بَنِي بَابِ اس نے داد اسے کہ میں اچھا باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دے پس اپنے
 ایک قرضدار کو لیکر آپ نے فرمایا اس کے ساتھ رہا جہاں جہاں یہ جاوے اس کو ملازمت کتنی بہن اس پر آپ اخیر دن میں
 مجھ سے گزرے اور فرمایا تیرا قیدی کہاں ہے اے بنی تیم کے بھائی عَنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ سَالِثٍ
 عَنْ أَبِيهِ أَنَّ تَقَاطَى بَنِي أَبِي حَذَرٍ دِيْنَالَةَ عَلَيْهِ فِي السَّجْدِ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمْ مَحَاتِي سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَوْنِي بَيْتِي فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا فَنَادَى كَعْبًا فَقَالَ كَلَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ دَعْنِي ذِيكَ
 هَذَا أَوْ لِي بِلَا الشَّطْرِ فَقَالَ قُلْ تَعَالَتْ قَالَ قُلْ مَا قَضَيْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رُوِيَ بِرَأْسِ بَنِي بَنِي حَذَرٍ بَنِي حَذَرٍ
 اپنے قرض کا تھا مانا کیا مسجد نبوی میں بیان تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کو سنا آپ ان پر گھر میں تھے (جو مسجد سے ملا ہوا تھا) آخر آپ برآمد ہوئے اندرون کے پاس اور کعب کو پکارا
 وہ بولا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اپنے قرض میں سے اتنا چھوڑ دے اور ہاتھ سے اشارہ کیا بیٹھے ادا
 قرض چھوڑ دے رصاف کر دی گئی کہ میں نے معاف کیا آپ نے ابن ابی حذر سے فرمایا اوٹھ اس کا قرض ادا کر
 بَابُ الْقَرْضِ فَمَنْ زِنَى كَانَتْ رُبَّ عَنْ قَلْبِ بْنِ رُمَيْحٍ قَالَ كَانَ سَلَامَانَ بْنِ أَكْدَانَ يُقْرِضُ عَاهَمَةً
 الْفَتْ دَرَاهِمَ إِلَى عَطَايَةٍ فَلَمَّا خَرَجَ عَطَايَةً تَقَا ضَاهَا مِنْهُ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقَضَاهُ لَهَا كَانَتْ عَلَيْهِ غَضَبٌ نَسَكَتْ

اَشْهَرًا لَّكُمْ اَقَاهُ فَقَالَ اَقْرَضْنِي اَلْفَ دِرْهَمٍ اِلَى عَمَلِي قَالَ نَعَمْ وَكَمَا مَسَّيَا اَمْ عَمَلُكَ هَؤُلَاءِ اَلْحَرِيْطَةُ اَلْحَرِيْطَةُ اَلْحَرِيْطَةُ
اَلَّتِي عِنْدَكَ فَجَامَسْتُ بِهَا فَقَالَ اَمَّا وَاللّٰهِ اِنْهَا لَدَا هَيْكَلِ اَلَّتِي قَضَيْتَنِي مَا حَرَلْتُ مِنْهَا دِرْهَمًا وَوَحْدًا نَالَ
فَلِلّٰهِ اَبُوكَ مَا حَمَلْتُ عَلَى مَا فَعَلْتَ لِي قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ مَا سَمِعْتُ سِرِّي قَالَ سَمِعْتُكَ نَذْرُ عَيْنِ ابْنِ
مُسْعُوْدٍ اِنَّكَ اَلَّذِيْ هَلَلْتَ اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَكَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّقْرِضُ مُّسْلِمًا قَرْضًا مِّمَّنْ يَكُنِ اِلَّا كَانَ كَعَدِّ قَتْلِ امْرَاةٍ
قَالَ كَذَلِكَ اَنْتَ اَبْنُ ابْنِ مُسْعُوْدٍ فَتَسِبُّ رَجُلًا مِمَّنْ هُوَ سَلِيْمَانُ بْنُ اَدْنَانَ عَلَقْمَةُ كُوْهَرٍ اُرْوَمٌ قَرْضٍ مِّتِي تَهِي اَمَلِي
تَتَخَوَّاهُ وَصَوْلٌ مِّمَّنْ تَكْتَسِبُ اَمَلِي تَتَخَوَّاهُ اَمَلِي تَوَسَّلِيْمَانٌ تَقَاضَا لِي خَفِيْضًا لَعَلَّكَ عَلَقْمَةُ نِي سَهَا قَرْضٍ اِدَا كَرَدِيَا مِغْرَا يَسَا مَعْلُوْمٌ هُوَا
كُوْهَرٍ عَلَقْمَةُ غَضِيْ هُوَا بِرُكْبَتِيْ مَسِيْنَةُ تَاكُ عَلَقْمَةُ ثَمِيْرَةُ رَجُلٍ عِبَادَتِكَ سَلِيْمَانُ كِيْ بَاْسُ اَكْسَا اُوْرَدُ كُوْهَرٍ اُرْوَمٌ مَحْبُوْبٌ قَرْضٌ
مِيْرِي تَتَخَوَّاهُ كِيْ وَهَدُوْرٍ رِيسَلِيْمَانُ نِي كَمَا بِرُكْبَتِيْ خُوبُ بَرْبِيْ خُوشِيْ سِيْ اُوْرِيْكَ رَا اَمْرًا عَتَبَةً وَهَتِيْلِيْ لَاجِسٍ بِرُكْبَتِيْ هُوَا
ثَمِيْرَةُ بَاْسُ هُوَا لِكِيْرَانِيْ سَلِيْمَانُ نِي كَمَا وَكِيْمُوْرٍ هُوَا قَرْضٍ مِمَّنْ جُوْبَتِيْ مَحْبُوْبٌ اِدَا كِيْ تُوْ سِيْنِيْ اَسْ مِيْنُ سِيْ اِيْكَ اُرْوَمٌ
بِيْ حَرَفٍ نَمِيْنُ كِيَا عَلَقْمَةُ نِي كَمَا ثَمِيْرَا بَرْبَا سِيْ (اِيْ اِيْكَ كَلِمَةُ تَقْرِيفٍ كَا سِيْ عَرَبِيْنُ) بِرُكْبَتِيْ سِيْ سَوَا يَا كِيُوْنُ كِيَا
(اِيْنِيْ حَرَفٍ تَجْكُوْرُوْ بِوِيُوْنُ كِيْ حَزُوْرَتِ نَمِيْنِيْ) اُوْرُوْنِيْ لِكِيَا اِسِيْ طَرَحُ رُكْمَةٍ جُوْبَرُ كُوْهَرٍ مَحْبُوْبٌ اَتَا سُوْحَتِ تَقَاضَا كِيُوْنُ كِيَا
سَلِيْمَانُ نِي كَمَا اَحَدِيْثُ كِيْ وَهَدُوْرٍ جُوْبَتِيْ سِيْ عَلَقْمَةُ نِي كَمَا وَهَدُوْرٍ جُوْبَتِيْ سِيْ عَلَقْمَةُ نِي كَمَا وَهَدُوْرٍ جُوْبَتِيْ سِيْ عَلَقْمَةُ نِي
كَمَا مِيْنُ نِي تَجْكُوْرُوْ سِيْ نَمِيْنُ اُوْرُوْرٍ كُوْهَرٍ اُرْوَمٌ اَمْرًا عَتَبَةً وَهَتِيْلِيْ لَاجِسٍ بِرُكْبَتِيْ هُوَا
اِيْسَا نَمِيْنُ جُوْدُوْ بَارُهُ قَرْضٌ يُوْرِيْ مِغْرَا سَكُوْ اِيْكَ رَا وَتَوْنَالُ كِيْ صَدَقَةُ كَا ثَوَابُ هُوَا كَا عَلَقْمَةُ نِي كَمَا مَحْبُوْبٌ سِيْ اَبْنِ مُسْعُوْدٍ
اِيْسَا هِيْ بَاْيَا كِيَا فِ تُوْهَرٍ بَارُ قَرْضٍ مِيْنُ اُوْهِيْ صَدَقَةُ كَا ثَوَابُ هُوَا دُوْ بَارُهُ قَرْضٌ يُوْرِيْ تُوْ كُوْ يَا اُوْرَا كَلُ بَالُ صَدَقَةٍ
دِيَا اِيْ سُوْجَسِيْ سَلِيْمَانُ نِي سُوْحَتِ تَقَاضَا كَرُكِيْ اِيْ بَارُ قَرْضٍ وَصَوْلُ كَرُكِيَا تَاكُ عَلَقْمَةُ كُوْ دُوْ بَارُهُ قَرْضٍ لِيْتِيْ كِيْ حَزُوْرَتِ
هُوَ اُوْرَا كَا ثَوَابُ زِيَادَةُ هُوَا سَجَا نِ اَسْرَا لَكِيْ لُوْ كَا ثَوَابُ كُوْ كِيْسِيْ عَاشِقُ اُوْرِيْ كِيْسِيْ طَالِبُ تِيْ اَكْسَا حَرِيْثُ مِيْنُ هُوَا كُوْ قَرْضُ
مِيْنُ صَدَقَةٍ سِيْ زِيَادَةُ ثَوَابُ هُوَا يِيْ حَرِيْثُ بَطْلَامُ اُسْكِيْ مَخَالِفُ هُوَا اُوْرُ مَكْنُ هُوَا يِيْ حَرِيْثُ مَطْلُقُ قَرْضٍ مِيْنُ هُوَا اُوْرُهُ هُوَا
قَرْضُ مِيْنُ حَسْبُ مِيْنُ مَدِيُوْنُ بِرُكْبَتِيْ نَمِيْنُ كَرُكِيْ سِيْ بَاْجُوْبَتِ حَزُوْرَتِ كِيُوْبَتِ دِيُوْ يُوْ اَسْرَا لَكِيْ اَلَّتِيْ بِنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ لَيْلَةً اُسْرِيْ فِيْ عِلِّيْ بَابِ الْجَنَّةِ مَكْنُوْبًا اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَاَلْقَرْضُ
بِاَمْنِيَّةٍ عَشْرُ نَفْلَتُ يَا حَبِيْبُ اَيْلُ مَا بَالُ الْقَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ لَا اِنَّ السَّائِلَ يَسْأَلُ وَعِنْدَكَ اَوْ
اَلْمُسْتَقْرِضُ لَا يَسْتَقْرِضُ اِلَّا مِنْ حَاجَةٍ اَلنَّاسُ بِنِ مَالِكٍ رُوَيْتُ هُوَا اَنْ حَضَرْتُ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيْ فَرَا يَا حَبِيْبُ رَاَيْتُ
مَحْبُوْبٌ مَعْرَاجُ هُوَا سِيْنُ حَزْبُ كُوْ دُوْرَا كُوْ يِيْ لَكَمَا دِيْكَمَا صَدَقَةُ مِيْنُ دُوْ سَا لَكَا ثَوَابُ هُوَا اُوْرُ قَرْضٍ مِيْنُ اَمْتَا لَكَا سِيْنُ كَمَا

اے جبریلؑ کیا سب سے جو قرض دینا صدقہ سے افضل ہے انہوں نے کہا اس وجہ سے کہ مانگنے والا مانگتا ہے اور اس کے پاس ہوتا ہے رکھا نہ کیا اور قرض لینے والا قرض نہیں مانگتا مگر ضرورت سے **ف** یعنی سائل بعضے حریفیں ہی ہوتے ہیں کہ مال رکھ کر سوال کرتے ہیں اور خدا سے نہیں شرماتے لیکن قرض کوئی بے ضرورت نہیں لیتا یہ اگلی زمانے میں تھا اب تو معاذ اللہ ایسے لوگ نکل رہے ہیں کہ قرض ہی بے ضرورت مانگتے ہیں اور انکی ہزیت دوسرے کا مال مضیم کرنے کی اور اپنے پاس مال جوڑ نیکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں قرض حسنہ کا باب بند ہو گیا ہے الا ما اشار الہ اگر لوگ برابر قرض ادا کریں تو دین و دالے ضرور دیویں مگر بچا پرے دین و دالے کیا کریں وہ سمجھتے ہیں کہ قیامت تک وصول نہ ہوگا **عَنْ** یَحْیٰی بْنِ اِسْحَاقَ الْهَمْبَلِیِّ قَالَ سَأَلْتُ اَلسَّائِلَ الْجَلَّ مَتَا یَقْرَضُ اَخَاهُ الْمَالَ یُجِدُ وَلَیْلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَضَ اَحَدُكُمْ قَرَضًا فَاهْدِیْ لَہٗ اَوْ حَمَلْہٗ عَلٰی الدَّائِیۃِ فَلَا یُرْکَبُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ جَرٰی بَیۡنَہٗ وَبَیۡنَکَ فَبَلِّغْ ذٰلَکَ یَحْیٰی بْنِ اِبْنِ اِسْحَاقَ ہنائی سے روایت ہے

میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کوئی شخص ہم میں سے اپنے بھائی مسلمان کو قرض دیتا ہے پھر قرض لینے والا اسکو تحفہ بھیجتا ہے انس نے کہا اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کسیکو قرض دیر سے پرودہ اسکو تحفہ بھیجے یا چاہا نور پر سوار کرے تو اسکو سوار ہونا نہ چاہیے نہ تحفہ لینا اللہ تعالیٰ سے ایسی باتیں ہوتی رہتی ہوں **ف** یعنی قرض دینے کو پہلے ہی اس کے پاس سے حصہ آیا کرتا ہو یا سواری وہ دیا کرتا ہو تو اب بھی اسکا قبول کرنا درست ہو اور جو قرض کے پہلے اسکی رسم نہ تھی تو یقیناً اسکا سبب رض ہوگا اور ہماری شریعت میں قرض دیکر منفعت اٹھانا درست نہیں محدث کا اسناد ضعیف ہے یحییٰ بن ابی اسحاق مہاشی مجہول ہے اور عتبہ بن جمہی ضعیفی کو امام احمد نے ضعیف کیا اور اس سے اسمعیل بن عیاض روایت کرتا ہے وہ بھی ضعیف ہے اور بخاری نے تاریخ میں نکالا انس سے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی کسی کو قرض دیوے تو اسکا تحفہ نہ دیوے اور بیہقی نے ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن سلام اور ابن عباس سے سنن کبریٰ میں نکالا کہ ان سبھوں نے کہا جس قرض سے منفعت ہو وہ سوچے یعنی سود کی قسموں میں سے ایک قسم ہے اور بیہقی نے معرفۃ میں فضالہ بن عسکیر موثقاً ایسا ہی روایت کیا اور بخاری نے ابورودہ بن ابی موسیٰ سے نکالا کہ میں مدینہ میں آیا تو عبد اللہ بن سلام سے ملا انہوں نے کہا تو ایسے ملک میں ہو جہاں سود جاری ہو تو حسب تیرا فقر کسی پر سودہ تجھے کو گمانس کا ایک گٹا یا جو کا یا قُوت کا بھیجے تو مت لڑا اسکو وہ رہا ہے اور عارف بن ابی ہاشم نے اپنی سند میں حضرت علی سے نکالا کہ اتھرت **عَلِیُّ** صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اُس قرض سے جس سے منفعت حاصل

ہو اور ایک ایت میں جو جس قرض سے منفعت حاصل ہو رہا ہے اور اسکے اسناد میں جو ابن مسعود سے روک ہو اور
 موطا میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جاہلیت میں باہمی تہا کہ ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہے قرض خواہ قرض دار سے
 کہتا جیسے کہ گزر جاتی کہ تو ادا کرتا ہے یا سود دیتا اگر وہ سود دیتا تو وہ میعاد بڑھا دیتا ان سب احادیث اور آثار
 سے یہ نکلتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو قرض دیکر اس پر فیصدی منفعت کی شرط ٹھہرتے ہیں مثلاً ایک روپیہ فیصدی
 یا دو روپیہ فیصدی یا آٹھ آنہ فیصدی یہ رہا ہے اور حرام ہے اور تمام علما کا اس پر اتفاق ہے اور صورت میں پر اس پر
 نوٹوں کا اور بینک اور ریلوے سیریس کا سولینا بالکل حرام ہو گا لیکن بعض متاخرین احناف نے سکوا جائز رکھا ہے
 اس بنا پر کہ یہ سود نصاریٰ سے لیا جاتا ہے دار الحرب میں اور ہدایہ میں اس باب میں ایک حدیث لایا ہے کہ سود نہیں ہے
 درمیان مسلمان اور عربی کے دار الحرب میں اور قرار دیا ہے اس امر کو کہ حربی کا مال نہیں ہے تو جس طریق سے سکوا
 لے لیں وہ درست ہو گا اگرچہ سود ہی کے نام سے لیں گے اور ہم کہتے ہیں کہ سود کی حرمت کی حدیثیں اور آیتیں مطلق
 ہیں اور یہ کیا تخصیص کے بات ہے کہ حنفیہ بہت سے مسائل میں صحیح اور مستحکم حدیثوں سے کتاب الہی کی تخصیص جائز نہیں کہتے
 جیسے بین مس الثاقل واحد کے باب میں ابی گدرا اور بیان ایک باطل حدیث سے جس کا کہیں یہ نہیں ہے کتاب الہی
 اور احادیث مشہورہ کی تخصیص جائز کہہ لیتے ہیں ہم کو تو اتنا کہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ملے صحیح طریق سے نہ ضعیف
 طریق سے اور زلیعی اور حافظ نے کہا کہ حدیث غریب ہے اگر کسی تابعی سے یہ قول مروی ہو تو تابعی کا قول کوئی حجت نہیں
 ہے نہ احناف کو نزدیک نہ اہل حدیث کو نزدیک اور جو حجت ہی ہو تو اس سے کتاب الہی کی تخصیص نہیں ہو سکتی یہ سود
 کہنا مطلقاً حرام ہو گا خواہ وہی سے لیا جاوے یا مسلمان کو یا عربی سے دارالاسلام میں لیا جاوے یا دار الحرب میں
 اور ایک مشکل اور ان علما کو ہمیشہ اوگی وہ یہ کہ ہندوستان کو دار الحرب ثابت کرنا پڑے گا اور اس میں بہت اختلاف ہے
 علما کا کہ جو ملک ایک تہ دارالاسلام ہو جاوے وہ پھر دار الحرب ہو سکتا ہو یا نہیں اور دار الحرب کے لیے یہ بھی ضرور ہے
 کہ وہاں شعار اسلام سے مانعت کی جاتی ہو جیسے آذان نماز روزہ وغیرہ سے اور ہندوستان میں ان عبادات کی
 کوئی نفرت نہیں ہوتی بلکہ مسلمان بڑی آزادی کے ساتھ اپنے عبادات مذہبی بجالاتے ہیں البتہ اس میں شک
 نہیں ہے کہ ہندوستان میں حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں جیسے حد خر یا حد زنا یا حد شہر اور علانیہ فسق اور فجور اور
 فواحش اور شر بہت کم ہوتا ہے تو ہم یہ کہیں گے کہ حدود شرعیہ تو اس زمانہ میں کسی مسلمان سلطنت میں جاری
 نہیں ہیں نہ روم نہ ایران نہ افغانستان نہ بھارت نہ عرب میں بلکہ جرین شریفین میں ہی حدود شرعیہ جاری نہیں ہیں پھر
 ان ملکوں کو ہی دار الحرب کہنا پڑے گا اور دنیا سے دارالاسلام کا وجود اوشہ جاوے گا الی ماشاء اللہ نجد یا اسپرین بعض قطعاً

ایسے نگلیں جہاں شرع شریف کے کل احکام اور حدود جاری ہوں اس حالت کو دیکھ کر مسلمان جتنا افسوس کریں اور جہنم
رویں اور پھٹیں وہ سب کم ہے کہ اونٹوں کی اپنی اپنی حکومتوں میں ہی شرع کو بالائے طاق رکھ دیا بھلا نصاریٰ کی
حکومت میں تو مجبوری ہے اور اب امید ہی نہیں ہے کہ کسی اسلامی سلطنت میں یہ حدود اور احکام شرعیہ پورے طور
سے جاری کیے جاویں بلکہ جو احکام شرعیہ باقی رہ گئے ہیں وہ بھی روز بروز اٹتے اور موقوف ہوتے جاتے ہیں اور ان کے
بدل نصاریٰ کے قوانین اور آداب ناری کیسے جائزین لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو امام مہدی علیہ السلام کو صلہ پہنچ کہ ایک
بار ہم اسلام کا بول بالا دیکھ لیں اور بعدین تباہ اور برباد کیسے جاویں اور نام کے مسلمان ایسے مسلمان
ہو جاویں یا انکی تلوار سے قتل کیے جاویں خیر اصل مطلب میں ہم یہ بحث کرتے ہیں اتنی بات تو صحیح ہے کہ قرض
دیکر جو منفعت لی جاوے وہ اگرچہ باجماع علماء اور فقہاء سنی ہے اور کسی اگلے عالم نے اس باب میں خلافت نہیں کیا مگر ہم کو کوئی
مرفوع صحیح حدیث اسکی حرمت میں نہیں ملتی جتنی احادیث حرمت رباعین وارد ہیں وہ سب بای بہم ہیں اور اہل بیت
قریبی رباعی کے باب میں صرف رباعی جمع کا ذکر کیا ہے اور قرض کی منفعت کو رباعی کے باب میں بیان نہیں کیا بلکہ قرض کے
باب میں جدا گانہ اس مسئلہ کو لکھا ہے اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ قرض کی منفعت کی حرمت قطعی نہیں ہے رباعی کی مثل
اور کینہہ قطع ہو سکتی ہے جب کہ اس میں کچھ حدیث مرفوعہ ہی صحیح ہو ان ماجہ نے جو حدیث انس کی روایت کی اس میں تین
صنفیت ہیں اور عمار بن ابی اسامہ نے جو حضرت علی کی حدیث نکالی اس میں سوار بن مصعب متروک ہے اب نہیں ہے
مگر سو قوت آثار صحابہ اور تابعین کے ان سے حرمت قطعی ثابت ہونا دشوار ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ شبہ رباعی اس میں
قوی ہے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذر گئے اور رباعی بیان تفصیل سے نہیں کیا تو جو قوم رباعی
اور جس میں رباعی کا شبہ ہو اور یہ شبہ مضبوط ہوتا ہے علماء سلف کے اجماع سے کیونکہ ان سے پہلے اجماع کیا کہ دین میں
زیادت کی شرط رباعی ہے اور ابن عمر سے ثابت ہے انہوں نے کہا کہ جاہلیت کا رباعی تھا اور حجۃ الوداع کی جو حدیث ہے وہ صحیح ہے
اس میں یہ ہے کہ جاہلیت کا کل رباعی موضوع ہے یعنی انہوں کو دیا گیا اور باطل کو دیا گیا اور اول جو رباعی انہوں کو دیا گیا وہ اپنا
رباعی اس میں طلب کا مگر اس میں تصریح نہیں ہے کہ یہ رباعی کا تھا جائز ہے کہ رباعی بیع ہو اگرچہ ظاہر تباد رباعی دین ہے
کیونکہ وعدہ اکثر رباعی دین میں ہوتا ہے نہ رباعی بیع میں پر مخالفت یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع ہی کبھی بیع اور پھر ہوا کرتی ہے اور
جاہلیت میں یہ بیع جاری ہوگی نیز احتمال کے باطل کرنے کے لیے کوئی دلیل چاہیے اور قرآن مجید میں جو یہ آیت ہے
فَاِنْ تَبَيَّنَ فَلَکُمْ دُرُوسٌ اَمْ لَکُمْ اَلْوَاکِلُ اَمْ لَکُمُ الرَّجُلُ الْاَتَمُّ اَمْ لَکُمْ مَصَافِقٌ اَمْ لَکُمُ الْبَايِعُ اَمْ لَکُمُ الْبَايِعُ اَمْ لَکُمُ الْبَايِعُ اَمْ لَکُمُ الْبَايِعُ
ہے اور رباعی بیع پر یہ آیتیں منطبق ہو سکتی ہیں اور بقرہ نیا اسکا کہ قرآن میں رباعی سے مراد رباعی جمع ہے یہ آیت ہے کہ

[illegible]

مردی ہو اور ترمذی اور احمد اور ابی نے اسکو ابن عباس سے ہی نکالا اور ترمذی نے کہا وہ صحیح ہے (روضہ) عمن
 الْكُفِّ قَالَ لَقَدْ رَضِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِرْعِهِ عِنْدَ يَهُوذَى بْنِ يَزِيدَ بْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ الْكَلْبِ فَخَذَّ لَا هِلْمَ مِنْهُ شَيْعِيًّا
 انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گرو کر کسی مدینہ میں اور اس سے اپنے گنہگاروں
 کے لیے جو بکیر عمن اَتَمَّكَ يَنْتِ يَزِيدُ ابْنُ الْمَيْمُونِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَهُوذَى بْنِ يَزِيدَ بْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ الْكَلْبِ عِنْدَ يَهُوذَى بْنِ يَزِيدَ بْنِ
 اسما بنت یزید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کی زرہ گروتی ایک یہودی باپس
 غلہ کے عوض میں عمن ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَدِرْعُهُ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُوذَى بْنِ يَزِيدَ بْنِ
 صَاعِ الْيَمَنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَدِرْعُهُ رَهْنٌ عِنْدَ يَهُوذَى بْنِ يَزِيدَ بْنِ
 یہودی باپس تیس صاع جو بکیر باب الْكُفِّ قَالَ لَقَدْ رَضِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِرْعِهِ عِنْدَ يَهُوذَى بْنِ يَزِيدَ بْنِ
 وہنا مرتین کو درست ہے عمن ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّفْرُ يَكُونُ إِذَا كَانَ
 مَرْهُونًا وَلَكِنْ الْإِدْرِيَّةُ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الْإِدْرِيَّةِ يَكُونُ الْفَقْرُ الْبُهِرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جانور گرو ہو جیسے گھوڑا اونٹ وغیرہ تو مرتین سپہ سوار ہو کہ اور
 دودہ والا جانور اگر گرو ہو تو مرتین ہکا دودہ پیسے مگر صورت میں مرتین پر اس جانور کی خوراک وغیرہ کا خرچ ہو گا ۔
ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو امام بخاری نے ہی نکالا اور امام احمد اور اسحاق اور ربیعہ اور حسن وغیرہم کا یہی قول
 ہے اور ائمہ حدیث کا یہی یہی ہے کہ مرتین جانور کی خوراک اور خرچ کے بدل سپہ سوار کر سکتا ہے ہکا دودہ
 لے سکتا ہے ابن قیم نے کہا یہی صواب ہے لیکن شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اس کے خلاف کہتے ہیں کہ مرتین کو شے
 مرہون سے کسی قسم کا فائدہ لینا جائز نہیں بلکہ جو فائدہ ہو وہ اس کا ہے اور خرچ بھی اسی کو کرنا ہو گا اور حدیث انکو
 مذہب کو رد کرتی ہے ابن قیم نے کہا ان لوگوں کا قول برخلاف حدیث کو فاسد ہے اور کبھی راہن غائب ہوتا
 ہے اور مرتین کو اس سے خرچ لینا دشوار ہو جاتا ہے اور کبھی خرچ راہن سے لینے کے لیے حاکم کے پاس جانے کی تکلیف
 کرنا پڑتی ہے اور یہن کا اثبات اور راہن کا غائب ہونا اور خرچ کی مقدار کا ثبوت کرنا اور اسکا حساب لکھنا اور جب
 تک یہ کام ہوں کبھی دودہ والے جانور کا دودہ تلف ہوا کرتا ہے یہ سب قباحتیں حدیث کو خلاف راہی دینے سے بڑی
 ہیں حدیث میں جو قاعدہ مذکور ہے اس کے کسی آسانی ہے کہ مرتین جانور پر سواری کرے اس سے فائدہ لےوے ہکا
 دودہ پیسے اور اس کے بدل اس جانور کا خرچ اپنے پاس سے دیوے اور اگر حدیث نہ ہوتی تب بھی قیاس کے موافق
 یہی حکم ہوتا نہ حکم جو ان لوگوں نے دیا ہے راستہ مختصرا میں کہتا ہوں حنفیہ شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ دوسری حدیث

میں ہے جس قرض سے منفعت ہو وہ رہا ہے اور مرتن نجیب شہر ہونے کے نفع لیا تو گویا قرض سے نفع اٹھایا اور اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے جیسے اوپر بیان ہوا دوسرے یہ حدیث علم ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث خاص ہے پس اس عام میں اس خاص کو نکال لینے کے جیسے کوئی بلا شرط کو قرض ادا کرنے میں زائد یا عمدہ مال دیوے یہ درست ہے مگر مخالفین کے نزدیک یہی بوجہ دوسری حدیث کو تیسرے یہ کہ مرتن نے جو یہ منفعت اٹھائی تو قرض سے نہیں اٹھائی بلکہ اس پر خرچ کیا اسکے بدل دوسری دلیل حنفیہ شافعیہ کی یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہر وہ غنمہ و علیہ غنمہ یعنی نئی ہر ہون کا حاصل اور نفع ماہن کا ہے اور سیدہ اس کا ضمان ہے یہ آگے آدگی اور جواب یہ ہے کہ یہ حکم اس حدیث کو خلاف نہیں ہے کیونکہ دودہ اور سواری بیشک ماہن کا حق تہی مگر مرتن کو خوراک کے بدل اس کا حق ہو گیا اور شافعی نے کہا کہ غنمہ سے مراد زیادتی ہے شہر مہون میں جیسے جانور مڑا ہو جاوے یا اس کو بچ پیدا ہون وہ تو بالاتفاق ماہن کے ہونگے مگر حج کہتا ہے جب جانور کی خوراک اور خیر گیری کے بدل مرتن کو اسکے دودہ کا استعمال اور سواری ہونا درست ہوا تو مکان کی صفائی اور مرتن اور درستی اور روشنی کے بدل مرتن کو مکان ہر ہونہ میں رہنا بھی درست ہو گا اور یہی قیاس ہے اہل حدیث کو نزدیک گو فتحا اس کو جائز نہیں کہتے **باب** لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ حَبَّ اِهْنِ شُرْ مِهْنِ کو چڑھانا چاہے تو مرتن ہو کر روک نہیں سکتا صحیح اِنِّیْ هُرْ كِدْرَةٌ اَنَّ رَسُوْلَهُ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغْلَقُ الرَّهْنُ اَوْ بَرِيْرُهُ رَضِیْ عَنْهُ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہن روکی نہ جاوے گی **ف** شافعی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مہن روکی نہ جاوے گی اسکے صاحب جس نے اس کو مہن رکھا اس کو اس کا حاصل ملے گا اور اسی پر اس کا ضمان ہے دارقطنی نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے اور حافظ نے بلوغ المرام میں کہا کہ اسکے راوی ثقہ ہیں مگر محض ابو داؤد وغیرہ کے نزدیک اس کا اس سال ہے اور مہن روکنے کو یہ طلب ہے کہ مہن نے حب یا اس کو معید مسیاد پر نہ چڑھایا تو مرتن اس شے کو اپنا سمجھے یہ نہیں ہو سکتا حب مہن زر مہن ادا کرے تو مرتن کو وہ شے جو ادا کرنا چاہیگا اگرچہ مسیاد کے بعد یا اس سے پہلے دیوے اور عبد الرزاق نے معمر سے نکالا کہ مہن کارو کنایہ ہے کہ مہن مرتن سے یہ شرط لگا دے کہ اگر مہن تیزار و پیہ فلان وقت تک نہ دون تو مہن تیزے ملک ہو جاوے گا یہ شرط باطل ہے اور ہر وقت مہن روپیہ دیکر اپنی شے لے سکتا ہے امام محمد نے کہا ہمارا یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہ بھی ایسے قائل ہیں اور حدیث یہ نہ نکلا کہ اگر شے مہون مرتن کے پاس تلف ہو جاوے تو مرتن کا کچھ نقصان نہ ہو گا مہن کا نقصان ہو گا اور اس کو کل زر مہن ادا کرنا ہو گا امام شافعی اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے **(روضہ مختصر)** **باب** اَجْرُ الْاَجْرِ مَرْدِيْ کا بیان **ف** اجارہ یعنی کسی کو مزدوری محنت پر کہنا درست ہے قرآن شریف میں اس کا جزا ثابت ہے یا اپنا استاجرہ

اوس میں کمیٹی کرے تیسرے وہ جو زمین کو کرایہ پر لپیو سونے یا چاندی کے بدلے (جسے نقدی ٹیڈر کہتے ہیں اب اکثر ملکوں میں یہ معمول ہے اور بامی سو قوت ہوتی جاتی ہے) **ف** احديث میں مخالفہ سوزا عرت مراد ہے اور اسکی تفسیر اور پگنڈر چکی ہے **ع** **ابن عمر** رَقُولُ كُنَّا نَخْأِرُ بِرَدْلَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا حَتَّى سَمِعْنَا دَاعِيَهُ بَنِي خَدِيجٍ يَقُولُ نَعُوْا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ لِقَوْلِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ سَعْدِي هُوَ مِمَّنْ عَرَفْتُ كَمَا كُنْتُ تَهْوِي

اور اس میں کوئی برائی نہیں باتے جسے یہاں تک کہ ہم نے رافع بن خدیج کی حدیث سنی کہ منع کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تو ہم نے اسکو چوڑ دیا انکے کہنے سے **ف** مگر ابن عباس وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمانعت برسبیل تنزیہ تھی اطلاقاً نہ بطور حررت کے کیونکہ آب کا مطلب تھا کہ اپنے بہائی مسلمان کو کمیٹی کے لیے صفت زمین دینا چاہیے اس سے بامی کو نکالیا ضرور یہ عربین زمین کی کمیٹی نہیں پس جب قدر اپنے سوسوہ کے اس میں خود زراعت کرے اور جیج رہے وہ اپنے بہائی مسلمان کو عاریت کو طور پر دیوے تاکہ ثواب حاصل ہو اور بصورت میں ابو حنیفہ کا استدلال اس حدیث سے باقی نہ رہیگا **ع** **جابر بن عبد اللہ** يَقُولُ كَانَتْ لِي حَالِي مَيْتًا فَنُصُولُ الرِّضَايْنِ يَوْمَ اجْرَدَتْهَا عَلَيَّ الثَّلَاثُ وَالرُّبْعُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ نُصُولُ الرِّضَايْنِ فَلْيُزَعِّهِنَّ أَوْ لِيُزَعِّهِنَّ أَخَاهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ سَعْدِي هُوَ مِمَّنْ عَرَفْتُ كَمَا كُنْتُ تَهْوِي

اوسوں کے پاس بیکار زمینیں تھیں تو وہ ان کو بامی پر دیا کرتے تھائی اور چوتھائی میداوار پر بہرہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسکے پاس خالی بیکار زمینیں ہوں (جن میں وہ خود کمیٹی نہ کر سکے) تو ان میں یا تو خود کمیٹی کرے یا اپنے بہائی کو کمیٹی کے لیے دیوے اگر وہ اس میں کمیٹی نہ کرے تو اپنی زمین پر ہی رہنے دو لیکن بامی پر نہ دیوے **ع** **ابن عمر** قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزَعِّهِنَّ أَوْ لِيُزَعِّهِنَّ أَخَاهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ ابُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعْدِي هُوَ مِمَّنْ عَرَفْتُ كَمَا كُنْتُ تَهْوِي

کے پاس زمین ہو وہ اس میں خود کمیٹی کرے یا اپنے بہائی کو صفت دیوے اگر وہ نہ لپیو تو اپنی زمین خالی رہنے دیوے **ف** یہ حدیثیں شاید ابتداء اسلام کی ہیں کیونکہ سونے اور چاندی کے بدلے تو زمین کا یہ دینا سب کے نزدیک درست ہے اور ان حدیثوں میں اس سے بھی منہ کیا گیا ہے **بَابُ كِرَاءَةِ الْأَرْضِ فِي زَمَنِ كِرَايَةِ بَنِي خَدِيجٍ** **ع** **ابن عمر** أَنَّهُ كَانَ يُكْرَى الْأَرْضُ لَهْمَا رَعَا قَاتَاهُ إِنْسَانٌ فَخَبَّرَهُ عَنْ دَاعِيَةِ بَنِي خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءَةِ الْمَزَارِعِ فَلَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ وَذَهَبَتْ مَعَهُ حَتَّى أَتَاهُ بِالْبَلَاطِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَخَبَّرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءَةِ الْمَزَارِعِ فَتَوَلَّى عَبْدُ اللَّهِ

رافع بن خدیج سے جو چاہا انہوں نے کہا ہم زمین کو کرایہ پر دیا کرتے تھے اس شرط پر کہ جو اس میں سے نکلے اس جگہ وہ ہمارا ہو اور جو اس جگہ نکلے وہ ہمارا ہو پھر منع کیے گئے ہم پیداوار پر اسکو کرایہ دینے سے اور پانڈی کے بدل کرایہ دینے سے ہمکو منافعت نہیں ہوئی یہ اور ہی مضمون ہے جو رافع کی حدیث میں ہے بیشک بٹائی میں یہ شرط تو بالاقاف درست نہیں ہے کہ فلان مقام کی پیداوار ہم لین گئے فلان مقام کی تم لیجیو کیونکہ اس میں وہو کا ہے شاید اس مقام میں کچھ پیدا ہی نہ ہو اور احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بٹائی سے منع کیا ہو اور رافع مطلق بٹائی کی نعمت سمجھ کر **باب** مَا يَكُونُ مِنَ الْمَرْأَةِ حَبْرًا رَوَتْ مَكْرَهُهُ اسکا بیان عن رافع بن خدیج سے ہے حَدَّثَنَا عَنْ عَمْرِو بْنِ خُزَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُوبُكُمْ تَحَارُّونَ فَلَمَّا تَوَلَّوْا جُرْهَاعِلَ الثَّلَاثِ وَالرُّبْعِ وَالْأَوَّلُ مِنَ الْبَيْتِ وَالشَّيْعِيُّ فَقَالَ فَلَا تَفْعَلُوا أَرْحَوْهَا أَوْ أَرْحَوْهَا رافع بن خدیج اپنے چچا ظہیر سے نقل کرتے تھے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو منع کیا ایک کام سے جو ہمارے موافق تھا میں نے سفید (میں نے) کہا جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ حق ہے اور انہوں نے کہا آپ نے فرمایا تم کیا کرتے ہو اپنے کہیتوں کو مجھے عرض کیا ہم انکو کرایہ دیتے ہیں بٹائی اور جو بٹائی پیداوار پر اور چند دوسرے پر گندم جو بکے آپ نے فرمایا ایسا مت کرنا تو خود اس میں کہیتی کر فائدہ دوسرے کو کہیتی کرنے کو دوسری رافع بن خدیج سے کہی کہ ان احاد کا اذا استغنى عن ارضيه اعطاهما بالثلث والرُّبْعِ وَالنِّصْفِ وَاشْتَرَطَ ثَلَاثَ جَدَاوِلَ وَالْقَصَارَةَ وَمَا سَقَى الْكَبِيرُ وَكَانَ الْعَيْشُ اِذَا ذَاكَ شَدِيدًا اَوْ كَانَ يَكْمَلُ فِيهَا بِالْحَيْدِ وَيَبْتَاعُ اللَّهُ وَيُصِيبُ مِنْهَا مَنَفَعَةً قَاتَانَا كَارِجُ ابْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ اِهْرَكَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَطَاعَةً اللَّهِ وَطَاعَةَ رَسُولِهِ اَنْفَعُ لَكُمْ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ الْخُفْلِ وَيَقُولُ مَنْ اسْتَفْنَى عَنْ اَرْضِهِ فَلْيَمْنَحْهَا اخَاهُ اَوْ لِيَدِ نَحْ رافع بن خدیج سے روایت ہو رہی ہے کوئی جب اپنی زمین سے بے پردہ ہوتا تو اسکو بٹائی یا جو بٹائی یا نصف پیداوار پر دیتا اور تین مالین کی ضرط کر لیتا کہ وہ ان کی پیداوار میں لوگ اور بوسا میں لون گا اور پریم کے پانی سے جو پیدا ہو وہ میں لون گا اور اسوقت میں لوگوں کی گذران مشکل سے ہوتی وہ زمین میں محنت کرتا لوہے سے اور جسطرح اللہ کو منظور ہوتا ہر اس میں سے فائدہ حاصل کرتا آخر رافع بن خدیج ہمارے پاس آئی اور کہنے لگو کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتے ہیں ایک کام سے جس میں تمہارا فائدہ ہوتا لیکن اللہ کے رسول کی اطاعت میں تمہارا زیادہ فائدہ ہے بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہیں تم کو خقل سے اور فرماتے ہیں جو کوئی بے پردہ

ہوا اپنی زمین سے (یعنی خود اس میں کسبتی نہ کرے) تو وہ اپنے بھائی کو سفت وہ زمین دیوے یا خالی بڑے ہنر و عسکی
عُرْمَةُ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ نَابِتٍ يَعْظُرُ اللَّهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْحَقِيقَةِ مِنْهُ إِنَّمَا أَنَا بَعْدُ
الرَّبِيعِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُتْتَلَا فَقَالَ إِنْ كَانَ هَذَا أَشَانُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَرَاجِعَ فَسَمِعَ رَافِعٌ قَوْلَهُ فَلَا تُكْرُوا
الْمَرَاجِعَ عَرَفَهُ بَنُ الرَّبِيعِ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى كَمَا أَمَرَ بَنُ خَدِيجٍ كَوْثَمُ خَدِيجٍ مِنْ إِسْحَدِثَ كُو
ان سوزیادہ جانتا ہوں دو شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے وہ لڑیے تھے اسے فرمایا اگر تمہارا یہ حال ہے
تو کہیتوں کو کرایہ پرست دیکرو (یعنی بھائی مرث کیا کرو) پھر رافع نے اتنا ہی جملہ سن لیا کہ کہیتوں کو کرایہ پرست دیکرو
ف اور مطلق اسکی مانعت رویت کرنے لگے حالانکہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرط فرمایا تھا کہ اگر جبکہ
کرتے ہو تو بھائی مرث کیا کرو **بَابُ الرَّحْمَةِ فِي الْمَرَاجِعِ بِالثَّلَاثِ وَالرُّبْعِ تَمَامِي** یا جو تہائی پیداوار پر بھائی
کرنے کی اجازت عن عمر بن زیدار قال ثَلَاثُ لُطَاوِسٍ يَا أَيُّهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَوْ فَرَّقْتَ هَذِهِ الْخُفَّاءَ بَنَ فَإِنَّمَا
يَرْجِعُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ قَالَ لَمْ يَنْهَى عَنْهُ إِلَّا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَعْطَاهُمْ وَإِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ
أَخَذَ الدَّاسَ عَلَيْهِمَا عِنْدَ نَادٍ أَعْلَمَهُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ
يَنْهَ عَنْهُمَا وَلَكِنْ قَالَ لَا تَنْتَحِلَا أَحَدُكُمَا خَيْرَ لَكُمِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْكُمَا أَجْرًا مَعْلُومًا عُمَرُ بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ رُوِيَ
ہے میں نے طاؤس سے کہا جو بڑے فقیہ تھے ابن عباس کے شاگرد اے ابو عبد الرحمن کاش تم اس تجارت کو دینے
بھائی کو) چورو و کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اور انہوں نے کہا میں لوگوں کی
مدد کرتا ہوں ان کو دیتا ہوں اور معاذ بن جبل نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا ہمارے نزدیک اور صحابہ میں بڑے عالم ہیں
ابن عباس نے مجھ کو خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا بلکہ یوں فرمایا اگر کوئی تم میں سے
اپنے بھائی کو زمین یوں ہی دیوے بغیر کرایہ کے تو وہ بہتر ہے اسکے لیے اس سے کہ زمین کا ایک معین کرایہ لےوے
عَنْ كَاوِسٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَكْرَى الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرَاهِمَ بَكْرٍ وَعُمَرَ
عُثْمَانَ عَلَى الثَّلَاثِ وَالرُّبْعِ فَيَعْمَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِكَ هَذَا طَاوُسُ سَمِعَ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى كَمَا أَمَرَ بَنُ خَدِيجٍ كَوْثَمُ خَدِيجٍ مِنْ إِسْحَدِثَ كُو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے زمانہ میں تہائی اور چوتھائی پیداوار پر اور آج تک
ایسا عمل جاری ہے عن کواؤس قال قال ابن عباس ائینما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن يَخْرُ
أَحَدُكُمْ أَخَاهُ الْأَرْضَ خَيْرَ لَكُمِنْ أَنْ يَأْخُذَ خَدَا مَعْلُومًا طَاوُسُ سَمِعَ رُوِيَ عَنْ زَيْدِ بْنِ نَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعَى كَمَا أَمَرَ بَنُ خَدِيجٍ كَوْثَمُ خَدِيجٍ مِنْ إِسْحَدِثَ كُو
صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو سفت زمین دیوے مستعار طور پر کسبتی کرنے کو

[illegible]

شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَاءِ وَالْكَالِ وَالنَّارِ وَفَمَنْ حَرَّمَ مَا كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يُكْفِي الْمَاءَ الْحَارِيَّ ابْنُ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ
ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان شرکیہ میں تین چیزوں میں پانی اور گمانس اور انگار میں اور ان
چیزوں کی قیمت لینا حرام ہے۔ ابو سعید نے کہا اور اجاری پانی ہے ف جیسے دریا یا چشمہ کا اسکا روکن کسی مسلمان
سے نادرست اور حرام ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے اسناد میں عبد اللہ بن خراسن ہے وہ متروک ہے اور ابن مسعود
نے اسکو صحیح کہا عَنِ ابْنِ مَرْثَدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ لَا يَمْنَعَنَّ الْمَاءَ وَالْكَالَ وَالنَّارَ
وَالنَّاسُ أَبُو بَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جاء نیکی ایک پانی دو گنا گمانس میں اگر ف حافظ نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَارَسُولَ اللَّهِ مَا لَقِيَ النَّبِيَّ لَاحِلٍ مَنَعَهُ قَالَ الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ
قَدْ عَرَفْنَا قُلْنَا قَالُوا الْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ
النَّارُ وَمَنْ اعْطَى نَحْلًا فَكَأَنَّمَا تَصَدَّقَ بِحَبِّهِ مَا كُنْتَ تَصَدَّقُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَاءُ
يُوجَدُ الْمَاءُ ذَكَائًا عَقْتُ رُبَّمَا وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرِبَ مِنْ مَاءٍ حَيْثُ كَانَ يُوجَدُ الْمَاءُ ذَكَائًا عَقْتُ رُبَّمَا وَمَنْ سَقَى مُسْلِمًا شَرِبَ مِنْ مَاءٍ حَيْثُ كَانَ يُوجَدُ الْمَاءُ ذَكَائًا
کون سی چیز ہے جگہ کو نادرست نہیں اپنے فرمایا پانی اور ناک انگار میں عرض کیا یا رسول اللہ پانی کو تو نہیں چاہا لیکن نہ لکے انگار کا
روکن کیون منع ہے اپنے فرمایا اسے حمیر (یہ لقب ہے حضرت عائشہ کا تصغیر ہے حمرا کی یعنی لال رنگ والی) حمیر نے
انگار دی اس نے گویا صدقہ دیا وہ سب کمانا جو اس انگار سے پکڑا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک گھونٹ پانی کا
پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا اس نے ایک بردہ آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں پانی
نہیں ملتا تو گویا اس نے اسکو جلا دیا ف احمدیث کی اسناد میں علی بن زید بن جبرعان ضعیف ہے اور احمد
اور ابوداؤد نے ابوخراش سے نکالا اس نے بعض صحابہ سے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان
شرکیہ میں تین چیزوں میں پانی اور گمانس اور انگار میں اور ابو نعیم نے اسکو صحابہ میں نکالا ابوخراش کے
حال میں اور اس شخص کا ذکر نہیں کیا جس سے ابوخراش نے روایت کی اور ابوجاتم سے پوچھا گیا احمدیث کو نہ ہونے
نے کہا ابوخراش نے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پلایا لیکن حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور
خطیب نے حضرت عمر سے ایسا ہی نکالا اس میں نمک زیادہ ہے اور اسکی اسناد میں عبد الحکیم بن مسیرہ ضعیف
ہے اور طبرانی نے اسکو حسن طریق سے نکالا زید بن جبر سے اس نے ابن عمر سے اور اسکا ایک اور طریق ہے طبرانی
کے پاس اور ابوداؤد نے اسکو نکالا ابیہ سے اس نے باپ سے اپنے اور طبرانی نے اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

نکا لاکہ و چہیزین ہن جبکارو کن درست بنین بانی اور انکار کا او عقیل نے صنفا میں کہو عبد البہن بحر سے نکالا
اور یہ سب اتین ملکہ حدیث صحیح کے وجہ کہو پوچھ جاتی میں اور اس سے محبت قائم ہوتی ہے اور جو بانی ایک خاص مقام
میں جمہر کیا گیا ہو وہ بالا جماع احمدیہ کی مستثنیٰ ہے اور محبت میں ہے کہ اگر چیزیں ملوک ہوں تو بھی ان کو محبت
دینے کی تاکید ہے استحباً یا اور اگر ملوک نہ ہوں تب انکارو کن کسی حال میں جائز نہیں (روضہ مع زیادۃ) شوکانی
نے کہا حضرت عائشہ کی یہ حدیث جس میں بانی پلائے کا ذکر ہے ابن عدی نے نکالی اور اس کے ہندو میں ایک قسم
ہے اور ایک ترک باب **ابَابُ اِطْلَاعِ الْاَنْبَاءِ وَالْعِيُونِ** اور عیون کا مقطوعہ دیا **عَنْ اَبِي عَنٍّ اَبِيضَ بْنِ حَمَالٍ اَنَّ**
اَسْقَطَعَ الْمِلْحَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مِلْحٌ مَادِيَةً فَطَعَهُ لَهُ فَعَارَتْ الْاَفْرَاحُ بَنَ حَالِيسٍ الْيَمِينِيَّ اَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي قَدْ وَدَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهِيَ اَرْضٌ لَكِنَّ بِهَا مَا لِي مِنْ دَرْدَةٍ اَحَدٌ وَهُوَ
مِثْلُ الْمَاءِ الْعَذِيقِ فَاسْتَعَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِيضَ بْنَ حَمَالٍ فِي قَطِيعَتِهِ فِي الْمِلْحِ فَقَالَ قَدْ
اَقْلَنْتُكَ مِنْهُ عَلَى اَنْ تَجْعَلَ لِي مِثْلَ صَدَقَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ وَهُوَ
مِثْلُ الْمَاءِ الْعَذِيقِ مَنْ وَدَدَهُ اَحَدٌ قَالَ وَهُوَ الْيَوْمَ عَلَى ذَلِكَ مَنْ دَرَدَهُ اَحَدٌ قَالَ فَطَعَهُ لَهُ الْيَمِينِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضًا وَتَخَلَّاهَا بِالْجَرَبِ جَرَبٌ مُرْكَدٌ مَكَانُهُ حَيْنٌ اَقَالَهُ مِنْهُ اَبِيضُ بْنُ حَمَالٍ سے روایت ہے ہون
نے مقطوعہ لیا اس نمک کا جسکو سد مارب کا نمک کہتے ہیں (مارب ایک جہتی ہے میں میں کہتے ہیں بلقیس میں تھی)
آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطوعہ دیدیا کہ انکے سوا کوئی اور وہ نمک لینو نہ پاسے اور وہ لیکر اپنے
اختیار سے اسکو بچین) پھر اقرع بن حابس تہمی آپ کے پاس آئے اور عرض کیا میں اس نمک پر گیا تھا جاہلیت (زمانہ
میں وہاں بانی نہیں ہے اور جو کوئی وہاں جاتا ہے نمک لے لیتا ہے وہ جاری بانی کی طرح کہی بند نہیں ہوتا یہ سنکر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مقطوعہ منخ کرنا چاہا جو ابیض کے ساتھ کیا تا ابیض نے کہا میں یہ اجادہ منخ
کیا اس شرط پر کہ آپ اسکو میری طرف سے صدقہ کریں (جب حاجی چاہے وہ وہاں سے نمک لیوے) آپ نے فرمایا
اجادہ تیرے طرف سے صدقہ ہے اور وہ مثل جاری بانی کے ہے جو وہاں جاوے وہ اسکو لیوے ابیض نے کہا ہر آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو مقطوعہ دیا زمین کا اور کھجور کے درختوں کا جوف میں (وہ ایک مقام ہے) جوف
مراد میں اس مقطوعہ کے عوض جو اپنے منخ کر ڈالا **بابُ النَّبِيِّ عَنْ نَبِيِّ الْمَاءِ بَانِي حَيْجِيَّ** کی محافط **عَنْ اَبِي**
الْمِنْهَالِ سَمِعْتُ اَيَّاسَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَدَّيْ نَاسًا يَتَّبِعُونَ الْمَاءَ فَقَالَ لَا يَتَّبِعُونَ الْمَاءَ قَالِي سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَى اَوْ يَتَّبِعُ الْمَاءَ ابو منہال سے روایت ہے میں نے ایاس بن عبد مزنی سے سنا ہے

صاف ہوتا ہے اور اسکا پانی عمدہ ہوتا ہے اور اس میں اور تازہ پانی پکڑ آتا ہے اور بعضوں نے کہا جو پانی اپنی ضرورت کے زیادہ اسکا بیچا جب منع ہے جبکو یا سکودینا چاہے یا اپنے جانوروں کو پلانا چاہیے اگر باغ یا دشتوں کو سینچنا چاہے تو اسکا بیچنا درست ہے اور کنوے کا پانی بھی روکنا درست نہیں اس سے جو اسکو پینا چاہے یا اپنے جانوروں کو پلانا چاہے اور موٹا میں عمرہ بنت عبد الرحمن کو مروغہ مروی ہے کہ کنوے میں جو پانی پکڑ رہے اس سے نہ روکا جاوے میں کہتا ہوں اہل علم کا یہی قول ہے امام محمد نے موٹا میں کہا ہمارا یہی قول ہے کہ جس کے پاس کنواں ہو وہ لوگوں کو اسکا پانی پینے سے منع نہ کرے لیکن درخت سینچنے سے منع کر سکتا ہے اور ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہا کا یہی قول ہے اور سناج میں ہے کہ زرعہ کر لیے ہی جو پانی ضرورت سے زیادہ ہو اسکا روکنا درست نہیں (روضہ مختصر) **باب** التَّوْبَةِ مِنَ الْاَذْيَةِ وَمَقَالِ اِرْحَبِيسَ الْمَاءِ كَسِيَتْ اِرْبَاعَ مِثْقَالٍ مِّنْ بَانِي لَيْسَ كَالْبَانِ اَوْ كَمَا تَكُ بَانِي لَيْسَ جَابِئِي - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَجْلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَاصِمَ الرَّبِيعِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَرَجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يُسْقَوْنَ بِهَا النَّخْلُ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ سُبْحَ الْمَاءِ تَمِيْرُ قَابِ عَلَيْهِ فَاَخْتَصَمَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْثِيْ بَيْنَ بَانِي تَمِيْرُ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلَى جَارِكَ تَغْفِيْبُ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْكَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَلْقَى وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا زُبَيْرُ اسْتَوْثِيْ تَحْتِ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ اِلَى الْجُدْرِ قَالَ الرَّبِيعُ وَاللَّهِ اِنِّي لَا احْبِسُ هَذَا الْاَيَّةَ تَزَلُّكَ فِي ذَلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يَحْكُمَ لَكَ فِيْمَا شِخْصَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنِي اِنْ اَقْبَسْتُمْ حَرَجًا مِّثْلًا قَضَيْتَ فَيُسَلِّمُوْا لِيْكَ لَمَّا عَبدُ الله بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک انصاری مرد نے جبکہ کیا حضرت زبیر سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نہر کے پانی میں جو جڑہ میں تھی (حرہ کالی تہر ملی زمین مدینہ کی) اور اس کے کھجور کے درختوں کو سینچتے تھے تو انصاری نے کہا (زبیر سے) پانی کو چوڑ دو وہ بتا رہے (حضرت زبیر کا کسیت نہر کی طرف تھا اونچا اسکے بعد انصاری کا ہاتھ) زبیر سے انصاری نے یہ زمانا آخر دونوں نے جبکہ کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ نے فرمایا اسے زبیر تم اپنے درختوں کو سینچ لو پانی کو روک کر (پھر پانی کو چوڑ دو اپنے ہمسایہ کی طرف یہ سنکر انصاری غصہ ہوا اور کہہ اوسا (معاذ اللہ) ہاں زبیر تو آپ کی پوہی کے بیٹے تھے رہا سہے آپ نے یہ حکم دیا جس میں زبیر کی رعایت ہے) آپ کے مبارک چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے فرمایا اسے زبیر اپنے درختوں کو سینچو پھر پانی کو روک کر (بانتاک کہ سینچو نہ ہاں بہر جاوے) بعد اسکے ہمسایہ کی طرف چوڑ دے یہی قاعدے کا فیصلہ ہے جس میں رعایت نہیں لیکن پہلے آپ نے رحم و کرم سے انصاری پر شفقت کرنے کا حکم دیا جس نے یہ موقوفی

سے ناشکری کی اور بے ادبی کی بات کہ بیٹھا تو اپنے شفقت کو ترک کیا اور اضافت کا حکم دیدیا یہ اسکی سزا تھی (عبداللہ نے کہا زیر نے کہا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں یہ آیت اسی مقدمہ میں اتنی ہے فلاور ایک لایونمون اختیار کیا یعنی قسم میرے رب کی ہرگز وہ مسلمان نہ ہونگے (یعنی مومن سچے مسلمان) یہاں تک کہ اپنے جگر ٹوٹن میں تجھ کو حاکم بنا دیں یہ جو تو حکم دیوے اس سے انکا دل تنگ نہ ہو اور اسکو پوری طرح سے مان لیوین **ف** اس انصاری کا نام اطیب تھا یا کچ اور بعضوں نے کہا وہ منافق تھا لیکن یہ صحیح نہیں وہ مسلمان تھا مگر کچ مسلمان یہ نہ سمجھا کہ نبی کی شان نہیں ہے کہ فیصلہ میں اپنے عزیز یا رشتہ دار کی رعایت کریں اگر واقعہ میں کوئی اپنے اختیار سے ایسا کلمہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کہ بیٹھے تو وہ کافر ہو جا دیکھا لیکن یہاں احتمال ہے کہ غصے کی حالت میں بے اختیار ہو گیا ہو نہ سے ایسا نکل گیا جس سے اس نے استغفار اور توبہ کیا ہو گا اس آیت کو رو سے ہرگز وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے ذرا بھی راض یا دل تنگ ہو یا جواب کے حکم اور فیصلے پر کسی اور کا حکم اور فیصلہ مقدم رکھے اور اس میں ڈر ہے ان مقلدین کو یہ سطور جو اپنے اپنے مجتہدین اور اماموں کے خلاف حب احادیث سننے میں تو ان سے دل تنگ اور ناراض ہوتے ہیں اور حدیث کی ان کتابوں کو جن میں ان کے مجتہد کے خلاف زیادہ حدیثیں ہیں پسند نہیں کرتے انکا درجہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ ایمان سے خارج اور معاذ اللہ کافر ہو جاویں ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل حدیثیں اور آپ کی حدیث کی کل کتابیں ہمارے سر اور آنکھوں پر ہیں اور آپ کی ہر ایک حدیث پر جو صحیح ہو چلتا اور عمل کرنا عین ہدایت اور سعادت اور خوش نصیبی ہے اگر چہ ساری زمانہ کے مجتہد اور ملا تریب ملکر اسکے خلاف ہو جاویں بالعموم ہمارے قول کی تو حالت یہ ہے کہ جب حدیث صحیح ہو کہو گے کہ مخالف قول کو زشت سے ہی زیادہ ہماری نظر میں بے وقعت ہو جاتا ہے گو اس قول کا قائل کتنا ہی بڑا شخص ہو یا چھوٹے اس امر میں مجتہد ہوں یا امام غوث ہو یا قطب دلی ہوں یا درویش سب آپ کے نزدیک ہمارے ادنیٰ ترین غلاموں اور غلاموں کی مثل ہیں اور یہ جتنے غوث یا قطب یا مجتہد یا امام ہوئے ہیں سب آپ ہی کی جوتیوں کے لصدق سو اور آپ ہی کی پیروی اور غلامی اور کفایت برداری کے سبب سے سارا جہاں لصدق آپ کی کلام کے اور ساری فقہ کی کتابیں قربان ایک حدیث کے حدیث پر ہمارا جان و مال نثار حدیث کو ہم غلام اور ماعدا ر قیامت تک ہم حدیث کو چھوڑنے والے نہیں کسی کی رائے کو ہم حدیث کو خلاف ماننے والے نہیں ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں نہ ابوحنیفہ اور شافعی پر اگر عمر بھر کوئی یہ نہ بچانے کا وہ ضابطہ کون تھے کمان پیدا ہوئے تھے اور شافعی کون تھے کمان پیدا ہوئے لیکن حدیث و قرآن کو ماننے اور سچے

تو اسکا ایمان کامل ہوگا اور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین سب ایسی ہی تھے پس ہر کسبہ ایسی ہی گناہ پر رہنے دو اور
 ہمارے دشمن ہر مرتبہ بنو اجداد کو برا بھلا کہہ کر دے گا ہمارا ہی مومنہ کال ہوگا اور ایمان مئی میں مل
 جاوے گا اور قیامت کے دن جبرائیل حضرت علی علیہ السلام سے نماز میں ہونگے تو ابو حنیفہ اور شافعی تو اور زیادہ
 ہمارے مومنہ پر تھوکیں گے اور ہمارے مورت سے بیزار ہوں گے و کفی بایسہ شمیہ **عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي صَالِحٍ**
قَالَ كَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ مَهْزُورٍ الْأَعْلَى قَوْكِي الْأَسْفَلِ يَكْفِي الْأَعْلَى إِلَى الْكُتُبِ
لَكُمْ يُرْسِلُ إِلَيْكَ مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ سے روایت ہے کہ آن حضرت علی علیہ السلام نے مہزور را ایک وادی
 کا نام ہے اکی نامی میں یکم دیا کہ جب کاکیت اوچا ہے وہ پہلو سینچ لیوے اور ٹخنوں تک پانی اپنے ککیت میں بہ کرے
 پھر پانی کو چوڑے اس کی طرف جب کاکیت اُس سے نیچا ہے وہ بھی اپنے ککیت میں اتنا ہی پانی بہ کر تھیرے
 کی طرف چوڑے جو اس کے نشیب میں ہو سطح اخیر ککیت تک عمل کیا جاوے حدیث کو ابوداؤد نے بھی نکالا
عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي سَبِيلِ مَهْزُورٍ أَنَّ
يُمْسِكُ حَقِّي يَكْفِي الْكُتُبِ لَكُمْ يُرْسِلُ الْمَاءُ عَبْدَ السَّامِرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے مہزور کے لئے میں یہ فیصلہ کیا کہ پانی کو ہر شخص اپنے ککیت میں روک لیوے ٹخنوں تک پھر چوڑے دیوے
فَاسْكُو ابوداؤد نے بھی نکالا حافظ نے فتح میں کہا اسکا اسناد حسن ہے اور ہر کو حاکم نے بھی مستدرک میں نکالا
حضرت عائشہ سے اور کہا صحیح ہے اور درقطنی نے اس میں عدت نکالی کہ وہ موقوف ہے **عَنْ عُبَادَةَ بْنِ النَّعْمَانِ**
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي تَرْتِيبِ الْخَلْلِ مِنَ الشَّيْلِ أَنَّ الْأَعْلَى قَالَا عَلَى الشَّرْبِ قَبْلَ الْأَسْفَلِ
وَيُرْسِلُ الْمَاءُ إِلَى الْكُتُبِ لَكُمْ يُرْسِلُ الْمَاءُ إِلَى الْأَسْفَلِ الَّذِي يَلِيهِ وَكَذَلِكَ حَتَّى تَقْضَى الْحَوَاطِطُ الْكُتُبِ
 المائدہ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے درختوں کو سینچنے کا نامے سے
 سطح پر کہ اوپر کے باغ والا پہلے پانی لیوے اور اپنے باغ میں ٹخنوں تک پانی بہ کر لیوے پھر اسکو چوڑے نیچے
 والی کی طرف جو اس سے متصل ہے سطح ہوتا رہے یہاں تک کہ باغات ختم ہو جائیں یا پانی ختم ہو جاوے **فَاسْكُو**
 اسکو بھی اور طبرانی نے بھی نکالا امام محمد نے کہا ہمارا عمل انہیں حدیثوں پر ہے کیونکہ مدینہ والوں کا قاعدہ یہی تھا
 اور ہر ایک گروہ جو قاعدہ ثمر الیومین نہروں اور نالوں سے پانی لینے کا اسیر ہو چلا لازم ہوگا اور عبدالرزاق نے
 ابو حاتم قرظی سے اسبابی نکالا **بَابُ قِيَمَةِ الْمَاءِ** پانی کی تقسیم **عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو**
عَنْ الْمُنْزِلِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْخِلُ الْخَيْلُ يَوْمَ دَرْدَاهَا عَوِفٌ

فرنی سے روایت ہو کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گھوڑے بائی پلانی کو لائے جاوے تو الگ الگ لگا جائے
ف تاکہ لوگوں کو اندازہ ہو انکی لاتون سے کیونکہ ایک گھوڑا جب دوسرے گھوڑے کے قریب جاتا ہے تو اکثر شرارت
کرتا ہے اور بعضوں نے حدیث میں تبداء پڑھا ہے یعنی سب جانوروں سے پہلے گھوڑوں کو بائی پلادین کیونکہ گھوڑا بیشتر
ہے اور جانوروں پر وہ جہاد میں کام آتا ہے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّ قَسِيمٌ**
قَسِيمٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلَى مَا قَسِمَ وَكُلُّ قَسِيمٍ أَدْرَكَ الْإِسْلَامَ فَهُوَ عَلَى قَسِيمٍ إِلَّا سَلَامَ ابْنِ عَبَّاسٍ
روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسیم جاہلیت کے زمانہ میں ٹھہر چکی ہے (یعنی ہو چکی ہے) وہ تو سلام
میں اس حال پر رہے گی اور جو قسیم ابی نہیں ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق ہوگی **بَابُ حَرِيمِ**
النَّبِيِّ كُنُوسَ کے حرم کا بیان **ف** حرم یعنی احاطہ مطلب ہے کہ کنوا کوئی کمود کی تو اس کے ارد گرد کتنے دور تک
اس کا علاقہ ہوگا یعنی جانور بٹلانے کے لیے اگر کو بائی پلانی پلانے کے لیے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْقِلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ بَيْتًا أَوْ كَلَهُ أَرْبَعُونَ ذِرَاعًا عَطَنَّا لِيَا ثِيَّتِهِمْ عبد اللہ بن معقل سے روایت ہے کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کنواں کمودے تو اس کے گرد چالیس ہاتھ تک اس کو حائے ملیگی اپنے جانوروں
کو بائی پلانے اور بٹلانے کے لیے **ف** یعنی کنوے کے ہر طرف چالیس ہاتھ تک اس کا علاقہ ہوگا کیونکہ عادی
اتنی جائے جانوروں کے لیے کافی ہو جاتی ہے اور بعضوں نے کہا یہ جب کہ کنوے کی گہرائی چالیس ہاتھ ہو اگر
اس سے زیادہ ہو تو اتنے ہی ہاتھ ہر طرف جاویں گی اور یہ دوسری حدیث سے نکلنا ہے جو آگے آویگی بعض جاہل
حنفیوں نے جبکہ علم حدیث میں بالکل دخل نہیں ہے اُحدیث یہ نکالا ہے کہ وہ درودہ حوض نجس نہ ہوگا جب
اس میں نجاست پڑ جاوے حالانکہ یہ صحن بالکل اُحدیث سے نکل نہیں سکتا اور اگر کوئی دھنیکا مشقی
سے سکونڈ نکالے بھی تو لازم آتا ہے کہ حنفیہ جبل و جبل حوض کی شرط کریں نہ وہ درودہ کی کیونکہ اس حدیث میں
ہر طرف چالیس ہاتھ بیان ہوئے ہیں **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
حَرِيمُ آيِسٍ مَدَّ بَنَاتُهَا أَبُو سَعِيدٍ فرسی سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنوے کا
حرم (احاطہ) اتنا ہی ہوگا جتنی سی اس میں لگی **بَابُ حَرِيمِ الشَّجَرِ وَرَحْتَ** کا احاطہ کتنا ہوگا **عَنْ**
عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَعَّى فِي النَّخْلَةِ وَالْخَلْتَيْنِ وَالْثَلَاثَةِ لِلرَّحْلِ فِي
النَّخْلِ فَيَخْتَلِفُونَ فِي حَقْوِي ذَلِكَ تَقَعَّى أَنَّ لِكُلِّ نَخْلَةٍ مِنْ أُولَئِكَ مِنْ أَلَا سَفَلِ سَبْلَكُمْ حَرِيدٌ هَذَا حَرِيمٌ
لَهَا عِبَادَةُ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کھجور کے ایک اور دو اور تین درختوں میں

پہلے اپنے ہمساہی سے کہے کہ ف مراد وہ ہمساہی ہے جو اس زمین میں یا اسکی راہ میں شریک ہو کیونکہ صرف ہمساہی کو حق
شفعہ نہیں ہے اہل حدیث نزدیک جب تک وہ شریک نہ ہو باب الشَّفَعَةِ بِالْجَمْعِ کہ ہمساہی کی وجہ سے شفوع کا بیان
عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَبَّاءُ أَحَقُّ بِالشَّفَعَةِ جَاهِدَهُمْ يَنْظُرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ شَاكِبًا
إِذَا طَرَفُ قُصَا وَاحِدٍ أَجَابَ رُودِيَّتِمْ وَأَنَّ هَؤُلَاءِ هُمُ الَّذِينَ يَنْظُرُونَ بِهَا وَإِنْ كَانَ شَاكِبًا
شفعہ کا اسکا انتظار کیا جاوے گا اگر وہ غائب ہو جب دونوں ہمساہیوں کا راستہ ایک ہو ف یعنی ہر دو زمین شریک
ہوں تو شفعہ کا سبب صرف شرکت ہو خواہ اصل جائداد میں ہو یا اسکی راہ میں یا اسکے اور کسی حق میں مثلاً باپنی کی
راہ میں اور بھائی کی حضرت علی اور عثمان اور عمر اور سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار اور عمر بن عبد العزیز اور یحییٰ بن
ماہک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور عبید اللہ بن حسن اور امامیہ کا قول ہی لکھا ہے اور ابو حنیفہ صرح
اور انکے اصحاب اور ثوری اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن سیرین کا یہ مذہب ہے کہ صرف ہمساہی سے ہی حق شفعہ ثابت
ہوتا ہے اور دلیل لی انھوں نے جابر کی حدیث سے اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں یہ قید ہے کہ حبان دونوں کا ایک راستہ
ہو اور اس سے صاف یہ بات نکلتی ہے کہ اگر راہ ایک ہو تو صرف ہمساہی سے یہ حق نہ ہوگا پس یہ حدیث دلیل ہوئی
مخالفین کی نہ اُمّی اور دلیل لی انھوں نے اُحدیث سے الجا راق سبقہ جو آگے آئی ہے یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے
اور جواب اسکا یہ ہے کہ مراد وہی جاوے جو شرکت رکھتا تھا جاداد یا اسکے کسی حق میں اور اسکی دلیل یہ ہے کہ جابر اور
ابو ہریرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا جب جائداد تقسیم ہو جاوے اور عدین معین ہو جاوے تو اب شفعہ نہیں
ہے اور شوکانی نے دررہبیہ میں اہل حدیث کا مذہب وہی قرار دیا ہے جو شافعی اور احمد کا قول ہے عَنْ ابْنِ دُرَّاجٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَبَّاءُ أَحَقُّ بِالشَّفَعَةِ الْبُورَانِ فَعَنْ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ
فرمایا ہمساہی زیادہ حق رکھتا ہے اپنی نزدیکی کا عَنْ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهْوَأُ أَرْضُ لِكَيْسٍ فِيهَا
رَكْعَتَيْنِ وَلَا شَرِيكَ إِلَّا الْجَوَادُ قَالَ الْحَبَّاءُ أَحَقُّ بِالشَّفَعَةِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ
ایک زمین ہے جس میں کسی کا حصہ نہیں ہے اور نہ کوئی شریک ہو مگر ہمساہی ہے آپ نے فرمایا ہمساہی زیادہ حق رکھتا ہے
اپنے نزدیک ہونے کی وجہ سے ف یہ حدیث ابو حنیفہ کی دلیل ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے دونوں طرف کی حدیثوں پر
یوں جمع کیا ہے کہ شفعہ دو قسم ہے ایک تو وہ کہ مالک پر ہو پیش کرتا ہر دو جب ہے اور اگر وہ لیا چلے تو بھائی اور کو
دینا پڑے گا یہ تو شریک کے لیے ہے اور ایک شفعہ وہ ہے کہ فیمابینہ وہیں آئے تو اسکو شفیع پر عرض کرنا چاہیے لیکن
اگر وہ اسکو نہ دینا چاہے تو فضا اس پر جبر کیا جاوے گا یہ بار کے لیے ہے باب إِذَا دَقَّعَتِ الْحُلُودُ

ہے اور وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ احمدیث کی کچھ اصل نہیں ہے اور ابو زرہ نے کہا وہ منکس ہے اور ہشتم
نے کہا وہ ثابت نہیں ہے **عَنْ ابْنِ عَسَاكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَفِّعُوا لَشَرِيكَ عَلَى شَيْءٍ مِلْكٍ**
إِذَا سَبَقَكُمْ بِالْأَمْرِ وَلَا لِصَفِيٍّ وَلَا لِغَايِبٍ ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شریک کو غریب پر نہیں
ہے حرب عباس سے پہلے خرید کر چکا ہوا یعنی ایک جاہلادین زید اور عمر وادبر وشریک تھے کہ نے اپنا حصہ بیہ کے ہاتھ
بچا ڈالا تو عمر و زید پر شفعہ کا دعویٰ نہ ہوگا کیونکہ زید غیر نہیں ہے بلکہ اس جاہلاد کا ایک شریک پہلے سے ہے (اور نہ کم
سن (ما بالغ) کو اور نہ غائب کو) احمدیث کی اسناد میں ہی وہی محمد بن عبدالرحمان میلانی ہے اور یہ حدیث
حجت لیث کے لائق نہیں ہے اور علمائے اسپر عمل نہیں کیا بلکہ شریک دوسرے شریک کے مقابل ہی حق شفعہ ہے اور
جاہلاد دونوں میں تقسیم ہوگی سید صریح حرب شفعہ یا غائب ہو تب ہی اسکو حق شفعہ ہے اور ابو جابر کی حدیث میں لفظ
کہ ہمایہ کا انتظار کیا جاویگا اگر وہ غائب ہو ابن عدی اور ابن حبان نے کہا کہ میلانی ستم ہے حدیث بانے کے
ساتھ اور محمد بن حارث ہی اگر وہ زیادہ بن ربيع لصری کا بیٹا ہے تو ضعیف ہے بہر حال یہ حدیث کچھ نہیں ہے اور تعجب
ہے سید علامہ سے کہ انہوں نے روضہ میں ابن عمر کی اگلی روایت اور اس روایت کو ملا کر ایک حدیث کر دیا ہے اور
تصرف کیا ہے اسکو الفاظ میں اور شاید انہوں نے اس مقام میں ابن ماجہ کو نہیں دیکھا **الْأَبْوَابُ اللَّفْظَةُ بِالْفَتْحِ**
کے بیان میں **ف** لفظ کہتے ہیں بڑی چیز کو جو کہیں سے **بَابُ** **مَنْ أَلَزَّ الْأَوَّلُ وَالْبَقَرُ وَالْعَنْزُ ادْنَتْ** اور کا
اور بکری کے لفظ کا بیان **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّيِّحِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ**
الْمُسْلِمِ حَرَقَ النَّارِ عبد اللہ بن اسحیر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی گئی ہوئی چیز
مذبح کی جلن ہے **ف** یعنی جو کوئی اسکو تباد دے نہیں بلکہ چپا رکھے اسکے مضمم کرنے کی نیت **عَنْ النُّزَيْدِ**
بْنِ حَبِيبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي يَالْبُوَارِ بِمِمْ فَرَأَيْتُ الْبَقَرَةَ تَدْرِي بَقَرَةً أَذْكَرَهَا فَقَالَ مَا هَذِهِ قَالُوا بَقَرَةٌ لَحِقَتْ
بِالْبَقَرِ قَالَ قَامَ بِهَا كَطَرْتُ حَتَّى تَوَارَتْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُؤْوِي
الصَّائِلَ إِلَّا ضَالٌّ سنذر بن جبر سے روایت ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ تھا ابواریج میں را ایک شہہ کا نام ہے بکری
کے پاس تو ایک گاؤں لکلی انہوں نے اسکو نہی گائے سمجھا یعنی کسی دور کی تو پوچھا یہ گائے کیسی ہے تو کون نے
کہا کسی کی گائے ہے جو ہماری گایوں کے ساتھ آگئی انہوں نے حکم دیا وہ نہکا کر نکال آگئی یہاں تک کہ نظر سے
غائب ہو گئی یہ کہ کہ میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے گئی ہوئی چیز کو وہی جگہ
دیکھا جو گمراہ ہوگا **ف** مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے جب تک اسکو تباد دے اگر تباد لے اور پیچوانے کے لیے

فید سے عنکج سوید بن غفلہ قال خرجت مع زید بن صوحان وسمکان بن ربیعۃ حتی اذا کنا بالعدس
 التقت شوطا فقال لا اری الفیہ فابیت فلما قد مننا المدینۃ اتیت ابی بن کعب فذکرک ذلک لہ فقال
 اصبت التقت سائۃ دینار علی عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتہ فقال عرفہا سنۃ فعرہا
 فاکرمہ احد لیرہا فسألتہ فقال عرفہا فعرہا فاکرمہ احد لیرہا فقال اعرف وعاءہا و
 وکادہا وعلدہا فعرہا سنۃ فان حیاۃ من یعرہا واکادہا کسبیل ملک سوید بن غفلہ سے روایت
 ہے میں زید بن صوحان اور طمان بن ربیعہ کے ساتھ نکل کر جب ہم غزب میں پہنچے تو میں نے ایک کوڑا پایا ان دونوں
 نے مجھ سے کہا اسکو ڈال دے میں نے نہ مانا جب ہم مدینہ میں پہنچے تو میں ابی بن کعب کے پاس گیا اور ان سے بیان
 کیا انہوں نے کہا میں نے سو انہر فیان ہائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بہر آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا
 اسکو پوچھ لو گون کو میں پوچھا کیا لیکن کبیرہ پایا جو انکو پہچانتا آپ نے فرمایا اسکا سر بندہ بن اور شہیلہ یاد رکھ
 بہر ایک سال تک پوچھا اگر اسکا پہچاننے والا آیا تو خیر ورنہ وہ تیرے مال کی طرح ہے ف مسلک روایت میں
 ہے ورنہ اس سے فائدہ اٹھا اور احمد اور اصحاب سنن نے نکالا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اگر لفظ تمنا یا وراہ
 میں ملے آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھا رہ اگر اس کا ڈھونڈنے والا ملا تو اسکو دیدے ورنہ وہ تیرا ہے
 اُس نے کہا اگر ویرانے میں لفظ ملے آپ نے فرمایا اس میں اور کارنیں پانچواں حصہ بیت المال میں دینا چاہیے
 باقی بانیو اے کا ہے اور جہور کا یہ قول ہے کہ ایک سال سو زیادہ پوچھا ضرور دینا اور ابی کی ایک روایت سے
 جو بخاری میں ہے یہ نکلتا ہے کہ ایک سال کے بعد بھی پوچھا ضرور ہے اس میں یوں ہے میں نے ایک شیلی پائی
 سو دینار کی تو میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھا رہ میں پوچھا
 رہ لیکن کوئی اسکا پہچاننے والا نہیں ملا بہر میں دوسرے بار آپ پاس آیا آپ نے فرمایا ایک سال تک اسکو پوچھا
 رہ جب ہی میں نے کوئی اسکا پہچاننے والا نہ پایا بہر میں آپ پاس آیا تیسری بار آپ نے فرمایا اسکی شیلی اور شمار
 اور سر بندہ بن کو یاد رکھ اگر اسکا مالک آوے تو خیر ورنہ اس سے فائدہ اٹھائیے اسکو خرچ کیا بہر اس کے مالک سے ملے
 کہ میں ملا اب اختلاف ہو حدیث کو حافظوں کا اس روایت میں بعضوں نے کہا ایک سال پر جو زیادت اس میں
 مذکور ہے غلطی ہے راوی کی ابن جریر رحمہ نے ایسا ہی یقین کیا اور ابن جوزی نے کہا سلمہ نے اس میں خطا کی
 اور بعضوں نے کہا ایک سال پر بڑبڑانا استحبنا ہے بطور روع اور تقویٰ کے اور اگر لفظ حقیر ہو تو اسکا خرچ کرنا
 بغیر پوچھنے کے ہی درست ہو کیونکہ حضرت علیؓ کی حدیث میں کہ میں نے ایک دینار پایا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خَبَرَهَا فَقُلْتُ خُذْ صَدَقَتُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ارْجِعْ بِهَا لِأَصَدَقَةٍ فِينَا بَارَكَ اللَّهُ لَكَ نِيهَا لَكُمْ قَالُوكُمْ لَكَ أَتَجْعَلُ يَدَكَ فِي الْحَرِّ قُلْتُ لَا وَاللَّهِ أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ قَالُوكُمْ فَيَنْ أَخْرُجَهَا حَتَّى مَاتَ مَقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو سَ رَوَيْتُ هَذِهِ أَيْكَ نَ بَهِجَ كَطِيفٍ كَمُحَاجِبَتِ كَوَيْلِهِ وَهُ مَقْبَرُهُ هَ مَدِينَةُ كَا وَرَاسُ نَانِهِ مِينَ كَوَيْلِهِ حَاجِبَتِ كَوَيْلِهِ دُودُوتَيْنِ تَيْنِ دِنِ كَ عَاجِبَاتِهِ أَوْ مَسْجُودَيْنِ يَنْ پَہِرتے جیسے اونٹ بہتا ہے (کیونکہ کہا نام کم کھاتے تو باوجود بھی کم آتا اور خشک آما خیر وہ ایک میرا نے میں گئے اور حاجب کے لیے بیٹے اتھو میں ایک چوہو کو دیکھا اس نے سوراخ میں سے ایک بیٹا نکالا پہر بل میں گھس گیا اور ایک اور نکالا بیٹا تک کہ سترہ دینار نکالے بعد اسکے ایک سرخ کپڑے کا جبوتر انکالا مقدار نے کہا میں نے اس جبوترے کو اٹھا یا تو اس میں ہی ایک دینار تھا خیر سب اٹھا دینار میں نے لیے اور نکالا بیٹا تک کہ ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ یہ حال بیان کیا اور عرض کیا کہ اسکی زکوۃ آپ لے لیجیے یا رسول اللہ اپنے فرمایا تو لیجا اس میں زکوۃ نہیں ہے اسہ تجھے برکت دیوے گا دینار تو میں پہر فرمایا شاید تو نے اپنا ہاتھ ڈال بل میں مقدار نے کہا نہیں قسم ہے اسکی جس نے اکیو عزت دی سچا ہی کے ساتھ راوی نے کہا پہر ان دیناروں میں سے خیر دینا ختم نہیں ہوا بیٹا تک کہ مقدار مر گئے ف اسہ نے انکی دعا کو قبول کیا اور مقدار کو ان دیناروں میں ایسی برکت دی کہ عمر بہر تک ان میں ہر کھاتے رہے اور وہ دینار جب ختم ہوئے انکی عمر بھی ختم ہو گئی یہ جو اپنے فرمایا کہ شاید تو نے سوراخ میں ہاتھ ڈال لایا یہ اسلئے کہ مقدار کو اپنے ڈر یا مال کے لیے حرص کرنے سے اور اس کے لیے کوشش کرنے سے دوسری حدیث میں ہے کہ جو مال تیرے پاس آوے اور تو اسکی انتظار میں نہ ہو تو اسکو مانگنے اسکو لے لے اور جو نہ آوے تو اس کے چھپے ہر تک باب من اصابہ رکازا جو شخص رکاز پوے ف رکاز کہتے ہیں کان کو اور عضون نے کہا کافرون کا دینیہ عمنی اِنی ہریرہ اَن رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ فِی الرَّکَّازِ الْخُمْسُ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکاز زمین یا بونچران حصہ ف جو بیت المال میں داخل کیا جاوے گا باقی سب پانیوالے کا ہے عَن اَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فِی الرَّکَّازِ الْخُمْسُ ترجمہ وہی جو اور بگذا رہ ابن عباس کی روایت ہے عَن اَبْنِ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلُکُمْ رَجُلٌ اَسْتَرَى عَقْرًا فَوَجَدَ فِیْہَا جَذْرَةً مِنْ نَّهَبٍ فَقَالَ اَسْتَرَيْتُ مِنْکَ الْاَرْضَ وَکَمْ اَسْتَرْتُ مِنْکَ الذَّهَبَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنَّمَا بَعَثْتَ الْاَرْضَ فَمَا فِیْہَا فَنَحْنُ کَمَا اِلَى رَجُلٍ فَقَالَ اَلَمْ تَرَ وَکَدْ فَقَالَ اَحَدُہُمَا اِنِّیْ لَا اَمَ وَکَالَ الْاٰخِرِ فِیْ جَارِیَّتِہٖ قَالَ فَاَلِیْکُمَا الْفَلَاحُ الْحَاجَرِیۃَ وَلَکِنِّیْ فَقَا عَلٰی اَنْفُسِہُمَا

ہے مگر ہم کہتا ہے ائمہ حدیث اور فضیہ یہ کہتے ہیں کہ جابر کو نسخ کی خبر نہیں ہوئی پہلے ام ولد کی بیع جابر ہو گئی پھر آپ نے اس سے منع کیا ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس سے منع کیا جیسے جابر نے متو کے باب میں بھی ایسی ہی روایت کی ہے کہ ہم متو کرتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی شروعات میں یہ خبر نہ تھی اس سے منع کیا حالانکہ متو کی صلت بالاجماع الاشارة الى منسوخ ہے اور جابر کو اس کے نسخ پر اطلاع نہیں ہوئی اس طرح اس ممانعت کی بھی جابر کو خبر نہیں ہوئی ہوگی **باب** الْمَكَاتِبِ مَكَاتِبُ كَبَّانٍ وَمَكَاتِبُ دَهْرٍ جَسَّاسٍ مَلِكٍ كَبَّانٍ تَوَاتَمَالٍ اِدَارَ كَرَسٍ عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَاثَةٌ كُنَّ مَعَهُ حَرْبًا عَلَى اللَّهِ عَوْنُهُ الْكَافِرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَكَاتِبُ الَّذِي يُبْدِي الْأَدَاةَ الْتَاكِفُ الَّذِي يُبْدِي التَّقَفُّ الْبُورِيَّةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں ان سبکی بدد کرتا اللہ تعالیٰ کو ضرور ہے ایک تو وہ جو جہاد کرتا ہو اسکی راہ میں لاکھ فروع سے لڑتا ہو دین کی ترقی کے لیے نہ دنیا کے واسطے دوسرے جو مکتب ہو اور قصد رکھتا ہو بدل کتابت ادا کرنے کا تیسرے جو نکاح کرنا چاہتا ہو زمانے سے محفوظ رہنے کے لیے **عمر بن شعیب** رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِّيَا عَبْدٌ كُتِبَ عَلَيْهِ مِائَتُو أَوْ قِيَّةٌ قَادَاهَا الْأَعْتَرُ أَوْ قِيَاةٌ تَقْوَرُ كَيْفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَاصٍ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام مکتب کیا جاوے سو اوقیہ پر (ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے) پھر وہ سب ادا کر دے دس اوقیہ اسکے ذمہ رہا جو دین تو وہ غلام ہی رہیگا **ف** جب تک کل بدل کتابت ادا نہ کرے اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور حاکم نے بھی روایت کیا اور کما صحیح ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوز ہے کہ مکتب غلام ہے جب تک اس پر ایک درم بھی باقی رہے متو ہی نہیں ہے کہ اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ کا یہی یہی مذہب ہے لیکن شوکانی نے دو روایتیں اہل حدیث کا مذہب یہ قائم کیا ہے کہ مکتب جب کل مال ادا کر دیتے تو پورا آزاد ہو جادیکہ اگر جو مال کا ایک حصہ ادا کرے تو سیدھا حصہ اس میں سے آزاد ہوگا اور دلیل انکی حدیث ہے ابن عباسؓ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکتب جب بدل کتابت ادا کر چکا ہو اتنے کی دیت آزاد کی ہوگی اور باقی کی دیت غلام کی ہوگی نکالا بلکہ احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے احمد اور ابوداؤد نے حضرت علیؓ سے بھی ایسا ہی نکالا اور ممکن ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث کی تاویل کہ یہ ان احکام میں ہے جن میں تفریق نہیں ہو سکتی **عمر بن** اُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا كَانَ لِأَحَدٍ مَكْتُبٌ مَكَاتِبٌ كَانَ عَيْنًا مَائَتِي فَلْيَحْتَجِبْ مِنْهُ أَمْ الْوَسْنِينَ أَمْ سَلِمَةَ سے روایت ہے آنحضرت صلی

اسم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پاس رکات ہو اور اسکے پاس اتنا مال ہو جو اسکے بدل کتابت کو کافی ہو تو اس پر وہ کتب و ف یہ حکم احتیاطی ہے اور بعضوں نے کہا خاص ہے آنحضرت صلیہ اسم علیہ وآلہ وسلم کے ازواج سے اور غیر عورتوں میں یہ حکم ہے کہ جب کتابت بدل کتابت ادا کرے ہو تو اس پر وہ کرین حدیث سیر نکلتا ہے کہ اپنے غلام سے عورت کو پردہ کرنا ضرور نہیں گو وہ جوان بالغ ہو کیونکہ قرآن میں ہے و مالکیت ایمان میں اور المحدث اور شافعی کا یہی قول ہے کہ غلام اپنے مالک کا محرم ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک پردہ کرنا چاہیے **عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم** ان ربیرۃ انتھادھی مکاتبۃ ذک کاتبھا اھلھا علی شیعہ اذاتی فقالت لھا ان شاء اھلک عدتکم لھم عدۃ واحده وکان الاولاد یقول قال قاتت اھلھا ذکرت ذلک لھم فاجابوا الا انتھادھم الاولاد لھم ذکرت عائشۃ ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعلی قال فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخطب الناس فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال رجال لیفتروا شروطا لیس فی کتاب اللہ احق وشرط فی کتاب اللہ کل شرط لیس فی کتاب اللہ فهو باطل وان کان مائۃ شرط کتاب اللہ احق وشرط اللہ او ثقی الاولاد فلیکن ائمتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے بریرہ انکو پاس آئی وہ مکتبہ تھی اسکے مالکوں نے اسکو رکات کیا تھا نواد قیہ پر تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اگر تیرے مالک چاہیں تو میں انکو نواد قیہ یک مشت دیدیتی ہوں مگر تیری دلا دینے حق میراث میں لوگی بریرہ اپنے مالکوں کے پاس آئی اور ان سے بیان کیا انہوں نے نہ مانا مگر اس شرط پر کہ دلا وہ خود لیر گے یہ حضرت عائشہ صدیقہ نے جناب رسول اللہ صلیہ اسم علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا نواد کی شرط انہی کے لیے کرے اور بریرہ کا رویہ ادا کر کے اسکو آزاد کر دے اس شرط سے ہوتا ہی کیا ہے دلا وادی کو ملتی ہے جو بریرہ کو آزاد کرے پس ہر طرح دلائل اس پر حضرت عائشہ نے کہا یہ ان حضرت صلیہ اسم علیہ وآلہ وسلم کے ہونے اور لوگوں کو خطبہ بنایا اللہ کی تعریف اور ستائش کی بہ فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگانے میں جو اسکی کتاب میں نہیں ہیں شرط اسکی کتاب میں نہیں ہے وہ طے ہے اگرچہ سو شرطیں ہیں یعنی ہر ایک شرط کو اسکی کتاب پر چلنا زیادہ ضرور ہے اور اللہ کی شرط یہ ہے کہ دلا وہ سیکو ملیکی جو آزاد کرے **ف** احديث سیر نکلا کہ رکات جب بدل کتابت کر ادا سے عاجز ہو جاوے تو وہ بہ غلام ہو جاتا ہے اور اسکی بہ درست ہو جاتی ہے اور بریرہ کا یہی حال ہوا تھا جب تو حضرت عائشہ نے اسکو خرید کر کے آزاد کیا اور بعض لوگوں نے رکات کی بھی یہ جائز رکھی ہے ان میں سے ہیں عطاء اور غنی اور احمد اور ابن سعو اور رمیہ اور ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک نے کہا اسکی بیع جائز نہیں مگر جب وہ بدل کتابت کے کو کرے جائز ہوگا اور بعضوں نے کہا اسکی بیع آزاد کرنے کے لیے درست ہے کیونکہ

یہی درست نہیں (یعنی) **باب العتق** آزاد کرنے کا ثواب **عن** شرجیل بن النبط قال قلت لکعب بن لکعب
ابن حمزة حدثنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
من اعتق امرا مسلما كان فيكاه من النار يجزي بكل عظم منه بكل عظم منه ومن اعتق امرا من
مسلکین کانتا فيکاه من النار يجزي بكل عظم من عظمها عظم منه شرجیل بن سبط سر روایت میں نے کہا ہے
کہا کہ کعب بن مرہ سے حدیث بیان کرو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور احتیاط رکھو انہوں نے کہا میں نے سنا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی شخص مسلمان مرد کو آزاد کرے وہ ہر گناہ پر گناہ دوزخ سے اسکی ہر
ٹہی اسکی ہر ٹہی کے بدل اور جو کوئی دوسرا عورتوں کو آزاد کرے وہ دونوں اسکی فدیہ ہوگی دوزخ سے ان
دونوں کی دوزخیں ان اسکی ایک ٹہی کے مقابل رکھیں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں **عن** ابی ذر قال
قلت يا رسول الله اني الرقاب افضل قال انفسها عند اهلها وانا اهلها ثمنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا پردہ آزاد کرنا افضل ہے آپ نے فرمایا جو بہت پسند ہو اسکے مالکوں کو اور اس
کی قیمت بہت گران ہو **حدیث** میں نکلا کہ اسکی راہ میں ہندو عہدہ اور قیمتی چیز دینا بہتر ہے کیونکہ وہ شہنشاہ
بے پردہ ہے اسکو کسی چیز کی پردہ نہیں اڑب ہی ہی ہے کہ ایسے بادشاہ کی درگاہ میں اسکے نام پر وہی چیز دیوین
جو نہایت محبوب اور مغرب اور قیمتی ہوں تالوا البر حتم تنفقوا اما تحبون **باب** من ملک ذار حرم محرم
فمؤخر جو شخص اپنے محرم ہونے والے کا مالک ہو جاوے (جیسے باپ بیٹا بہن بھائی دادا داماد بیٹا بیٹا
خالہ پوپھی وغیرہ) تودہ آزاد ہو جاوے گا (اسکے ملک میں اتنے ہی **عن** سمرہ بن جندب عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من ملک ذار حرم محرم فمؤخر سمرہ بن جندب سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے محرم ہونے والے کا مالک ہو جاوے تودہ آزاد ہو جاوے گا **ف** اسکو نکالا احمد اور
ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اور حین کی روایت ہے سمرہ سے اسکی سماع میں خٹکات ہر علی بن مدینی نے کہا یہ حدیث
منکر ہے اور بخاری نے کہا صحیح نہیں ہے **عن** ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ملك
ذار حرم محرم فمؤخر ابن عمر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محرم ہونے والے
کا مالک ہو جاوے وہ آزاد ہو جاوے گا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے بھی نکالا اور یہ روایت ہے
حمزہ کی قوری سے اسنوں نے ابن دینار سے انہوں نے ابن عمر سے سماعی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور ہم نہیں
جانتے اسکو سفیان سے کیسے روایت کیا ہو سوا حمزہ اور ترمذی نے کہا حمزہ کی متابعت نہیں ہوئی اس روایت

پر لیکن حمزہ کو ثقہ کہا ابن معین وغیرہ نے اور صحیحین میں اس سے روایت کی اور صفحہ کی اس روایت کو بھی علامہ ابن حزم اور عبدالحق اور ابن قطان نے صحیح کہا اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ایسا ہی نکالا لیکن وہ منقطع ہے کیونکہ قتادہ نے حضرت عمرؓ سے نہیں سنا اور اکثر اہل علم کا قول یہ ہے کہ جو کوئی ناتمے دے محرم کا مالک ہو جاوے تو وہ آزاد ہو جاوے گا اور یہی مذہب ابوجنیدہ اور ان کے صحابہ اور احمد اور ابو حریث کا اور اشعری اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ اولاد اور باپ اور ماں آزاد ہو گئے اور لوگ آزاد نہ ہو گئے اور مالک نے کہا بھائی بھی آزاد نہ ہو جاوے گے اور یہ خلاف نہیں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حکموا مع المسلم نے نکالا کہ بیٹا باپ کا حق اور انہیں کر سکتا مگر حسب اس علم باپ دے اور خرید کر کے آزاد کرے کیونکہ آزاد کرنے میں یہی مطلب ہے کہ اسکو خریدے اور خریدنا ہر گاہ بھی آزاد کرنا ہے اور ظاہر یہ ہے اسی حدیث سے دلیل لیکر کہا ہے کہ کوئی ناتمے والا محرم خریدے تو آزاد نہ ہوگا (روضعہ) باب من اعتق عبداً واشترک خدماً جہنم جہنم ایک غلام کو آزاد کر لے لیکن اس سے شرط لگا لیوے خدمت کی ہے عن سفینۃ بن ابی عبد الرحمن قال اعتقتنی اُم سلمۃ واشترکت علی ان احمداً الثقی فی حقہ علی اللہ علیہ وسلم ما عاش سفینہ بن ابی عبد الرحمن سے روایت ہو ام سلمہ نے کہا کہ آزاد کیا اور یہ شرط لگا لی جو بے کھیر ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کر دین آپ کی زندگی تک ف الحدیث کا مذہب یہ حدیث کے موافق ہے اور اسکو نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی اور کہا اسکے اسناد میں کوئی برائی نہیں اور حاکم نے بھی اسکو نکالا لیکن اسکی اسناد میں سعید بن جہان سے ابن معین نے اسکو ثقہ کہا اور ابو حاتم نے کہا اس حجت نہ لی جاوے گی (روضعہ) باب من اعتق شراً کافراً فی عبداً ایک غلام مشرک ہو اور ایک مشرک اپنا حصہ ادا کر دیوے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعتق نصیباً کافراً فی کلموں اوشقصاً فعلمہ خلاً من الکافران کما مالک وان کلمہ بکلمہ مالک استسعی العبد فی قیمتہ غیر مشقوق علیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا حصہ کسی بردے میں ادا کر دیوے تو اگر وہ مالدار ہو یعنی آزاد کرنے والا تو باقی حصوں کو بھی چھڑانا اسکو لازم ہوگا (در سے شرکوں کو دام دیکر) اور جو مالدار نہ ہو تو اس بردے سے ضروری کرادین گے اپنی باقی قیمت ادا کرنے کے لیے لیکن اس شرط سے زیادہ جو نہ دالین گے ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اعتق شراً کافراً فی عبداً اؤقیدہ علیہ یقیمہ عدلی فاعطے شراً کافراً حصصہم ان کانت لکم من المال ما یکفکم ثمنہ وعتق علیہ العبد واکفقت ثمنہ ما عتق ابن عمر سے روایت ہے ان حضرت

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اَوْ كَافِرٍ تَلَاَيْتُ جُلُزَكَ وَهُوَ مُحْصَنٌ فَرَجِمَ اَوْ رَجُلٌ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ رَجُلٌ
اَزَلَ نَكَاحًا بِغَيْرِ نِكَاحٍ فَلَا يَكْفِيهُمَا نَكْرُهٌ وَلَا اِذْلَامٌ وَلَا تَقْتُلُوا نَفْسًا مَسْلُومَةً وَلَا اَرْتَدَدْتُمْ مِنْهُ
اَسْكَنْتُمْ اَبْرَاهِمَ بْنَ سَهْلٍ بْنَ حَنِيفٍ سُرُوْدِيَّتِ هِيَ حَضْرَتُ عُثْمَانَ رَجَبِ بَاغِيْنَ نِيْلِيَّتَا اُوْرِيْرَ اَبْرَاهِمَ اُوْرِيْرَ
اُنْكِ بَاغِيْنَ سُنَيْنِ وَحَضْرَتُ عُثْمَانَ كُوْقَتْلُ كِيَا جَابِتِي تِي تُوَانِيُوْنِي كُمَا يِي لُوْگِي جِي دِي تِي مِيْن قَتْلُ كِي تُو كِيُوْنِي
مُجْبُوْ كُوْقَتْلُ كَرْتِي مِيْن حَالَا نَكِي مِيْن سَنَا جَابِ سُوْلِي اِيْرِي صِلِي اِيْرِي عَلِيْهِ سَلَامُ سِي اَبِيْ فَرَا تِي تِي سِلْمَانِ اَدَمِي كَا خُوْنُ كُوْنَا
دِرْسَتِ نِيْنِ مَكْرَمِيْنِ بَاتُوْنِ مِيْن اِيْكَ بَاتِ كُو سِدِيْ اِيْكَ تُوُوهُ تَخْضُ جُو جَحْمِيْنِ مُوْكَرْمَا كَرِيْ دِي رَجْمِ (سَنَسَا رَا كِيَا
جَا دِي لِيْكَ دُو سَرِيْ دِي جُو مَاتِي كِي كُو قَتْلُ كَرِيْ (دِي قِصَاصِ مِيْن مَارَا جَا دِي لِيْكَ) تَوِيْرِيْ دِي جُو اِسْلَامُ لَا كَرِيْ مَرْتَدُوْ جَا بُوْ
تُو قِسْمِ خُدَا كِي مِيْنِيْ كِيْ سِي زَمَانِيْنِ كِي نَهَا بِلِيْتِ كِي زَمَانِيْنِ نَهَا اِسْلَامُ لَانِيْ كِي بَعْدِ اُوْرِيْرِيْ مِيْنِيْ كِي كِي سِلْمَانِ كُو مَارَا
اُوْرِيْرِيْ مِيْن مَرْتَدُوْ اِسْلَامُ لَانِيْ كُو بَعْدِ فِ جِي حَضْرَتِ عُثْمَانَ نِيْ حُبِيْتِ قَاتِلُ كِي اِنِ بَاغِيْنَ اِيْرِيْرِيْ جُو اَبِيْ كِي قَتْلُ كِي دِي
تِي لِيْكِيْنِ اَنُوْنِيْ نِيْ اِسْحَابِ كَا كُوْجِيْ جَوَابِ نِيْنِيْ دِي اُوْرِيْرِيْ جُو اَبِيْ رَجْمِيْ كِي سَانِيْ كَرِيْ مِيْنِ كَسَا اَبِيْ كُو قَتْلُ كِي اَسُوْدَتِ
اَبِيْ رُوْزِيْ دَارِيْ تِي اُوْرِيْ تِلَاوَتِ قُرْآنِ مِيْنِ مَرْصُوفِ تِيْرَا مَرْصُوفِ دِي اَلِيْرِيْ رَجُوْنِ عَحِيْ كِي عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ اَبْنُ مَسْعُوْدٍ قَالِ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَانِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا
اَحَدًا تَلَاَيْتُهُ فَيَقْرَأُ النِّفْسُ بِالنِّفْسِ وَالتَّيْبُ الْاَوَّلِيْ وَالتَّيْبُ الْاَوَّلِيْ لِيْذِيْهِ الْمَفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ عِبْدُ اللّٰهِ مِيْنِ سُوْطِ
رُوْدِيْتِ جُو كُو فَرَا يَا رَسُوْلُ اِيْرِيْ صِلِي اِيْرِيْ عَلِيْهِ سَلَامُ سِي سِلْمَانِ اَدَمِي كَا خُوْنُ كُو نَا حَالِلِ نِيْنِيْ جِي جُو كُو اِيْ دِي مَارَا اِسْحَابِ
كِي كُو اِيْرِيْ كِي سُو اُوْرِيْ كُوْجِيْ سَاجِدَا نِيْنِيْ جِي اُوْرِيْ مِيْنِ اِيْرِيْ كَارِ سُوْلِي مُوْنِ فِ اَبِيْ جِي اَبَانِ تُوْحِيْدِ اُوْرِيْ رِسَالَتِ كُو مَارَا
مُحَمَّدُوْ كِيَا اَبَا سَا كُو قَتْلُ كُو مَارَا رُسُوْلِيْ تِيْمَا اُوْرِيْ جُو دِي اُوْرِيْ مَسْأَلِيْ خَزِيْنِيْ مِيْنِ كَتَا بِيْ اِخْتِلَافِ رَكْعَتَا مُوْشُوْسِيْ جِي كِي سِلْمَانُوْنِ
نِيْ اِسْ عَمْدِيْ قَانُوْنِ كُو بَالَا سِي طَلُوْ كِي كَرَا سِي اَبِيْ مِيْنِ نِيْ بِيْ كَامِيْ كَارِ زَارِ كَرْمِ كِيَا اُوْرِيْ لِيْ سِلْمَانِ سِلْمَانُوْنِ اَبِيْ كُو مَارَا
اُوْرِيْ اُنْكِ جِيْنِ جَالِ اُوْرِيْ لُوْجِيْ جِي كُو خُدَا عَارَتِ كَرِيْ لُوْ فِتْنُوْ دِيْنِيْ كِي سِلْمَانِ اِسْ سِلْمَانِ خِلَافِ كَرْنِيْ سِي كَا فَرَا دِيْرَتِيْ اُوْرِيْ
وَجِبِ اَسْلَمِ مُوْ كِيَا حَالَا نَكِي حَرِيْثِ صِيْحِيْ سِي صَا فِ يَثَابِ جُو كُو تُوْحِيْدِ اُوْرِيْ رِسَالَتِ كُو مَارَا مُوْدِيْ مُحَمَّدِيْ جِي سَا كُو قَتْلُ كُو
كِي طَرَحِ دِرْسَتِ نِيْنِيْ اَبَا اُوْرِيْ كِي مِيْنِ كِي حَضْرَتِ اَبُوْ بَكْرِيْ نِيْ مَالِيْنِ نَزَكُوْ جُو جَا دِي كِيَا تَا حَالَا نَكِي دِي تُوْحِيْدِ اُوْرِيْ رِسَالَتِ كُو مَارَا
تِي تُوَا سَا جَوَابِ يِي كُو نَزَكُوْ رُكْنِ اِسْلَامِ جِي اُوْرِيْ سَكِيْ سَانِيْ جِي اَبُوْ بَكْرَا دُوْجِيْ بِيْ اِعْتِرَاضِ كِيَا تَا جِيْبَا اَنُوْنِيْ
اِنِ لُوْ كُوْنِ سِي لُْثَا جَا بَا تَا لِيْكِيْنِ اَبُوْ بَكْرَا اِمَامُ اُوْرِيْ خَلِيْفِيْ وَقَتِ تِي اُوْرَا نْكِ اطَاعَتِ مَوْجِبِ مِيْثِ نَبُوْ وِجِبِ اَبِيْ
اُوْرِيْ اَنُوْنِيْ نِيْ دَلِيْلِيْ دُو سَرِيْ آيَاتِ وَاَحَادِيْثِ سِي اَبَا يَسَا اِمَامُ اُوْرِيْ خَلِيْفِيْ مَفْتَرِضِ اطَاعَتِ كُوْنِ جُو جِي كِي مَاتِيْ

ہو کہ تم مسلمانوں سے کہتے ہو اور انکو ستاتے ہو اور بات بات پر مار کوٹ اور زد و ضرب اور سب سے بڑا کارنگاب کرتے ہو
 بہلا رخصیدین کرنا یا نہ کرنا اتین پکار کر یا آہستہ گناہ تہذیر ناف یا سینے پر باندھنا یہی ایسی چیزیں ہیں جنکے یہ مسلمانوں
 سے فتنہ اور فساد اور انکی عزت اور جان پر صدمہ پہونچا یا جاوے اگر احمق خدا تو غور کرو یہ تو سب طرح ہماری شریعت
 میں جائز ہے اور ہر ایک طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے پھر کیا تم سنت نبوی پر عمل کر نیو الون کو مارنا
 چاہتے ہو تمہاری ہی مثل وہی ہے جو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتی لاحول ولا قوۃ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے بس اب بھی اسے مسلمانوں اس نکتہ کو سمجھاؤ
 اور سب محمدی شیعہ ہوں پس منی حنفی ہوں یا شافعی مقلد ہوں یا اہلحدیث ملکہ ایک ہو جاؤ اور آپس میں محبت اور اتفاق
 سے بسر کرو اور اپنی کوشش ملکہ اسلام کی ترقی میں صرف کرو اور اسلام کے دشمنوں سے ملکہ مقابلہ کرو اور آپس میں
 شیر و شکر کی طرح رہو اب کما ناک مخالفین کو اپنے اوپر منہاؤ گے اور خوش کرو گے حبیب امین یا رفیع یدین پر لڑتے ہو تو
 نصاریٰ اور یہود تمہاری حماقت پر ہنسنے میں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کرے مسلمانوں میں اس سے بھی بڑا
 نقص اور اختلاف اور بیوٹ اور نفاق پھیلے خدا کرے ان میں دو آدمی بھی ملکہ نہ رہیں بر خلاف مسلمانوں کو نصاک
 میں متعدد فرقہ ہیں اور ہر ایک دوسرے کو ناری خیال کرتا ہے پر عیسیٰ کے ماننے کی وجہ سے سب ایک مہتری ہیں اور غیر
 مذہب الون سے مقابلہ کرتے وقت سب ایک دوسرے کے مددگار اور معاون ہوتے ہیں تم بھی ایسا ہی کرو اور جو کوئی حضرت
 محمد کو سچا رسول اور خاتم الانبیاء جانے لگا اپنا بہائی سمجھو پڑا اور سٹون میں اختلاف کرتا رہے مگر تین تاروں
 میں ایک بات کی وجہ سے یا تو نقصان میں بیٹھے جان کے عرض یا شرب ہو کر زنا کرے یا جو اپنا دین چھوڑ دیوے اور
 مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جاؤ **باب** اَلْمُرْتَدُّ عَنْ دِیْنِهِ دین سے پھر جانیا **الحسن** ابن عباس قال
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَكَ فَقَاتِلْهُ ابْن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدلے (یعنی اسلام لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرے) اسکو قتل کرو **وف** پیش
 صحیح ہے اسکو بخاری نے بھی لکھا اور ابو موسیٰ کی حدیث صحیحین میں ہے کہ ساذبن جبل انکے پاس گئے یمن میں ہار
 ایک شخص بندہ ہوا اتنا انہوں نے پوچھا یہ کون ہے ابو موسیٰ نے کہا یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا اب پھر یہودی ہو گیا
 نے کہا میں نہیں جیٹھون گا جب تک تھل نہ کیا جاوے اور اس کے رسول کے حکم کے موافق اور مرد عام ہے مرد ہو
 یا عورت وہ قتل کے لائق ہے اور ابن عباس نے کہا عورت کو قتل نہیں کریں گے بلکہ قید کریں گے یہاں تک کہ پھر مسلمان
 ہو جاوے اور فتنے کے کما ہے کہ مرد کو پہلے جو اسلام میں شیعہ ہوا ہو اسکا جواب دیکر اس کے شبہ کو صاف کر دیں گے اور تیز

دن تک قید کر لیں گے اگر اس پر بھی مسلمان نہ ہو تو اسکو قتل کر دیں گے عن بھڑ بن حکیم عن ابیہ عن جابر قال
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقبل الله من شركك شركك بعد ما اسلم عملاً حتى يفارق المشركين
 أو المستبدين بنزول حكيم نے اپنے باپ انور سے وادائے رویت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے قتالی
 اس شرک جو جو اسلام لاؤ وہ بہر شرک کرنے لگے کوئی عمل قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ مشرکوں سے جدا ہو کر مسلمان بن کر
 جماعت میں ملجاوے یعنی دارالکفر سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں آجاوے مراد وہ دارالکفر ہے جہاں
 مسلمان اسلام کے ارکان اور عبادات بجا نہ لاسکیں ایسی جگہ سے ہجرت کرنا فرض ہے اور بعضوں نے کہا مسلمانوں
 کی جماعت میں شریک نہ ہوئے یہ غرض ہے کہ کافروں کی رسوم اور عادات جوڑ دیوے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے
 كُتِبَ عَلَيْكُمُ كُفُؤُكُمْ مِنْهُمْ بَابُ اِقَامَةِ الْحُدُودِ حدوں کا قائم کرنا عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله
 عليه وسلم قال اقامه حد من حد ودا الله خير من مطا اربعين ليلة في بلاد الله عن رجل ابن عمر سے روایت
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی حدوں میں سے ایک حد قائم کرنا چالیس دن تک پانی برسے
 بہتر ہے اس کے شہر میں نہ ہو جیسا کہ پانی برسے وہاں کی آبادی تھی یہ عیالی کی زندگی یہی ہے عین قائم کر کے مجرمین کو شہر میں ہی لڑکوں
 جان مال محفوظ رہی میں غنیمت کہ حدوں میں رہا ابی ہریرہ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حد من حد
 به في الارض خير من كاهل الارض من ان يطردوا اربعين صباحا ابو هريرة رضي الله عنه سے روایت ہے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حد زمین میں جاری کی جاوے وہ بہتر ہے زمین والوں کے لیے چالیس دن تک پانی
 بہنے سے عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جحد اية من الايات فقد حل
 ضرب عقبة من قال لا اله الا الله وحده لا شريك له وان فتح محمدا عبدا در رسول فلا سبيل لاحد
 عليه الا ان يصيب حدا ايقام عليه ابن عباس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن
 کی ایک آیت کا انکار کرے (یعنی اسکو اسے تبارک و تعالیٰ کا کلام نہ سمجھے) اسکی گردن مارنا درست ہو گیا (کیونکہ جب
 اس نے قرآن کو نہ مانا تو گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی نہ مانا) اور جس شخص نے کہا اس کے سوا کوئی سچا
 معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد اس کے بندہ کو میں اس کا پیام پہنچاؤں اے تو اب
 اس پر یا دتی کرنے کا (یعنی اسکو تانیکا) کوئی بہتہ باقی نہیں رہا مگر جب وہ حد کا کوئی کام کرے تو اسکو حد لگائی
 جاوے گی عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقيموا حد فدا الله في القبر
 والبعيد ولا تأخذوا كثر في الله لو لم تلاقوا عبادة بن صامت سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تعلیم کرے اس طرح سے مثلاً زلمے جرم میں کہے شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا یا مس کیا ہوگا **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ**
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَبَّ عَوْدَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ سَبَّ اللَّهَ عَوْدَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ
عَوْدَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللَّهُ عَوْدَتَهُ حَتَّى يَلْقَى بَعْثًا فِي نَبَاتِهِ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی کلمات چپا دے اور اس کی شرم چپا دے گا قیامت کیراں اور جو کوئی
 اپنے بھائی مسلمان کی شرم کی بات کہے اور اس کی شرم کو کہے گا یا تاک کہ اس کو ذلیل کرے گا اسی گہرین
 ف۔ یہ امر مجرب ہے چاہے کن۔ اچھا وہ پیش جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کا عیب فاش کرے اس کو ذلیل کرنے
 کے لیے وہ اس سے بڑھ کر عیب میں گرفتار ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر ذلیل اور خوار ہوتا ہے اور چپا دے گا۔
الْشُّفَا عَتَرِي فِي الْحُدُودِ وَحَدُونَ مِنْ شَفَاعَتِ كَرِيكَ بَابِ عَنِ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهْمَقَهُمْ نِسَاءً الْمُرَاوَةِ
الْحَزْرَوِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يَكْلِمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَمَنْ يَجْزِي أَيْ لَا
أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَأَخْطَبَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا هَلَاكَ الدِّينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ إِنِّي كُنْتُ إِذَا سَرَقَ لِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ
الْحُدُودَ أَيْحَ اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا قَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ زَيْدٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
ابْنَ سَعْدٍ يَقُولُ قَدْ آعَاذَ اللَّهُ عَمْرًا بَعَلَ أَنْ تَسْرِقَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ يَبْغِي لَكَ أَنْ يَقُولَ هَذَا حضرت عائشہ
 سے روایت ہے کہ عورت نے (فاطمہ بنت اسود بن عبد اللہ) جو مخدومہ قریشیہ تھیں (جو رسی کی قرین کے
 لوگ اس کی وجہ سے سخت فکر میں ہوئے) انہوں نے کہا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم معاف کر دیں (انہوں نے اس عورت کو باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے لوگوں
 نے کہا اتنی حرابت کوئی نہیں کر سکتا سوا اسامہ بن زید کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چپتے (محبوب) ہیں
 آخر اسامہ نے اس کی باب میں آپ سے عرض کی آپ نے فرمایا کیا تو اس کی حدوں میں سے ایک حد میں سفار
 کرتا ہے پہر آپ کڑے ہو اور لوگوں کو خطبہ سنایا آپ نے فرمایا اے لوگو اگلے لوگ تو اس وجہ سے تباہ ہوئے
 اور ان میں جب کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اس کو چوڑ دیتے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تو اس پر جہ
 قائم کرتے اور قسم خدا کی میں تو اگر فاطمہ محمد کی بیٹی چوری کری تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں (سبحان اللہ
 الصفات اس کا نام ہے) محمد بن ریح نے کہا (جو حدیث کا راوی ہے) اس حدیث میں نے حضرت فاطمہ

کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ چوری کریں اور ہر مسلمان کو ایسا ہی کہنا چاہیے **و** یعنی آپ کا یہ ارشاد کہ اگر فاطمہ چوری کرے بالفرض التقدر یہ ہے ورنہ حضرت فاطمہ کی شان اس بڑی ہے کہ وہ ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں وہ معصومہ طہرہ تین ہفتہ آنی انما یرید اللہ یرب عنکم ارجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً عن عائشۃ بنت مسعود بنی الا سوع عن ابنہا قال لما سرقۃ المرأة ثلک القتیفة من بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظمتا ذلک وکانت امراة من قریش فجنننا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلیہ وقلنا عن نفدیکما باربعین اوقیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تطہر عنہما لعلنا سمعنا لین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکما اسمۃ فقلنا کلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فام خطیباً فقال ما لکنما کرمکے فی حدی من حد وحر ووجل وقع علی امۃ من اساء اللہ والذی نفسہ یدہ لک وکانت فاطمہ ابنة رسول اللہ نزلت بالذی نزلت یم لقطع محمد یدہا عائشہ بنت مسعود بن الاسود نے اپنی باپ سے روایت کی کہ جب اس عورت (یعنی فاطمہ بنت اسو) نے چادر چرائی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے تو ہم کو اس مقدمہ کی بڑی فکر ہوئی اور وہ عورت قریش میں سے تھی تو ہم آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آپ عرض کرنے کو اور ہم نے عرض کیا کہ ہم سمعوت کے قصور کے بدلہ چاہتے اور قیہ رچاندی یعنی ایک ہزار چوبیس سو درم دیتے ہیں آپ نے فرمایا اس عورت کا باک ہو جانا اس گناہ سے (مصدقہ کر کو) بہتر ہے اسکے لیے جب تہنوا آپ کا کلام نرم اور ملائم دیکھا تو ہم اس سے پاس آئے اور ہم نے کہا تم ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ اس امہ کی سفارش کرتے ہیں (تو آپ کھڑے ہو خطبہ بنانے کو اور فرمایا کیا حال ہے تمہارا تم بہت کوشش کرتے ہو میرے پاس اس عورت کی ایک حد میں جو اسہ تعالیٰ کی ایک نوٹھی بر پڑے گی مگر اسکی جیسے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ محمد کی بیٹی ایسا کام کرے جو سمعوت نے کیا ہے البتہ محمد صلعم اسکا ہاتھ کاٹ دالین **باب** حد الزنا نہ کی حد کا بیان عن ابن ہریرۃ وزید بن خالد وشبل قالوا کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ رجل فقال انشدک اللہ لما قضیت بیننا بکتاب اللہ فقال خصمہ وکان آفقا منہ اقص بیننا بکتاب اللہ وامنن لم حنۃ اقول قال قل قال ابن ابی کان عسیفا علی ہذا وانه زنی یا مارتہ فافندی منہ یمائۃ شاق وحادۃ فکلت رجلا من اهل العلم فاخبرت ان علی ابنی جلد مائۃ و تعزیر عام وان علی امراة هذا الرجل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی یدہ لا تقضین بینکم بکتاب

اللّٰهُ اَلْمَالِكَةُ الشَّاهِدَةُ لِمَا رَدُّ عَلَيْكَ عَلٰى اَنْتَ جَلْدُ مَائَةٍ وَتَغْرِبُ عَامٍ وَاعْدُ يَا اَنْتَ اَلْكَرْمَةُ
هَذَا اَفْكَانٍ اعْتَرَفَتْ فَاَرْجُمَهَا قَالَتْ هَشَامٌ نَعَدْتُ عَلَيْهَا نَاعْتَرَفْتُ فَتَرَجَمَهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد اور شبلی سے روایت ان سبہوں کے ساتھ کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں آپ کو قسم دیتا ہوں اس کی آپ ہمارا فیصلہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کتاب کے موافق کر دیجیے ہکا و دشمن (یعنی فریق ثانی) ابولا وہ اس سے زیادہ مسجد دار تھا آپ ہمارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیجیے اور مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں بیان کروں مقدمہ کا حال، آپ نے فرمایا اچھا بیان کروہ بولا میرا بیٹا اسکے پاس نوکر تھا اس نے زنا کی اس کی عورت سے میں نے ہکا فدیہ دیا سو بکریان اور ایک غلام لیکن میں نے کئی علم والوں سے پوچھا انہوں نے مجھے بیان کیا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک بلا وطنی اور اس کی عورت کو سنگسار کرنا چاہیے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جبکہ ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کروں گا سو بکریان اور غلام تو تو اپنے دل پس لے لے اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے پڑیں گے اور ایک برس تک جلا وطن ہوگا اور اسے انس و طبع کو اس دوسرے شخص کی عورت کے پاس جا کر وہ اقرار کرے زنا کا تو اس کو سنگسار کر مہشام نے کہا صبح کو انس اس کے پاس گئے اس نے زنا کا اقرار کیا انہوں نے اس کو سنگسار کیا ف عورت تو محض تہی سینے ہکا نکاح ہو چکا تھا تو وہ سنگسار کی گئی اور لڑکا محسن نہ ہوگا اور وجہ سے اس کو کوڑے لگائے گئے یہ حدیث صحیحہ میں موجود ہے عن عبد اللہ بن الصّامی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهْفَنَ سَيِّئًا اَلَيْسَ كَذًا اَلَيْسَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِبُ سَنَةٍ وَالتَّكْلِبُ بِالْقَلْبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالتَّحِيمُ عِبَادَةُ بَنِ مَسَارَةٍ رَوَيْتُ عَنْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کا حکم مجھ سے حاصل کرو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے ایک اہ نکاحی رحیمہ پہلے فرمایا تا زمانہ کے بابائیں کہ ان کو قید کر کو گہرون میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے راہ نکالے (بکر حب بکر سے زنا کرے تو اس کو کوڑے پڑیں سو اور سال بہر کے لیے جلا وطن کیا جاوے اور شب حب شب سے زنا کرے تو اس کو کوڑے لگا دیں پھر سنگسار کریں) ف یہ حدیث صحیحہ مسلم میں ہے اور اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ زانی غیر محسن کو سو کوڑے مارنا اور ایک سال کے لیے جلا وطن کرنا چاہیے اور دوسرے علم بھی اس پر متفق ہیں سو اہل کوفہ کے وہ کہتے ہیں جلا وطن کرنا ضرور نہیں اور ابن مسعودؓ کہنا کہ جلا وطن کرنے پر تمام خلفائے راشدین کا اتفاق ہے تو گویا اجماع ہو گیا اس پر اور ظاہر ہے کہ عورت بھی جلا وطن کی جاوے لیکن مالک اور شافعی نے کہا کہ عورت جلا وطن نہ کی جاوے اب جو زانی محسن ہو

یازاید بن محسن اسکو سو کوڑے مارین پھر رحم کرین اور جو کوڑے نہ مارین صرف رحم کر دین تو یہی ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کو اس عورت کو رحم کا حکم دیا اور کوڑے مارنے کو ایسے نہیں فرمایا اور آپ نے رحم کیا ماعز
اسلمی اور غامدیہ اور یهود کو اور کبھی کوڑے نہیں ماری اسطرح شیخین نے اپنی خلافت میں صرف رحم کیا کوڑے نہیں مارے
بعضوں نے کہا عبادہ کی حدیث میں جو حکم ہے یہ نسخ ہے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں حوالہ ہے اس آیت کا جو سورہ
نسا میں ہے اور سورہ نسا اخیر میں اور تری اور حق یہ ہے کہ امام کو حساب بین اختیار ہے خواہ کوڑے لگا کر رحم کرے
خواہ رحم ہی پر قناعت کرے **باب** مَنْ وَفَّقَ عَلَى جَارِيَةٍ أَمْرًا يَهُدِي جُورَ وَكِ لَوْثِي سَعِ صَحْبَتِ
كَرَ عَنْ حَنِيبِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ قَالَ ابْنُ التَّغَنَّا بْنِ بَشِيرٍ يَرْجُلُ غَنِيٍّ جَارِيَةً أَمْرًا يَهُدِي فَقَالَ لَا أَتَقْفِي فِيهَا إِلَّا
بِقَضَايَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لِكُلِّ ثَمَرَةٍ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَذِنَتْ لَهُ
رَجْمُهُ حَنِيبُ بْنُ سَالِمٍ رَوَيْتُ عَنْ نَعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ بِأَنَّ أَيْكَةَ شَخْصٍ لَا يَأْكُلُ جَسَدَ زَنَاقِي تَتَى ابْنِ جُورِ وَكِ لَوْثِي
أَنَّهُ كَانَ مِنْ تَوَاسُكِهِ فِي صِلَةِ كُرُونٍ كَا جَوَانِ حَضْرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا تھا اگر عورت نے اس لوثی کو
حلال کر دیا تو اسکو سو کوڑے ماروں گا ورنہ سنگسار کر دین گا **کاف** یہ مخالف ہے دوسری حدیث کی جو اگر
آتی ہے اور اکثر علماء اسکے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ جو روکی لوثی سے اگر کوئی جماع کرے تو اسکو حد نہ پڑے گی
کیونکہ اکثر جو رو کے املاک مخلوط ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مکے فائدہ اٹھاتا ہے تو شبہ پڑ گیا اور حدود
شبہات سے دفع ہو جاتے ہیں اور احتمال ہے کہ نعمان کو اس فتویٰ میں دھوکا ہوا ہو عن سَلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ وَحَمَلَتْ جَارِيَتُهُ فَكَرِهَ مُحَمَّدٌ سَلَمَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ مِنْ رُوحِ
ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی جو رو کی لوثی سے وطی کی تھی آپ نے
اسکو قتل کر دیا **باب** الرَّحْمِ سَنَسَارُ كَرَمًا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ
يَقُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ مَا أَجَدُ الرَّحْمَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَيُضِلُّوهُ بِأَنَّهُ قَرِيبَةٌ مِنْ قَرِيبِ
اللَّهِ إِذَا دَارَ الرَّحْمُ حَقٌّ إِذَا أَحْصَى الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيْتَةُ أَوْ كَانَ حَمْلًا أَوْ عَذْرَاءً وَدَدَّ قَرْمًا
السَّيِّئَةَ وَالشَّيْخَةَ إِذَا زَانَا فَارْجَمُوهُمَا الْبَيْتَةُ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ ابْنِ
عباس سے روایت ہے حضرت عمر نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ زمانہ زیادہ گزر جاوے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں اس کی
کتاب میں رحم (سنگسار کرنا) نہیں پاتا ہوں پھر گمراہ ہو جا دین اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرض ترک کر کے
اٹکا رہو کہ رحم حق ہے جب مرد و عورت ہو اور گواہ قائم ہو جا دین یا حمل ہو یا اقرار کرے زنا کا اور میں نے رحم کی تبت

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْيَا اَقْرَبَكَ اِذَا مَاتَ ثُمَّ وَاَقْرَبُكَ اِفْجَعْ بَرَابِرَ رُوَيْتْ ہُوَ اَنْ حَضَرَتْ صَلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک یہودی پر سر گذرے جبکہ سونہ کالا کیا گیا تھا اور اس کو کوڑے مار دیے گئے تھے تب اپنے یہودیوں کو بلایا اور فرمایا کیا تم اپنی کتاب (تورات مشریت) میں زانی کی حد یہی پاتے ہو انہوں نے کہا ہاں ہر آپ نے دو شخصوں کو یہودی کے عاملوں میں سے بلایا اور فرمایا میں تجھے کو قسم دیتا ہوں اُس اس کی جس نے تورات اتاری حضرت موسیٰ پر کیا تم زانی کی حد یہی پاتے ہو اُس نے کہا نہیں اور اگر آپ مجھ کو قسم دیتے تو میں آپ سے نہ مٹا بلکہ ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد سنگسار کرنا پاتے ہیں لیکن زنا بہت ہو گئی ہے کہ شرف لوگوں میں تو ہم جب کسی مشریت کو زنا میں پکڑتے ہیں تو چھوڑ دیتے اور جب کسی ناتوان ضعیف کو پکڑتے ہیں تو سنگسار کرتے آخر ہم نے کہا لوگوں سے آؤ اور ہم ایک کام پر اتفاق کریں جو ہم جاری کریں مشریت اور کید سب پر تو ہم نے اتفاق کیا سونہ کالا کرنے پر اور کوڑے لگانے پر سنگسار کرنے کے بدلے اور اس کا حکم چھوڑ دیا) یہ سن کر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا اسہ میں سے ایک تیرے حکم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ انہوں نے مار ڈالا تھا (یعنی موقوف کر دیا تھا) ہر آپ نے حکم دیا وہ یہودی رحم کیا گیا **باب** مِنْ اَخْصَرِ الْفَاحِشَةِ کَوْنُ عَوْرَتِ فَاحِشَةٍ مُّعْلَمَةٍ لِّیَکُنْ قَاعِدٌ مِّنْ زَنَا ثَابِتٍ یُّوَعَّظُ اَبْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ رَاجِحًا اَحَدًا اَبْغَضَ بَنِیِّیْنَ لَرَجَحْتُ فَلَا تَهْ فَقَدْ خَصَّ فِیْہَا الرَّبِّیُّ فِیْ مَنْطِقِہَا وَهَیْئَتِہَا وَمَنْ یَدْخُلُ عَلَیْہَا اَبْنُ عَبَّاسٍ سَے رُویت ہُوَ اَنْ حَضَرَتْ صَلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو رحم کرنا بغیر گواہ کے تو فلائی عورت کو رحم کرتا اس کی بات اور مشکل سے اور کا فحش ظاہر ہوتا ہے اور اسکے پاس جو لوگ آیا کرتے ہیں اُس سے ف معلوم ہوا کہ اگر قرآن سے سمیٹ کر فاحشہ ہونا معلوم ہو تو یہی زنا کی حد اس کو مار نہیں سکتے حب تک قاعدی سے اقرار یا چار آدمیوں کی گواہی سے ہر ثبوت نہ ہو البتہ حاکم اسلام کو یہ اختیار ہے کہ ایسی فاحشہ عورتوں کا دوسرا کوئی بند و بست کرے یا ان کو بستی سے نکال دے **عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرْتُ اَبْنَ عَبَّاسٍ الْمَثَلَا عِنْدَیْ فَقَالَ لَهُ اَبْنُ شَدَادٍ یٰھَ الْاَنۡبِیَّ قَالَ لَہَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ رَاجِحًا اَحَدًا اَبْغَضَ بَنِیِّیْنَ لَرَجَحْتُ فَقَالَ اَبْنُ عَبَّاسٍ ثَلَاثَ اَفْرَہٍ اَحَلَّکَ قَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَے رُویت ہُوَ اَنْ حَضَرَتْ ہُوَ اَبْنُ عَبَّاسٍ نے دو لہان کر نیوالوں کا ذکر کیا ابن شداد نے کہا یہ وہی عورت تھی جس کے باب میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر گواہ کے رحم کرتا تو اس کو رحم کرتا ابن عباس نے کہا (نہیں) وہ تو علانیہ فاحشہ تھی **باب** مَنْ عَمِلَ عَمَلًا فَوَیَّحَ لَوَیَّحٌ جَوَکُوۡی لَوِیَّحٌ کرے (لوئیڈے بازی) **عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَجُلٌ یَّجْلِسُ****

عَمَلٌ قَوْمٌ لَوْ طِئْنَا فَنُكِلْنَا الْفَاعِلُ وَالْمَفْعُولُ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ
 نے فرمایا جس قوم باوجود حضرت لوط علیہ السلام کی ہمت کا کام کرتے ہوئے تو مار ڈالو فاعل اور مفعول دونوں کو ف
 کو نکال امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے ابن حجر نے کہا اس کی راوی ثقہ ہیں مگر اس میں اختلاف
 ہے **ع** اِنِّیْ هَدِیْرَةٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِی الَّذِیْ یَعْمَلُ عَمَلٌ قَوْمٌ لَوْ طِئْنَا فَنُكِلْنَا اَرْجُوْا
 اَلَا عَلَیْکُمْ دَاکَا سَفَلٌ اَرْجُوْهُمْ جَمِیْعًا ابُو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو
 کے باب میں جو لوط کی طرح ہے کہ اوپر اے اوپر چڑھو اے دونوں کو مار ڈالو دونوں کو سنگسار کرو ف اس کا
 اسناد ضعیف ہے **ع** جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اِنَّ اَخَوَفَ مَا اَخَافُ
 عَلٰی اُمَّتِیْ عَمَلٌ قَوْمٌ لَوْ طِئْنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سَمِعَ رُوَيْتَ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ نے فرمایا
 بہت جس چیز کا میں خوف کرتا ہوں تم پر وہ قوم لوط کا عمل ہے ف یہ خوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحیح زکلا
 یہ بری بلا جیسے مسلمانوں میں شائع ہے اتنی اور قوموں میں نہیں اور مسلمانوں میں سب سے زیادہ یہ بلا ایران اور
 افغانستان میں ہے اور ہندوستان میں اسپور میں بہت ہے عرب کے ملک میں اس بقلالے کے فضل سے اب
 تک یہ بلا بہت کم ہے الا ماشاء اللہ یہ امت مرحومہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب قوم لوط کی طرح اس امت پر بھی
 اور تائب ابن اطلع نے احکام میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوطیت میں رجم ثابت نہیں ہے بلکہ
 قتل ثابت ہے فاعل اور مفعول دونوں کا ابن عباس اور ابو ہریرہ کی روایتوں میں اور بیہقی نے حضرت علی سے زکالا کہ
 انہوں نے ایک لاکھ رجم کیا شافعی نے کہا ہمارا یہی قول ہے کہ وہ رجم کیا جاوے محض ہو یا غیر محض اور بیہقی نے لگا
 کہ ابو بکر نے ایک مفعول کے لیے لوگوں کو جمع کیا حضرت علی نے بہت سخت رے دی اور کہا اس گناہ کو کسی امت نے نہیں
 کیا سوا ایک امت کو تو ہم سمجھتے ہیں کہ اسکو انگار سے جلا دیں اور ابو داؤد نے ابن عباس سے زکالا کہ لوطی رجم کیا
 جاوے اور بیہقی نے ابن عباس سے زکالا کہ اونچی مکان کو اوندا مارا گیا جاوے پھر تہرون سے کچلا جاوے اہل
 حدیث کا یہ مذہب ہے کہ فاعل اور مفعول یہ دونوں کو قتل کریں اگرچہ محض نہ ہوں بشرطیکہ مفعول پر رجم نہ ہوا ہو
 اور صاحب شافعی نے اجماع صحابہ کا سپر نقل کیا ہے اور بغوی نے شعبی اور زہری اور مالک اور احمد اور اسحاق سے
 نقل کیا کہ وہ رجم کیا جاوے گا محض ہو یا غیر محض اور منذری نے کہا کہ لوطی کو جلا یا ابو بکر اور علی اور ابن عمر
 اور شام نے اور شافعی نے کہا اگر محض ہو تو رجم کیا جاوے نہیں تو کوڑے ماریں اور جلا وطن کریں خذرنا
 کی طرح اور ابو حنیفہ نے کہا امام جو بنی سب سے مراد یوے لیکن رجم نہ ہو گا نہ کوڑے پڑیں گے (روضہ مختصر)

بَابُ مَنْ أَتَى ذَاتَ مُحَرَّمٍ وَمَنْ أَتَى بَيْعَتَهُ جَوْشَنَ مُحَرَّمٍ سَجْدَةٍ جَمَاعَةٍ كَرِهَ يَجَانُورَ سَفَرٍ مُحَرَّمٍ سَفَرًا
 بہن بیٹی سے اور جانور عام سے شامل ہے اونٹ اور گائے اور بکری کو اگر گدھے اور مرغی وغیرہ کو **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مُحَرَّمٍ فَأُقْتِلَ وَ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَيْعَتِهِ فَأُقْتِلَ
 وَأُقْتِلُوا الْبَيْعَتَةُ ابْنُ عَبَّاسٍ سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جماع کرے محرم عورت سے تو
 اسکو قتل کرو اور جو کوئی جماع کرے چار پائے کا اسکو مار ڈالو اور چار پائے کو بھی **ف** اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی نے بھی نکالا اور علمائے کماہر کہ جو کوئی چار پایہ یا دو کسی جانور سے جماع کرے وہ تفرید یا چار
 لیکن اسکو قتل نہیں کریں گے اور اس حدیث میں قتل تشدد کے طور سے تاکہ لوگ ایسا فعل نہ کریں کیونکہ ترمذی اور ابو داؤد
 نے ابو زرین سے نکالا کہ ابن عباس نے کہا جو کوئی جانور سے جماع کرے اس پر حد نہیں ہے اور کہا کہ یہ حدیث پہلی حدیث
 سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے اہل علم کا اور ابو یعلیٰ موصلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسا ہی نکالا
 یعنی جو کوئی جانور سے جماع کرے اسکو قتل کرو اور جانور کو بھی لیکن اسکے اسناد میں عبد الغفار ہر وہ ضعیف ہے
 اور جانور سے جماع کرنا بالاجماع حرام ہے لیکن اختلاف ہے کہ اس پر حد ہے یا نہیں اور محرم سے جماع کرنے سے بیان
 یہ مراد ہے کہ محرم سے نکاح کر کے اس سے جماع کرے کیونکہ اگر صرف جماع کرے گا تو وہ زنا ہے اس میں حد زنا لگاؤ
 گئے جلد یا رجم اور بجنود سے کہا ہر حال میں اسکو رجم کیونکہ محسن ہو یا غیر محسن کیونکہ یہ حدیث مطلق ہے اور اگر نکاح
 کر کے کوئی محرم سے جماع کرے تو مصورت میں بھی اسکو مار ڈالیں گے خواہ رجم کریں گے یعنی اس پر حد ہوگی یہی قول ہے
 شافعی اور اہل حدیث کا اور ابو حنیفہ نے کہا اگر محرم سے کوئی نکاح کر کے صحبت کرے تو اس پر زنا کی حد نہ ہوگی لیکن اس
 کو تفرید یا چار پائے کی اور دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت نے حکم دیا ایک شخص کا سر لانے کا جس نے اپنے باپ
 کی جورو سے نکاح کیا تھا **بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى الْأَمَاءِ لَوْلَا يُونُ بَرْدِ قَانِمُ كَرَاهِي** ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ
 زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَةُ قَالَُوا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ الْأَمَةِ تَزَوَّجَ تَبَلَّ
 أَنْ تُحْصَنَ فَقَالَ أَجْلِدْهَا فَإِنْ زَنَتْ فَأَجْلِدْهَا فَاسْتَفْتَى فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَبَعَثَ دُكْنَ بْنَ جَبَلٍ شَعْبِيًّا
 ابو ہریرہ اور زید بن خالد اور شبیل سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں ایک شخص نے
 آپ کو پوچھا اس لونڈی کو جو زنا کرے محسن ہونے سے پہلے اپنے فرمایا اسکو کوڑے مار پھر اگر زنا کرے تو پھر کوڑے
 مار پھر تیس بار یا چوتھی بار میں فرمایا اسکو بچہ ڈال اگر چہ بالوں کی ایک سی کے بدل **ف** یعنی جو قیمت آوی
 اس قیمت سے بچہ ڈال یہ حدیث صحیح ہے اسکو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اس حدیث میں یہ نکلن ہے کہ غلام اور لونڈی

حَدَّثَنَا الشُّكْرَانُ شَرَاهُ مَتَا لَوْ كِي هَذَا بَيَانُ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَا كُنْتُ أَدْرِي مَنْ
 أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْحَلَّ إِلَّا شَرَابَ الْخَمْرِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فِيهِ شَيْئًا إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ
 جَعَلْنَاهُ نَحْنُ عَمِيرُ بْنُ مَعْدِيكَةَ وَرَدِيَتْ هِيَ حَضْرَتُ عَلِيٍّ كَمَا مِنْ جَسَدٍ قَائِمٌ كَرُونَ (تذرت یا زنا وغیرہ کی) یہ وہ شراب
 تو میں اسکی دیت ندوں گا (کیسے کہ یہ حد حکم شرع ہے) مگر شراب پیو والے برا اگر میں حد قائم کروں اور وہ مجھ سے
 تو دیت دوں گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کوئی حد مقرر نہیں کی بلکہ ہم لوگوں نے اسکی حد نہیں لگائی
 و یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا عَمْرِو بْنُ السَّكَنِ قَالَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالْبَعَالِ وَالْجَرِيدِ السُّبْحَانُ مَالِكُ بْنُ مَالِكٍ سَمِعَ هُوَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَّي اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 شَرَابَ بَنِي مِیْنِ جَوْتُونَ اور دالیون سے مارتے و بخاری اور مسلم نے اسکو نکالا اتنا زیادہ ہے کہ ابوبکر نے اس
 میں چالیں کوڑے مارے مَارَ عَمْرُو بْنُ السَّكَنِ حُصَيْنَ بْنِ الْمُنْذِرِ قَالَ لَمَّا جِئْتُ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ إِلَى عُثْمَانَ قَدْ سَمِعْتُ
 عَلَيْهِ قَالَ لَعَلَّ دُونَكَ أَنْتَ عَمْرُو بْنُ السَّكَنِ فَاقْتَمَ عَلَيْهِ الْحَلَّ فَجَلَدَ عَلِيٌّ وَقَالَ جَلَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلُّ سَنَةٍ حُصَيْنَ بْنِ سَعْدٍ رَسْمٌ مِنْ رَسْمِ هِرَاقِ بْنِ
 بَنِ عَقْبَةَ (بن ابی معیط) کو حضرت عثمان پاس لیکر آئے و وہ بھائی تھا اخیانی حضرت عثمان کا اور عامل تھا
 کوفہ کا ان کی خلافت میں اس نے لوگوں کو صبح کی گھبراہٹیں بڑھائی اور بول اور زیادہ کروں عبد اللہ بن مسعود نے
 کہا ہم ہمیشہ زیادتی ہی میں رہے یہی تو حاکم ہوا یعقوب بن ابی معیط کا بیٹا تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر اونٹنی کا بچہ دان لگا کر ڈال دیا تھا جب آپ مجھ سے میں تھے اور باب کا اثر اس میں باقی تھا گو مسلمان
 ہو گیا تھا شرابی اور دشمن نماز پڑھائی آخر لوگوں کی شکایت پر مغرول ہو کر مدینہ میں حضرت عثمان پاس حاضر
 کیا گیا و اور لوگوں نے اسپر گواہی دی کہ اس نے شراب پیا تھا تو حضرت عثمان نے حضرت علی سے کہا اٹھو اور
 اپنے چچا کے بیٹے پر حد قائم کرو اور چچا کا بیٹا اسلیے کہ وہ بنی امیہ میں سے تھا اور بنی امیہ اور بنی ہاشم ایک
 معنی عبد مناف میں جا کر بچتے ہیں (خیر حضرت علی نے اسکو کوڑے مارے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 چالیں کوڑے مارے اور ابوبکر نے بھی چالیں مارے اور عمر نے بھی کوڑے مارے اور سب سنت ہیں و الحدیث
 کا مذہب یہی شرابی کی حد کوئی معین نہیں امام کو اختیار ہے خواہ چالیں کوڑے یا کم یا زیادہ خواہ جزون سے
 مارو صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس ایک شخص لا گیا جس نے شراب پی تھی اپنے اسکو
 دالی سے مارا چالیں ماروں کے قریب اوی نے کہا ابوبکر نے بھی ایسا ہی کیا جب عمر کا زمانہ ہوا تو انہوں نے

لوگوں کی راہی علیہ الرحمٰن نے کہا سب جہنم میں (جو قرآن میں وارد نہیں) ہلکی حدت ہے اس میں اتنی کوڑے ہیں
 پھر حضرت عمرؓ نے شراب میں بھی اسی کوڑے مارے کہ حکم دیا اور بخاری نے نکالا عقبہ بن حارثؓ کو کہ نعمانؓ آنحضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے آپؐ نے فرمایا جو لوگ کہہ میں تھے اُنہیں کہ مارو ہسکو تو میں نے بھی مارا اسکو جو تون اور جبریلؑ
 سے اور سباب بن یزید سے نکالا کہ شراب پیو والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور ابو بکرؓ کی خلافت
 میں اور شروع عمرؓ کی خلافت میں لایا جاتا ہم کوڑے پہتے اور مارتے ہسکو اپنے ہاتھوں اور جو تون اور چادر و کس کیا تاک
 کہ حضرت عمرؓ نے شروع خلافت میں اس میں چالیس کوڑے لگا کر حرب لوگوں نے زیادہ شراب پینا شروع کیا تو انہوں
 نے اتنی کوڑے لگا کر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی نکالا اور سباب میں کئی حدیثیں ہیں ان
 سب سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پینے کی حد مقرر نہیں کی اور صبیحا مناسبتاً
 دیا آپؐ قتل کرتے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی سی پیلی اور شرابی کے سونپہ
 ڈھری (روضہ مختصر) **باب** مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَرَادًا وَجَوْعًا كَيْفَ يَكُونُ بَابُ شَرَابٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَوْا فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ
 قَاتِلُوهُ فِي الرَّابِعَةِ فَإِنْ عَاكَفَ خَبْرًا أَوْ عَقَبَةً أَوْ بَرِيرَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَدِّتْهُ عَنْ حَضْرَتِ صَلَّي اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جب کوئی متوالا ہو جاوے تو اسکو کوڑے مارو اگر لیا کر تو اسکو کوڑے مارو اگر لیا کر تو اسکو کوڑے مارو اگر لیا کر تو اسکو کوڑے مارو
 فرمایا تو اسکی گردن مارو یہ حدیث صحیح ہے لیکن مستنسخ ہے باتفاق ائمہ اربعہ اور ائمہ حدیث کو اور نسخ ہسکا
 اس روایت سے ہے جو ادھر گزری کہ مسلمان قتل نہ کیا جاوے گا مگر تین باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے خیر
 تاک اور ترمذی اور نسائی نے جابرؓ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شراب پیو اسکو کوڑے
 مارو پھر اگر جو پتی بار پیتے تو اسکو آپؐ مارا لیکن قتل نہیں کیا اور ابو داؤد اور ترمذی نے ایسا ہی نکالا تبصہ
 بن خبابؓ کو اس میں یہ ہے کہ پھر جو پتی بار وہ شخص (جس نے شراب پی لی تھی) لایا گیا آپؐ اسکو کوڑے مارے
 اور قتل کو اٹھا دیا اور امام محمدؒ کی روایت میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک متوالا چوتھی بار آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا آپؐ اسکو چوڑا دیا رہنے کوڑے مار کر قتل نہیں کیا **عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ**
أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ
فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاجْلِدُوهُمْ ثُمَّ إِذَا شَرِبُوا فَاقْتُلُوهُمْ معاویہ بن ابی سفیان سے روایت
 ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جب شراب پیو تو ان کو کوڑے لگاؤ پھر اگر شراب پیو تو پھر کوڑے

مارو ہر پیوین تو بہر مارو (چوتھی بار فرمایا) ہر حبیبوین تو انکو جان سے مار ڈالو ف احمدیث کا مضمون وہی ہے
جو ابو ہرہ کی گزشتہ حدیث کا مضمون ہے اور جب وہ باتفاق ائمہ
اربعہ اور ائمہ حدیث کو منسوخ ہے تو یہی منسوخ ہے کیونکہ یہ دونوں حدیثیں گویا ایک حدیث ہی کا باب انکیسیر المفسر
یحب علیہ الخ لٹوڑ ہے اور بیمار کو دھارنا عن سعید بن سعد بن عبادۃ قال کان بین ابیہما رجل
مخلج ضعیف فلما یومع الادھو علی استہ من اماء الدار غیبت بها کثرع مائدہ سعید بن عبادۃ الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اجللہ وہ ضرب مائدہ سوط قالوا یا نبی اللہ ہواضعف من
ذلک لو ضربناہ مائدہ سوط مات قال لئن لک عتیک لا فنیہ مائدہ شمر الخ فاخذوا ضربہ واحدۃ
سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہمارے گھر میں ایک شخص رہتا تھا انہی (ناقص الحنفیہ) سے
روایت میں ہے ضعیف ناتوان اسی طرح کو گون کو نہیں ڈرایا مگر سوقت حبہ گھر کی نوڈیوں میں سے ایک نوڈی
پر سوار تھا اس کے ساتھ بمبار کام کر رہا تھا اسکا یہ حال حال سعید بن عبادہ نوآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ
فرمایا اسکو سوکوڑے مار دو گون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ بہت ناتوان ہے اگر ہم اسکو سوکوڑے ماریں گے تو
وہ مر جاوے گا آپ نے فرمایا اچھا ایک خوشہ لو کھجور کا جس پر سونا ضین ہوں اور ایک مارا اسکی لگا دو ف تو گویا
مار مارین یہ عنایت ہے اس پر جل جلالہ کی اپنے ضعیف بند پر اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی نے نکالا اور دارقطنی
نے اسکو روایت کیا فلیح سے انہوں نے ابوسالم سے انہوں نے سہل بن سعد اور طبرانی نے اسکو نکالا ابوامامہ بن
سہل سے اور ابوداؤد نے ایک مرد انصاری سے اور نسائی نے ابوامامہ بن سہل بن ضعیف سے انہوں نے اپنے
باب سے اور اس حدیث کا اسناد حسن ہے اور سلم نے حضرت علی سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ٹنڈی
نے زمانہ کی تو آپ نے مجھکو حکم دیا اسکو کوڑے مار دیکھا میں اس کے پاس آیا دیکھا تو وہ بھی جنبی تھے میں نے ڈر اکین کوڑے
لگانے سے وہ تر جاوے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے فرمایا اچھا اسکو چوڑے
بیان تک کہ نفاس سے پاک ہو جاوے اور اس حدیث اور پہلے حدیث میں جمع ہوں کیا ہے کہ حبیب سی بیمار کے اچھے ہو جانے
کی امید ہو تو دھارنے میں توقف کریں یہاں تک کہ وہ اچھا ہو جاوے اور جو اسکے اچھا ہو نیکی امید ہو تو دھار
ماروین جیسے سعید کی روایت میں ہے (رومنہ) عن سعید بن عبادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ
سعید بن عبادہ سے ایسے ہی روایت ہے کہ باب من سخر السلاح جو کوئی مسلمان پر ہتیار اٹھاوے عزم
آئی ہر سیدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس مِنّا ابومرہ روایت ہے

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہم پر ہتیار اور شادودہ ہم میں سے نہیں ہے **ف** ہر بڑی وعید ہر اسکے لیے جو
مسلمان پر ہتیار اور شادودہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی کافر ہو گیا اگر علمائے کما ہے کہ مسلمانوں کے اطلاق میں ہے ہر
کو کچھ نہیں ہے **عن ابن عباس** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ جَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ**
مِثْلَنَا ابن عمر سے بھی ایسی ہی روایت ہے **عن ابن عباس** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ شَمَرَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ابوبی ثمر سے بھی ایسی ہی روایت ہے **باب مَنْ حَارَبَ وَ**
سَعَى فِي الْأَرْضِ فَنَادَى خُفْزَ نَهْرِي كَرَى اور ملک میں مداخلہ اور **عن ابن عباس** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ عَمِلَ فِيهِ قَدْ مَوَّاهُ عَلَى عَجَلٍ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **فَاجْتَوُوا الْمَدِينَةَ فَقَالَ لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى**
ذَوْدِ لَنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ آبَائِنَا وَأَبْنَاؤُنَا فَفَعَلُوا فَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالُوا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْتَأْذَنُوا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهِمْ فَجَنَّتْ بِهِمْ نَقَطَعَ أَكْبَادَهُمْ
وَارْحَلَهُمْ وَشَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَزَكَّاهُمْ بِالْحَذَرِ حَتَّى سَاخُوا النَّاسُ بِنَاكِهِ رُوِيَ عَنْ عُرَيْضِ بْنِ أَبِي قَبِيلَةَ
ہے) کے کچھ لوگ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آئے تو انکو مدینہ منورہ کی ہوا موافق نہ آئی آپ نے فرمایا
کاش تم ہمارے اوٹوں میں (صدقہ کے جو شہر سے باہر ہا کرتے) چلے جاؤ اور انکا دودھ اور موت پیو **ف**
امام محمد رحمہ اللہ نے اس حدیث سے دلیل لی کہ حلال جانور کا موت پاک ہے اور مالک اور احمد اور ابوہریرہ کا یہی قول ہے
اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہیں وہ نجس ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی سے ان کی تندرستی
اونٹ کو موت سے دریافت کی اور دوا کے لیے اسکے پینے کا حکم دیا مگر سپرہ اعتراض ہوتا ہے کہ اگر اونٹ کا موت
حرام اور نجس ہوتا تو آپ علیہ السلام کے لیے بھی اسکے پینے کا حکم نہ فرماتے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے تمہاری شفا اس چیز میں نہیں رکھی جسکو تم حرام کیا **ف** خیر انہوں نے ایسا ہی کیا (جب وہ اچھو ہو گئے تو
اسلام سے پھر گئے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑا ہے کو مار ڈال اور اوٹوں کو بھی نہ کالے گئے آپ انکے
پکڑنے کے لیے لوگوں کو بھیجا وہ لائے گئے آپ انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور انکی آنکھوں میں سلائی پھیری
اور انکو حورہ (خلیجی زمین مدینہ کی) میں ڈال دیا یا تاک کہ وہ مر گئے **ف** یہ خبر اچھی تھی اس شخص کے جو دین
حق سے پھر جاوے اور احسان کے بدلے برای کرے بندگان خدا کو ناحق ماری اور مسلمانوں کا مال لوٹ کر لیاوے قرآن
شریف میں ان لوگوں کی سزا یہ آئی ہے کہ قتل کیے جاوے یا سولی دیے جاوے یا ان کے ایک طرف کو ہاتھ دوسری
طرف کے پاؤں کاٹے جاوے یا جلا وطن (یا قید) کیے جاوے یا دنیا میں انکی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کو

دکھ کی ماری اور اکثر اہل علم اسکے قائل ہیں کہ یہ آیت عام ہے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے باب میں اتری العتبہ اگر کافر کفر کی حالت میں ایسا کرے پھر بکڑے جانے سے پہلے مسلمان ہو جاوے تو اسکی جان بچ جاوے گی یا بکڑے جانے کے بعد بھی تب ہی بچ جاوے گی اور شافعی نے کہا کہ اسکو قتل کریں گے اور غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے (حبیب مسلمان نہ ہونے کے) پھر تین دن تک سولی پر رہنے دیں گے پھر اوتار کر دفن کریں گے اور بعضوں نے کہا زندہ سولی پر چڑھا دیں گے پھر برہمچاری سے ماریں گے یہاں تک کہ مر جاوے اور ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ڈاکو پر نہ نماز پڑھیں گے نہ اسکو غسل دیں گے اور حنفیہ نے کہا کہ نفی من الارض سے آیت میں قید کرنا مراد ہے اور شافعی نے کہا امام کو اختیار ہے قید کرے یا جلا وطن کرے یا سزا کے لیے پکڑ منگاوے یہ سب نفی من الارض ہے اور اہلحدیث کا یہ قول ہے کہ جو سزا میں اور پر مذکور ہو میں امام کو اختیار ہے ان میں سے جو نسبی سزا چاہے وہ دیوے اگرچہ وہ شہر میں رہنری کرے حساب اسے ملک میں فساد پھیلنے کے لیے کوشش کی ہو اور یہ آیت اتری نہیں عربیہ کے لوگوں میں جنہوں نے رہنری کی تھی اور وہ جو ابن عباس سے منقول ہے جبکہ شافعی نے مسند میں نکالا کہ رہنری لوگ اگر قتل کریں اور مال لے لیں تو وہ قتل کیے جاویں گے اور سولی دیے جاویں گے اور حبشہ قتل کریں لیکن مال نہ لیں تو صرف قتل کیے جاویں گے سولی نہ دیے جاویں گے اور حب مال لے لیں لیکن قتل نہ کریں تو انکی ہانتہ اور پاؤں کاٹے جاویں گے اور حب مسافروں کو دیکھا دین نہ قتل کریں نہ مال لیں قہ جلا وطن کیے جاویں گے تو یہ ابن عباس کا اجتہاد ہے جو دوسرے میں پر محبت نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے کہ سنا دین ابن ابی تیحبہ ہے وہ بہت ضعیف ہے ایسے آدمی پر محبت نہیں لے سکتے اور وہ جو ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت مشرکوں کے باب میں اتری نکالا اسکو ابوداؤد اور نسائی نے اسکا جواب ہے کہ آیت عربیہ والوں کے باب میں اتری اور وہ اسلام لا چکے تھے اور اگر ابن عباس کا قول مان لیا جاوے تب ہی ہم کہیں گے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور لفظ عام ہے شامل ہے مشرک اور مسلمان دونوں کو اور اس کے اسناد میں بھی علی بن حسین بن داؤد ضعیف ہے اور اہلحدیث کے مذہب کے موافق ہیں ایک جماعت سلف حبشہ صبری اور ابن مسیب اور مجاہد اور عمدہ طریق وہی ہے جو اسد کی کتاب کی پیروی کی جادوی اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ نے عربیہ کے لوگوں کے ساتھ ان میں سے ایک سزا پر عمل کیا یعنی ہانتہ پاؤں کاٹنے پر یہ بخاری اور مسلم نے نکالا انس بن مالک (روضہ مختصر) عن عائشۃ ان قومًا انکادوا علیہم یفاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقطع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایدیہم واکحلہم وکحل عینہم حضرت عائشہ سے روایت ہو چکی لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودھ کے جانور لوٹ لیے آپ نے ان کے

ہاتھ اور پاؤں کاٹے اور انکی آنکھوں میں سلامی پھیری **ف** دوسری رویت میں ہے کہ وہ پیاس کے مار توڑ پتھر سے
لیکن کسی نے انکو پانی نہیں دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی یہ آنکھیں پھوڑنا اور پانی نہ دینا تشدد کے لیے تھا اس لیے کہ انہوں نے
کئی گناہ کیے تھے ارتداد قتل نہی اموال ناشکری وغیرہ بعضوں نے کہا یہ قصاص تھا کیونکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے چرواہے کو ساتھ ایسا ہی کیا تھا غرض بدکار اور بد فعل اور بے رحم اور ظالم پر ہرگز رحم نہ کرنا چاہیے اور
اسکو ہمیشہ سخت سزا دینا چاہیے تاکہ عامر خلافت تکلیف سے محفوظ رہیں اور یہ عین رحم و کرم ہے عامر خلافت پر کہ ظالم
کو سخت سزا دیکھا دے اور ظالم پر رحم کرنا ظلم ہے غریب رعایا پر **س** نکوئی بابدان کردن چنان است کہ بدکرد
بجائے نیک مردان کہ بعضوں نے کہا یہ اقلہ میں مجاہدہ کرنے سے پہلے کہ بعضوں نے کہا پانی نہ دینا یہ آپ کے بلا
اطلاع ہوا تھا واللہ اعلم **باب** مَن قَتَلَ دُونَ سِلَاحِهِ فَعُوْهُ شَهِيدٌ جو شخص اپنا مال ظلم سے بچانے میں یا
جادو دہشت سید کے وسیطہ اپنے جان یا عزت کو بچانے میں یا اپنے مال بچے جو روکی جان بچانے یا عزت کے بچنے
میں ایک ظالم کے ہاتھ سے **عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نُفَيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَن
قَتَلَ دُونَ سِلَاحِهِ فَعُوْهُ شَهِيدٌ** سمیر بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
اپنے مال کے لیے مارا جاوے وہ شہید ہے **ف** یعنی اسکو شہید کا درجہ دے گا کیونکہ یہ آپ کے ظلم سے ہلکا مال لینا
چاہتا ہوا اور وہ بچاوے اور مارا جاوے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَن أَوْعَدَكَ
مَالُهُ فَعُقِلَ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَعُوْهُ شَهِيدٌ** ابن عمر سے روایت ہے جو شخص اپنے مال پاس آدمی پر کوئی اس سے گرو
اور وہ بھی گروے اور مارا جاوے تو وہ شہید ہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَن أُرِيدَ مَالُهُ ظُلْمًا فَقُتِلَ فَعُوْهُ شَهِيدٌ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جبکہ مال ظلم سے لینے کا ارادہ کیا جاوے پھر وہ (اسکے بچانے میں) مارا جاوے تو وہ شہید ہے **باب**
حَدِّ السَّارِقِ جو کسی حد کا بیان **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ
السَّارِقَ لِيُزَوَّيَ الْبَيْضَةَ تُنْقَطَعُ يَدُهُ وَيُكْفَى الْعَيْلُ مُنْقَطَعُ يَدِهِ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ جو پردہ ایک لٹا چوراہا ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ایک سی چراتا
ہے اسکا ہاتھ کاٹا جاتا ہے **ف** یہ حدیث صحیح ہے اسکو نکالنا بخاری اور مسلم نے اعمش نے کہا انڈے سے سوراخ دینا
خود ہے سر کا اور سی سوراخ وہی ہے جسکی قیمت کئی درہم ہوں اور ضاب سر قہ کا بیان آگے آویگا **عَنْ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِئْتَيْنِ قِيمَتُهُنَّ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ** ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا (چور کا) ایک ڈال چرانے میں جب قیمت تین درم تھی یہ حدیث صحیح ہے
اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقَطَّعُ الْكَفُّ إِلَّا فِي رُبْعِ**
دِينَارٍ قِصَاعًا ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ نہ کاٹا جاوے گا (چور کا)
مگر ربع دینار یا زیادہ میں **ف** یہی حدیث ہے اسکو نکالا بخاری اور مسلم نے مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کاٹا جاوے
چور کا ہاتھ مگر جو تھائی دینار یا زیادہ میں اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے ربع دینار میں ہاتھ کاٹا اور اس کے
کم میں نہ کاٹو **عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَطَّعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ**
الْحَبْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي قَاصٍ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ڈال کی قیمت میں چور کا ہاتھ
کاٹا جاوے **ف** ڈال کی قیمت تین درم تھے جیسے صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے اور ربع دینار ہی
اُن دونوں میں تین دینار کے برابر تھا اور دینار کی قیمت بارہ درم تھی اور محمد بن سلف اور خلف اور ابو محمد
کا یہی قول ہے کہ چوری کا نصاب ربع دینار یعنی تین درم ہیں ان احادیث صحیحہ کے رو سے اور ابو حنیفہ
صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر ضعیف اور ستر وک روایات کو لیکر یہ اختیار کیا ہے کہ چوری کا نصاب دس درم ہیں
بَابُ تَقْلِيْبِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ چور کا ہاتھ کاٹکر اسکی گردن میں لٹکا دینا **عَنْ ابْنِ مُخَيَّرٍ قَالَ سَأَلْتُ**
فُضَالَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعَالِيْقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ فَقَالَ الشَّيْخُ قَطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ
عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ ابن مجہر نے کہا میں نے فضالہ بن عبیدہ سے پوچھا گردن میں ہاتھ لٹکا کر کیا ہے انہوں نے
کہا سنت ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا جس نے چوری کی تھی ہاتھ کاٹا پھر اسکی گردن میں
لٹکا دیا **ف** اسکو نکالا اہل سنن نے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاة ہے
نسائی نے کہا اسکی روایت سوجت بنی جادگی اور ہاتھ لٹکانے سے یہ غرض ہے کہ اور لوگ دیکھیں اور چور کی
تشہیر ہو اور بچائیں کہ ظلم سے ہٹا ہاتھ نہیں کاٹا گیا بلکہ چوری کی عادت میں (روضہ) **بَابُ السَّارِقِ**
يَعْرِفُ چور کے اقرار کا بیان **عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ سَمْعَانَ**
حَبِيبَ بْنَ عَبْدِ ثَمَرِ بْنِ حَبَاشَةَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَرَقْتُ جَلَاءَ
لَبَنِي فَلَا أَدْرِي فَعَطَّرَنِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّا أَنْتَقَدْنَا جَلَاءَ لَنَا فَأَمَرَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقَطَّعَتْ يَدُهُ قَالَ ثَعْلَبَةُ إِنَّا أَنْظَرْنَا إِلَيْهِ حَيْنَ وَقَعَتْ يَدُهُ وَهُوَ يَقُولُ لَعَلَّ
لِللَّهِ الَّذِي طَهَّرَنِي مِنْكَ أَرَدْتُ أَنْ تَدْخُلَ جَسَدِي النَّارَ ثَعْلَبَةُ بخاری سے روایت ہے کہ عمر بن سمرہ

ابن حبیب بن عبد شمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے فلان لوگوں کا ایک اونٹ چرایا تو مجھ کو پاک کر دیجیے رہا تہ کاٹ کر سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان آپ نے ان لوگوں یا پس کیوں بھیجا انہوں نے کہا بیشک ہمارا ایک اونٹ کہو گیا ہے تب آپ نے حکم دیا اور عمرو بن معمر کا ہاتھ کاٹا گیا ثعلبہ نے کہا میں سوقت دیکھ رہا تھا صاحب اس کا ہاتھ کاٹ کر گرا تو وہ کہتا تھا شکر ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا جس نے مجھے پاک کیا مجھ سے تو چاہتا تھا کہ میرا سارا بدن دفن میں لیجاوے وہ عمر و نے اپنے ہاتھ سے کہا سبحان اللہ صحابہ کے چوتھے پیغمبر (اور زانی رجبیہ ماغرا سلمی) اور زانیہ (جیسے غامدیہ) اس زمانہ کو بزرگوں اور پیروں اور مشرکوں کی قوت ایمان میں بڑھ کر تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکا گناہ معاف کر دیا اور ان کو بڑے بڑے درجہ میں لگے تو یہ کیوں ہو؟ الحدیث کہ چور کا ایک بار اقرار کرنا کافی ہے اور آپ نے ڈال کے چور کا اور صفوان کو چادر کی چور کا ہاتھ کٹوایا اور یہ منقول نہیں ہوا کہ آپ نے دوبار اقرار کرنے کا انکو حکم کیا ہوا ورنہ جو ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک چور سے فرمایا جس نے چوری کا اقرار کیا تا میں نہ سہمتا تو نے چوری کی ہو اس نے کہا نہیں میں نے چوری کئے دو یا میں بار تو یہ مضبوطی کے لیے آپ نے پوچھا اسطرح اس حدیث میں جو ہو کہ آپ نے اونٹ کو مالکوں سے دریافت کر لیا اور احتمال ہے کہ آپ نے چننا لیا ہو شاید یہ شخص دیوانہ ہو تو واقعہ کو خوب تحقیق کر لیا اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ یہی کہتے ہیں کہ چور کا ایک بار اقرار کافی ہے اور ابن ابی لیلے اور امام احمد سے منقول ہے کہ دوبار اقرار کرنا چاہیے (روضع الزیادۃ) **باب العبد یسرق غلام اگر چوری کرے**۔ **عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا سرق العبد فبیعہ و لو کونیش البھر ہریرۃ** اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلام اگر چوری کرے تو اسکو بیچ دلو اگر چہ آدھے ادھیہ کو یعنی میں درم کو بکے وہ کیونکہ چوری کی عادت بری ہے اور برا عیب ہے تو بقدر قیمت آدھی بہت ہو غلام کا اتفاق ہے اس پر کہ غلام اور لونڈی جب چوری کریں انکا بھی ہاتھ کاٹا جاوے **عن ابن عباس ان رقیق الخمس سرق من الخمس فوقع ذلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکرم یقعہ** قال قال اللہ عز وجل سرق بعضہم بعضا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غلام تھا خمس کے غلاموں میں (وہ پانچواں حصہ جو مال غنیمت میں سے بیت المال میں لیا جاتا ہے) اس نے کچھ چرایا خمس کے مال میں سے یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا آپ نے فرمایا اللہ کا مال ہے اور چرایا یہی اللہ کے مال کو تو آپ نے اسکا ہاتھ کاٹا کیونکہ وہ مال محفوظ نہ تھا اور بعضوں نے کہا اس مصلحت سے کہ یہ واقعہ دارالحرب میں ہوا

باب مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحُزْرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّكَ تَأْمُرُ فِي الْمَسْجِدِ
 وَتُسَكِّرُهُ أُمَّهُ فَأَخَذَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ خِجَامًا بِسَارِقِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنْ يُقَطَّعَ فَقَالَ صَفْوَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ أَرَدْتَ هَذَا أَرَادَنِي عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَجَلًّا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ نَبِيَّيْهِ صَفْوَانُ سَجْدًا مِنْ سَوْغَةٍ وَأَمْرًا نَصَحَ لِي بِرَكْعَةٍ لِي أَيْكَ تَخْشَى
 جَاوِرًا لَكَ سِرِّكَ نَحْلًا لِي وَهَاسُكَ بِكَرَّ أَنْ جَهَنَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى
 بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى
 لَا يَأْتَاكَ أَتَاكَ بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ
 أَلَا يَأْتَاكَ أَتَاكَ بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ
 مَعْلُومٌ سَوَاءٌ أَلَا يَأْتَاكَ أَتَاكَ بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ
 كَوَاحِدًا أَوْ بَدَا أَوْ دَارًا لِي أَوْ مَالًا كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ
 سَجْدًا كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى
 سَ مِنْ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى بَهْمَةً كَأَنَّكَ صَفْوَانُ نَعْرَضَ كَيْسَ لِي بِكَ لِي أَيْكَ تَخْشَى
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَدْيَنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْيَمَانِ فَقَالَ مَا أَخْبَرْتُ فِي الْأَنْبَاءِ
 فَأَخْبَلْتُ نَفْسِي وَمَعْلُومًا مَعَهُ وَمَا كَانَ فِي الْحِجْرَانِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغْتَ ذَلِكَ تَمَنَّيَ الْحَيَّ فَإِنْ أَكَلَ وَلَهُ
 يَأْخُذُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَالِ الشَّاهِدُ الْحَرَكِيَّةُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَمَنَّيَ وَمِثْلُكَ مَعَهُ وَالْأَكْلُ وَمَا كَانَ فِي
 الْمَرَاكِحِ فَيُفِيدُ الْقَطْعُ إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذَلِكَ تَمَنَّيَ الْحَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُ
 رَوَيْتُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَدْيَنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْيَمَانِ فَقَالَ مَا أَخْبَرْتُ فِي الْأَنْبَاءِ
 فَأَخْبَلْتُ نَفْسِي وَمَعْلُومًا مَعَهُ وَمَا كَانَ فِي الْحِجْرَانِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغْتَ ذَلِكَ تَمَنَّيَ الْحَيَّ فَإِنْ أَكَلَ وَلَهُ
 يَأْخُذُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَالِ الشَّاهِدُ الْحَرَكِيَّةُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَمَنَّيَ وَمِثْلُكَ مَعَهُ وَالْأَكْلُ وَمَا كَانَ فِي
 الْمَرَاكِحِ فَيُفِيدُ الْقَطْعُ إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذَلِكَ تَمَنَّيَ الْحَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُ
 رَوَيْتُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَدْيَنَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْيَمَانِ فَقَالَ مَا أَخْبَرْتُ فِي الْأَنْبَاءِ
 فَأَخْبَلْتُ نَفْسِي وَمَعْلُومًا مَعَهُ وَمَا كَانَ فِي الْحِجْرَانِ فَفِيهِ الْقَطْعُ إِذَا بَلَغْتَ ذَلِكَ تَمَنَّيَ الْحَيَّ فَإِنْ أَكَلَ وَلَهُ
 يَأْخُذُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَالِ الشَّاهِدُ الْحَرَكِيَّةُ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَمَنَّيَ وَمِثْلُكَ مَعَهُ وَالْأَكْلُ وَمَا كَانَ فِي
 الْمَرَاكِحِ فَيُفِيدُ الْقَطْعُ إِذَا كَانَ مَا يَأْخُذُ مِنْ ذَلِكَ تَمَنَّيَ الْحَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُ

لی جاوے (یعنی چراگاہ میں سے) آپ نے فرمایا دونی قیمت دیوے اور سزا ہی پاوے (جو امام سنا سب جہو) اور جو کوئی بکری
تہاں میں سے (جہاں ات کو جانور آرام پاتے ہیں) لی جاوے اسکا ہاتھ کاٹا جاوے گا جس کی قیمت ڈال کے قیمت
کو پونچھ جاوے (حدیث کو ابو داؤد اور امام احمد اور نسائی اور حاکم اور ترمذی نے بھی نکالا حاکم نے کہا
وہ صحیح ہے ترمذی نے کہا وہ حسن ہے ابو داؤد کی روایت میں ہے جو کوئی پہلوں کو مونہ میں ڈال لیوے اور گوشت میں بہر کر نہ
لیجاوے یہ کچھ نہیں ہے اور جو اسکا لیجاوے وہ کچھ نہیں ہے اور مار ہی مڑا کے لیے۔ المحدث کا عمل اس حدیث پر
ہے **باب** تَلْقَانِ السَّارِقِ چور کو تعلیم دینا **عَنْ** ابْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَنَا أَن رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ
بِكَيْفٍ نَاصَحَتِ أَخِيكَ فَإِذَا وَلَهُ يُوجَدُ مَعَهُ الْمَنَاعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا إِخْلَاكَ سَرَقْتَ فَأَكَ
بِكَيْفٍ نَاصَحَتِ أَخِيكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلَى أَصْرِي فَقُطِعَ قَالَ قُلِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ قَالَ اسْتَغْفِرُ
اللَّهُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ قَالَ اللَّهُمَّ تَبَّ عَلَيْهِ قَرْنَيْنِ أَبُو اسیر سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس ایک چور لایا
گیا اس نے چوری کا اقرار کیا لیکن اس کے پاس کچھ مال نہ تھا (چوری کا) آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں تو نے چوری نہیں
کی وہ بولا نہیں میں نے چوری کی ہے پھر آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں تو نے چوری نہیں کی وہ بولا نہیں میں نے چوری
کی ہے تب اپنے حکم دیا اسکا ہاتھ کاٹا گیا آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں (اس گناہ کی) اور
توبہ کرتا ہوں اسکی طرف وہ بولا میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اس کے طرف آپ نے فرمایا یا اللہ
سنان کر دی اسکو دوبارہ نہ فرمایا (المحدث نے کہا کہ جس چور کے پاس چوری کا مال نہ ہو لیکن وہ اقرار کرے
چور کی تو حاکم کو اسکی تلقین مستحب ہے کہ تو نے چوری نہ کی ہوگی اور عطا سے مروی ہے کہ اکثر لوگوں کے
پاس جب چور آتا وہ اس سے کہتے کیا تو نے چوری کی کہہ میں نے نہیں کی اور نام لیا ابو بکر اور عمر کا اسکو نکالا عبد الرحمن
نے اور اسباب میں جماعت صحابہ سے مروی ہے (روضہ) **باب** الْمُسْتَكْرِهُ جَبْرِ کبیر کیا جاوے حد کے کام پر بھیج
عورت سے بالخصوص (جاوے) **عَنْ** عَبْدِ الْجُبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَكَرِهَتْ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَسَتْهَا الْحَدَّ وَاقَامَتْ عَلَى الَّذِي اصْبَاهَا وَلَمْ يَنْكُرْ أَنَّهَا جَعَلَ لَهَا مَدْرًا
حائل بن حجر سے روایت ہے ایک عورت پر جبر کیا گیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپ نے اسکو حد نہ ماری
اور جس شخص نے اس سے جبر ابرا کا کام کیا اسکو حد ماری اس میں نہیں بیان کیا اس حد میں کہ آپ نے اس عورت کو کچھ
مہر دیا یا نہیں (حدیث پر اکثر علما کا اتفاق ہے کہ جبر کوئی جبر سے حد کا کام کرے اسکو حد نہیں پڑے گی
باب الْمَرْءُ عَنِ اقَامَةِ الْحَدِّ فِي الْمُسْتَكْرِهَةِ مَسْجُودٌ مِّنْ حُدُودِهَا كَمَا نَمُنَعُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو شخص تم میں سے حد کا کوئی کام کرے پھر اسکو حد پر جاوے تو وہی اسکا کفارہ ہو اور نہیں تو اسکا اختیار اسے بجا نہ دے تو اسکا کفارہ ہو۔ **عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَ فِي الدُّنْيَا ذَنْبًا فَعُوقِبَ بِهِ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ عَفُوَّتُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَمَنْ أَذْنَبَ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا فَسَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ كَأَنَّهُ أَكْرَمُ أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو شخص دنیا میں گناہ کرے پھر اسکی مزا دی جاوے اسکو (یعنی حد) تو اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہے کہ دوبار مزا دیوے اپنی بندگی اور جو شخص دنیا میں گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ اسکا گناہ دُعا میں لپیوے تو اسکا کرم اس سے زیادہ ہے کہ دوبارہ اسکا سوا فہ کرے جو اسکو ایک بار معاف کر چکا ہے یہ حدیث صحیح ہے اور ان سے یہ نکلتا ہے کہ حد کو گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے متحقق علماء کا یہی قول ہے لیکن بعض علماء نے کہا کہ حد کو گناہ معاف نہیں ہوتا بلکہ گناہ کی معافی کے لیے توبہ درکار ہے اور اسکی کمی و بیشی میں ایک یہ کہ حد محارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذلک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرة عذاب الیم یعنی حد دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں انکو دکھ کی مار ہو دوسرے یہ کہ ایک روایت میں ہے میں نہیں جانتا حد میں کفارہ ہیں یا نہیں تیسرے یہ کہ ابویہ مخزومی کی حدیث میں گذرا کہ آپؐ سے فرمایا جب اس کا مات کاٹا گیا اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کر۔

أَمَّا عِلْمُ بَابِ الرَّجُلِ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا مَرَدًا بِنِ عَمْرٍو عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَالَ سَعْدُ بْنُ بِلَالٍ وَاللَّيْذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَوْثِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعُوا مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ أَبُو بَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابویہ مخزومی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر مرد اپنی عورت کے پاس ایک غیر مرد پا دی کیا اسکو قتل کرے آپؐ فرمایا نہیں سعد نے عرض کیا کیوں نہیں تم اسکی جس نے آپؐ کو عزت دی سچائی کے ساتھ آپؐ فرمایا (انصار سے) دیکھو تمہارا مردار کیا کہتا ہے

دوسری روایت میں ہے میں اس سے زیادہ غیرت رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے زیادہ غیرت رکھتا ہے آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ سعد کا یہ کہنا بظاہر غیرت کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے مگر مجھ کو اس سے زیادہ غیرت ہو اور اللہ تعالیٰ کو مجھ سے بھی زیادہ غیرت ہے اس پر ہی اللہ تعالیٰ نے جو شریعت کا حکم اتارا اس پر چلنا بہتر ہے اور اختلاف ہو علماء کا کہ کوئی شخص اگر اپنی عورت کے پاس غیر مرد کو پاوے تو اسکا مردانہ دست ہر یانہیں یہ اختلاف اصورت میں ہے جب اس مرد کو عورت سے برا کام کرتے دیکھے اور جو بہرہ علماء کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی غیر مرد کو اپنی عورت کے ساتھ

بن عمرو) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو ایک حبیبہ اباندہ دیا تھا تو میں نے ان سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو وہ ہول
نے کہا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک شخص کے پاس بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسکی جود
سے لینے سوئیلی مان سے نکاح کر لیا آپ مجھے حکم دیا ہے کہ اسکی گردن ماروں **ف** یہ حدیث روگرتی ہے
ابوصنیہ کے ذہب کو کیونکہ انکے نزدیک جب کوئی محرم سے نکاح کرے تو اسکو حد نہ پڑیگی لیکن تفریر ہوگی اور مکرر
جواب ابوصنیہ کی طرف سے کہ قتل تفریر اثناء حد اور شائع اور مالک اور احمد کے نزدیک اس صورت میں حد پڑیگی
**عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ابْنَةً
أَخِي أَخَذَ بِعُنُقِهِ وَأَصْفَى مَالَهُ قَرِهَ سِرِّهِ** روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو بھیجا ایک شخص کے
پاس جس نے اپنے باپ کی جود سے نکاح کر لیا تھا کہ میں اسکی گردن ماروں اور اسکا مال سب کے لون **ف** یہ حدیث
سے نکلا کہ ہماری شریعت میں تفریر یا بی درست ہے اور اوپر مرقہ کے باب میں گذر چکا کہ آپ فرمایا اس سے کوئی
قیمت لی جاوے گی اور بعضوں نے کہا یہ شخص زندہ ہو گیا تھا تو آپ اس کے قتل کا حکم دیا اسیلے کہ حد زمانہ میں
مال ضبط نہیں ہوتا **بَابُ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ ابْنِهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوْلِيَةٍ** جس نے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو
باپ بنایا یا اپنے بولے کے سوا دوسرے کو سولی ظاہر کیا **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ انْتَسَبَ إِلَى غَيْرِ ابْنِهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوْلِيَةٍ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَأْنَاكَ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ**
ابن عباس سے روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا نسب لگاوے اپنے باپ کے سوا اور کسی کے جو کوئی
(غلام نوٹ دی) اپنا سولی بناوے کسی اور کو سوا اپنے سولی کے سب لعنت ہے اگر کسی اور فرشتوں کی اور سب کو لو
کی **عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُولُ سَمِعْتُ أَدْنَاهُ وَوَعَا قَلْبِي مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ ابْنِهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ ابْنِهِ فَالْحَنَّةُ حَرَامٌ** سعد اور ابوبکرہ دونوں سے
روایت ہے کہ ایک یون کہ کہ میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد کر لیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسی کا بیٹا بنے اور وہ جانتا ہے کہ جبکا بیٹا بنا ہے وہ اسکا باپ نہیں ہے تو اسپر
جنت حرام ہوگی **ف** یہ تشدد فرمایا کیونکہ یہ مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہ سکتا یا مرد وہ ہے جو اسکا کام کو درست
سمجھے وہ کافر ہو جاوے گا **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ادَّعَى
إِلَى غَيْرِ ابْنِهِ لَمْ يَرْجُ رَاحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنْ رَجَعَا لِيُوجِدَا مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ سَوَاعِدٍ عَامٍ** عبد اللہ بن عمر سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے باپ کے سوا اور کسی کا بیٹا بنے وہ جنت کی خوشبو

دیکھو کہ حالانکہ حبش کی اعراسیو یا سورس کی راہ ہوائی ہے باب من نفی رجال من قبیلہ جو شخص کسی
 شخص کو اس قبیلہ سے نکال دے۔ **الاشعث بن قیس** قال أتیت رسول الله صلى الله عليه وسلم في وفد كندة
 ولا يرؤني إلا أقصاهم فقلت يا رسول الله ألكم منّا فقال نحن بنو النضر بن كنانة لا نفقنا أمنا ولا
 كنتي مني أبينا قال فكان الأشعث بن قيس يفتل لا أنثى يدجّل نفى رجالا من قريش من النضر بن
 كنانة إلا جلدته كالحدا اشعث بن قيس سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آیا کندہ کے لوگوں
 میں رکندہ ایک قبیلہ ہے میں میں اس کے جد اعلیٰ کا نام ثور بن غفر تھا اس نے اپنے باپ کو رنج دیا اور باپ کے علاوہ
 ہو کر اپنے ننہال سے جا ملا اور جو کچھ اس کا لقب ہو کندہ اور کنیدہ رنج دینا) دیکھئے انہوں میں فضیل سمجھتے تھے ہم سے
 عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ہم میں سے نہیں ہیں آپ نے فرمایا ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں (جو جد اعلیٰ تاقریش کا)
 اور ہم اپنی ماں کو تہمت نہیں لگاتے (غیر قبیلہ میں شریک ہو کر) اور اپنے باپ کے علاوہ نہیں ہوتے راوی نے
 کہا تو اشعث بن قیس کہتے تھے میرے پاس جب کوئی ایسا شخص آوے گا کیسی قریش کو کہے تو نضر بن کنانہ کی اولاد
 نہیں تو میں اس کو صدف مار دوں گا **ف** ایسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش نضر بن کنانہ کی
 اولاد ہیں **باب الخنثیین** سمجھو ان کا بیان **ف** ہجری اور زمانہ و دوطرح کے ہوتے ہیں ایک تو جو قدرتی
 انکے اعضا میں نرمی ہوتی ہے اور نامرد ہوتے ہیں انہر کچھ ملاست نہیں ہے دوسرے جو بنا کر نامرد کیے جاتے ہیں
 ان کے اعضا متاسل کاٹے جاتے ہیں یہ ملعون ہیں دوسری حدیث **ع** صفوان بن امیہ قال کنا عند
 رسول الله صلى الله عليه وسلم نجاء عمر بن قرة فقال يا رسول الله ان الله قد كتب عليّ لشفوة
 فما اراي اذ ذاك الا من دني بلفي فان لي في الغيا في غير لحشة فقال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم لا اذن لك ولا كرامة ولا نعمة عين كذبت ابي عبد الله لعلك رزقك الله طيبا حلالا لا فائنة
 ما حرم الله عليك من رزق مكان ما احل الله عز وجل لك من حلاله ولو كنت تفقدت اليك
 لفعلت بك وفعلت فمعتي . **و** سبالي الله اما انك ان فعلت بعد التقدير اليك ضربتك
 ضربا وجعا وحلفت راسك مثله ولقيت من اهلك واخلت سبلك نهبت لوقتيان اهل
 المدينة فقام عمر و ربه من الشر والخرى ما لا يعلو الا الله فلما دلى قال النبي صلى الله عليه وسلم
 هو لا العصاة من مات منهم بغير توبة حشره الله عز وجل يوم القيمة كما كان في الدنيا
 محبنا عزينا لا يستتر من الناس بعد بتر كلسا قام صريح صفوان بن امية روایت ہے میں نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے انہیں عمرو بن قرہ آپ کے پاس آیا اور بولا یا رسول اللہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے
 اوپر یہ سختی لکھی تو مجھ کو روزی کی کوئی راہ نہیں بتلائی مگر یہ کہ اپنے ہاتھ سے دن بجا کروٹی پیدا کروں تو مجھ کو
 اجازت دیجیے گا نے کی صرف بغیر منق اور فحور کے (یعنی اور کوئی برا کام نہیں کروں گا) آپ فرمایا میں تجھے
 اجازت نہیں دوں گا اور تجھے عزت نہیں دوں گا اجازت دیکر نہ تیری انکھ ٹپٹڑی کروں گا جھوٹا بولتا ہے تو
 اے اللہ کے دشمن اللہ تبارک و تعالیٰ نے تجھ کو حلال طیبہ و زنی دی لیکن تو نے وہ روزی اختیار کی جسکو اوس نے
 حرام کیا تجھے حلال کے بدلہ اور اگر میں پہلے تجھ کو ہسکام سے منع کر چکا ہوتا تو میں تجھ کو سزا دیتا اور ضرر و سزا دیتا
 اٹھ میرے پاس سو دو سو اور توبہ کر اللہ تعالیٰ کے لطیف اور خیر وارہ اگر یہ تو نے یہ کام کیا جسکو میں تجھ کو منع کر چکا
 تو میں تجھ کو ماروں گا دکھ کی مار اور تیرا سر سوٹھ ڈالوں گا مثلاً کروں گا مثلاً کے سنے ناک کان کا ٹاٹا وہ تو منع
 ہے ہماری شرع میں لیکن سر سوٹھ کر مثلاً کرنا جائز ہے اور تجھ کو نکلواؤ دن گاتیرے لوگوں میں سے اور تیرا
 سامان (لباس وغیرہ) حلال کر دوں گا (یعنی لٹاؤ دن گالہ دینہ کے جو انون کو یہ سنکر عمر و کٹر اہوا اور اسکو ایسی
 دولت اور رسوائی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جب پیٹھ موڑ کر چلا تو آپ نے فرمایا یہی لوگ باپ (رگنہ گار) ہیں
 جو ان میں سے بغیر توبہ کیے مر جاوے اللہ تعالیٰ اسکو سب طرح حشر کرے گا جیسے وہ دنیا میں تھا تخت (زمانہ)
 ننگا لوگوں سے اپنا ستر نہیں چھپا دیگا اپنی عادت کے موافق (ایک) دیت میں بہد نہ ہے باوجود وہ سیغے کپڑے
 کے کنارے سو اور یہ ترجمہ صورت میں جو جب بہد یہ ہو جب کٹا ہو گا تو گر پڑے گا ف جیسے دنیا میں ناز
 خیز ہو گیا کیا کرتا آخرت میں عذاب کے طور پر اسکا یہ حال ہو گا اور یہ جو فرمایا کہ وہ ننگا حشر کیا جا دیگا تو اس پر
 شبہ ہوتا ہو کہ دوسری حدیث میں ہے کہ تم سب کے باؤن ننگے بدن حشر کیے جاؤ گے تو سخت کی کیا خصوصیت
 رہی اور سب کا جواب ممکن ہے سب کو سب لوگ ننگے حشر ہونگے مگر اللہ تعالیٰ قدرتی لباس سے سب کے ستر دہانک دیگا
 الا سخت کا ستر کھلا رہیگا کیونکہ وہ دنیا میں ہی اپنا ستر کھولتا اور شرم نہ کرتا احادیث میں بھی باتیں نکلیں ایک یہ
 کہ سخت کا گانا اور دف بجانا یہی حلال پٹہ نہیں ہے اگرچہ وہ خوش نہ کر اوسے دوسرے یہ کہ سخت کا گانا اور بجا ہانسا
 درست نہیں ہے اسلئے کہ سخت کو دیکھ کر گناہ کی رغبت ہوتی ہے اور جب سخت کا گانا سنا درست نہ ہو تو خوشتر
 جو ان عورتوں کا گانا سنا بطریق اوسے درست نہ ہو گا تیسرے یہ کہ مباح فعل میں جب گناہ کا قہ ہو تو وہ ناجائز
 ہو جاتا ہے صرف دف بجانا اور گانا دوسری حدیثوں سے مباح ہے مگر سخت کو درست و زبان سے اپنے منع فرمایا
 چھتے یہ کہ اہل محاصی اور فوحش کا سر موٹنا اور اسکو ذلیل کرنا درست ہو حاکم کے لیے باخچون یہ کہ سر موٹ کر مثلاً

کرنا چرام شامینین بہت چہی یہ کہ اہل معاصی کا مال لٹا دینا درست ہے ساتوین یہ کہ جہانہ مالی ہماری شریعت میں جائز ہے اور اوپر سترہ کے باب میں گذر کہ دو گنی قیمت دیوے اور اپنے اسکی مال کی منجلی کا حکم دیا جس نے اپنے باپ کی جو رو سے نکاح کر لیا تھا یہی اور گذر چکا بعضوں نے گمان کیا کہ ہماری شریعت میں تعزیر یا کمال درست منین ہٹاؤں یہ کہ حکام اسلام کو روکنا چاہیے فحشون اور فوحش عورتوں کو گلے اور بجانے کے پیٹے سو گودہ فحش نڈراوین کیونکہ انکا گانا بجانا ذریعہ سے فحش کا واسطہ علم عن اُم سکتہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِمَا فَسَمِعَهُمَا يَخْتَنِمَانِ وَيَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَيْثَةَ إِنَّ لَيْثَةَ اللَّهُ الطَّائِفُ خَدَّكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَذْنٍ وَتُدْبِرُ بِكُمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بَيْتِكُمْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس گئے وہاں ایک محنت کو دیکھا وہ عبداللہ بن ابی اسیمہ سے کہہ رہا تھا اگر اللہ تعالیٰ کل طائف کو فتح کر دیوے تو میں تجھ کو ایک عورت بتلاؤں گا جو اسنے اتنی ہے چار ٹون سواڑ حرب پیٹھ موٹی ہے تو اٹھ ٹون سے (وہی چار ٹون دو نو طرف سے اٹھ ٹون معلوم ہوتی ہیں عرض یہ ہے کہ وہ عورت موٹی اور پرکشت ہے عرب لوگ ایسی عورتوں کو پسند کرتے تھے) یہ سن کر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو نکالو اپنے گھر سے ف یعنی فحشون کو پہلے اس محنت کو حضرت بی بی ام سلمہ نے یہ سمجھ کر اجازت دی ہوگی کہ وہ غیر اولی الاربابین سے ہے یعنی ان لوگوں میں جو جنکو عورتوں کا خیال نہیں ہوتا جیسے کیرے ہنگی سقا وغیرہ جب آپ دیکھا کہ وہ عورتوں کی خوبی اور برائی کو سمجھتا ہے تو اسکی نکلنے کا حکم دیا اس محنت کا نام ہریت تھا بعضوں نے کہا یہ مدینہ سے ہی نکال دیا گیا شہر کے باہر رہا کرتا حضرت عمر نے اپنی خلافت میں سنا کہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے اور روٹیوں سے محتاج ہے تو ہفتہ میں ایک بار اسکو اجازت دی شہر میں آئیک کہ بیگ لٹک لیکر چلا جایا کرے۔

ابواب اللیات باب قتل اور قصاص اور دیت کو احکام کے باب التعلیظ فی قتل مسلم ظلمًا

مسلمان کو ناحق قتل کرنا کتا بڑا گناہ ہے عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أول ما یقضیٰ یوم القیامۃ فی الدنیا عبد اللہ بن سعوط روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جن چیز کا فیصلہ کیا جاوے گی قیامت کے دن وہ خون کا ہوگا ف یعنی خون کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جاوے گا اور قاتل کو سزا دیا جائے گی جس نے ظلم سے قتل کیا ہو سیکو عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقتل نفس ظلمًا الا کان علی ابن آدم الا ذل کفیل من دمہا کاتہ اول من سن القتل عبد اللہ بن سعوط روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ظلم سے مارا جاوے

اسکا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کو ہوتا ہے جس نے دنیا میں جب پہلے قتل نکال دیا تو دنیا میں رہنے والے پہلے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق مارا اور اللہ تعالیٰ ہر ناحق قتل کے عذاب کا ایک حصہ اس پر رکھے گا یہی حکم ہے ہر نبی بات نکالنے والے پر قیامت تک اسکو عذاب بڑھتا جاوے گا اور جو کوئی اچھی بات جاسی کرے اسکو قیامت تک ایسا ہوتا رہیگا **عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** **أَوَّلُ مَا يُقْضَىٰ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي اللَّهِ مَا بَيْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَبَيْنَ رَسُولِهِ** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول جس کا فیصلہ کیا جاوے گا لوگوں میں قیامت کے دن وہ خون ہوگا **عن عقیبة بن عامر الجعفی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** **لَيْفَ اللَّهِ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا كَمَا يَتَنَدَّ بِدَهْدِهِمْ** داخل الجنة عقیبة بن عامر جہنی سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس سے ملے اور اس نے شرک نہ کیا ہو نہ خون ناحق تو وہ جنت میں جاوے گا **عن البراء بن عازب** **أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَذَّابُ الدُّنْيَا أَهْوَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ** برابر بن عازب سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ دنیا کا بکر جانا اللہ تعالیٰ پر اسان ہر ایک مومن کو ناحق قتل کرنے سے رعاذا اللہ مومن کا ناحق خون اللہ تعالیٰ کو ساری دنیا کے تباہ ہو جانے سے زیادہ ناگوار ہے **عن ابی ہریرۃ رضی** **قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** **مَنْ أَعَادَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ يَسْخَرُ اللَّهُ مِنْهُ وَجَلَّ مَلَكُوتُكَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ** انس من رحمۃ اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مومن کو قتل کرنے میں مدد کرے ایک آدمی بات کہہ کر یعنی ایک کلمہ بھی کہہ کر توبہ اس پر عمل جلا ہے اس حال میں بیگناہ اسکی پیشانی پر لکھا ہوگا یہ مایوس ہے اسکی رحمت سرکاب **ھک لقاہ فی مؤمن توبۃ** ایمان مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ ہے یا نہیں **عن سالم بن عبد اللہ** **قال سئل ابن عباس عن قتل مؤمنًا متعمدًا** انس وعمل صالحا **لشما اھتد** **قال وجحدانی کہ اھدی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول** **يَجِيئُ الْفَارِثُ وَالْمَقْتُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقَيْنِ** اس صاحبہ یقول رب سئل هذا لہ قتلانی **واللہ لقد ازلھا اللہ عز وجل علی انفسکم** **ثم ما اتھمما بعد** ما ازلھا سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے ابن عباس سے پوچھا گیا وہ شخص جو مومن کو قتل کرے عذاب پر توبہ کرے اور ایمان لاوے اور نیک عمل کرے اور ہدایت کی راہ اختیار کرے انہوں نے کہا افسوس وہ کمان سے ہدایت کی راہ پاسکتا ہے میں نے سنا مٹھار مٹھنی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل قیامت کے دن آویگا اور مقتول اس کے سر سے لٹکا ہوگا وہ کہے گا لے رب پوچھ اس سے اس نے کیوں مجھ کو کیوں قتل کیا

آرمیوں کو مار کر اب تو بہ کرتا ہے اس شخص نے (ماریوس ہو کر) اپنی تلوار کھینچی اور اس عالم گنہگار کو سوخا ہوا پورے
 کر دیے ہر اسکو تو بہ کا خیال آیا اس نے دریافت کیا اب زمین میں بڑا عالم کون ہے لوگوں نے بتلوا وہ اسکی پاس گیا اور
 کہا کہ میں نے سوخا زناحق ایکے میں کیا میری تو بہ قبول ہو سکتی ہے وہ بولا افسوس ہے تجہ پر بھلا تو بہ کو کون ہو سک
 سکتا ہے لیکن تو اس ناپاک بستی سے (جہاں تھنے اتھر سخت گنہ گریاں نکلیاں اور غلامی نیا سستی میں جا رہا اس سستی کا کام
 لیا) دہان جا کر اپنے مالک کی عبادت کر وہ شخص اس بستی کو جانے کی نیت سے نکلا راہ میں اسکی موت آن پہونچی اور
 رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے اسکی باب میں جھگڑا کیا شیطان نے کہا اس شخص کی نسبت مجہ سے زیادہ
 ہے (یعنی میں اسکا زیادہ حقدار ہوں) اس نے ایک ساعت بھی میری نافرمانی نہیں کی اور رحمت کے فرشتوں نے
 کہا دادہ وہ تو بہ کر کے نکلا تھا تو رحمت کا مستحق ہر احد نے اپنی مارا کہ رحمت عنایت کر اگر وہ ایسا ذکر
 تو بندوں کا گمان ٹھکانا لگے) ہمام نے کہا جو راوی ہے حدیث کا مجہ سے حمید طویل نے حدیث بیان کی بکر بن
 عبد اللہ سے اس نے ابواضی سے کہ جب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں ایسا جھگڑا ہونے لگا تو اسہ
 جل جلالہ نے ایک فرشتے کو (انکا فیصلہ کرنے کیلئے) بھیجا دو دن طرف کو فرشتے اسکی طرف جمع ہوئے اس نے کہا
 دیکھو وہ شخص کس بستی میں زیادہ نزدیک ہو کر رہا ہے (آیا گناہ کی بستی میں جو جہاں سے نکلا تھا یا نیک بستی سے
 جہاں جاتا تھا) جس بستی سے نزدیک ہو اسکے لوگوں میں اسکو شریک کر دیتا وہ نے کہا جو راوی ہے حدیث کا
 مجہ حسن ابھری نے بیان کیا کہ جب اس شخص کو موت آن پہونچی تو گھسٹ گھسٹ کر آیا محنت کر کے) وہ نیک بستی
 سے قریب ہو گیا اور بری بستی سے دور ہو گیا آخر فرشتوں نے اسکو نیک بستی کے لوگوں میں شریک کیا اور نیکوں
 میں وہ شخص کہا گیا سبحان امرا کرنا کہ رحم و کرم کو دیکھو تو اسید ایسی بڑھ جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ گار کو عذاب
 نہ کر دیا اگر اسکی غضب اور عدل اور قہر کی طرف خیال کر تو اپنے عملوں کا حال دیکھو خوف ایسا طاری ہوتا ہے کہ مہم
 ایمان اسکا نام ہے کہ آدمی خوف اور رہا کے بیچ میں ہے اگر خوف ایسا غالب ہوا کہ اسید بالکل جاتی رہے تب بھی
 آدمی گمراہ ہو گیا اگر اسید ایسی غالب ہوئی کہ خوف بالکل جاتا رہا حب ہی اہل ہریت اہل سنت میں سے باہر ہو گیا اگر
 حدیث سے نہ نکلا کہ گناہ کو سید ہون پر آدمی کو تو بہ کا خیال نہ چوڑا چاہیے اور گناہوں کی وجہ سے اسہ جل جلالہ کے
 رحمت سے مایوس نہ ہوتا چاہیے وہ رحم الراحمین منبہ نواز ہے اور ہر کارشاد ہو رحمتی سبقت علی غضبی اور آخرت میں
 امیر علیہ السلام فرماتے ہیں مغفرت تک رنجی عندی من عملی اور یہی نکلا کہ قاتل مومن کی تو بہ قبول ہو سکتی ہے گو اس
 میں شک نہیں کہ قاتل مومن بہت بڑا گناہ ہے اور قاتل مومن کے خزاہی ہے کہ اس پر عذاب الہی اترے دنیا یا آخرت یا دونوں

میں حجاج بن یوسف ثقفی جو ایک ظالم مشہور تھا اور جس نے کئی ہزار اصلی اور نیک بندوں کو ناحق قتل کروایا تا حجب کرنے لگا تو کہتا تھا یا اللہ بخشید مجھ کو اس لیے کہ لوگ کہتے ہیں تو مجھ کو نین بخشید گا یہ ظلم اس کا کس نے امام حسن بصری رح سے نقل کیا انہوں نے کہا عسے یعنی کچھ جنب میں اگر اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے مگر اس حدیث اور ایسی اور حدیثوں کی وجہ سے جن کو امیر کو ترقی ہوتی ہے یہ کوئی نہ سمجھے کہ گناہ ضرور بخش دیا جاوے گا یہ گناہ سے بچا کیا ضرور ہے کیونکہ گناہ پر عذاب تو وعدہ الہی سے معلوم ہو چکا ہے اب مغفرت وہ مالک کے اختیار میں ہے بند کو ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کی توبہ قبل ہوئی یا نہیں اور اس کی مغفرت ہوگی یا نہیں پس ایسے سوہوم خیال پر گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا اور اسے جل جلالہ کی مغفرت پر تمکیر کر لیا بڑی حماقت اور سفارت ہے ہر وقت گناہ سے بچتا رہے خصوصاً حقوق العباد کی اگر کسی کوئی گناہ شامت نفس سے سرزد ہو جاوے تو اس سے توبہ کرے دل و جان سے اپنے مالک کے سامنے گر گڑا دے اور روکا اور عہد کرے کہ یہ پر ایسا گناہ نہ کروں گا تو کیا عجیب ہے کہ مالک اس کا گناہ بخش دے وہ غفور اور رحیم ہے۔ ایک بار میں نے مولانا فضل رحمان صاحب شبندی دلم فیوض سے اپنی گناہوں کی کثرت کی شکایت کی آپ نے یہ آیت پڑھی **قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَعْلٰ اَنْفُسِكُمْ لَا تَقْظُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفِيُ الدُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّكَ هُوَ الْقَفُوْرُ** التَّوْحِيْدُ یعنی کہہ دو اے میرے بندو اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش سکتا ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے یا اللہ تو احمدیث اور اس آیت کی برکت سے ہمارے گناہوں کو بخش دے اور اپنے نیک بندوں کے تصدق سے ہر کو آتش و دوزخ اور عذاب قبر اور عذاب جہنم اور ہر ایک آفت اور تکلیف سے بچائے آمین یا رب العالمین **عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَ رَجُلًا دُورِيًّا رَدِيًّا لَيْسَ بِهِيَ فَيَا هَذِهِ صَحِيْحٌ هُوَ اسکا امام سلم نے نبی نکال دیا** **بَابُ مَنْ قُتِلَ لَمْ يَقْتُلْ كَقَوْلِهِمْ بِالْحَيَاةِ يَكُنْ اِحْدَى ثَلَاثٍ جَكَ كَوِي غَزِيْرًا جَابِئَةً تَوَسَّلِيْ وَارِثًا وَافْتِيًّا** ہے تین باتوں میں سے ایک بات کا صحیح آئی شریعہ الخراجی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَنْ أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَيْلٍ أَوْ جَرَاهٍ كَقَوْلِهِمْ بِالْحَيَاةِ يَكُنْ اِحْدَى ثَلَاثٍ فَلَنْ أَرَادَ الرَّأْيَةَ تَحْتَ اَعْلَى مَدْكِرٍ اَنْ يَكْتُلَ أَوْ يَقْتُلَ أَوْ يَأْخُذَ الدِّيَّةَ فَمِنْ شَيْئَانِ فَلَكَ نَعَادَةٌ تَارِجَةً كَقَوْلِهِ خَالِدٌ اُحْمَلَدٌ اِنْ يَهَا اَبَدًا ابو خزيمة خزامی سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا خون کیا جاوے یا وہ زخمی کیا جاوے تو اس کو (یا اسکے وارث کو) اختیار ہو تین باتوں میں سے کوئی ایک بات کرنے کا اگر وہ چوتھی بات کرنا چاہے تو اس کو روکو وہ تین باتیں یہ ہیں یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا معاف کر دے یا دیت دے اب حسب ان باتوں میں سے کوئی ایک بات کر لے پھر کوئی چوتھی بات نہ زیادتی کی کرے تو اس کی لیے دوزخ کی آگ

ہمیشہ ہمیشہ اس میں ہر گناہ اس کو نکالا احمد اور ابو داؤد نے بھی اور اس کی اسناد میں سفیان بن ابی العوا ہے
 اس میں کلام ہے اور محمد بن اسحاق بھی ہے اس نے عن عن روایت کی ہے **عَنْ** ابْنِ تَهْمِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ لَمْ يَكُنْ خَيْرَ النَّظَرِ بَيْنَ آثَانِ الْقَتِيلِ وَإِثَانِ الْيَقْدَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ رُوَيْتَ هُوَ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو عزیر یا راجا دے تو اس کو اختیار ہے دو باتوں
 میں سے جو پہلی لگے وہ کرے یا تو قصاصاً قاتل کو قتل کرے یا ذیہ لیوے **ف** یعنی دیت اور ایک اور قسمی روایت ہے
 کہ صاف کر دیو یہ حدیث صحیح ہے اس کو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے صحیح
 وغیرہ میں اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے بھی ایسے ہی روایت ہو اور بخاری نے ابن عباس سے نکالا کہ نبی اسرائیل میں
 قصاص تھا لیکن دیت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ہماری کتاب علیکم العصاص فی القتل الخیر تک اور قرآن میں
 ہے ولکم فی القصاص حیوة غرض ان آیات اور احادیث سے قصاص ثابت ہو اور سب پر اجماع ہے علماء کا باب
 مَن قُتِلَ عَمَلًا اقْرَضُوا بِالْأَيَّةِ ایک شخص نے عمدتاً قتل کیا پھر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو گئے۔
عَنْ زَيْدِ بْنِ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَمِّي وَكَانَ أَشْهَدَ أَخْبَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرُ ثُمَّ جَلَسَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَامَ إِلَيْهِ الْأَقْرَعُ بْنُ حَالِسٍ رَهْوُ
 سَيْدٍ خُذِفٍ يَرْجُو دَمَ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَامَ عَلَيْهِ بَنُ حُصَيْنٍ يَطْلُبُ بِلَدِّ عَامِرِ بْنِ الْأَضْيَطِّ وَكَانَ
 أَتْبَعِيًّا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْبَلُونَ الدِّيَّةَ قَامُوا فَقَامَ لِحُلٍّ مِنْ بَنِي لَيْثٍ يَقَالُ لَهُ مُكَيْلٌ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شِئْتُمْ هَذَا الْقَتِيلُ فِي عُمَةِ الْإِسْلَامِ الْكَتِفَةُ وَرَدَّ
 فَرَمَيْتُمْ فَنَفَرُوا خَرَجُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ خُسُوفٌ فِي سَفَرِكُمْ وَأَوْخُسُوفٌ إِذَا رَجَعْتُمْ فَيَقْبَلُوا
 الدِّيَّةَ زَيْدِ بْنِ خُمَيْرٍ سے روایت ہو میرے باپ درج چاند روایت کیا وہ دونوں جنگ حنین میں موجود تھے ان حضرت
 صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اون دونوں نے کہا اپنے ظہر کی ناز پڑی پھر آپ ایک درخت کے تلے بیٹھے تو اقراع بن
 حابس آپ کی طرف آگئے اور وہ سردار تھے (قبیلہ اخذف کے اور روایت کرتے تھے قصاص کو محکم بن جبار سے
ف محکم بن جبار نے عامر بن اضبط کو جو قبیلہ اشجعیہ میں سے تھے مار ڈالا تا تو اقراع کہتے تھے محکم سے قصاص
 نہ لیا جاوے اور عیینہ قصاص پر زور دیتے تھے **ف** اور عیینہ عامر بن اضبط کو خون کا دعویٰ کرتے تھے وہ
 اشجعیہ تھے آخر ان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تم دیت قبول کرتے ہو انہوں نے انکار کیا پھر ایک شخص نبی
 لیسٹ میں سے کھڑا ہوا جب کو مکینیل کہتے تھے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ تم خدا کی یہ قتل اسلام کو علی کی حالت

میں مشابہ ہون بکریوں کے جو پانی پینے کو آئیں پہر ہانکا گیا ان کا پہلا گروہ تو ہبا گا اسکی وجہ یہ پچھلا گروہ بھی اسکا
 ف اس تشبیہ سے یہ غرض ہے کہ اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نہ کرتے تو اس سے بہت بڑا دوسرا فساد واقع ہوتا
 ہوتا مسلمان آپس میں لڑنے لگتے تو اس کا بندوبست ایسا ہوا جیسے بکریوں کا گلہ پانی پینے کو چلا لیکن آگے
 کی بکریوں کو مار کر وہاں سے ہٹا دیا گیا تو پیچھے کی بھی بکریاں بھاگ گئیں اگر نہ مارتا تو پہر سب چلی آتیں سطح
 اگر آپ اس مقدمہ کا بندوبست نہ کرتے تو دوسرا لگ بھی اس میں شریک ہو جاتے اور فساد عظیم ہوتا ف آخر
 آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پچاس ارٹ (دیت کی) تو ہمارے اس سفر کی ہی حالت میں لے لا اور
 پچاس حب لینا جب ہم مدینہ کو پہنچیں پہر انہوں نے دیت قبول کر لی **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ**
عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَمْدًا دَفَعَ إِلَى أَكْلِيكُمُ الْقَتِيلِ نَارًا
شَاؤُ أَقْتَاوَهُ وَإِنْ شَاؤُوا أَخَذُوا وَاللَّيْثَةَ وَذَلِكَ فَلْتُونَ حِقَّةً وَتَلْتُونَ جَدَّ عَدُوِّكُمْ وَارْتَعُونَ خِلْفَةً
وَذَلِكَ مَقْعِدُ الْعَدُوِّ وَمَا دُونُكُمْ عَلَيْهِمْ فَهُوَ لَهُمْ وَذَلِكَ تَشْدِيدُ الْعَقْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ رَوَيْتُ
 ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص عمداً قتل کرے وہ مقتول کے دار ثون کے حوالے کر دیا
 جاوے گا خواہ اسکو قتل کریں خواہ دیت لیں اور دیت میں حقہ (تین برس کا چوتھے میں لگا ہوا) ہونگی اور
 تیس جڑ عدا کا جو باخچوں میں لگا ہوا اور چالیس حاملہ اونٹیاں ہونگی اور قتل عمد کی دیت یہی ہے اور جو
 صلح سے ہٹ جاوے وہ مقتول کے دار ثون کو ملے گا لیکن دیت کا سخت کرنا یہی ہے ف کہ سواوٹوں میں لکیر
 حاملہ اونٹیاں ہوں اور دیت منغلظہ کا بیان آگے آتا ہے **بَابُ دِيَّةِ شَيْبَةَ الْعَدِيَّةِ بَعْدَ مِائَةِ**
مَنْظَرٍ هِيَ قَتْلُ بَعْدَ مَا هِيَ بِأَخْطَاؤِ إِمَامٍ مَا كَلَّيَ قَوْلُ هِيَ أَوْ شَافِعِي أَوْ الرَّاهِلِيَّةِ قَوْلُ مَا كَلَّ مَا كَلَّ قَتْلُ
 ہے جبکہ شہید عدا ہی کہتے ہیں اور امام ماکہ کے نزدیک قتل خطا میں داخل ہے پس حقیقت دو ہی قسمیں ہوں
 خیر قتل عمد تو یہ ہے کہ کوئی دوسرے کو عدا یعنی بارادہ قتل کسی ہتھیار سے یا ایسے ہتھیار یا لکڑی سے مارے
 جس سے آدمی اکثر مر جاتا ہے اور قتل خطا یہ ہے کہ انسان مارا مار کر کسیکو جا بھتا لیکن ہتھیار دوسرے کسی
 لگ گیا بلا ارادہ یا آدمی کو دوسرے جانور سمجھ کر مارا یا کنڑان کہو ا اس میں کوئی گڑبگڑ نہیں اور شہید عدا جبکہ
 خطا ہی کہتے ہیں یہ ہے کہ انسان ایسے چوٹی لکڑی یا چوٹے پتھر سے کسیکو عدا مارے جس سے آدمی مرنا نہیں
 لیکن وہ مجاہد کی بیان اس باب میں ہے اس میں دیت منغلظہ واجب ہونگی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی
 ہتھیار یا پتھر یا موٹی لکڑی سے کسیکو عدا مارے جس سے اکثر آدمی مر جاتا ہے تو وہ بھی شہید عدا ہے اس میں

قصاص و حبیب ہوگا لیکن جمہور علماء ان کے خلاف میں بن عقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم قال قَتِيلُ الْخَطَا شِبْهُ الْعَدُوِّ قَتِيلُ السُّوْطِ وَالْعَصَا يَا ثِيْلُ مِنْ اِيْلِيلِ اَرْيَعُونَ مِنْهَا خَلْفَتِي فِي بَطْنِ اَوْدٍ اَوْدُهَا عَبْدِ الْمَنِ بْنِ عُمَرَ وَهِيَ اَسْرَعُ مِنْ رَوِيْتٍ هُوَ اَنْ جَهَنَّمَ صَلَّيْ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفْسُهُ عَمْدُ بَنِي خَطَا كَمَا تَقُولُ
وہ ہر جو کڑے یا کڑی (یعنی چٹری چوٹی لکڑی) اسے مارا جائے (عنداً) اس میں اونٹنیت کی ہر ایک اونٹوں میں چالیس چالیس چالیس ہوں جن کے پیٹ میں انکی اولاد ہوتی ہے اصل میت سواونٹ چالیس گالین یا دونہر ایک گالین یا نہر دونہر یا بارہ نہر درم میں یا دو سو چوڑی کپڑے کے لیکن بعض جہنوں میں یہ دیت سخت کی جاتی ہے اسکو دیت منغلطہ کہتے ہیں وہ یہ کہ تنو اونٹوں میں چالیس چالیس اونٹنیاں ہوں اور عقبہ بن ادس کی روایت میں جبکہ احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور بخاری نے تاریخ میں بھی نکالا ایسا ہی ہے اور بیان کیا بخاری نے راویوں کا اختلاف محدث میں اور در قطنی نے اور امام احمد نے اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمر بن عاص سے نکالا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شبہ عہد کی دیت منغلطہ ہر قتل عہد کی دیت کی طرح لیکن شبہ عہد میں قصاص نہ ہوگا وہ یہ ہے کہ شیطان کو داؤد کے لوگوں میں اور خون ہو جو کدہ عداوت ہو نہ کوئی ہتھیار اوٹا دے (بلکہ لات گھونسی یا چٹری یا کڑا مارنے سے کوئی مر جاوے) اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ قتل تین قسم پر ہے عدا اور خطا اور شبہ عہد و محمد میں تو قصاص ہے اور خطا میں دیت ہے اور شبہ عہد میں وہ یہ ہے کہ اس چیز سے عدا ماری نہ نیت قتل جس سے آدمی عاۃً نہیں مرنے جیسے چٹری کڑا سوئی وغیرہ دیت منغلطہ ہے یعنی سواونٹ جن میں چالیس چالیس اونٹنیاں ہوں اور یہی ہوتا ہے زید بن علی اور شافعیہ اور احمد اور اسحاق اور اصحاب حدیث کا اور مالک اور یثیعہ کہ قتل دم می قسم ہے عدا یا خطا اور قتل خطا وہ ہے جو کسی سبب سے ہو جاوے (جیسے کوان کہو دی اس میں کوئی گرجاوے) یا قاتل غیر مکلف ہو یا اسکی نیت قتل کی نہ ہو یا اسچیز سے قتل کرے جس سے عاۃً آدمی نہیں مرنے اور قتل عہد وہ ہے جو اسکے سوا ہو اور صاحب بحر نے کہا کہ اس پر اجماع ہے حالانکہ جمہور کا مذہب اسکی خلاف ہے (روضیہ تصرف) عقیق بن عقیقہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صلی اللہ علیہ وسلم قال قَتِيلُ الْخَطَا شِبْهُ الْعَدُوِّ قَتِيلُ السُّوْطِ وَالْعَصَا يَا ثِيْلُ مِنْ اِيْلِيلِ اَرْيَعُونَ مِنْهَا خَلْفَتِي فِي بَطْنِ اَوْدٍ اَوْدُهَا عَبْدِ الْمَنِ بْنِ عُمَرَ وَهِيَ اَسْرَعُ مِنْ رَوِيْتٍ هُوَ اَنْ جَهَنَّمَ صَلَّيْ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفْسُهُ عَمْدُ بَنِي خَطَا كَمَا تَقُولُ
ہی روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا جس میں کہ فرمایا خطا عدا کا مقتول وہ ہے جو کڑی یا کڑے یا چٹری مارا جائے اس میں دیت منغلطہ ہے سواونٹ چالیس اوں میں سے شنیہ بازل تک اور سب حاملہ عن ابن عمر رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فُتِيَتْ مَكَّةَ وَهُوَ عَلَى دَرَجِ الْكَعْبَةِ

فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّقَىٰ عَلَيْهِ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَّقَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَرَمَ الْأَخْزَابَ فَحَدَّثَنَا الْأَكْبَرُ
 أَنَّ قَبِيلَ الْخَطَا قَتَلَ السُّوْطَ وَالْعَصَافَةَ مِائَتَةً مِنَ الْأَيْلِ مِنْهَا أَرْبَعُونَ خَلَفَتْ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا أَلَا
 إِنَّ كُلَّ مَاشَرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَدِمَّ حَتَّى قَدَّمَ هَاتَيْنِ الْأَمَّا كَانَ مِنْ سِدَاكَةِ الْبَيْتِ وَبِقَايَةِ
 الْحَجَّجِ أَهْلًا فَإِنَّ أَمْصِيئَتَهُمَا لَا هُلَاحِمًا كَمَا كَانَا ابْنِ عَرَضِي السَّعْدِيُّ عَمَّا سَ رُوِيَ بِرَأْسِ هِرَ أَنْ حَضَرَ صَلَاةَ
 السَّعْدِيِّ وَأَلَمَ سَلَمُ حَبْدَنَ مَكَرَفَ مَوَاتُكَ هَبِي سِطْرَ مِوَنَ بِكَ طَرَفَ هَوَكِ وَأَرَامَكِي تَعْرِيفَ كِي سَكِي تَمَا بِيَانِ كِي بِحُصْرِ
 فَرَمَا يَشْكُرُ هَبِي السَّكَاحِ بِسَ نَ إِسْنِ وَعَدَمُ بِحُكَا كِيَا وَأَرَا بِسَ بِدَرُ كِي بِدُكِي أَدْرَا كَارُونَ كِي كَرُوهُونَ كُوَا سَ نَ أَكِي لَ
 شَكْسَتْ دُمِي أَكَا هَبِي مَوْخَطَا كَامَقْتُولَ كُورَ أَدْرَا بِطَرِي سَوَجَارَا جَاوَسَ دَهَبِي سَ مِوَنَ سَوَادَتَ لَازِمَ مِوَنَ رَدِيَتِ
 كِي أَنِ مِوَنَ جَالِيسَ حَالِدِ أَوْشِيَانِ هَبِي خَبَكِي بِشُونِ مِوَنَ بِحُ كِي هَبِي أَنْكِي أَكَا هَبِي جَاهِلِيَّةَ كَرَمَانَكِي هَرَمَ
 أَدْرَا جَاهِلِيَّةَ كَرَمَانِ مِوَنَ جَوخُونِ هَوَادِ سَبَسِي كَرَامِدُونِ بَاوُونِ كِي تَلَمَ مِوَنَ رَايَعَنِي وَهَبِي لُغُو هَبِي كِي أَنِ مِوَنَ
 سَ كَسِي كَا عَقْبَارَا رَا سَبِي طَرَحَ كَفَرُ كِي وَتِ كِي كَلِ رَسَمِينِ أَدْرَا عَادَتِينِ هَبِي مَتَ كَسِينِ الْكَمَرِيَّةَ السَّعْدِيَّةَ مَتِ
 رَجِيَّةَ جَارُوبَ كَشِي صَفَائِي رُوشَنِي وَغَيْرِهِ أَدْرَا جَابِيُونِ كُوَا بِأَنِي بِلَانَامِينِ أَنِ دُوَا بَاتُونِ كُوَا قَامَ رَكْعَتَا هَبِي أَنِ هَبِي
 كِي لِيَةِ جَنُوبِ هَبِي يَدُونِ كَامِ بِرَتَبِهِ **بَابُ دِيَّةِ الْخَطَا قَتْلِ خَطَا كِي دِيَتِ كَا بِيَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ**
الْبَيْهَقِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَعَلَ الدِّيَّةَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا ابْنِ عَبَّاسٍ سَ رُوِيَ بِرَأْسِ هِرَ أَنْ حَضَرَ صَلَاةَ السَّعْدِيِّ
نَ دِيَتِ كُوَا بِرَا دَرَمَ مَقْرُ كِي وَفَ حَبِي بِنِي عَدِي كَا أَمَا كِي شَخْصَ مَرَا كِيَا نَكَالَا أَدْرَا كُوَا بُوَا دُونِ أَدْرَا زِيَدِي
نَ هَبِي أَكُونُ نَكَالَا مَرُومًا أَدْرَا سَلَا عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ خَطَا فِدْيَتُهُ مِنَ الْأَيْلِ تَلْتُونَ بَنَاتٍ فَخَاضَ وَتَلْتُونَ رِبَنَةً لَبُونٍ وَتَلْتُونَ حَقَّةً
وَعَنْتَهُ بَنِي لَبُونٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
أَوْعِدَ كَمَا مِنْ الْوَرِقِ دَعِيَّتُهَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ الْأَيْلِ إِذَا غَلَّتْ رُفِعَ فِي ثَمَنِهَا وَإِذَا هَانَتْ نَقَصَ مِنْ
ثَمَنِهَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مَا كَانَ ثَمَنُكُمْ فِيمَتُهَا عَلِيَّ عَمْدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِقِينَ أَرْبَعٍ
مِائَتِ دِينَارٍ إِلَى ثَمَانٍ مِائَتِ دِينَارٍ أَوْعِدَ لَهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةَ أَلْفٍ دِرْهَمٍ وَقَعِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الْبَقَرِ عَلَى الْبَقَرِ مَا تَنَى بَقَرَةً وَمَنْ كَانَ عَقْلُهُ فِي الشَّاةِ عَلَى
الْأَهْلِ الشَّاةِ أَكْفَى شَاءَ عَبْدُ مِوَنَ عُمَرُ بْنُ عَامَسَ سَ رُوِيَ بِرَأْسِ هِرَ أَنْ حَضَرَ صَلَاةَ السَّعْدِيِّ وَهَبِي لُغُو خَطَا كُوَا
مَرَا جَاوِي سَكِي دِيَتِ تِسْ أَوْشِيَانِ أَمَا كِي سَالِ كِي هَبِي جَوْدُ سَرَسَالِ مِوَنَ لَكِي هَبِي أَوْرَتِيَسِ أَوْشِيَانِ دُوَا

سال کی ہین جو تیس سال میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں تین تین سال کی ہین جو چوتھے سال میں لگی ہوں اور دس دو دو برس کے اونٹ ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیت کی قیمت گاؤں والوں پر چار سو دینار لگاتے یا اتنے ہی قیمت کی چاندی اور دیت کی قیمت اونٹوں کے نرخ پر لگاتے نہایت گران ہوتے تو دیت بھی زیادہ ہوتی اور روپے اونٹ اور ان ہوتے تو دیت بھی کم ہوجاتی جیسا نرخ بدلتا تو آنحضرت صلی کے زمانہ میں دیت کی قیمت چار سو دینار سو آٹھ سو دینار تک پہنچی اور اسکے برابر چاندی میں سے آٹھ ہزار درم ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ گائے بیل والوں سے دیت میں دو سو گائیں لیجاویں اور بکری والوں سے دو ہزار بکریاں یہ حدیث ضعیف ہے اسکے سنا دین محمد بن رشاد و شقی کجولی ہے اور اس میں کلام کیا بہت لوگوں نے لیکن ثقہ کہا اسکو ایک جماعت نے اور نکالا اسکو احمد اور ابو داؤد و بیہی اور ترمذی نے ہی اور وہ نہ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذبائح النحر عشر وون حقة و عشر وون جلا عتہ و عشر وون بنت مخاض و عشر وون بنت لبون و عشر وون یعنی فحاض عبد اللہ بن سعید و روایت ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قتل خطا کی دیت تیس اونٹنیاں ہیں تین تین برس کی جو چوتھے میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں ہیں چار چار برس کی جو پانچویں میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں ہیں ایک ایک برس کی جو دوسرے میں لگی ہوں اور تیس اونٹنیاں ہیں دو دو برس کی جو تیسرے میں لگی ہوں اور تیس اونٹ ہیں ایک ایک سال کے جو دوسرے میں لگی ہوں یہ حدیث ضعیف ہے اسکے سنا دین حجاج بن ارطاة ہے اور زید بن جبیر میں ہی لوگوں نے کلام کیا ہے عن ابی عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجوز الذبائح الذبائح النحر الکفا قال و ذلک قولہ و ما تقبوا الا ان اغناہم اللہ و رسولہ من فضلیہ قال یا خنہم الذبائح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیت کو بارہ ہزار درم مقرر کیے اور یہ جو آیت ہے و ما تقبوا الا ان اغناہم اللہ و رسولہ من فضلیہ یعنی کافر غصے نہیں ہوئے انہر مگر سبات سے کہ اس اور رسول نے انکو مالدار کر دیا اپنے فضل سے اسکا مطلب یہ ہے کہ مالدار کر دیا دیت لیکر ایک شخص سے ملتا جلتا ہے وہ منافق تھا اسکا مولیٰ مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیت دلائی وہ مالدار ہو گیا پھر اس نے نفاق سے توبہ کی اور سچا مومن ہوا تب منافق اس پر غصے ہوئی نہ پہرہ آیت تری اور مگر دین خرم کی حدیث میں ہے کہ جان کی دیت سو اونٹ ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور ابو داؤد نے سننہ اور مسلما و ترمذی و بیہی و ابی داؤد نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ والوں پر دیت مقرر کی سو اونٹ اور گائے و اونپر سو گائیں اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کبڑے والوں پر دو سو جوڑے اور ابو داؤد

نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نکالا جیسے اوپر لکھا اس میں یہ زیادہ ہے کہ اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت کو اگر
 مقرر کی اور ایسا ہی عمل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ غلیف ہو کر اونہوں کے سونے والوں پر ہزار دینار دیت کو مقرر
 کیے اور چاندی والوں پر ہزار درم اور گای والوں پر دو سو گامین اور بکری والوں پر دو ہزار بکریان اور کپڑے
 والوں پر دو ہزار جوڑی اور موٹا مین ہر کہ حضرت عمرؓ نے دیت کی قیمت لگائی تو سو نواہوں پر ہزار دینار مقرر کیے
 اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درم امام مالکؒ نے کہا سونے والے شام اور صبح کے لوگ مین اور چاندی والے عراق
 کے لوگ اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ دیت سوا دس مین یا نہر دینار یا دس ہزار درم اور صاحبین نے کہا وہی جو حضرت
 عمرؓ نے ٹھہرایا (روضہ) لمعات میں ہے کہ دیت خطا کی وہی ہے جو ابن مسعودؓ کی حدیث میں مروی ہے لیکن ثنائی
 نے بجا کر مین ایک ایک سال کو اڑھائی کو دو دو سال کے مین اڑھائی رکھی مین اور یہ حدیث ابن حجت ہر باب
 الدَّيْتَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عَاقِلَةً فَتُؤْتَى بَيْنَ الْمَالِ دَيْتَ عَاقِلَةٍ بِرَبْعَةِ قَاتِلٍ بِرَادٍ قَاتِلٍ كَسَبَ وَالْوَهْنِ
 اور برادری والوں پر واجب ہوگی اگر کسی کا عاقل نہ ہو (اور قاتل کے پاس مال نہ ہو دیت کو موافق) تو سب
 المال میں ہو دیت بجا دوگی **عَنْ أَبِي خَيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدَّيْتَةِ عَلَى**
الْعَاقِلَةِ مِغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت کا فیصلہ کیا قاتل کے عاقل پر **عَنْ**
الْمُقَدِّمِ الشَّامِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اگلا وارث لای وارث لہ اعقل عنہ وارثہ
 والحقا لہ وارث من لا وارث لہ یعقل عنہ ویرثہ المقدامی ہر کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہیں اس کا مین وارث ہوں مین اس کی طرف سے دیت دوں گا اور اس کا ترکہ مین لوں گا
 اور مومن وارث ہر سکا جس کا اور کوئی وارث (جہا مومن پر مقدم ہے) نہ ہو وہ اپنی بیانجی کی طرف سے دیت لے گا
 اور سکا وارث بھی ہوگا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لَا يَعْلَمُونَ** دیکھیں القودہ والدَّيْتَةُ جو مقتول کے وارثوں
 کو قصاص یا دیت لینے دے اس کا گناہ **عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ**
قَتَلَ فِي عَمِيَّةٍ أَوْ عَصِيَّةٍ مَخْجِيًّا أَوْ سَوْطًا أَوْ عَصَى فَعَلَيْهِ عَقْلُ الْجَوْدِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا أَوْ قُتِلَ وَمَنْ
حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ لہ
 ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اندہ دہندہ فسادین مارا جاوے تو تعیب
 لے جو ہر تیر یا کڑی سے یا کوڑے سے تو اس کی دیت لازم ہوگی جیسے قتل میں ہے اور جو عمدہ مارا جاوے تو قاتل
 پر قصاص ہوگا اور جو شخص حامل ہو دیت یا قصاص مین تو اس پر لعنت ہے اس کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں

کی اور یہ کہ نقل قبول ہو گا نہ فرض و یہ حکم ہے ہر ایک شخص کا جو انصاف اور شریعت کی بات سرور کے
 اور اس میں خلل ڈالے وہ ملعون ہو گا نماز روزہ سب کے ناکدہ ہے اور ان کا دہندہ فساد و بطل ہے کہ اس کا قاتل
 معلوم نہ ہو یا قتل کی کوئی وجہ نہ ہو یا کوئی اپنے لوگوں کی طرف اشاری کرتا ہو اس میں مارا جاوے یہ عصبیت ہے
 تو صلب ہی اسی ہو نکلا ہے مطلب یہ کہ ہتھیار سے نہ مارا جاوے محمد المکیہ چوڑی پتھر یا چٹری سے یا کوڑے سے
 مارا جاوے تو اس میں دیت ہی ہوگی قصاص نہ ہوگا جیسے اوپر گذرا **باب** مَا لَا قَوْدَ فِيهِ جَسَدُ بَيْنِ قِصَاصِ
 سِنِينَ **عَنْ** سُرَّانَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ضَرَبَ رَجُلًا عَلَى سَاعِدِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا مِنْ عَجْرِ
 مَقْصِلٍ فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ بِاللَّيْتَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْقِصَاصَ
 فَقَالَ لَحْنُ اللَّيْتَةِ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَيُجَادُ لَكَ يَقْضَى لَهُ بِالْقِصَاصِ فَرَأَى بَنُ جَارِيَةَ يَرُدُّهُ هِيَ وَهِيَ تَنْهَى عَنْهُ
 بَابِ رُوَيْتِ كِي كِهَ اِيك شَخْص لِي دوسر کی بانہ پر تلوار سے مارا اسکی بانہ کٹ گئی لیکن جوڑے سنیں کٹی پھر
 مجروح نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی آپ نے اسکو دیت دلائی وہ بولا میں قصاص چاہتا ہوں
 یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دیت لے لے اور تجھے برکت دیوے اور قصاص کا فیصلہ اس کے لیے نہیں کیا ف جن
 رنحون میں برابری ہونے کے تو قصاص کا حکم دیا جاوے گا مثلاً کوئی عضو جوڑے سے کاٹ ڈالے تو کاٹنے والے
 کا سبھی وہی عضو جوڑے سے کاٹا جاوے گا اور جن رنحون میں برابری نہ ہو سکے تو ان میں قصاص کا حکم نہ ہوگا
 بلکہ دیت دلائی جاوے گی **عَنْ** الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَا قَوْدَ فِي الْمَأْمُومَةِ وَلَا الْجَانِحَةِ وَلَا الْمُنْقَلَبَةِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رُوَيْتِ هِيَ أَنَّ هِزْرَتِ صَلَ اللہ علیہ وآلہ
 سلم نے فرمایا جو زخم پہنچے تک پہنچ جاوے یا پٹ تک یا اس سے بڑی ٹوٹ کر سر کا جاوے تو اس میں قصاص
 نہ ہوگا ف ایسے کہ ان رنحون میں سادہ مشکل ہے البتہ ناک کان زبان کاٹنے میں یا اکھ پوڑنے میں
 یا انگلی کاٹنے میں جوڑے یا ذکر یا انشیں کاٹنے میں قصاص لیا جاوے گا (روضہ) اسطرح دانت توڑنے
 میں یہ تو قرآن شریف ہی میں موجود ہے **بَابُ** الْجَارِحِ يَقْتَدِي بِالْقَوْدِ اِذَا قُصِصَ كَيْفَ رَضِيَ كَرْنِ
 وَالْاِخْفِ فَيَدِي لِي اِذَا جَرَحَ رَضِيَ هُوَ جَوَادِے تُو دِست ہر **عَنْ** عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اِذَا جَرَحَ بَنُ حَنْدَلَةَ فَادْفَعْهُ رَجُلًا فَوَضَعَهُ فَوَضَعَهُ اَبُو جَرَحٍ فَتَحَنَّنَ فَاتَّقَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 الْقَوْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَا وَكُنَا اَنَا لِي رَضُو فَقَالَ كُنَا وَكُنَا اَنَا رَضُو فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اِنِّي خَاطِبٌ عَلَى الْمَنَاسِكِ فَخَبَّرَهُمْ بِرِضَاكُمْ فَاتَّقَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ هُوَ كَاللَّيْتَتَيْنِ

اَتَوْنِي يَرْيُدُ وَنَ الْقَوْدَ نَعَزْتُ عَلَيْهِمْ كَذَلِكَ اَرْضَيْتُهُمْ قَالُوا لَا نَعْمَ بَعْضُ الْمُهَاجِرُونَ مَا سَرَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَنْقُضُوا نَكَلُفُوا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَرَأَاهُمْ فَقَالَ اَرْضَيْتُمْ قَالُوا نَعْمَ قَالَ إِنَّ
 خَاطِبًا عَلَى النَّاسِ وَفُخِّرَ لَهُمْ بِضَاكُمُ قَالُوا نَعْمَ فَخَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَرْضَيْتُمْ
 قَالُوا نَعْمَ قَالَ ابْنُ حَجَّةٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ تَفَرَّدَ بِهَذَا اسْمَعْمَرُ لَا أَكُلُ وَرَوَاهُ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ
 سے روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہم بن حذیفہ کو مصدق مقرر کے بھیجا کہ مصدق وہ جو لوگوں
 سے رکوۃ تکمیل کرتے ہیں ان کو ایک شخص نے جھگڑا کیا ابو جہم نے اسکو مارا اسکا سر پھوٹ گیا اور اسکے لوگ ان
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم قصاص چاہتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم اسقدر اسز
 قدر مال قبول کرو وہ راضی نہیں ہوئے پھر آپ نے فرمایا اچھا اتنا مال لوٹو وہ راضی ہوئے آپ نے فرمایا میں لوگوں
 کو خطبہ سنانا اور تمہاری رضامندی کی خبر کروں انہوں نے کہا بہت اچھا پھر آپ نے خطبہ سنا یا اور فرمایا یہ
 لیٹ کے لوگ میرے پاس آئے اور قصاص چاہتے تھے میں نے ان کو کہا اتنا مال لے لو کیا تم اس پر راضی ہو
 وہ بولے ہم راضی نہیں ہیں (اسوقت اپنے اقرار سے پھر گئے اس خیال سے کہ آپ اور زیادہ دینگے) مہاجرین نے
 قصد کیا ان کو سزا دینے کا آپ نے حکم دیا کہ خاموش ہو رہیں وہ خاموش ہو رہے پھر آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور
 کچھ زیادہ دینے کا اقرار کیا اور فرمایا کیا تم راضی ہو وہ بولے جی ہاں آپ نے فرمایا میں لوگوں کو خطبہ سنانا
 اور تمہاری راضی ہونے کی خبر انکو کروں انہوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے خطبہ سنا یا اور پوچھا کیا تم راضی
 ہو انہوں نے کہا جی ہاں ابن ماجہ نے کہا میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا وہ کہتے تھے احمد بن حنبلہ کو اکیلے عمر ہی
 نے روایت کیا میں نہیں جانتا اس کے سوا کسی اور نے بھی اسکو روایت کیا ہو ف آپ خطبہ میں انکے رضا
 مندی اسلئے بیان فرماتے تھے کہ لوگ گواہ ہو جاویں اور پھر وہ اپنے اقرار سے نکرہ سکیں چونکہ آپ کو ان کی
 صداقت پر بہرہ و سناہ تھا اور یہاں پہلے بار وہ راضی ہو کر پھر خطبہ کے وقت کہنے لگے ہم راضی نہیں ہو
باب دِیَةِ الْجَنَینِ بِرِثَہِ کَیْ حَکْمِ دِیَةِ کَابِیَانِ عَنِ ابْنِ مَعْرُورٍ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَینِ بِعَرَّةٍ عَبْدًا أَوْ أَمَةً فَقَالَ الذَّیْ قَضَى عَلَيْهِ أَنْتَقِلَ مِنْ کَا شَرِبَ وَلَا أَکَلَ وَلَا
صَاحَ وَلَا اسْتَهْلَ وَیُثَلُّ ذَٰلِکَ یُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَٰذَا لَیَقُولُ یَقُولُ
 شَاعِرٍ فِیْهِ عَرَّةٌ عَبْدًا أَوْ أَمَةً ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پریت کو بچہ پر
 حکم دیا ایک غلام یا ایک نوٹھی کا توحش شصتھ سے اپنے یہ دیت دلائی کہ جب اس کو رشتہ دار عورت نے

بنی حیان کی ایک عورت کو مارا اور اسکا بچہ مردہ ہو کر نکل پڑا وہ بولا کیا ہم دیت دیوین اسکی جس نے نہ پیا نہ کما پیا نہ وہ
 روپا نہ چلایا اور ایسا بچہ تو لغو ہے (یعنی مردہ ہے اسکی ت دینا کیا ضرور ہے) آپ نے فرمایا یہ تو شاعرون کا کلام کرتا
 ہے (رجح اور تافہ دار) پیٹ کو بچہ میں ایک غلام ہے یا ایک نوٹھی ف چربے کہ پیٹ ہی سے مردہ نکلا اور جو
 زندہ پیدا ہو لیکن مار کے اثر سے بہر جا ہو تو اس میں دیت یا نقصان عیب ہوگا (وہ ضد) دوسری دیت میں ہے
 یہ تو کاہنوں کا سا کلام کرتا ہے عرب میں کاہن لوگ جو آئندہ کی بات بتانے کا دعویٰ کرتے ایسی ہی بی تقفا اور
 مسیح باتیں کہا کرتے غرض آپ نے اس شخص کی برائی کی کہ نزع کے انکلام کے مقابل شاعری کرنا ٹبری حماقت ہو سکر
 الْمُسَوِّرُ مَحْمُودٌ قَالَ اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فِي امْلَاكِ الْمَرْأَةِ يَقْنِي سَقَطَهَا فَقَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ
 شُعْبَةَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنِي فَيْدِي بِعَمْرٍو أَوْ امْتَرِ فَقَالَ عُمَرُ ائْتِنِي بِوَكِيلِكَ
 مَعَكَ فَتَجِدَ مَعَهُ فَحَمَلْتُ مِنْ بَيْتِكُمْ مَسْرُوبَةً مِنْ خَمْرٍ وَرَوَيْتُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ لَوْ كُنْتُ فِي شُورَةٍ لِيَا عورت کہ مجھے بچے
 میں (جو پیٹ ہو کر جاوے کسی کی ماری) مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں موجود تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اس میں حکم دیا ایک غلام یا ایک نوٹھی کا حضرت عمر نے کہا ایک گواہ اپنا ساتھ اور لاؤ جو تمہاری ساتھ گواہی دیوے
 کہ یہ حدیث صحیح ہے اب محمد بن سلیمان نے ان کے ساتھ گواہی دی ف یہ حضرت عمر نے زیادہ مضبوطی کے لیے کیا ورنہ
 مغیرہ سچے تھے اور خیر و حد محبت ہو جب وہ فقہ ہو گئے ابی عیسیٰ بن عمار بن محمد بن الخطاب اَنَّكَ تَشَدُّ النَّاسَ
 قَضَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ يَقْنِي فِي الْبَيْتَيْنِ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّافِثَةِ فَقَالَ كُنْتُ
 بَيْنَ أَهْرَ تَكُنِي لِي فَصُرْتُ أَحَدَهُمَا الْأُخْرَى بَسَطْتُ فَقَتَلْتُهَا وَقَتَلْتُ جَنِيَّتَهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتَيْنِ بِعَمْرٍو أَوْ امْتَرِ وَأَنَّ تَقْتُلَ بِهَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ مَالَ شَ كَمَا
 کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیٹ کے بچہ میں کیا حکم دیا پھر
 پھر حمل بن مالک بن ابی نفثہ اوٹھا اور کہنے لگا میں موجود تھا میری دو جوڑوں میں سے ایک نے دوسرا کو مارا خیمہ کی
 لکڑی سے تو وہ مر گئے اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مر گیا پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا پیٹ کے بچہ میں
 ایک غلام کا اور عورت کو قتل کرنے کا دوسری عورت کو نقصان میں ف کیونکہ جرم دوستی ایک حدت کا قتل
 دوسرے کے بچہ کا ہر ایک کی سزا الگ الگ دلائی **بَابُ الْمَيْتَرَانِ مِنَ الدِّيَارِ مِنْ تَرْكِهِمَا عَمَلٌ**
 سَعِيدُ بْنُ السَّيِّدِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْكَلِيَّةُ لِلْعَاقِلَةِ وَالْمَرْءُ لِلْمَرْأَةِ مِنْ دِيَارِهِمَا شَيْءٌ حَتَّى كَتَبَ
 إِلَيْهِ الْفَخَّالُ بْنُ سَفْيَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَدَتْ أَمْرًا أَشْكِيكَ الصُّلَاةَ مِنْ دِيَارِهِمَا

بڑا دیا اور کافر کی دیت ہی ہوتی ہے یعنی ہر آدمی جو کفر سے باز نہ رہے اس کا قاتل قاتل وارث
 نہیں ہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ** ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہیں ہوتا **فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ** اس کے جرم کی سزا ہو اگر لوگ اپنی ہونٹوں
 کو مار ڈالتے ہیں ان کا ترکہ لینے کے لیے تو میرے قاتل کو ترکہ ہی سے محروم کر دیتا تاکہ کوئی ایسا جرم نہ کرے **عَنْ**
عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي مُدَلِجٍ قَتَلَ أَبَتَهُ فَأَخَذَ مِنْهُ عُمَرُ مِائَةً مِّنَ الْأَيْلِ ثَلَاثِينَ
حِقَّةً وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِينَ خِلْفَةً فَقَالَ أَيْنَ أَخُو الْقَتُولِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكَيْسَ لِقَاتِلِ مِيرَاثٍ عمر بن شعیب سے روایت ہے ابو قتادہ ایک شخص تھا بنی مدلج میں اس نے اپنی
 بیٹے کو مار ڈالا تو حضرت عمر نے اس سے سو اونٹ لے کر دیت کو تین حقہ اور تیس خدبہ اور چالیس حاملہ اونٹیاں اور
 کہا مقتول کا بھائی کمان ہے (اسکو یہ سب مال لادیا اور باپ محروم رہا) میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قاتل کو میراث نہیں ملیگی **بَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَصَبَتِهَا** قاتل کو میراث اسکی اولاد
 عورت کی دیت اسکی عصبات پر واجب ہوگی (جو اس کے باپ کے خاندان سے ہوں) اور اسکی میراث اسکی اولاد
 کو ملیگی **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَفْعَلَ**
الْمَرْأَةُ عَصَبَتِهَا مَنْ كَانُوا وَلَا يَرِثُوا مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا مَا نَفَضَ عَنْ وَرَثَتِهَا وَإِنْ قُتِلَتْ نَعَقَلَهَا بَيِّنَاتٌ
وَرَثَتِهَا فَهُمْ يَقْتُلُونَ قَاتِلَهَا عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا عورت پر جو دیت واجب ہو وہ اسکی عصبات اور کین رو وہ مال والے جتنے لوگ ہوں اور وہ دیت کے
 وارث نہ ہوں گے مگر اس حصے کے عورت کے وارثوں سے بچ رہے اور اگر عورت قتل کی جاوے تو اسکی دیت
 اسکی وارثوں کو ملیگی اور وہی اسکے قاتل سے قصاص لیں گے **عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيَّةَ عَلَى الْعَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ فَقَالَتْ عَاقِلَةُ الْمَقْتُولَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِيرَاثُهَا لَنَا قَالَ لَا
مِيرَاثُهَا لِوَجْهِهَا وَكَدِّهَا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دلائی قاتل کی
 عاقلہ سے تو مقتولہ کے عاقلہ نے کہا یا رسول اللہ اسکی میراث ہم کو ملیگی (جب دیت ہم ہی سے لی جاتی ہے) اپنے
 فرمایا نہیں میراث اسکی خاوند اور اسکے بڑے کو ملیگی **بَابُ الْقِصَاصِ فِي الشَّيْءِ دَانَتْ مِنْ قِصَاصِ كَلْبٍ**
عَنْ النَّسِ قَالَ كَسَرَتِ الرَّبِيعُ عَمَةً لِّلنَّسِ ثَلَاثَةَ جَرَادِيَةٍ فَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا نَعَزُّوْا عَلَيْهِمُ الْأَدْنَ
فَأَبَوْا فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ النَّسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَكْسِرُ

ہمیں اگر کوئی دسوں انگلیوں کو کاٹ ڈالے تو پوری میت لازم ہوگی۔ حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے بھی لکھا اور ترمذی نے لکھا ابن عباس سے اور کما صحیح ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بات کی انگلیاں اور پاؤں کی سب برابر ہر ایک انگلی میں دس اونٹ ہیں عجب اپنی موسیٰ کہ شغری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الاصابع سوا ابوسی شغری ہو روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انگلیاں سب برابر ہیں ف اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے بھی لکھا باب الموضحة من زخم کابیان جو بیہ کو کھل دیوے لیکن توڑے نہیں (عربی میں اسکو موضع کہتے ہیں) عجب عمرو بن شعیب عن ابيہ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فی البکر خمس خمس من الیل عبدہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک موضع میں پانچ پانچ اونٹ ہیں باب من عصى رجلا فارتفع يده فندد رتينا ياهمكيا شخص نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا (دانتوں سے) اس نے اپنا ہاتھ کہنچا اسکے دہت نکل پڑے تو کیا حکم ہے عجب یسے وسلمتہ امیۃ قال اخرجنامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة تبوک ومعنا صاحب لنا فقتل هو ورجل اخر ونحن بالطريق قال فعصى الرجل يد صاحبه فجدد صاحبہ يده من فيه فطرح ثيابه فاني رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يكلم عجل ثيابه فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بعد احدكم الى اخيه فيعضه كعضا ففعل شميكا في يكلم عجل لافعل لها قال فابطلها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ايسلے اور سلم بن امیہ سے روایت ہے ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں اور ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا اس سے اور ایک شخص سے لڑائی ہوئی اور ہم راہ میں تھے تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اس نے اپنا ہاتھ گھسیٹا تو دوسرے کا دہت نکل کر پڑا وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اپنے دہت کی دیت مانگتا تھا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کاٹتا ہے رجا نور کی طرح بہر آتا ہے دیت مانگنے کو کچھ دیت نہیں ہے اسکے لیے اور آپ اسکی دہت کو لغو کر دیا ف ایسے کہ اسکا دہت اسی کو قصور سے ٹوٹا نہ کہ اسکا دوسرا ہاتھ اپنا کہنچتا اور جب اس نے کاٹا تو وہ بچا رہ گیا کہ آخر ہاتھ چڑا ضرور تھا عن عمران بن حصین ان رجلا عصى رجلا على ذراعهم فارتفع يده فوقعت ثيابه فمرع الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فابطلها وقال يقضم احدكم كسا يقضم الرجل عمران بن حصین سے روایت ہے ایک شخص نے دوسرے کی ہاتھ کو کاٹا اس نے اپنا ہاتھ کہنچا کاٹنے والے کا دہت گر گیا بہر یہ مقدمہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اسکو لغو کر دیا اور فرمایا تم

میں ایک زناور کی طرح کاٹا ہے **باب لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِنَكَاحِهِ كَافِرٍ** بدل مسلمان مارا نہ جاوے گا **عَنْ**
أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ قَالُوا لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا
إِلَّا مَا عِنْدَكَ النَّاسُ إِلَّا أَنْ يَرْزُقَ اللَّهُ رَجُلًا نَهَمًا فِي الْقُرْآنِ أَوْ مَا فِي هَذِهِ الضَّعِيفَةِ فِيهَا الدِّيَاتُ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِنَكَاحِهِ اوجھٹھ مروت ہی میں سے حضرت علی سے کہا کیا تمہارے پاس
 کبھی ایسا علم ہے جو لوگوں کے پاس نہیں ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو خاص کوئی علم سکھلایا
 تھا جو اوروں کو نہیں بتلایا جیسے حضرات ائمہ اربعہ خیال کرتے ہیں) انہوں نے کہا نہیں مگر خدا کی عمارت میں ہی
 علم ہے جو اور لوگوں کے پاس ہے اس وقت اتنی بات ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بعض اپنے بندوں کو قرآن میں ایک سچے
 دیتا ہے (جو ہر شخص کو نہیں ہوتا) اور وہ اس سچے کی وجہ سے قرآن سے بہت باتیں نکالتا ہے جو عام لوگوں کو معلوم نہیں
 ہوتی یہ کوئی نیا علم نہیں ہے بلکہ ذہن کی تیزی اور سچے ہے) اور چند باتیں ہیں جو اس کتاب میں ہیں جو ان حضرات
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص مجھ کو بتلائی ہیں اس کتاب میں دینیوں کا بیان تھا ان حضرات صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
 تھا کہ مسلمان کافر کے بدلہ مارا جاوے کہ یہ صحیح حدیث ہے اسکو بخاری نے ہی نکالا اگلی روایت میں یوں ہے کہ ابو
 جحیفہ نے کہا کیا تمہاری پاس کچھ وحی ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے (یعنی موجودہ قرآن میں جو سب لوگوں کے پاس
 ہے اس سے ہی شیعوں کا رد ہو گیا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پورا نہیں ہے اس میں چند سورتیں غائب ہیں اور پورا
 قرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی کے پاس تھا پھر ہر ایک امام کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ امام مہدی کے پاس
 آیا وہ غائب ہیں جب ظاہر ہو گئے تو دنیا میں پورا قرآن پید کیا معاذ اللہ یہ سب کا ذیاب اور خرافات ہیں) حضرت علی نے
 کہا نہیں تم اسکی جس نے دانہ کوچیرا اور جان کو پیدا کیا اخیر تک اور علما نے ہر اجتماع کیا کہ مسلمان کافر حربی کے
 بدلہ مارا جاوے گا اور ایسا ہی کافر ذمی کے بدلہ ہی جہوں کے نزدیک اور اہل حدیث کا بھی یہی مذہب ہے لیکن ابو جحیفہ
 کے نزدیک مسلمان ذمی کافر کے بدلہ قتل کیا جاوے گا اور انکی محبت ضعیف ہے اور روضہ میں جو ابو جحیفہ کا مذہب ہے جو
 کے موافق لکھا ہے یہ صحیح غفلت ہے اور مانگنے کا کہ اگر مسلمان فریب ذمی کافر کو مار ڈالے تو وہ قتل کیا جاوے گا
 اور شافعی نے کہا کہ کسی حال میں قتل نہ کیا جاوے گا اور وہی قتل ہے ائمہ حدیث کا اور یہی صحیح ہے اور صحیح حدیث میں
 علی اور عبداللہ بن عمر کی اسکو رویدہ بن عمن کج عمر بن زین شعیب عن ابیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِنِكَاحِهِ عبداللہ بن عمر بن عباس روایت ہے ان حضرات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 مسلمان کافر کے بدلہ قتل نہ کیا جاوے گا **عَنْ** ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ

دیکھا فرمایا دُعُومُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کافر کے بدل قتل نہ
 کیا جاوے گا اور نہ وہ کافر قتل کیا جاوے گا جس سے عہد کیا جاوے اپنے عہد میں وہ یعنی عہد کیا جاوے اسکی حفاظت
 اور اس کا کیونکہ دین اسلام میں عہد شکنی کسی حال میں جائز نہیں **باب** لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهِ **باب** ابی اولاد
 کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا مگر دوسری سزا جو امام مناسب سمجھے سکتا ہے اور مالک اگر اولاد کو بیچ
 کرے تو قتل کیا جاوے گا اور اولاد اگر باپ کو قتل کرے تو قتل کیے جاویں گے اس پر سب کا اتفاق ہے **عَنْ**
أَبِي عَتَّابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ الْوَالِدُ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد کو بدل والد قتل نہ کیا جاوے گا **عَنْ** عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ الْوَالِدُ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے میں نے سنا آپ فرماتے ہیں والد ابی اولاد کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا **ف** اسکو نکال کر ترمذی نے
 ہی لیکن اسکی اسناد میں حجاج بن ارطاة ضعیف ہے اور احمد اور بیہقی اور دارقطنی نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا اس
 کے راوی ثقفہ بن اور ترمذی نے سراقہ سمی ایسا ہی نکالا اسکی اسناد میں ضنف ہوا اور ابن عباس سے ہی نکالا
 (روضہ) **باب** هَلْ يُقْتَلُ الْعَبْدُ بِأَنَا وَغُلَامٍ كَيْفَ بَدَلُ بَارِ جَادِيكَ يَنْبَغِي **ف** غلام تو آزاد کر
 بدل بلا اتفاق بار جاوے گا لیکن آزاد غلام کے بدل اس میں اختلاف ہے خفیا اور سعید بن المسیب اور شعبی اور بخاری
 اور قتادہ اور ثوری سے یہ منقول ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا اور دوسروں کے نزدیک آزاد غلام کے بدل قتل نہ
 کیا جاوے گا یا اختلاف ہے کہ مقتول خود قاتل کا غلام نہ ہو بلکہ دوسرے کا کیونکہ اگر قاتل کا غلام ہو تو بلا اتفاق ہو
 اپنے غلام نوٹدی کے عوض میں قتل نہ ہوگا بجز میں اس پر اجماع نقل کیا ہے لیکن بخاری سے اسکا خلاف منقول
 ہے اور بعض تابعین سے یہ ترمذی نے روایت کیا **عَنْ** سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدًا قَتَلَنَاهُ وَمَنْ جَدَّ عَبْدًا عَنَّا سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم اسکو قتل کریں گے اور جو کوئی اس کے مالکان کاٹے ہم اس کے مالک
 کان کاٹیں گے **ف** یہ دلیل ہے بخاری اور بعض تابعین کی جن کے نزدیک غلام اور مولیٰ میں قصاص لازم آتا ہے اور
 جب اپنے غلام کے مارنے میں قصاص ہو تو دوسرے کا غلام مارنے میں بطریق اولیٰ قصاص ہوگا اور جب وہ غلام
 کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور منہج ہے اور قرآن میں ہے کہ آزاد آزاد کے بدل قتل
 ہوگا اور غلام غلام کے بدل اور غلام ملک ہو مولیٰ کا اور مولیٰ ہے اسکا وارث ہو تو طالب قصاص کون ہوگا اور

مگر کہ یہ حدیث منسوخ نہ ہو بلکہ تعزیراً آپ نے قتل کرنے کو فرمایا ہو تاکہ لوگ اپنے غلام نوٹھی کے قتل سے بچتے رہیں۔
عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شُعْبَةَ بْنِ أَبِي عَرَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَبْدَهُ عَمْدًا مُتَعَلِّمًا فَخَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ زَنْفَاهُ سَنَةً وَفُحِّي سَهْمًا مِنْ الْمُسْلِمِينَ حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قصداً مار ڈالا تو ان حضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سو کوڑے لگائے اور ایک سال کے لیے اسکو جلاوطن کر دیا اور اسکا حصہ مسلمانوں کے حصص میں سے نکال دیا۔ **ف** اور اس سے قصاص نہیں لیا اور ایک برہہ اسکو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ یہ دارقطنی نے نکالا اور اس سے دلیل لی کہ یہ روایت صحیح ہے۔
اسکے سناد میں سماعیل بن عیاض ہے اور بیہقی اور ابن عدی نے عمر سے نکالا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کا قصاص اس کے مالک سے نہ لیا جاوے گا اور نہ اولاد کا والد سے اس کے سناد میں عمرو بن عیسیٰ اسکی منکر الحدیث ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے ابن عباس سے نکالا کہ اگرچہ اسکا آزاد و غلام کے بدل قتل نہ کیا جاوے گا اسکی سناد میں کئی ترکیب ہیں اور بیہقی نے حضرت علی سے نکالا کہ اسنت یہ ہے کہ آزاد و مارا جاوے غلام کے بدل اس کے سناد میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے ایسا ہی نکالا اور یہ سب حدیثیں منکر قوی ہو جاتی ہیں **بابُ فِي قَاتِلِ الْقَاتِلِ** کما قتلت جسطح قاتل نے قتل کیا اُس طرح قصاص لینا **ف** شافعی اور احمدی حدیث کا یہی قول ہے کہ ولی مقتول کو ارضیا ہے جسطح قاتل نے مقتول کو قتل کیا اسی طرح سے اسکو قتل کرے یا صرف تلوار سے گردن اڑا دو اور ابو حنیفہ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہتے ہیں قصاص نہیں ہے مگر تلوار سے انکی دلیل آگئے **أَنَّ بَعْثَ عَنِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُوذَا بْنَ رَاحٍ أَمْرًا بَيْنَ حَبْرِينَ قَتَلَهَا فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ** انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک عورت کا سر کچلا دو پہروں کے بیچ میں اور اسکو مار ڈالا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی کا سر کچلا دو پہروں میں **ف** احمدی حدیث سے یہ نکلا کہ جبے پہر سے اگر کوئی مارے جس سے آدمی مر جاتا ہے تو اس میں قصاص واجب ہوتا ہے تو وہ قتل عمد ہے اس میں قصاص واجب ہوگا جیسے اوپر لکھا اور اکثر علما کا یہی قول ہے جیسے مالک اور احمد اور شافعی اور ابو یوسف اور محمد کا اور ابو حنیفہ کے نزدیک شبہ عمد ہے اس میں قصاص ہوگا **عَنْ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ يَهُوذَا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى الرَّمْحِ لَهَا فَقَالَ لَهَا أَتَمْلِكُ لَكَ لَكَ فَإِنْ قَاتَلَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا تُشْرَسَا لَهَا الثَّانِيَةَ فَإِنْ قَاتَلَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا تُشْرَسَا لَهَا الثَّالثَةَ فَإِنْ قَاتَلَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ تَمْلِكَنَّ قَتْلَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یکن حبرین انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکے کو مار ڈالا اسکا زور لینے کے لیے تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے سے پوچھا وہ

ابی زندہ تھے) کیا تجھے فلان شخص نے مارا اس نے اشاری سے کہا نہیں پہراپنے دوسری بار پوچھا اس نے اشارہ کیا
 نہیں پہراپنے تیسری بار پوچھا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا ہاں پہراپنے اس یہودی کو قتل کیا دو پہروں سے
ف اسوجہ کہ یہودی نے افرار کیا جرم کا جب پکڑا گیا اور صرف مقتول کا قول کہ مجھے کو فلان نے قتل کیا ثبوت حرم کے
 لیے کافی نہیں ہے اگر مجرم انکار کرے اکثر علماء کا یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت میں کافی ہے **باب**
لا قود الا بالسیف قصاص نہیں ہے مگر تدار سے **ف** یعنی جب مقتول کا ولی اس طرح سے مارنا چاہے جس طرح جو
 قاتل نے مارا تھا یا وہ طرح ہوئے معلوم نہ ہو تو قاتل کو تدار ہوئے قتل کریں گے یعنی اسکی گردن اوڑا دیں گے اور دوسرے
 کوئی طرح سے زاریگو شرع محمدی کا یہی حکم ہے لیکن منوس ہے کہ اس زمانہ میں بعض عربوں نے برخلات شرع
 قاتل کا بندہ دوق سے مارنا اختیار کیا ہے اور بعض مسلمانوں نے نصاری کی طرح بہانسی دینا شروع کیا ہے بعضوں نے
 سول دینا **عن النعمان بن بشیر** ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا قود الا بالسیف لعن ابن
 بغیر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قصاص نہیں ہے مگر تدار سے **عن ابی بکر** قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا قود الا بالسیف ابی بکر سے یہی روایت ہے **باب لا یجوز**
احد علی احد ہر ایک قصور کا مواخذہ اسی طرح کا **ف** یہی شرع کا حکم ہے اور یہی قانون عدالت کا ہے یہ
 ہوگا کہ باپ کے جرم میں بیٹا پکڑا جائے یا بیٹے کو جرم میں باپ جیسے ظالم لوگ کیا کرتے ہیں - عرب میں جاہلیت کے
 زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب ایک شخص نے کسی کو مار ڈالا تو مقتول کے قبیلہ والے اسکے بدل قاتل کے قبیلے میں سے
 ایک شخص کو مار ڈالتے خواہ وہ قاتل ہی نہ ہو یہ صریح بے انصافی اور بے غیرتی ہے اور انسوس ہے کہ اس زمانہ میں
 پہر عربستان میں دیات کو گنہگار سے منفر محمدی اونٹ نہ گئی ہے اور جاہلیت کو قاعدہ جاری ہو رہے ہیں اور
 کے عالم اور مولوی اپنے گمروں میں بیٹھے ہوئے لچھے کمانے کہتے ہیں اور عیش کو تپے میں نہ ان جاہلوں کو خدا
 رسول کی بات بتلاتے ہیں نہ ہر گناہوں میں جا کر غلط و ضیعت کرتے ہیں نہ اللہ و رسول کا حکم پہنچاتے ہیں
 یہ عالم اور مولوی قیامت کے دن پکڑے جاویں گے مولویوں کو لازم ہے کہ ہمیشہ مسلمانوں کی بستیوں اور دیات کا
 دورہ کرتے رہیں اور دین کے ضروری اعتقادات اور مسائل نماز روزہ کے زبانی عوام کو سمجھاتے اور سکھاتے رہیں یہ
 انکا اصلی کام ہے کیونکہ ہر ایک شخص علم حاصل نہیں سکتا اور غیر تباہ کوئی اپنی بات ہی معلوم نہیں ہو سکتی یہی
 ایک بڑی غلطی ہے کہ ہم دین کی کملی بات کو سبھی کہلے اور وضع اور مشہور سمجھ کر اپنے بچوں کو اسکی تعلیم دکرین بغیر تبارک
 نہ کہلے بات معلوم ہو سکتی ہے نہ پوشیدہ ہمد زمانہ میں اسکا تجربہ اکثر مقاموں میں ہو چکا ہے مسلمانوں کے کئی ٹبرے

اگر کون جو سارا قرآن پڑھ گئے تھے اور اردو اور فارسی بھی پوچھا گیا کہ سبلا قرآن کس کا کلام ہے اور سپر اور ترا ہے
 تو وہ حیران اور خاموش رہ گئے بعضوں نے کہا سولویوں پر اترا ہوگا لاجل ولاقوۃ اسکا سبب یہی تھا کہ ان کو الیز
 اور ستادوں نے قرآن تو طوطی کی طرح پڑا دیا مگر دین کے ضروری اعتقاد اور مسائل انکو تعلیم نہیں کیے یہ سمجھ کر کہ یہ
 باتیں تو سب کو معلوم ہیں لاجل ولاقوۃ **عَنْ** سَلَمَانَ بْنِ عَسَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْودَاعِ أَلَا يَجْنِي جَانِ الْأَعْلَى نَفْسَهُ لَا يَجْنِي دَالِدًا عَلَى دَلَالِهِ وَلَا
 مَوْلًى عَلَى دَلَالِهِ عَمْرٍ وَبَنٍ أَحْوَصٍ رَوَيْتُ هِيَ مِثْلُهَا أَنْ حَضَرَ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَاءَ بِنْتِ فَرَّاتٍ تَبَتْ حَجَّةَ الْوَدَاعِ
 مِثْلُهَا آكَاهُ رَهْوَجُ قَصُورٍ كَرَّ كَادَهُ ابْنِي ذَاتِ هِيَ بِرُكِّيَا (یعنی اسکا مواخذہ اسی سے ہوگا) اور باپ کے قصور میں بیٹا
 نہ پکڑا جاوے گا نہ بیٹے کے قصور میں باپ **عَنْ** طَارِقِ الْحَارِثِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى سَأَلَتْهُ بِطَبْعِهِ يَقُولُ أَلَا يَجْنِي الْكَلْبُ عَلَى وَلَدِهِ أَلَا يَجْنِي الْكَلْبُ عَلَى وَلَدِهِ طَارِقُ الْحَارِثِيِّ
 سے روایت ہے مِثْلُهَا أَنْ حَضَرَ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا اپنے اپنے دونوں ہاتھ ساتھ ساتھ کیا تاک کہ اپنے نعلینوں
 کی سفیدی میں دیکھی آپ فرماتے تھے آگاہ رہو ان کے قصور میں بچ نہ پکڑا جاوے گا اور بچے کے قصور میں ماں نہ
 پکڑی جاوے گی **عَنْ** الْحُجْنِيِّ بْنِ الْعَبْدِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَيْتُهُ فَقَالَ لَا تَجْنِي
 عَلَيْكَ وَلَا يَجْنِي عَلَيْكَ خَشَّاشُ عَنَبِيٍّ رَوَيْتُ هِيَ مِثْلُهَا أَنْ حَضَرَ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پاس آیا اور میرے ساتھ میرا
 بیٹا تھا اپنے فرمایا تیرے قصور میں نہ نہیں پکڑا جاوے گا اور تیرا کے قصور میں نہیں پکڑا جاوے گا **عَنْ**
 أَسْمَاءَ بِنْتِ شَرِيكٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلَى الْأَخْذِيِّ إِلَّا مِثْلُهَا
 سے روایت ہے ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی نفس دوسرے نفس کے قصور میں نہ پوچھا جاوے گا یہی دنیا
 کا یہی حال ہے اور آخرت کا یہی حال ہے لہذا وزارتہ ذرا خری اپنے اپنے اعمال اور اپنا حال **بَابُ** الْعِبَارِ
 کس چیز میں نہ دیت ہے نہ قصاص یعنی وہ دہرا دلو ہے **عَنْ** أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا الْعِبْرَةُ مِثْلُهَا
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے زبان جانور کا زخمی کرنا لغو ہے (یعنی بے زبان جانور کی کوئی ماری یا زخمی کرے تو اسکا
 قصاص کسی سے نہ لیا جاوے گا نہ کسی پر اسکی دیت لازم ہوگی) اور کان میں کوئی مارجاوے تو لغو ہے اور کنو
 میں کوئی مارجاوے تو وہ لغو ہے **ف** یہ ہے کہ کنواں کوئی اپنے ملک میں کہو دی یا سبوح زمین میں اگر
 راہ میں کوئی کنواں کہو دی اور کوئی اس میں گر پڑے یا دوسرے کے ملک میں تو کہو دیو لا پکڑا جاوے گا یہ حدیث

اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ دَاِمًا اَنْ تُؤَدُّوْا بِحَرْبٍ كَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِیْ ذٰلِكَ کَلَمًا اِنَّا وَاللّٰہُ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ لِحَوِیْصَةٍ وَمُحِیْصَةٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ تَخْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِکُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَتَخَلَّفَ لَکُمْ یَوْمًا قَالُوْا اَلِیْسَ اَوْ مُسْلِمًا یَنْ فُوْدَاہُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مِنْ حِیْنِہٖ فَبَعَثَ اِلَیْہِم رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ مِائَتَہٗ نَاقَۃً حَتّٰی اُدْخِلَتْ عَلَیْہِم الدَّارَ قَالَ سَلُّوْا فَلَقَدْ رَکَضَتْہِیْ سِیْۃُ نَاقَۃٍ حُمْرًا سَهْلُ بْنُ اَبِی خَتْمَہٗ رُوِیَتْ ہِیْ اَنْہُوْنَ بَنُوْا اِبْنِی قَوْمٍ کَیْ ثُرَیْبَہٗ اَرْمِیوْنَ سِنًا کہ عبد اللہ بن سہل اور محصہ دونوں کی طرف نکل کر (جہاں کہ لوگ یہودی تھے اور مسلمانوں کے دشمن تھے) تکلیف کی وجہ سے جو انکو تھی (یعنی محتاجی کے سبب) پہر محصہ کے لگوں اور کہنے لگے کہ عبد اللہ بن سہل مار گئے اور ایک گڑبھو یا چشمہ میں خیر کے انکی لاش ڈال دی گئی یہ سنکر محصہ یہودیوں کے پاس گئی اور کہنے لگے قسم خدا کی تم نے ہسکو مارا ہے اور انہوں نے کہا قسم خدا کی ہم نے ہسکو نہیں مارا بعد اسکے محصہ (خیر سے) آئے اپنی قوم کے پاس اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو محصہ اور انکا بھائی حوہیہ جو ان سے بڑا تھا اور عبد الرحمان بن سہل یہ دونوں (آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) آئے اور محصہ نے بات کرنا چاہا جو خیر میں (عبد اللہ بن سہل کے ساتھ) گئے تھے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا بڑے کا لحاظ کر بڑے کا لحاظ کر مطلب آپ کا یہ تھا کہ حوہیہ کو جو تجربہ سے عمر میں بڑا ہے بات کرنے دے آخر حوہیہ نے بات کی اسکے بعد محصہ نے کہا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا تو یہودی ملتا رہے مقتول کی دیت دیوں میں انہوں تو انکو اطلاع کر دینا چاہیے لڑائی کی (یعنی جنگ کے نوٹس انکو دینا چاہیے) پہر اپنے یہودیوں کو اس باب میں لکھا اور انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی ہم نے ہسکو نہیں مارا اب اپنے حوہیہ اور محصہ اور عبد الرحمان سے فرمایا تم حلف کرتے ہو کہ ہسکو یہودیوں نے مارا اور اپنے ساتھی کا خون انہر ثابت کر دیتے ہو حلف سے انہوں نے کہا نہیں اپنے فرمایا چاہا تو یہ یہودی حلف کریں کہ انہوں نے کہا وہ مسلمان نہیں ہیں (جبوٹی قسم کہا لیکن آخر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن سہل کی دیت (اسکے وارثوں کو) اپنے پاس سے (بیت المال میں سے) دی تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ کے وارثوں کے سوا اونٹنیان بھیجیں وہ لگے کہ میں اندر پہنچا ہوں کہ میں نے کہا ان میں سے ایک لال اونٹنی نے مجھ کو لات ماری ف یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری نے مسلمان نے بھی نکالا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ جب قاتل کا پتہ نہ لگے تو مقتول کی دیت بیت المال میں یہودی جاوے گی اور مسلمان نے ایک صحابی سے نکالا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامت کو باقی رکھا اُس طرح یہ

جیسے جاہلیت کو زمانہ میں پہنچا تھا اور جاہلیت میں ہی طریقہ تھا کہ مقتول کے مدعی علیہم میں سو لوگوں کو چنتے بہراں کو اختیار دیتے جاہلین وہ قسم کھا لیوں جاہلین دیتا دکرین جیسو اس قسمت میں ہوا جو بنی ہاشم میں ہوئی اسکو بخاری اور نسائی نے نکالا ابن عباس سے اسکا قصہ طویل ہے اس میں یہ ہے کہ قاتل معین تھا اور ابوطالب نے اس سے کہا تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کر یا تو دیتے کے سوا ورنہ دی کیونکہ تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا اور چاہے تیری قوم میں سے بچا پس آدمی حلف کریں کہ تو نے اسکو نہیں مارا اگر تو ان دونوں باتوں میں سے انکار کر تو ہم تجھ کو قتل کریں گے پھر وہ اپنی قوم کے پاس گیا ان سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم قسم کھاتے ہیں اخیر تک ابن عباس نے کہا انہوں نے قسم کھائی پھر ایک سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور وطن میں ہے کہ علماء نے اختلاف کیا کیفیت قسمت میں اور سب قوموں میں زیادہ قریب طرف حق کے اطمینان کا قول ہے کہ جب قاتل ایک معین جماعت میں سے ہو تو اس میں سے دلی مقتول لوگوں کو چنگر بچا پس تین دیوے اگر وہ تین کھالیں تو بری ہو گئے ورنہ انکو دیت دیا ہوگی انتہی مختصراً

عَنْ عُمَرَ بْنِ السُّعَيْبِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَمِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَرَّهَا فَلَمْ يَدْفَعْ عَنْهَا دَمَهَا، فَكَرَّهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ»

سَهْلٌ خَرَجَ مِمَّا رَوَى عَنْ عَمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَتَلَ نَفْسًا فَكَرَّهَا فَلَمْ يَدْفَعْ عَنْهَا دَمَهَا، فَكَرَّهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

فَقَالَ تَقْسِمُونَ وَتَسْتَحْضِرُونَ فَاذْكُرُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَفْسُكُمْ وَلَمْ تَشْهَدُوا قَالَ قُتِلَ بَيْنَكُمْ يَهُودٌ وَنَحْنُ كَالْيَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا تَقْتُلْنَا قَالَ فَوَدَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمُّهُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ

روایت ہے کہ حوصلہ اور محیضہ دونوں مسخو کی بیٹے اور عبد اللہ اور عبد الرحمن دونوں سہل کے بیٹے لکھ لڑتے ہوئے خیر کی طرف تو عبد اللہ پر زیادتی ہوئی وہ مارے لکھ پھر بیان کیا گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم قسم کھاتے ہو اور اپنے ساتھی کا خون ثابت کرتے ہو اور نہ تو نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیونکر قسم کھاویں اور قتل کے وقت ہم موجود نہ تھے آپ نے فرمایا تو یہود (قسم کھا کر) اپنی برابرت کریں گے تم سے اور نہ تو نے عرض کیا ایسا ہوگا تو یہود ہم کو مار ڈالیں گے (اور قسم کھا لیا کریں گے) آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ کی دیت اپنی پاس سے دی وہ اس میں شافعی کی دلیل ہے کہ قسمت میں پہلے اولیا مقتول کو حلف دینے اور وہی قول ہے ہاں اور احمد کا اگر وہ قسم نہ کھاویں تو اہل محلہ کو قسم کھانا پڑے گی اور ابو حنیفہ اور ثوری کے نزدیک اہل محلہ ہی کو قسم کھانا دینے کیونکہ حدیث میں ہے کہ مدعی پر گواہ ہیں اور شکر پر قسم ہے اور عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے یہود کو قسم دی قسمت میں اور انہی سے دیت دلائی کیونکہ مقتول انہی میں تھا اور احمد اور شافعی نے ابو سعید سے نکالا کہ دو گانوں کے بیچ میں ایک

مقتول ملا اپنے دونوں طرف ہانپ کر کا حکم دیا وہ ایک گانوں سے زیادہ قریب نکلا ایک بالشت کو موافق اپنے
اسکی دیت انہی سر دلوائی ہیتی نے کہا متفرق ہوا اسکے ساتھ ابواسر ایل عطیہ سی اور دونوں حجت کو لائق نہیں
ہیں **باب من مَنَعَكَ بَعْدَهُ نَعَضَ حَرْجُ خَوْضٍ** اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹے تو وہ آزاد ہو جائے گا
(یہ سزا ہے اسکے مالک پر کہ وہ غلام کو ایسی ایذا دیوے **عَنْ سَلَمَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَدِمَ**
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَخْطَى غُلَامًا لَهُ فَأَعْتَقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْثَلَةِ سَلَمَةَ
بَنِ مَرْجٍ بن زنج سے روایت ہے اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ وہ ان حضرت پاس آیا اس نے اپنے ایک
غلام کو خضی کیا ہمارے اسکے خیر نکال دے تھے) تو اپنے اس غلام کو آزاد کر دیا مثلاً کی وجہ سے رسول صلی
ہے مالکان کا ناسایا اور کوئی عضو **عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارِيحًا فَقَالَ كَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ قَالَ سَيِّدِي رَأَيْتُ أَقْبَلَ
جَارِيَةً لَهُ فَحَبَّتُ مَا أَكْبَرْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بِالرَّجُلِ فَطَلَبَ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَتُكَ حَرْجًا عَلَى مَنْ نَصَرْتِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَقُولُ أَدَاكَ
إِلَّا سَتَرْتَنِي مَوْلَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى كُلِّ مَوْسِمٍ أَوْ سَلِمَةَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
عاص سے روایت ہے ایک شخص آیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلنا ہوا اپنے فرمایا کیا ہوا ختمہ کو
بولامیر کے مالک نے دیکھا میں اسکی ایک ٹوٹی کو بوسہ دی رہا تھا تو اس نے میرا ذکر کٹا ڈالا اپنے فرمایا اسکے مالک
کو بلادو گون نوٹ ہونڈا لیکن وہ نہیں ملا اپنے غلام سے فرمایا جا تو آنا دے وہ بولامیری مدد کوں کرے گا یا رسول
اللہ یعنی اگر میرا مالک مجھ کو بوسہ غلام بالیوے اپنے فرمایا ہر من یا ہر سلمان پر تیری مدد لازم ہے **فَانْ**
وَدَّ وَصْفِيُونِ یہ نکلا کہ اگر کوئی اپنے غلام یا ٹوٹی کو سخت ایذا دیوے مثلاً اسکا کوئی عضو کاٹے یا اسکا بڑ
جلاد تو حاکم اسکو آزاد کر سکتا ہے اور اس کے مالک کو جو سزا مناسب سمجھو وہ دے سکتا ہے اور یہ ایک حدیث میر
گنداکہ جو کوئی اپنے غلام کا مالکان کاٹے ہم اسکا مالکان کاٹیں گے **بَابُ أَعْقَبَ النَّاسِ قَتْلَ الْهَيْلِ**
الْإِيمَانِ سب قاتلون میں عمدہ وہ ہیں جو اہل ایمان ہیں **فَ** کیونکہ اہل ایمان ناحق اور بیجا طور سے قتل نہیں
کرتے بلکہ وہی طور سے حق پر قتل کرتے ہیں جیسے جہاد یا قصاص میں اور ممکن ہے کہ قتل عام ہو جائز کے
بھی ذبح کو شامل ہو یعنی جانور کو بھی بریطح سے تکلیف دیکر نہیں مارتے بلکہ تیز چرے سے اسکا نام لیکر کاٹتے
ہیں **عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَعْوَابِ النَّاسِ قَتْلَ**

[illegible]

رسول نے فرمایا جو شخص کسی زنی کو مار ڈالے جسکو اللہ اور اس کے رسول نے پناہ دی ہو تو وہ بہشت کی خوشبو نہ سونگے
اور اسکی خوشبو تیرہ سیکڑی ساہ سوائے ہے یعنی جنت سے بالکل دور ہوگا اس میں جانا تو دور کنہ اسکی خوشبو نہ سونگنا
ہی کو نصیب ہوگا) **بَابُ مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ** ایک شخص کو امان دیکر پھر مار ڈالنا کیا ہے۔
**عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَادٍ الْقُتَيْبَانِيِّ قَالَ لَوْلَا كَلِمَةُ رِفَاعَةَ مَعَ عَمْرِو بْنِ الْحَزَامِيِّ لَمَشَيْتُ يَوْمَئِذٍ بِرَأْسِ الْخُتَارِ وَجَسَدِهِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمِنَ رَجُلًا عَلَى دَمِهِ فَقَتَلَهُ
فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لَوْدًا غَدِيرِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ** رفاعہ بن شداد قتبانی نے کہا اگر وہ حدیث نہ ہو تو جو میں نے عمر بن حنظلہ
خرامی سے سنی تو میں نختار کو سراور وٹہر کے سچ میں چلتا رہنے نختار کا سر بدن سے جدا کرتا رہتا رہتا سنا عمر بن عمرو
بن حنظلہ خرامی سے وہ کہتے تھے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو امان دیوے جان کی بہ اسکو قتل
کے تو قیامت کے دن فریب کا جندا اٹھاویگا ف تا کہ اسکا دغا باز ہونا ہر ایک خاص و عام کو معلوم ہو دوسری
حدیث میں ہے کہ ہر ایک دغا باز کا ایک جندا ہوگا قیامت کے دن یہ نختار عبیدہ ثقفی کا بیٹا تھا جس نے قاتلان جانا
امام حسین علیہ السلام سے عوص لیا اور عبیدہ ابن زیاد ملعون اور او خبیثون کو جو امام کے خون میں نہریا کرتے
چن چن کر مارا مسلمانوں کو خوش کیا لیکن اخیر میں یہ نختار مذہب نختار سے پہ گیا اور لگا گمراہی کی باتیں کرنے
میان تک کہ نبوت کا ہی معوسے کیا آخر مصعب بن زبیر کے ہاتھ نہ مارا گیا **عَنْ رِفَاعَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى
الْخُتَارِ فِي قَصْرِهِ فَقَالَ قَامَ جَبْرِئِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّاعَةِ فَمَا مَنَعَنِي مِنْ خَوْفٍ عَنِقَةَ الْأَحَادِيثُ سَمِعْتُهُ
مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عُرَيْشٍ الْمَدَنِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا آمَنَكَ الرَّجُلُ عَلَى دَمِهِ فَلَا تَقْتُلْهُ نَدَا
الَّذِي مَنَعَنِي مِنْهُ رِفَاعَةُ سُرُودِيَّتْ هِيَ مِنْ نَخْتَارِ بَاسِ السَّكَلِ مِنْ كَيْدِهِ كُنْتُ لَكَ أَيْ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِرَّ
بَاسِ سُرَادِہِ کہ گئے ہیں تو مجھے نہ روکا کسی چیز نے اسکی گردن مارنے سے مگر اس حدیث نے جو میں نے سلیمان بن
عمر سے سنی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی شخص جان کی امان تجھ سے
دیوے تو پھر اسکو مرت مارا سجدیث تو مجھ کو روکا اسے قتل سے **بَابُ الْعَفْوِ عَنِ الْقَاتِلِ قَاتِلِ كُوفَاتِ**
**كَرِيمَا عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّعَ الرَّسُولُ الْقَاتِلَ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا لَقَدْ قَتَلْتَهُ دَخَلَتْ النَّارُ قَالَ
فَخَلَّ سَبِيلَهُ قَالَ كَانَ مَكْتُوفًا بِدَسْعَةٍ فَخَرَجَ يَخْرُجُ بِسَعَةٍ فَنَسِيَ ذَا السَّعَةِ الْبُحْرِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ****

روایت ہر ایک شخص نے خون کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسکا مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لگایا آپ اسکو مقتول کے وارث کو حوالہ کر دیا قاتل نے کہا یا رسول اللہ قسم خدا کی میں نے اسکو قتل کی نیت سے نہیں مارا تا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے وارث سے فرمایا اگر یہ سچا ہے اور تو نے اسکو قتل کیا تو دونوں میں جاویگا۔ راوی نے کہا مقتول کے وارث نے اسکو چوڑا دیادہ ایک سی سے مشکین بند ہوا ہوا تھا تو لفظ اپنی سی گمستا ہوا آخر اسکا نام سی والا ہو گیا عن النبی بن مالک قال قال رجل یقاتل ولیہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعف فابی فقال خذ ارسنا فابی قال فاذہب فاقتلہ فاناک مثلہ قال فلیح بہ فقیل لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال اقلہ فاناک مثلہ فخذ سبیلک قال فلیح بہ لیسعہ ذاہباً الی اہلہ قال کانتہ قد کاد اذفقہ قال ابوعمیر فی حدیثہم قال ابن شوزب عن عبد الرحمن بن القسیم فلیس لاحد بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول اقلہ فاناک مثلہ قال ابن ماجہ ہذا حدیث الترمذی لکن الا عندہم انس بن مالک سے روایت ہر ایک شخص نے غزیر کے قاتل کو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لایا آپ اس سے فرمایا یعنی مقتول کے وارث سے اسکو معاف کر دی اس نے نہ مانا آپ نے فرمایا اچھا دیت لے لے اس نے نہ مانا تب آپ نے فرمایا جا اسکو قتل کر تو ہی اسکو مانڈے ف یعنی اب وہ اور تو برابر ہو گیا کیونکہ قتل کے عوض تو نے ہی اسکو قتل کیا اور بعضوں نے کہا اس قتل میں بے تہا جیسے اگلی حدیث میں گذرا کہ قاتل نے کہا میں نے قتل کی نیت سے کسی نہیں مارا تو دینا تہ قصاص لازم نہیں آتا اگرچہ قصا لازم آتا ہے جب ہتھیار یا کسی ایسی چیز سے اسکو جس سے عادتاً آدمی مر جاتا ہے یہ قتل عمد ہے اگرچہ قاتل کی نیت قتل کی نہ ہو کیونکہ اگر اس میں نیت کا اعتبار رکھیں تو ہر شخص قتل عمد کا ارتکاب کرے گا اور کہیں گامیری نیت قتل کی نہ تھی اور بعضوں نے کہا کہ اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلاح نہ مانی اگرچہ آپ کا فرمانا بطور سفارش کے تھا نہ حکم کے لیکن بہر حال آپ کا ارشاد ماننا چاہیے اس میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے اور آپ کے ارشاد کا خلاف کرنا بڑی کم بخئی اور بد نصیبی ہے لیسے آپ نے فرمایا کہ تو ہی اسی کی مثل ہے یعنی جیسے وہ خیر سے محروم ہوا تو ہی محروم ہوا اور بعضوں نے کہا اس سے میرا وہ ہے کہ تو ہی سخت دل اور بے رحم ہے قاتل کی طرح کیلے کہ مقتول تو برابر گیا اب قاتل کو مارین ہی تو مقتول زندہ نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں آپ پر رحم ہی کرنا اور غور کرنا سب سے بہتر ہے ف راوی نے کہا ایک شخص مقتول کے وارث پاس گیا اور اس سے بولا کہ ان

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ہسکو مار تو ہی اسکی مثل ہے یہ سنکر اُس نے قاتل کو چھوڑ دیا راوی نے کہا لوگو! نے دیکھا وہ اپنی سی گسیٹا ہوا چلا اپنے گھر والوں کی طرف شاید مقتول کے وارث کو اسکو باندھتا ابو عیمر نے اپنی روایت میں کہا ابن شوزب نے عبد الرحمن سے روایت کیا انہوں نے قاسم سے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کسیکو جائز نہیں مقتول کے وارث سے یوں کہ قاتل کو اسکو تو ہی اسکی مثل ہے (اسی لیے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل حال سے وقف تھے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل ضرورتی یہ بات اور کسی میں نہیں ہے اور قصاص لینا شرع کے رو سے جائز ہے) ابن ماجہ نے کہا یہ حدیث رطلہ والوں کی ہے اور ان کے سوا اور لوگوں پاس نہیں ہے **باب فی القصاص** فی القصاص قصاص میں عفو کر دینا **عَنْ** النَّسَبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَدِينُهُ الْقِصَاصُ بِالْعَفْوِ النَّسَبِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس جب کوئی قصاص کا مقدمہ آیا اس نے معافی کا حکم دیا سفارش کے طور پر کیونکہ عفو جبر ہے (تفہام سے) **عَنْ** أَبِي الدُّدَّةِ أَيْمَنَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِسَهْمٍ مِنْ جَسَدٍ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِدَرَجَةٍ أَوْ حَطَّ عَنْهُ بِخَطِيئَةٍ سَمِعْتُهُ أَدْنَايَ دَوْعَادَ ثَلَاثِي أَوَّلَ الدَّرَدَارِ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اس کے بدن کو کچھ صدمہ پہنچے بہرہ معاف کر دے (صدمہ دنیوی دیکھو اس سے قصاص نہیں لیا) تو اسے ایک رجبہ اسکا بلند کریگا یا ایک گناہ اسکا معاف کر دیکر یہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا **باب الحامِلِ يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَوْدُ** اگر حاملہ عورت پر قصاص لازم ہو۔ **عَنْ** مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَأَى عُبَيْدَةَ بْنَ الْجُدْرِجِ وَعِبَادَةَ بِنَ الصَّامِتِ وَكَانَ ابْنُ أَوْسٍ أَقْبَرُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ إِذَا قَتَلَتْ عَمَلًا لَا تَقْتُلُ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا إِنَّكَ تَحْمِلُ حَتَّى تَقْتُلَ وَلَدَهَا وَإِنْ رَأَيْتَ لَمْ تَرْجِمِ حَتَّى تَضَعَ مَا فِي بَطْنِهَا وَحَتَّى تَقْتُلَ وَلَدَهَا مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَرَأَى عُبَيْدَةَ بْنَ جَبَلٍ وَرَأَى عِبَادَةَ بِنَ الصَّامِتِ وَكَانَ ابْنُ أَوْسٍ أَقْبَرُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت جب قاتل عموماً کرے تو وہ قاتل نہ کی جاوے گی (قصاص میں) اگر حاملہ ہو جب تک نہ جلی سے فراغت نہ پاوے اور اس کے بچہ کی کفالت نہ کیجاوے گی (سیطح اگر نہ کرے تو رجم نہ کی جاوے گی) جب تک نہ جلی سے فراغت نہ پاوے اور بچہ کی کفالت نہ کی جاوے گی (یعنی بچہ کے پلنے کی صورت پیدا نہ ہو جاوے) مثلاً اور کوئی اُس کا عزیز بچہ کی پرورش اپنے ذمہ لےوے یا کوئی شخص کو غیر یہی یا بچہ اس لائق ہو جاوے کہ آپ کمانے پینے لگے اسکی وجہ یہ ہے کہ بچہ کا کچھ قصور نہیں ہے بہرہ اگر حاملہ عورت کو مارین یا سنگسار کرکے تو بچہ کا مفت خون ہوگا۔

اَبْوَابُ الْوَصَايَا وصیتوں کے باب وصیت وہ ہر جو مرتے وقت انسان بات کرتا ہے وَهَلْ اَوْحَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اتَّخَذَتْ صَلَی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَیُنَادِیْ اَدَا دَرَهُمَا وَلَا شَافَا وَلَا بَعِیْ اَدَا اَوْحَى لِشُعْبَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آن حضرت صَلَی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکوی دینار (راشترنی) چھوڑا نہ درم نہ بکری نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کی **ف** اپنے دنیا کے متعلق کیونکہ آپ نے دنیا کا مال چھوڑا ہی نہیں اور فرمایا جو میں چھوڑ جاؤں وہ میری بی بیوں اور عامل کی اجرت سے جو بچے وہ صدقہ ہے سبحان اللہ صبر آپ دنیا سے صاف رہ کر دنیا میں آئے تھے ویسے ہی دنیا سے صاف دنیا سے تشریف ہی لیکئے البتہ دین کے متعلق آپ نے وصیت کی ہر جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ وفات کے وقت ہی آپ یہ فرما رہے تھے کہ نماز کا خیال رکھو اور غلام ٹوٹا کا اور ایک دہیت میں ہے کہ آپ نے وصیت کی وفود کی خاطر داری کرنے کے لیے اور ایک دہیت میں ہے کہ آپ نے وصیت کی مشرکوں کو جزیرہ سے نکال دینے کے لیے اور محال ہے کہ آپ اور مومنین کو تو ترغیب تو وصیت کی اور خود وصیت لفرماتی آپ نے وصیت کی اللہ کی بیعت قرآن پر چلنے اور اہل بیت کی محبت رکھنے کی **عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُعَرِّفٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافٍ اَوْحَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَكَيْفَ اَمَرَ الْمُسْلِمَیْنَ بِالْوَصِيَّةِ قَالَ اَوْحَى بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ مَا لَكَ وَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ مُعَرِّفٍ قَالَ الْعُرَیْلُ بْنُ شَرَحْبِيلٍ اَبُو بَكْرٍ كَانَ يَتَاَمَّرُ عَلَی رِجْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَا اَبُو بَكْرٍ اَنَّهُ وَحَدَّثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَخَرَّمَ اَنَّهُ خِزَامُ طَلْحَةَ بْنِ مَرْثُفٍ رَوَيْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ اَبِي اَرْفَةَ سَمِعَ كَمَا كَمَا اتَّخَذَتْ صَلَی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کی وصیت کی انہوں نے کہا نہیں مینے کہا تو میرے آپ نے مسلمانوں کو وصیت کا کیسے حکم کیا (اور خود وصیت کی) انہوں نے کہا آپ نے وصیت کی اس کی کتاب کی (قرآن پر چلنے کی اور اہل بیت کی محبت رکھنے کی) مالک نے کہا طلعہ بن مرف نے کہا ہزہل بن ثمر صبیح نے کہا بھلا ابوبکر صدیق اتھرت صَلَی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصی یہ حکومت کر سکتے تھے ابوبکر کا تو یہ حال تھا اگر وہ اتھرت صَلَی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حکم پاتے (خلافت کو باب میں) تو تا بعد از انٹنی کی طرح اپنے ناک میں اس کی تکمیل کر لیتے **ف** مینے اس حکم پر سب پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلتے اسکے بعد اور لوگ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے زیادہ عاشق صادق تھے اور طبع فرما تھے جناب رسالت آپ صَلَی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر کے ساتھ یہ گمان کہی نہیں ہو سکتا کہ آن حضرت صَلَی**

اسر علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور کو خلیفہ کرنے کیلئے فرمایا ہوا وہ آپ خلافت کر بیٹھیں مگر ابوبکر کو تو خلافت کی رغبت
 ہی نہ تھی جب تکہ میں صلاح و مشورہ ہوا تو ابوبکر نے یہ رک دی کہ دوا دیوں میں سے ایک سے بیعت کر لو یا عمر بن
 خطابؓ یا ابوعبیدہ بن الجراحؓ سو اور اپنا نام ہی نہ لیا لیکن حضرت عمرؓ نے زبردستی ان سے بیعت کی اور صحابہؓ
 ہی بیعت کر لی آسمان گر پڑے اور زمین ہل پڑی جاوے ان بے ایمانوں پر چڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چا
 نثار جان باز عاشق صادق صحابہ پر طوفان جوڑتے ہیں اور معاذ اللہ یہ کہتے ہیں کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے صراحتاً حضرت علیؓ مرتضیٰ کو اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا اور صحابہؓ کو جلتے تھے لیکن محمدؐ انہوں نے حضرت
 علیؓ کا حق دیا یا اور ابوبکر کو خلیفہ بنایا سچا ناک ہذا بہتان عظیم اگر صراحت تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا
 ہی یہ اشارہ فرمایا ہوتا کہ آپ کے بعد علیؓ خلیفہ ہیں تو تمام صحابہؓ جان و دل سے اسکی اطاعت کرتے اور حضرت علیؓ کو اسی
 وقت خلیفہ بناتے ملک خلافت کے لیے مشورہ ہی نہ کرتے کیونکہ جو امر مخصوص ہو اس میں صلاح اور مشورہ کی کیا حاجت
 ہے اگر ابلفرض حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس حکم کے خلاف ہی کیا ہوتا تو انصاری لوگ جنکی جماعت بہت تھی کیا بکو
 ابوبکر کی خلافت قبول کرتے ملک حدیث پر چلنے کے لیے انکو مجبور کرتے وہ تو حدیث کو ایسے ماننے والے تھے کہ جب
 ابوبکرؓ نے یہ حدیث سنائی کہ امام قریشؓ میں سے ہیں تو انہوں نے اپنی امامت کا دعویٰ چھوڑ دیا پر وہ دوسرے کی امامت
 حدیث کو خلاف کیسے مانتے اور سب کے زیادہ تعجب یہ کہ جنہی ہاشم اور خود جناب علیؓ مرتضیٰ ابوبکر کی خلافت کیسے تسلیم
 کرتے اور اس بیعت کیوں کرتے منہ کالا ہوا نکاح جناب علیؓ مرتضیٰ شیر بدیشہ شجاعت کو ایسا کم جبروت اور زور
 جانتے ہیں کہ اپنا دجہبی حق ہی نہ لے سکے معاذ اللہ یہ سب روع بیفروغ ہے چند بے ایمان روافض کا جنگو دین سے
 سرور کا رہنمیں اور اپنی طرح صحابہؓ کو بھی سمجھتے ہیں یہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک کہ کجا عیسے کجا دجال ناباک
 عَنِ النَّسِّ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ عَامَةٌ وَصِيَّتُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ
 وَهُوَ يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُلَّةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكَ النَّسِّ بْنُ مَالِكٍ سَمِعْتُ رُوَيْتَ أَنَّ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ
 أَكْثَرُ صِدْقٍ يَتَّبِعِي وَفَاتٍ كَقَرِيبٍ جَبَّأِ بِنِ سَالِسٍ أَلْبَسَ هِيَ نَحْيَالٍ رَكْعَتُهَا نَزَلَ لَمْ يَزَلْ يَتْلُوهُ لَمْ يَزَلْ يَتْلُوهُ لَمْ يَزَلْ يَتْلُوهُ
 عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ الْخَيْرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفُلَّةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكَ هَؤُلَاءِ هَؤُلَاءِ
 علی مرتضیٰ سے روایت یہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری کلام یہ تھا خیال رکھو نماز کا اور اپنے پروردگار
 کا یعنی نماز کو اپنے وقت پر پڑھو شرائط اور احکام کے ساتھ بے دقت مست پڑھو اور اس میں دیر مت کرو
 اور پروردگار کا خیال رکھو یعنی غلام نوٹدہنی کا کہ انہیں ظلم مت کرو انکی طاقت سے زیادہ ان سے کام دو انکو

کہا نے پہننے کی تکلیف نہ ہو جو لوگ نماز کا خیال نہیں کرتے اسکو قضا کر دیتے ہیں یا جلد ہی نیچے شروع اور خضوع
کے پڑھ لیتے ہیں یا طہارت میں احتیاط نہیں کرتے یا اپنی لڑٹی غلاموں پرستم کرتے ہیں وہ کاسیکے مسلمان
ہیں جب آپ کی آخری وصیت کا بھی انکو خیال نہیں ہے **باب الْحَذِّ عَلَى الْوَصِيَّةِ** وصیت کرنے کی ترغیب
**عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ افْرِئِ مُسْلِمًا يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ قَا
لَهُ لَتَقِيَنَّ يَوْمَئِذٍ فَيْدًا وَلَا وَصِيَّتَهُ مَكْتُوبَةً عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ** روایت ہوا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مسلمان کو یہ بات لائق نہیں ہے کہ وہ دو راتیں اسطرح سے کاٹے کہ اسکی وصیت کہی ہوئی اسکو پاس نہ ہو جب
اسکے پاس ایسی چیز ہو جو وصیت کرنے کے قابل ہو ف یعنی اسکے پاس مال ہو جسکے لیے وصیت کی ضرورت
ہو یا کسی کی امانت ہو تو ضرور ہے کہ ہمیشہ وصیت لکھ کر یا لکھوا کر اپنے پاس رکھا کرے ایسا نہ ہو کہ موت آجائے
اور وصیت کی مہلت نہ ملے اور لوگوں کے حقوق اپنے ذمہ رہا دین یہ حدیث صحیحہ ہے اسکو بخاری نے بھی روایت
کیا اور عطا اور زہری اور ابو مجاہد اور طلحہ بن بصرہ وغیرہم کا یہ قول ہے کہ وصیت واجب ہے اور بعض نے شافعی
کا قدیم قول ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہی مذہب ہے اسحاق اور داؤد اور ابن عوانہ اور ابن جریر کا اور جمہور علما
نے یہ کہا ہے کہ وصیت مستحب ہے واجب نہیں ہے لیکن یہ حدیث اسکو رد کرتی ہے اور جب کسی پاس ایسا مال ہو
جس میں وصیت کی ضرورت ہو تو اسکو وصیت کرنا واجب ہے ائمہ حدیث کا بھی مذہب ہے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ** کہیں ابن مالک
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَدُّ مِمَّنْ حُدِّمَ وَصِيَّتُهُ كَالنَّسْرِ بِنَاصِ روایت ہوا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ ہے جو وصیت محروم ہے **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ** قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ عَلَى وَصِيَّتِهِ مَاتَ عَلَى سَبِيلٍ وَسْتَرَةٍ وَمَاتَ نَفْسًا
شَعَادَةً وَمَاتَ مَغْفُورًا کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہوا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
وصیت کرے وہ توراہ پرست کے موافق اور پرہیزگاری کے ساتھ مرا اور شہید ہوا اور اسکی مغفرت ہوگی۔
ف احمد نیک اسناد و ضعیف ہے اور شہادت سودا دیہ ہے کہ اسکو شہید کا سا ثواب ملے گا یا شہادت سے مراد گویا
ہے یعنی ملانکہ گواہی دینگے اسکے ایمان اور تقویٰ کی دوسری روایت میں ہے کہ جو لوگ وصیت کرتے ہیں موت
کے وقت وہ قوبات کرتے ہیں بندہ زمین اور انورات کو ساتھ اور جو وصیت نہیں کرتے وہ بات نہیں کر سکتا
غرض بہتر یہ ہے کہ ہر مسلمان مرتے وقت کچھ نہ کچھ وصیت کرے اگر مال وغیرہ نہ ہو تو پرہیزگاری اور تقویٰ ہی
کی وصیت کرے اپنی عزیزوں یا دوستوں یا عامہ مومنین کو تاکہ وصیت کا ثواب ملجاوے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ**

مال سے زیادہ میں نافذ نہ ہوگی اور دو تہائی وارثوں کو ملیگا اگرچہ وصیت تہائی سے زیادہ یا کل مال کی ہو اور جبہو
 علما کا یہی قول ہے لیکن اگر موصی کا کوئی وارث نہ ہو تو ثلث مال سے زیادہ کی وصیت درست ہے اور اسحاق اور
 شریک اور احمد کا ایک روایت میں ہی قول ہے اور علی اور ابن مسعود سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور یہ حدیث
 صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی لکھا اور احمد اور ابو داؤد نے ابو زید انصاری سے لکھا کہ ایک شخص نے
 یہ روایت ابن جبرین غلاموں کو آزاد کر دیا اور انکے سوا اور کچھ مال اسکے پاس نہ تھا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان غلاموں میں قرعہ ڈالا اور دو کو ان میں سے آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور ابو داؤد کی ایک روایت میں
 یوں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں پہلے ہی موجود ہوتا اسکے دفن کے لئے تو وہ مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کیا جاتا اور
 مسلم نے اسکو عمران بن حصین سے لکھا اس میں ہے کہ اسکے وارث ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
 اور یہ حال بیان کیا آپ نے فرمایا کیا اس نے ایسا کیا اگر ہم اسکا یہ حال جانتے تو اس پر عذاب نہ پڑتے ان حدیثوں سے
 معلوم ہوا کہ ثلث مال سے زیادہ وصیت کرنی گناہ ہے کیونکہ اس میں وارثوں کی حق تلفی ہے (روضہ عجیب)
 اِنِّیْ ہُمْ سِرَّةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ تَصَدَّقَ عَلَیْکُمْ عِنْدَ ذَاکُمْ یَتْلُوْا
 اَمَّا لَکُمْ زَیَادَةُ لَکُمْ فِیْ اَعْمَالِکُمْ اَبُو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 تم پر صدقہ کیا تمہاری وفات کے وقت تمہاری تہائی مال کو یعنی تہائی مال پر تمہارا اختیار قائم رکھا تاکہ تمہارے
 اعمال زیادہ ہوں ف اس تہائی میں صدقہ کر کے اپنا ثواب بڑھاؤ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
 اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یَا اَبْنَ اٰدَمَ اَنْتَ اَنْتَ لَکَ لَکَ وَاحِدَةٌ مِنْہَا جَعَلْتُ لَکَ نَصِیْبًا مِنْ مَّالِکَ حَیْنَ لَکَ لَکَ
 یَکْفُیْکَ کُلُّ مَدْرَدٍ اَنْ تَرِکَ صَلَوةً عِبَادَیْ عَلَیْکَ بَعْدَ اَنْفِضَائِ اجْلَکَ ابْنِ عُمَرَ سے روایت ہے کہ حضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے آدم کے بیٹے دو باتیں میں نے تجھ کو دیں جن میں تیرا حق کچھ نہ تھا یعنی ایک بات میں ہی ان میں
 سے تیرا حق نہ تھا یعنی تیرے مال میں تیرے لیے ایک حصہ کہا جب میں تیری سانس کو ترکوں اس لیے کہ میں تجھ کو
 پاک کروں اور صاف کروں دوسرے میرے بند جو تجھ پر غارتگر ہیں تیری موت کو بعد اسکا بھی ثواب تجھ کو دیا اور
 طرح قیامت تک جو میرے بند تیرے لیے دعا کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ صلوٰۃ سے نماز گزار نہ مراد نہ ہو بلکہ دعا اور
 استغفار جو بت کیے مومنین کریں قیامت تک ہر مرد ہو حدیث کو یہ لکھا کہ میت کو دعا اور استغفار سے ثواب
 فائدہ حاصل ہوتا ہے سہرا بل سنت کا اتفاق ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَدِدْتُ اَنَّ النَّاسَ غَضُوْا عَلَیَّ
 اَلْکُفْرَ اِلَّا اَنْ رَّجِعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اَلْکُفْرُ کَثِیْرٌ اَوْ کَثِیْرٌ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے

انہوں نے کہا میں پسند کرتا ہوں کہ لوگ وصیت میں تمہاری مال سے ہی کم کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفلت بہت ہی نفلت بڑا ہے و اسکو نجاری اور سلم نے ہی نکالا ائمہ حدیث کا یہی مذہب ہے کہ نفلت سے قربت تک وصیت کرنا چاہیے یعنی نفلت کے اندر ہی باب لا وصیۃ لوارث و وارث کو لیے وصیت درست نہیں ہے عن عمر بن خطابؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّاهُمْ وَهُوَ عَلَى رَأْسِ رَاحِلَةٍ رَاحِلَتُهُ لَتَقْصَعُ جَبْرَتَهَا رَانَ لَهَا بَعْدُ لَتَسِيلُ بَيْنَ كَفَيْهِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنْ أَمْثَرَاتٍ فَلَا يَجُوزُ لَوَارِثٍ وَصِيَّةٌ أَلَوْ كُنَّا لِفَرَّاشٍ لِّلْعَاهِرِ لَلْحَبِّ وَمَنْ أَدْعَى إِلَى خَيْرٍ آتِيَهُ أَوْ قَوْلٍ غَيْرَ مَوْأَلِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرَفٌ وَلَا عَدْلٌ أَوْ قَالَ عَدْلٌ وَلَا حَرَكٌ عمر بن خطابؓ ہر امت پر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا اُس وقت آپ اپنی اونٹنی پر تھے اور وہ جنگلی کر رہے تھے اسکا لعاب کیر و دونوں مونڈہ ہوں کے بیچ میں بٹ رہا تھا آپ نے فرمایا اسر جل جلالہ نے ہر وارث کو اسکا حصہ بانٹ دیا ترکہ میں سے اب کسی وارث کو لیے وصیت کرنا درست نہیں ہے و پہلے شروع اسلام میں یہ حکم تھا کہ جب کوئی مرنے لگے اور اسکے پاس مال ہو تو وہ اپنے مال باپ اور ماتے والوں کے لیے وصیت کرے اور وصیت کے سوا فوق اسکا مال تقسیم کیا جاوے پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ترکہ کی اہلیہ اور تارین اور ہر ایک وارث کا حصہ مقرر کر دیا اب وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں رہا کیونکہ اس میں دوسرے وارثوں کا نقصان ہوگا البتہ اجنبی شخص کے لیے یا جسکو ترکہ میں سے کچھ حصہ ملتا ہو موجودہ وارثوں کے سبب سے وصیت کرنا درست ہے وہ بھی تمہاری مال میں سے و اسکو بچہ اسکو ملیگا جسکے نکاح یا مالک میں اسکی مال ہو (یعنی خاوند یا مولیٰ کو) اور زمانہ کرنے والے کو لیے بہر میں اور جو شخص سوا اپنے باپ کے کسی اور کا بیٹا بنے یا اپنے مالک کے سوا دوسرے کسی کا غلام بنے تو ہر لعنت ہو اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی نہ اسکا نفل قبول ہوگا نہ فرض یا وین فرمایا کہ نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل و احادیث کو احمد اور نسائی اور ترمذی نے ہی نکالا ابوامامہ سے اور کہا حسن ہے لیکن اسکی اسناد میں اسمعیل بن عیاش ہے وہ آگے آویگی اور اسکے اسناد میں شہر بن حوشب ہے اس میں کلام ہے لیکن فقہ کہا اسکو احمد اور ابن حنین نے اور دارقطنی نے اسکو ابن عباس سے نکالا حافظ نے کہا اسکے راوی ثقہ ہیں اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن امیہ عمر جدہ سے نکالا کہ وارث کے لیے وصیت صحیح نہیں ہے مگر جب دوسرے وارث اسکو جائز کہیں شخص میں ہے کہ اسکا اسناد وہی ہے اور دارقطنی نے جابر اور علی سے ہی ایسا ہی نکالا اور شافعی نے کہا یہ حدیث متواتر ہے

[illegible]

نہیں غرض یہ کہ یتیم کے مال میں ہر قدر تصرف اس شخص کو درست ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہو اور مال محتاج ہو کہ ضرورت کے موافق اس میں سے کمالیہ لیکن مال کا برباد کرنا اور اسراف کرنا یا ضرورت سے زیادہ ہسکا اٹھانا کیسی طرح درست نہیں ہے اور ہر حال میں بہتر یہی ہے کہ اگر محتاج ہی ہو تو محنت کر کے اس میں سے کماوے اور یتیم کے مال کو محض ظار کے صرف یتیم پر ضرورت کے موافق اٹھاوے قرآن شریف میں ہر کہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ انکا رانچو بیٹ میں بہر تے ہیں **ابواب الفرائض** فرائض یعنی ترکوں کے ابواب **باب الحث علی تعلیم** **الفرائض** علم فرائض حاصل کرنے کی ترغیب **عن** ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **یا باہریرۃ تعلّموا الفرائض وعلّمواھا فانّکُم نصف العلیہ وھو یلتسا وھو اول شیء ینزع من امتی** ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ابو ہریرہ فرائض کا علم سیکھو اور سکھلاؤ وہ فرائض کے علم کا آداب حصہ ہے کیونکہ اس میں بہت تفصیل ہے اور بہت مسائل ہیں اور اس میں حاجت ہے ذہن ثاقب اور رائے صائب اور حاجت ہے علم حساب کی اور وہ علم سیکھا دیا جاوے گا اور سب سے پہلے میری امت سے حبیب لیا جاوے گا **ف** یعنی قیامت کے قریب جب لوگ علم دین حاصل کرنا چھوڑ دیں گے تو فرائض کے علم میں سب سے پہلے ناواقف ہو جاویں گے اور علم ہی اسے جانتے رہیں گے **باب فرائض الثلث** اولاد کے حصوں کا بیان **عن** جابر بن عبد اللہ قال جائت امرأة سعد بن الربیع باینی سعد لما لیتہی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ما رسول اللہ ہا تان ابنتا سعد قتیل معک یوم اُحدا وان عمھما لکن جریع ما ترک ابوھما ان المرأة لا تکرہ الا علی ما لہا فسکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی انزلت آیت المیراث فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا سعد بن الربیع فقال اعط ابنی سعد ثلثی مالک واعط امراتہ الثمن وخذ انت ما بقی جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے سعد بن ربیع کی عورت سعد کے دونوں بیٹیوں کو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میری دونوں بیٹیاں ہیں سعد کی جو آپ کے ساتھ مارے گئے احد کی لڑائی میں اور ان کے چچا نے جو کچھ مال ان کے پاس چھوڑا تھا وہ لے لیا اور لڑکی کا نکاح حبیب ہی ہوتا ہے حبیب اس کو پاس مل ہو از یور وغیرہ ہو ورنہ اس کے نکاح میں لوگ رغبت نہیں کرتے اب دنیا داروں کا یہی حال ہے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو رہے یہاں تک کہ میراث کی آیت اتری (بہت لمبی یوسفیم اللہ نے اولاد کو خیر تک) پھر آپ سعد بن ربیع کے بھائی کو بلایا اور فرمایا ان دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دیدی اور سعد کی جو بھو کو آٹھواں حصہ دے اور باقی جو بچے وہ تو لے لے

[illegible]

دلا یا یا سدس ف احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے عمران بن حصین سے کہنا کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا پوتا مر گیا تو مجھ کو اسکے ترکے میں سے کیا ملیگا آپ فرمایا چٹا حصہ جب وہ بیٹہ مٹ کر چلا آپ اسکو بلایا اور فرمایا ایک چٹا حصہ اور مجھ کو ملیگا جب وہ بیٹہ مٹ کر چلا اسکو بلایا اور فرمایا ایک چٹا حصہ سلوک کے طور ہے یعنی اصل میراث تیری صرف سدس ہے اور ایک سدس اور نہ صورت خاص کی وجہ سے تجھ کو ملا ہے اور احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے حضرت عمر سے کہنا کہ ادانوں نے دادا کا حصہ پوچھا تو معقل اٹھا اور بولا کہ آنحضرت نے اسکو سدس دلا یا حضرت عمر نے کہا کن دارثون کے ساتھ معقل نے کہا یہ مجھ کو معلوم نہیں حضرت عمر نے کہا ہر کیا فائدہ یہ منقطع ہے حسن بصری نے حضرت عمر سے منہیں سنا اور بخاری اور مسلم نے حسن کی روایت معقل سے نکالی اور دادا کے باب میں صحابہ اور علماء تابع کا بہت اختلاف ہے بعضوں نے دادا کو باپ کے مثل کہا ہے اور کبھی اسکو ثلث دلا یا ہے کبھی سدس کبھی حصہ کہا ہے بعضوں نے ہمیشہ اسکو لیے سدس کہا ہے اسی طرح اختلاف ہے کہ دادا کے ہوتے ہوئے باپ ہی بن کو ترکہ ملیگا یا نہیں تو ایک جماعت صحابہ جیسو علی اور ابن مسعود اور زید بن ثابت کا یہ قول ہے کہ وہ مقاسمہ کرے گا باپوں کے ساتھ اور بعضوں نے کہا باپ ہی بن دادا کی وجہ سے محروم ہون کے جیسے باپ محروم ہوتے ہیں وہ تفصیل نے کتب الفرائض عن معقل بن یسار قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جد کان فینا بالشدس معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کیا ہم بن دادا کو سدس دینے کو ساتھ باپ میراث الجدة وادی اور نامی کے حصے کا بیان عن ابن ذریب قال جادت الجدة الی ابی بکر الصدیق تسالہ لہما فقال لہما ابو بکر مالک فی کتاب اللہ شیء وما علیک لک فی سنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فارجمی حتی اسأل الناس تسال الناس فقال المنیر بن شعبہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاهما الشدس فقال ابو بکر ہل معک غیریك فقال محمد بن مسکة الا نصاری فقال منہل ما قال المنیر بن شعبہ فاتفقا لہما ابو بکر ثم جادت جدہ الاخری من قبل الی عمر تسالہما لہما فقال مالک فی کتاب اللہ شیء وما کان القنصاء الذی قطعہ الی غیرک وما آتایہ ذیل فی الفرائض شیئا ولكن ہوداک الشدس فان اجتمعما فیہ فہو بینکما وایککما خلک یہ فہو لہما فی قصہ بن ذریب روایت ہونامی امی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس اپنا ترکہ مانگنے کو ابو بکر نے کہا اس کی کتاب میں تو تیرا کوئی حصہ نہ ذکر نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کیمدیت میں مجھ کو تیرا حصہ کچھ معلوم ہوتا ہے تو لوٹ جا بیانا تک کہ میں لوگوں کو بوجھوں پہر انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو سفیر بن شعبہ نے کہا میں موجود تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو چٹا حصہ دلایا ابو بکر نے کہا اور ہی کوئی تیرے ساتھ گواہ ہو اس بات کا ہوقت محمد بن مسلمہ انصاری لٹے اور سفیر بن شعبہ نے کہا تھا ویسا ہی کہا تب ابو بکر نے یہ حکم جاری کر دیا نانی کے لیے پہر دوسری عورت آئی جو دادی تھی میت کی اپنا ترکہ مانگنے کو حضرت عمر کے پاس حضرت عمر نے کہا اس کی کتاب میں تو تیرا کچھ حصہ نہیں ہے اور جو فیصلہ پیشتر ہو چکا ہے وہ تیرے لیے نہیں ہوا بلکہ نانی کے لیے ہوا ہے اور میں فرائض میں اپنی طرف سے کچھ بڑباز نہیں سکتا لیکن وہی چٹا حصہ ہے اگر دادی اور نانی دونوں ہوں تو دونوں اس چٹے حصے کو آدھوں آدھ بانٹ لیں اور نہیں تو ان دونوں میں سے جو ہو وہ چٹا حصہ لیے لیوے حافظ نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی ثقہ ہیں مگر مرسل ہے اس لیے کہ قبیلہ کا سماع ابو بکر صدیق صحیح نہیں ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ قبیلہ اس فقہ کے وقت حاضر ہو یہ ابن عبد البر نے کہا اور اختلاف ہے اس کے سنہ ولادت میں صحیح یہ ہے کہ وہ فتح مکہ کے سال میں پیدا ہوا ہے اس قبضہ میں کوئیکہ شریک ہو سکتا ہے یہ قیاس سے بعید معلوم ہوتا ہے اور عبد اللہ بن احمد نے مسند میں اور ابن مندہ نے مستخرج میں اور طبرانی نے کبیر میں عبادہ بن صامت سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دادی اور نانی دونوں کو ایک سدس دلایا آدھوں آدھ اور یہ منقطع ہے اسحاق بن یحییٰ نے عبادہ بن مندہ سے سنا اور ابو داؤد اور نسائی نے بیہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی اور نانی کو سدس دلایا یحییٰ بن نہ ہو اور صحیح کہا اسکو ابن سکن نے اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اور قوی کیا اسکو ابن عدی نے اور اسکے اسناد میں عیسیٰ بن عقیل ہے اس میں اختلاف ہے اور داؤد قطنی نے عبد الرحمن بن زید سے نکالا کہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دادیوں اور نانیوں کو سدس دلایا دو ان میں سے دادیاں تین اور ایک نانی اور ابو داؤد نے اسکو مرسل میں نکالا ابوسعید خدری نے حسن سے مرسل اور داؤد قطنی نے اسکو کئی طریق سے زید بن ثابت سے نکالا اور اس باب میں اور آثار ربی مروی ہیں بھر میں ہے کہ دادیوں اور نانیوں کا حصہ سدس ہے اگر چہ زیادہ ہوں جب درجہ میں برابر ہوں اور نانی اور دادی درجہ میں برابر ہیں اگر اختلاف ہو درجہ میں تو در والی نزدیک والی سے محروم ہوگی اور مان کو جب سے دادی اور نانی در نہ ہو دم ہوگی اور باپ کو جب سے دادی محروم ہوگی مانی محروم ہوگی (روضہ) اور عمر اور ابن مسعود اور ابو موسیٰ سے منقول ہے کہ دادی باپ کے ساتھ حصہ پاؤگی اور شریح اور حسن اور ابن سیرین نے اسکو اختیار کیا ہے (لمعات) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم وَرَفَّتْ جِلْدًا سَدَّ سَا اِبْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داوی کو چٹا حصہ دلایا **باب مِيرَاثِ الْاَهْلِ الْاِسْلَامِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ** مسلمان منتر کون کے وارث نہ ہونگے **عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَفَعَهُ اَبُو النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ** اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا وارث نہ ہوگا اس حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے بھی نکالا اور کافر تو بالاجماع مسلمان کا وارث نہ ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا اکثر علماء کے نزدیک اور روضہ میں کہا کہ اس پر ہی اجماع ہے میں کہتا ہوں معاذ بن جبل اور معاویہ اور سعید بن المسیب اور مسروق وغیرہم سے یہ قول ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور اسکی دلیل ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام بلند ہوتا ہے لیکن اسلام پر دوسرا دین بلند نہیں ہوتا اور جمہور کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ترک سے کہ علامہ نہیں ہے اور انکی دلیل اسامہ کی حدیث ہے اور ابن عمر کی **عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَنْزِلُ فِي دَارِكَ فَيَكْفَرُ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرًا كَانَتْ وَرَفَّتْ اَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لَا تَهْمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ تَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْاَحْمَلِ ذَلِكَ يَقُوْلُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ** اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا رسول اللہ کیا آپ اپنے گھر میں اتریں گے کہ میں آپ نے فرمایا بھلا عقیل نے کوئی گھر یا ٹھکانا ہمارے لیے چھوڑا ہے (بلکہ سب بچ کہا یا) اور عقیل ابوطالب کے وارث ہوئے تھے اور طالب اور جعفر اور علی نے ابوطالب کا کچھ ترک نہیں پایا کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب (جب ابوطالب کرتے تھے) اسوقت کافر تھے تو اسوجہ سے حضرت عمر کہا کرتے مومن کافر کا وارث نہ ہوگا اور اسامہ نے کہا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہ ہوگا نہ کافر مسلمان کا **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَوَارَثُ الْاَهْلُ الْمِلَّةَيْنِ** عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو مذہب الے (جیسے کافر اور مسلمان) ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے **فَسَكَرَ لَالَا** احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن اسکن نے بھی **باب مِيرَاثِ الْاَوْلَادِ وَالْاُمَمَاتِ** کا بیان (رحمنا کر نبوت کے کو طبعی ہے اپنی نوٹدی غلام سے) **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ جَدِّهِ قَالَ تَرَوْنَ رِبَاعًا** ابن حبان یقیناً بن سعید بن مسعود **اَمْ وَرَدَ بَنِي مَعْمَرٍ الْجَحِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةً فَوَفِّيَتْ اُولَاهُمْ فَوَلَدَ**

بَنُو هَارِبَاعَهَا وَلَا دَمَ لَهَا فَخَرَجَ بِعَصْمِ عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ إِلَى الشَّامِ كَمَا تَوَاتَرَتْ طَاعُونَ عُمَرُ اس فَوَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ
وَكَانَ عَصِمٌ فَلَمَّا رَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْعَاصِ جَاءَهُ بَنُو عُمَرُ بِمَا جَمَعُوا فِيهِ وَلَا دَمَ لَهَا فَخَرَجَ بِعَصْمِ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ عُمَرُ
لَقَدْ بَيَّعْتُكُمْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَحْزَنُكَ الْوَلَدُ كَمَا كُنْتَ الْوَلَدُ لِي
لِعَصْمَةَ مَرَّكَانَ قَالَ فَقَفَى لَنَا بِهِ وَكَتَبَ لَنَا بِهِ كِتَابًا فِيهِ شَهَادَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَزَيْدِ
ابْنِ نَافِثٍ وَآخَرُ حَتَّى إِذَا اسْتَحْلَفَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُرَيْشٍ أَنْ تُؤْتِيَ سَوَاقِي لَهَا وَتَرَكَ الْفَيْءَ دَيْنًا فَبَلَغَنِي
أَنَّ ذَلِكَ الْقَضَاءُ قَدْ عَمِيَ فَخَاصَمْتُ ابْنَ الْهَشَامِ بْنِ السَّمْعَلِيِّ فَرَفَعْنَا إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ فَاتَيْنَاهُ بِكِتَابِ
عُمَرَ فَقَالَ إِنْ كُنْتُ لَا أَرَى أَنَّ هَذَا مِنَ الْقَضَاءِ الَّذِي لَا يَشُكُّ فِيهِ وَمَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أُمَّدَ أَهْلِ
الْمَدِينَةِ بَلَغَ هَذَا أَنْ يَشْكُوَنِي هَذَا الْقَضَاءُ فَقَفَى لَنَا فِيهِ فَلَمْ تَنْزِلْ فِيهِ بَعْدَ عَبْدِ اسْمَنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَاصٍ
سَ رَوَيْتُ هُوَ كَرِيَابِ بْنِ خَدِيفِ بْنِ سَعْدِ بْنِ سَهْمٍ نَ ام دَاكِلْ بَرَبَتْ مَعْمَرُ حُجُوبِ سَ لَكَاحَ كَمَا اود تَرِينِ اود لَدِينِ اس سَ
پیدا ہوئیں ہر انکی مان مرگئی تو اسکے بیٹے اپنی مان کی زمین اور دلار کے وارث ہوئے پھر عمر بن عاص انکو
لیکر شام کے ملک میں گھروا یاں وہ عمو اس کے طاعون میں (حضرت عمر کی خلافت میں شام میں آیا تھا اس میں
بہت آدمی مر گئے تھے) مر گئی تو عمر بن عاص انکو وارث ہوا وہ انکا عصبہ متاجب عمر لوٹ کر آئے تو عمر کے
بیٹے ان کو جگہ نے آئے اپنی بن رام داکل کی دلار کے لیے حضرت عمرؓ کو پاس حضرت عمر نے کہا میں تمہارا فیصلہ
کردن کا اسطرح سے جو میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے
جو دلار کہ اولاد یا باپ حاصل کرے وہ اُسکے عصبہ کو ملیگی خواہ کوئی ہو عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا تو حضرت عمرؓ
ولار کا فیصلہ ہمارے لیے کر دیا اور ایک کتاب لکھ دی اس میں گواہی تھی عبد الرحمن بن عوفؓ اور زید بن ثابتؓ
کی اور ایک اور شخص کی حب عبد الملک بن مردان خلیفہ ہوا تو ام داکل کا ایک غلام آزاد کیا موام اور دو
ہزار دینار چوڑ گلیاں خبر ہو چکی کہ وہ فیصلہ (جو حضرت عمرؓ نے کیا تھا) بدل دیا گیا آخر اسکا جگہ لکھا گیا ہشام بن
اسمعیل کے پاس اس نے ہنکو عبد الملک کے پاس بھیجا ہم اسکے پاس حضرت عمر کی کتاب لیکر آئے تب عبد الملک
نے کہا میں سمجھتا تھا کہ یہ ایسا مسئلہ ہو جس میں کسی کو شک نہ ہوگا اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ اب مدینہ والوں کا
یہ حال ہو گیا ہے کہ ایسے مسئلہ میں بھی وہ شک اور خفا کرین گے پھر عبد الملک نے ہماری موافق ہی
فیصلہ کیا اور برابر ہم اس میراث پر قاضی رہے دلار کا یہ قاعدہ ہے کہ اس غلام یا لونڈی کے ذریعہ
الغرض سے جو چہ رہیگا وہ آزاد کرنے والی ہو لیگا اگر ذریعہ الغرض میں سے کوئی نہ ہو اور نہ قریب عصبہ

اٰخِرُ النَّاسِ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلٰلَةً اَلَا يُوْرَثُكَ قُلِ اللّٰهُ يَفْتِكُمُ فِي الْكَلٰلَةِ اَلَا يَحٰبِرُ
 بن عبد اللہ نے کہا میں چاہتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق کو کیسے ہو پیل میرے عیادت کو تشریف
 لائی میں اس وقت بیہوش تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنوکیا اور وضو کا بچا ہوا پانی مجھے ڈالا اور مجھے ہنتر
 آگیا یعنی عرض کیا یا رسول اللہ میں کیا کروں کیونکہ فیصلہ کروں اپنے مال کا میراث تک کہ میراث کی آیت اتری چنانچہ
 سورہ نسا میں ان کا منہ پر لڑا اور کلامہ دستفتو نکاتل اللہ یفتیکم فی الکلالہ کتاب میدا ث القاتل
 قاتل کو میراث نہ ملو گی عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّکُمْ قَاتِلُ الْقَاتِلِ لَا یَرِثُ ابُو ہریرۃ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قاتل وارث نہ ہو گا و اس کا حکم وہ قتل کرے
 ہو کہ تو زہری نے بی نکال لیا کہ اس کے اسناد میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابو داؤد اور
 نسائی نے عمر بن شعیب عن امیہ عن جبرہ عن ایسا ہی نکالا اس میں علت نکالی دارقطنی نے اور قوی کیا اس کو
 ابن عبد البر نے اور مالک اور احمد اور نسائی اور شافعی اور عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت عمر سے نکالا یعنی آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قاتل کو میراث نہیں ہے اس روایت میں القطاع ہے اور دارقطنی
 نے ابن عباس سے ایسا ہی نکالا مروفاً اس کی اسناد میں کثیر بن مسلم ضعیف ہے اور بیہقی نے اس لفظ سے کہ جو کوئی
 کسی قاتل کو قتل کرے وہ اس کا وارث نہ ہو گا اگرچہ اس کا وارث سوا اسکے اور کوئی نہ ہو دوسری روایت میں ہوا اگرچہ
 اس کا باپ یا میا ہوا اس کی اسناد میں عمر بن برق ضعیف ہے اور یہ سب دہین مکر حدیث قوی ہو جاتی ہے عام
 ہے کہ قاتل عمد ہوا یا خطا شافعی اور ابو حنیفہ اور اہل حدیث اور اکثر علما کا یہی قول ہے لیکن مالک اور نخعی کے نزدیک
 قاتل خطا میں وارث ہو گا مال کا نہ دیت کا اور کوئی نہ ہی اس سے کٹ کر لینی کی روایت عمر بن شعیب نے اپنی بی بی کے پاس سے فرمایا ہے
 اور تو اس کا وارث نہ ہو گا اور بیہقی نے نکالا کہ حدی حرامی کی دو بی بیان تھیں وہ ٹرین عدی نے ان میں سے
 ایک کو مارا وہ مر گئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو اس کی دیت دی اور تو اس کا
 وارث نہ ہو گا اور بیہقی نے نکالا ایک شخص نے گھنیکادہ اس کی مان کو لگ گیا اور مر گئی پھر اس نے اپنی مان کی
 میراث مانگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری میراث تیرے ہے اور اس سے دیت دلائی اور میراث میں
 سے اس کو کچھ نہ دیا اور اس کا بہن اور انہر بہن صحابہ کے جن کو بیہقی نے ذکر کیا اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں کہ
 قاتل عمد ہوا یا خطا محرم کرے گا میراث ہو اور مالک اور نخعی نے جو اس کو خاص کیا قاتل عمد سے اس کو کوئی دلیل نہیں
 ہے اتنے مانے الروضۃ مختصر مترجم کتاب ہے تعجب ہے کہ سید علامہ کو اس روایت کی خبر نہیں ہوئی جو آگے

آتی ہے عبد اللہ بن عمرو کو قتل خطا میں قاتل مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا نہ ہوگا اور اسی جو دلیل لی مالک اور
 نخعی نے عن عبد اللہ بن عمر کہ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتِلَ قَامٍ يَمُوتُ فَتَحَتْ مَلَكَةٌ فَقَالَ الْمَلَكَةُ
 تَرِثُ مِنْ ذِيكَ وَرِثَتَهَا وَمَالُهُ وَهُوَ يَرِثُ مِنْ دِيْنَتِهَا وَمَالُهَا مَا لَمْ يُقْتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبُهُ عَمَلًا فَإِنَّا كُنَّا
 أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ عَمَلًا لَمْ يَرِثْ مِنْهُ بَيْتُهُ وَمَالُهُ شَيْئًا وَارِثُ أَحَدُهُمَا صَاحِبُ رِثَتِ مَنْ مَالُهُ وَلَمْ يَرِثْ مِنْ دِيْنَتِهِمْ عَبْدُ اللَّهِ
 بن عمرو و سورہیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (وعظا کمنہ کو) جس دن مکہ فتح ہوا تو فرمایا کہ عورت اپنی
 خاوند کی دیت میں سودا رث ہوگی اور اسکے مال میں کوئی سیدھ طرح خاوند اپنی جوہر کی دیت اور مال دونوں کا وارث
 ہوگا بشرطیکہ ایک دوسرے کو قتل نہ کرے اگر قتل کرے عہد تو نہ دیت کا وارث ہوگا نہ مال کا کسی چیز کا نہ ہوگا اور
 اگر خطا قتل کرے تو مال کا وارث ہوگا لیکن دیت کا وارث نہ ہوگا **باب** ذوی الارحام ذوی الارحام
 کا بیان یعنی اُن تے داروں کا جبکہ حصہ اللہ کی کتاب میں معین نہیں ہوا نہ وہ عصبہ ہیں جیسے مامون اور خالہ
 اور نانا وغیرہم عن ابی امامہ انہ سئل عن حنیفٍ اَن رَجُلًا سَرَفَى رَجُلًا لَيْسَ بِهِ قَتْلَةٌ وَلَكِنَّ لَهُ دَارًا
 اَلَا خَالَ فَلَكَتْ فِي ذَلِكَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْحُبَابِ إِلَى عُمَرَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سَلَّمَ قَالَ اللَّهُ دَرَسُوهُ مَوْلَايَ لَا مَوْلَى لَهُ وَالْخَالَ دَارِثٌ مِنْ لَدَارِثَ كَمَا ابُو امَامَةَ بْنُ سَهْلٍ رَوَيْتَ
 ہے ایک شخص نے تیر مارا اور سر شخص کو وہ مر گیا اسکا کوئی وارث نہ تھا سو ایک مامون کے تو اس باب میں ابو عبیدہ
 بن جراح نے (جو امیر تھے لشکر کے) حضرت عمر کو لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم نے فرمایا اللہ اور اسکا رسول مولیٰ ہے اسکا جبکہ کوئی مولى نہیں اور مامون وارث ہے اسکا جبکہ اور کوئی وارث
 نہیں **ف** جواب مامون پر مقدم ہوا اسکو احمد اور ترمذی نے ہی نکالا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور
 ترمذی اور شاہی اور دارقطنی نے حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا ترمذی نے لکھا وہ حسن ہے لیکن دارقطنی نے
 لکھا اس میں اضطراب ہے اور عبد الرزاق نے ایک مدینہ کے شخص سے ایسا ہی نکالا اور عقیلی اور ابن عساکر نے
 ابوالدرداء سے اور ابن النجار نے ابو ہریرہ سے یہ باتیں مرفوع ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا واولو الارحام
 بعضهم اولیٰ بعض یعنی تم تے والے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور یہ شامل ہے ذوی الارحام کو بھی اور
 جمہور سیکو قاتل ہیں کہ ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہوں گے بیت المال پر اور حضرت عائشہ کی
 حدیث میں ہے کہ آنحضرت کا ایک مولى کھجور کے درخت سے گر کر مر گیا آپ نے فرمایا اسکا کتب یا رحم ہے (یعنی لشی
 یا سبی غریز نکالا اسکو احمد اور اصحاب سنن نے اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور ابو داؤد نے ابن عباس

سے نکال کر ایک آدمی دوسرے محالہ کرتا اور ان میں قرابت نہ ہوتی ہے ایک دوسرے کا وارث ہوتا ہے اسکو ہر
 کیا اس آیت سے وادوا الارحام بعضهم اولیٰ بعض اسکے اسناد میں علی بن حسن بن واقع ہے اس میں کلام ہے
 اور وارثی نے ہی اسکو نکالا اور ابن سعد نے ابو الزبیر سے ہی ایسا ہی نکالا اور ابو ثریب کا ہی مذہب ہے کہ عصبات
 اور ذوی الفروض نہیں تو ذوی الارحام وارث ہوں گے اور وہ مقدم ہیں میرت المال پر (روضہ) عَنْ الْمُقَدَّمِ
 اَبْنِ كَرِيمَةَ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ مِنْ اَهْلَابِ سُلَيْمَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ وَمَنْ تَرَكَ كَلَالًا فَلْيُنَا وَرَثًا قَالَ قَالَ اللَّهُ وَالِي رَسُولِهِ وَآلَا
 وَارِثٌ مِنْ لَدُنِّهِ لَهُ اَحْقَبُ عِنْدَهُ وَارِثُهُ دَاخِلٌ وَارِثٌ مِنْ لَدُنِّهِ لَيْسَ يَحْصِلُ عِنْدَهُ وَارِثُهُ مُقَدَّمٌ
 ابوبکر یہ ہر دہیت ہر جہشام والوں میں ہوتا (لیکن) اور وہ تینوں میں مقدم ہیں بعد کیرب مذکور ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے صحابہ میں کہ آپؐ فرمایا جو شخص مال چھوڑ جاوے وہ اسکو وارثوں کو دیگا اور جو شخص یا اہل و عیال رہے
 معاش چھوڑ جاوے وہ چھوڑ دہے (سبحان اللہ کیا غنائت ہے) اور ایک آیت میں ہے کہ وہ امہ اور اسکے رسولؐ
 کے ذمہ ہے اور میں وارث ہوں اسکا جس کا کوئی وارث نہیں میں ہی اسکیطرت و دیت دین کا اور میں ہی اسکی
 میراث لون کا اور مومن وارث ہی اسکا جسکا کوئی اور وارث نہیں وہ دیت دیو لگا اپنے بھائی کی طرف سے
 اور وارث ہی ہوگا اسکا ف احمدیث کو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے ہی نکالا حاکم
 اور ابن حبان نے کہا صحیح ہے **باب مِيزَاتِ الْعَصْبَةِ عَصَابَاتُ الْوَارِثِ** کا بیان ف عصبة وہ قوی
 وارث ہے جو حصہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مقرر نہیں لیکن حصہ والوں کو دیکر جو مال بچ رہے وہ سب ہیکہ ہوتا
 ہے جیسے بیاباب حب بیت کا میا نہ ہو چاہا ہی وغیرہ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ابْنِ طَالِبٍ قَالَ تَقَى رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اَعْيَانَ بَنِي اَلْاَمْرِ يَتَوَارَثُونَ دُونَ بَنِي الْعَلَاتِ يَرِثُ الرَّجُلُ اَخَاهُ لَا بَيْرَ
 دَا بَيْرَ دُونَ اَخُوهِ لَا بَيْرَ حَضْرَتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 سگی بھائی را ایک سان باب سے) وارث ہوں گے لیکن ہوتا وارث نہوں گے آدمی اپنے سگے بھائی کا وارث
 ہوگا نہ سوتیلے بھائی کا ف اسکا مطلب یہ ہے کہ جب سکر اور سوتیلے دونوں طرح کے بھائی موجود ہوں تو سکر
 وارث ہوں گے اور سوتیلے محروم ہوں گے اسکو احمد اور ترمذی اور حاکم نے ہی نکالا لیکن اسکی اسناد میں عادت
 اور ہے اس میں کلام ہے اور اس پر اجماع ہے علی کا (روضہ) عَنْ اَبِي عَتَّابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْسَمُوا اَلْمَالُ بَيْنَ اَهْلِ الْفَرَا بَعْضُ عَلِيٍّ كُنَابِ اللَّهِ فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَا بَعْضٌ فَلَا ذِي حُجْلٍ

کے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا مال فدوی الفروض میں تقسیم کرو اور اس کا ایک کتاب کے موافق پہر جو ان کے حصوں کے سچ رہے وہ اس مرد کا ہوگا جو میت کی طرف زیادہ قریب ہوگا مثلاً بیٹا بعد اس کے باپ بعد اس کے دادا یا بہائی بعد اس کے چچا اور تفصیل عصبان کی لکھن کا بنون میں دیکھنا چاہیے **باب** میں لاء واریث لکے جس کا کوئی وارث نہ ہو ف ذوی الفروض عصبان نہ ذوی الارحام میں یہ نہ محقق نہ اور کوئی تو اس کا مال میت المال میں داخل ہونا چاہیے اور میت کا غلام وارث نہ ہوگا کیونکہ غلامی کو اکثر علمائے میراث کا مانع قرار دیا ہے مگر احادیث میں یہ مذہب ہے کہ وہ میت کے اپنے ایک شخص کی میراث اس کی سببی والی کو دلا دی اور ایک شخص کی میراث اس کو غلام کو دلائی جمہوریہ کہتے ہیں کہ سببی والے کو دلا ناگو یا میت المال میں رکھنا تھا کیونکہ امام کو تصرف کا اختیار ہے کہ میت المال کا مال جس شخص کو مناسب سمجھ دیوے اور غلام آزاد ہو چکا تھا جیسے ابن ماجہ کی روایت میں تصریح ہے مگر غلام آزاد کی وارث کو بھی جمہور قائل نہیں ہیں **عن ابن عباس** قال ما د رجُلٌ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا کمیدع لک واریثاً الا عہداً ھو اعتقاً فکفّ الثیابی صلی اللہ علیہ وسلم میراثاً لک لک ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا کہ وہ اس کے زمانہ میں مر گیا اور اس نے کوئی وارث نہیں چھوڑا مگر ایک غلام جس کو اس نے آزاد کر دیا تھا تو اپنے اس کی میراث اس کو دلا دی ف روایت کیا اس کو احمد اور اہل سنن اور ترمذی نو اور کما وہ حسن ہے اور باطل ہوا اس سے وہ جو روضہ میں ہے کہ ابن کی حدیث میں یہ نکتہ ہے کہ علمی میراث کی مانع نہیں ہے حالانکہ اجماع ہے اس پر کہ غلام وارث نہیں ہوتا کیونکہ یہ شخص غلام نہ تھا آزاد ہو چکا تھا اور حدیث میں یہ نکتہ ہے کہ جیسے آزاد کر نیوالا وارث ہے اس کا جس کو آزاد کرے ایسا ہی جو آزاد کیا جاوے وہی اپنے آزاد کرنے والی کا وارث ہوگا اگر اور کوئی وارث نہ ہو اور جمہور نے اس کا خلاف کیا ہے **باب** نحو المرأة ثلاث موارثتین شخصوں کا ترکہ با دو لگی **عن عائشة** ان لا تسق علی الثیابی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأة ثلث موارثت حقیقہا ولقیطہا وولدہا الذی لا عنث علیہا قال محمد بن یزید ما روی ہذا الحدیث عن عیسیٰ ہشام واثم بن اسف سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت تین ترکے لگی ایک تو اپنی اس غلام نوٹھی کا جس کو وہ آزاد کرے دوسرے اس بچے کا جس کو وہ بہن (الا وارث) یا بکر پرورش کرے تیسرے اس بچے کا جس پر اپنے خاندان سے لعان کرے ف اور خاندان اس بچے کا وارث نہ ہوگا کیلئے کہ اس نے تو اس کو غیر کا بچہ ظاہر کیا اور اپنی جوہر کو زنا کی نعمت لگا **باب** من انکر دکنہ جو کوئی انکار کرے کہ بچہ میرا نہیں ہے **عن ابی ہریرۃ** لما نزلت ایتہ اللعان

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا أَهْلُ الْحَقِّ يَقُومُ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ
لَنْ يَخْلُجَ لَهَا جَنَّتُهُ وَأَيُّهَا رَجُلُ الْكَفْرِ وَلَكِنَّ وَقَدْ عَرَفَ أَحَبَّ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفَضَّلَهُ عَلَى رُؤُسِ
الْأَشْهَادِ ابُو بَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رُوَيْتَ هُوَ حُبَّ لَعَانِ كِي آيَتِ ائْتَرِي لَعَانِ كَا بِيَانِ اُوپر ہو چکا ہے تو ان
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عورت اپنے خاوند سے اس بچہ کو ملا دی جو اسکا نہ ہو تو اسکو اللہ سے کچھ علا
نین ہے اور اللہ تعالیٰ اسکو سہ گز اپنے جنت میں لے لیا ویگا اور جو کوئی مرد اپنے بچہ کا انکار کرے حالانکہ وہ جانتا
ہو کہ یہ بچہ میرا ہے (ایسے کہ اس بچہ کو میراث ملے) تو اسرجل جلالہ قیامت کے دن اس سے چھپ جاویگا لیکن اللہ
تعالیٰ کا دیدار اسکو نہوگا) اور سب لوگوں کو سامنے ہکوروں کر لیا سخن عمر بن شعیب عن ابیہ عن
جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعْنَةُ الْكَافِرِ اِدْعَاؤُهُ اَلْكَفَرُ لَا يَكْفُرُ اَوْ جَدَّهٖ اَنَّ دَقَّ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عُمَرَ وَبْنِ عَاصٍ سَمِعْتُ رُوَيْتَ هُوَ اَنْخَضَرْتُ صَلَّى اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کفر ہے ایسی لنگب دعویٰ کرنا جسکو آدمی نہیں
سچا پتا سیطرح اپنی نسب کا انکار کرنا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو ف کفر سے مراد ناشکری ہے یعنی ایسا
شخص جو سوا اپنے باپ کے دوسرے کا بیٹا اپنے تئیں کہے وہ ناشکر ہو اپنے باپ کے کہ اسکا نام ڈبا کر دوسرے کا بیٹا بن
بیٹا اسی طرح جو کوئی دوسرے کا بیٹا بنے گا وہ اپنے اصلی باپ کے انکار کر لیا یہی صریح ناشکری ہے اور
دوسری حدیث میں ایسے شخص پر لعنت آئی ہے جو اپنا نسب جھٹھ بناوی مثلاً سیدہ ہوا کہ میں سیدہ بن
یا فلان بزرگ کی اولاد میں ہوں اور انکی اولاد میں نہ ہو یہ بلا اس زمانے میں بہت پہلی ہے انوس ہے کہ دودن
کے دنیا کے لیے لوگ ملعون اور سطر و دہنتے ہیں اور خدا اور رسول سے نہیں شرماتے پہلا اس سے فائدہ ہی کیا
کہ ہم اپنے حقیقی اور اصلی باپ یا قوم کو چھپا کر دوسری قوم میں شریک ہوں اگر دنیا کا نام منظور ہے تو حلال فرمائیو
سے کیوں نہیں کہاتے تجارت کرو زراعت کرو محنت کرو پیشہ کرو کوکری کرو اس فریب اور دغا بازی سے کیا
حاصل ہے جو فرمایا اگرچہ اسکا سبب باریک ہو مطلق ہو کہ جب گمان غالب ہو کہ یہ میرا بیٹا ہے جیسے اپنی جورو
کے پیٹ سے پیدا ہو تو اسکو اپنا ہی بیٹا سمجھے گودہ اپنی صورت پر نہ ہو اور صرف وہم پر اسکا انکار نہ کرے جیسو
اوپر گذر کہ ایک گورے آدمی کا ایک کالا بچہ پیدا ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قائل کیا اوٹون کو
مثال دیکر **بَابُ فِي ادِّعَاءِ الْوَلَدِ بِحُجَّةِ كَادَعُوهُ كَمَا سَمِعَ عُمَرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَاهَرَ أُمَّةً أَوْ حَرَةً فَلَهُ وَلَدٌ وَلَكِنْ لَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ عبد اللہ بن عمرو بن
عاص سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زنا کیا کسی آزاد عورت یا نوٹھی سے

پہر اس سے بچ پیدا ہوا تو وہ ولد الزنا ہے نہ مرد اس بچ کا وارث ہوگا نہ وہ بچ اس مرد کا وارث ہوگا **ف** کیونکہ جو بچ
 زنا سے پیدا ہوا وہ درحقیقت اس مرد سے کچھ علاوہ نہیں کہتا جس نے زنا کیا گو اس کا لطفہ سہی مگر شریعت کو روکنے نہ
 بچ اس کا وارث ہوگا نہ وہ اس بچ کا اب اگر زانی مر جاوے اور اس کا کوئی دوسرا رشتہ دار ہی ہو تو کل میراث اسکو
 ملجاوے گی ایسے بچ کو کچھ نہ ملے گا **عن** عمر بن شعیب **عن** ابيہ **عن** جابر **عن** رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم**
سکھ قال کل مستحق استحق بعد ابيہ الذی یُدعی لہ اَدْعَاہ ورنثہ من بعدہ یَقْضی ان من کاد
 من اُمّہ یملکھا یوم اصابہا فنقد لحر من استلحقہ ولیس لہ فیما قسم قبلہ من الارث نئی و ما
 ادرک من میراث لہ یقسم فلہ نصیبہ ولا یلحق اذ کان ابن الذی یُدعی لہ انکدہ وان کان من
 اُمّہ لا یملکھا و من حُرّۃ عاھربھا ذلّٰہ لا یلحق ولا یورث وان کان الذی یُدعی لہ ہو اَدْعَاہ
 فهو و لکن ذلّا لاهل اُمّہ من کادوا حُرّۃ او اُمّہ قال محمد بن راشد یعنی بذلک ساقیم فی الحاکم
 قبلہ اسلام عبد البر بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس بچ کا نسب اس
 باپ کے مرنے کے بعد اس کا یا جاوے تو مثل اسکے بعد اسکو وارث دعویٰ کریں (کہ یہ ہمارا مورث کا بچ ہے) تو اپنے
 اس میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر وہ بچ لونڈی کے پرٹ سے ہو لیکن وہ لونڈی ملک ہو اسکے باپ کی حبدن اس نے اس
 سے جماع کیا تھا تو ایسا بچ بے شک اپنے باپ کے ملجاوے گا لیکن اسکو اس میراث میں سے حصہ نہ ملیگا جو اسلام
 کے زمانہ سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں اس کے باپ کے دوسرے وارثوں نے تقسیم کر لی ہو البتہ اگر ایسی میراث ہو جاوے
 تقسیم نہ ہوئی ہو تو اس میں سے وہ بھی حصہ پاویگا لیکن اگر اسکے باپ نے جس کے وہ اب ملایا جا تا ہے اپنی زندگی
 میں اس سے انکار کیا ہو (یعنی یوں کہا کہ یہ میرا بچ نہیں ہے) تو وارثوں کے ملانے سے وہ اب اس کا بچ نہ ہوگا
ف اسکا مطلب یہ ہے کہ زید مر گیا اسکی ایک لونڈی تھی اس سے ایک بچ تھا اب نیک کے مرنے کے بعد اسکی کل
 یا بعض وارثوں نے قبول کیا کہ یہ بچ زید کا ہے تو وہ زید کا بچ قرار پاویگا بمقابلہ کل وارثوں کے اگر کل نے اسکو
 قبول کیا ہو نہیں تو صرف بمقابلہ ان وارثوں کے جنہوں نے قبول کیا جنہوں نے نہیں کیا انکو حصہ پر اس بچ کا اثر نہ پڑے گا
 یہ جب ہے کہ شہادت کافی ثبوت نسب کے لیے موجود نہ ہو اگر شہادت کافی سے نسب ثابت ہو تو سب وارثوں کے
 مقابل اسکا نسب ثابت ہو جاوے گا اور سب کے حصہ پر اسکا اثر پڑے گا اور صورت اول میں بھی نسب اسوقت
 ثابت ہوگا جب یہ نے حالت حیات میں اس بچ سے انکار نہ کیا ہو بلکہ اسکو اپنا بچ کہا ہو یا جاسوس ہو یا ہو اگر
 یہ ثابت ہو جاوے کہ زید نے اس بچ سے انکار کیا تھا تو اسکا نسب ثابت نہ ہوگا گو بعض ذرئہ اس بات کو مان بھی

لیکن کہ یہ زید ہی کا بیٹا ہے و اگر وہ بچہ ایسی نوٹدی سے ہو جو اس مرد کی ملک تھی یا آزاد و عورت ہو جس سے اس
 نے زانیہ تھی تو اس کا نسب کبھی اس مرد کو ثابت نہوگا (اگرچہ اس مرد کے وارث اس بچہ کو اس کے ملاوین) اور یہ بچہ
 اس مرد کا وارث ہی ہوگا کیونکہ وہ ولد الزنا ہے (اگرچہ جو اس مرد نے اپنی زندگی میں یہ کہا ہو کہ یہ میرا بچہ ہے
 حبیب ہی وہ ولد الزنا ہی ہوگا اور عورت کے کہنے والا لون پاس یہیگا خواہ وہ آزاد ہو یا نوٹدی مرد کے کہنے والا وراثت
 اسکو کچھ علاقہ نہ ہوگا **آبَابُ** النَّهْیِ عَنْ بَعْجِ الْوَلَدِ وَعَنْ هَبْتِهِمْ حَقَّ دَلَارِکِ بیع اور ہبہ کی مانعیت و
 کیونکہ دلا را ایک طرح کی رشتہ داری ہے اسکا بیع اور ہبہ کیونکر جائز ہوگا جمہور علماء و اہل حدیث کہ نزدیک یہی
 حکم ہے لیکن امام مالک نے اسکو جائز کہا ہے شاید باب کچھ نیشن انکو نہیں پہنچیں **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَعْجِ الْوَلَدِ وَعَنْ هَبْتِهِ ابْنِ عُمَرَ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 منع کیا و لا کی بیع اور ہبہ سے و یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا اور ایک حدیث میں ہے کہ و لا
 تو ایک رشتہ داری ہے نسب کی طرح نہ وہ بیع کیجاوے گی نہ ہبہ اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور بیہقی نے ابن عمر کی
 روایت پر (روضہ) **عَنْ** ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَعْجِ الْوَلَدِ وَعَنْ هَبْتِهِ
 ترجمہ وہی جو اوپر گزرا **آبَابُ** قِسْمَةِ الْمَوَارِثِ تَرْکُونِ کَا بَأْتِی **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ مِيرَاثٍ قُسِمَ فِي الْحَاہِلِیَّةِ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْحَاہِلِیَّةِ وَمَا كَانَ
 مِنْ مِيرَاثٍ أَذْکَرَهُ إِلَّا سَلَامٌ فَهُوَ عَلَى قِسْمَةِ الْإِسْلَامِ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میراث جاہلیت کے زمانہ میں بٹ چکی ہے وہ اباسی تقسیم پر رہیگی (یعنی اسلام کے زمانہ
 میں اسکو دوبارہ نہ بانٹیں گے کیونکہ اس میں ہرج ہے) اور جو میراث ایسی ہے کہ اسلام کا زمانہ آگیا وہ اب تک نہیں
 بٹئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کی جاوے گی **و** احادیث کو کیا عمدہ مسئلہ حل ہو کہ ہر قانون کا
 عمل اس کے نفاذ کے بعد ہو جو مقدمات پیدا ہوں انپر ہوتا ہے اور جو مقدمہ نفاذ قانون سے پہلے فیصل ہو چکے
 ہوں ان میں اس قانون کے نفاذ سے کوئی مداخلت نہیں کی جاوے گی **آبَابُ** إِذَا اسْتَهْلَ الْمَرْءُ وَرَثَتَهُ
 جب بچہ پیدا ہو کر استہلال کرے (یعنی چلا دی جاوے) تو وہ وارث ہوگا **و** اپنے مورث کا اور اس بچہ کی
 میراث اس کے وارث پادین گے لیکن اگر مرد پیدا ہووے وہی نہیں تو وہ وارث نہوگا نہ اسکا کوئی وارث
 ہوگا گو یا وہ پیدا ہی نہیں ہوا **عَنْ** جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَهْلَ
 الصَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَوَرِثَتْ جَابِرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بچہ

سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے گا (گھر سے) اور نہ نکلا ہو مگر اس کی راہ میں جہاد کر لے گی نیت سے پھر ایمان لا کر اس کے پھر دن کو مان کر تو اس کی ضمانت اللہ پر ہے یعنی اللہ ضمانت کرے کہ جنت میں داخل ہو لے کے ملے یا اپنے گھر کو فوج اور لوٹ لیکر لوٹ لے کر دیکھو پھر اپنے فرمایا قسم اس کی جہاد ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسلمانوں پر یہ شاق نہ ہوتا رہے جہاد میں میرا نکلا کیونکہ حبیب آپ لکھتے تھے تو سب جہاد لکھتے (تو میں تو کسی ٹکڑے کا بھی ساتھ یہ چوڑا ملک پھر ٹکڑے کر ساتھ جاتا اس کی راہ میں ہمیشہ لیکن محبکہ اتنی گنجائش نہیں کہ میں سب کے لیے سواریاں فصیا کروں اور نہ لوگوں میں اتنی گنجائش ہے کہ وہ ہر جہاد میں میرے ساتھ میرے اگر میں انکو ساتھ نہ لیجاؤں تو ان کو دونوں میں ناخوشی ہوگی قسم اس کی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہے میں چاہتا ہوں اس کی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں اور مارا جاؤں ف احمدیث سے جہاد کی یعنی کافروں کو دین کے لیے لڑنے کی بڑی فضیلت نکلی اور جہاد ایک کن ہے اسلام کا جسکو فرضیت میں کسیکا اختلاف نہیں ہے لیکن وہ فرض کفایہ ہے ان باب کی اجازت سے اور اگر نیت خالص ہو تو پھر سے سب گناہ معاف ہو جائے ہیں سوا قرض کے اور حقوق الناس کے (درر) اور جہاد کی فضیلت میں بیچارہ کی دار دین اور لوگوں نے ہن باب میں مستقل رسالے بنائے ہیں اور جہاد ہر ایک جہاد اسلام کے ساتھ ہو کر درست ہے خواہ وہ بادشاہ نیک ہو یا فاسق ہو غرض جہاد میں یہ قید نہیں ہے کہ امام یا بادشاہ صالح ہو کیونکہ سلف اور جہاد کیا خلفا بنی امیہ اور ظالمون کے ساتھ ہو کر اور کسی نے اپنے انکار نہیں کیا اور ابو داؤد نے لکھا لام فرموا کہ جہاد قائم ہے جب اللہ تعالیٰ نے محبکہ بھیجا اور قیامت تک قائم رہیگا یہاں تک کہ آخری امت میری وصال سے لڑے گی اور جہاد باطل نہیں ہوگا کسی ظالم کے ظلم سے یا کسی عادل کے عدل سے اور صحیحہ جاری میں ہے مرفوعا کہ جسکے پاؤں پر گرد پڑے اللہ کی راہ میں تو اللہ تعالیٰ اسکو حرام کر دے گا ورنہ پر اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دن دشمن کے مقابلہ میں سورج پر رہنا ساری دنیا دامنہا سے بہتر ہے لکھا لا اسکو بخاری اور سلم نے اور دوسری بخاری میں ہے کہ جس نے جنگ کی کافروں سے اونٹنی کے دودھ دہن میں جو شہر جاتے ہیں اونٹنی دیر لپی اس کے لیے جنت و حبیب ہو گئی غرض ہر مہر کے لیے جہاد سب بڑا ہر کوئی عمل نہیں جس میں جنت کو جانے کی توقع زیادہ ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہر اور سب ملانے کو یہ عمل نصیب کسے جس سے اسلام کی ترقی ہوئی تھی اور آئندہ بھی اسی سے ہوگی اور حبیب مسلمانوں نے اسکو چھوڑ دیا اسلام ذلیل اور خوار ہو گیا یا اللہ مسلمانوں کو ہدایت کر کہ وہ قرآن اور حدیث میں غور کریں اور اس پر عمل کریں عَمَّا آتٰ سَعْدِیَ الْخَدِیْعِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

یعنی غازی کے ثواب میں سے ثواب اللہ تعالیٰ نہ دیگا بلکہ غازی کو پورا ثواب دیکر اتنا ہی اس شخص کو بھی دیکر خدا کی درگاہ میں ثواب کی کمی نہیں ہے۔ **باب فضل الفقیر فی سبیل اللہ** اس کے ساتھ میں خرچ کرنے کی فضیلت **عمر** ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **الرَّحْلُ عَلَى الْحِمْلِ دِينَارٌ يَنْفَقُهُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دِينَارٌ يَنْفَقُهُ الرَّحْلُ عَلَى الْفَحْلِ عَلَى الْفَحْلِ**

ثوبان سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دینار وہ جو حکمو آدمی خرچ کرے اپنے بال بچوں پر اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے گھوڑے پر اس کی راہ میں (یعنی جہاد کے گھوڑے پر) اور وہ دینار ہے جسکو خرچ کرے اپنے ساتیوں پر مجاہدین میں سے **عن علی بن ابی طالب ابی الذر** دآء و ابی ہریرۃ و ابی امامۃ الباہلی و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عمر و جابر بن عبد اللہ و عثمان بن الحصین کلہم یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال من ارسل بنفسه فی سبیل اللہ و اقام فی بیئہ فکفہ بکل درہم سبعمائۃ درہم و من غزا بنفسہ فی سبیل اللہ و انفق فی وجہ ذلک فکفہ بکل درہم سبعمائۃ الف درہم ثم تلاہ فیہ الایتہ و اللہ یضاعف لمن یشاء جناب علی مرتضیٰ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور عثمان بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب سے روایت ہے یہ سب حدیث بیان کرتے تھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو شخص اس کی راہ میں اپنے مجاہدین کے لیے (روپیہ اور خرچہ بھیجے اور اپنے گھمٹیاں تو اسکو ہر روپیہ کے بدل سات سو روپیہ کا ثواب ہوگا اور جو کوئی خود ہی جہاد کرے اس کی راہ میں اور روپیہ ہی خرچ کرے اس کی راہ میں تو اسکو ہر ایک روپیہ کے بدل سات لاکھ روپیہ کا ثواب ہوگا ہر اپنے پیامت پڑی اور اللہ تعالیٰ دو گن کرے تا جہیز کے لیے جائز ہے۔ **باب التعلیظ فی ترک الجہاد جہاد جو دینے کا عذاب** **عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یغز أو یحرق غازیاً أو یخلف غازیاً فی اہلہ و عیالہ اصابہ اللہ سبحانہ یقار عذہ قبل یوم القیامۃ** ابو امامہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خود جہاد نہ کرے اور نہ مجاہد کا سامان کرے اور نہ مجاہد کو بھیجے اس کے گھر بار کی نگہبانی کرے بہتری کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ اسکو مبتلا کرے گا کسی آفت میں قیامت کے پہلے **ف** اس لیے کہ اس نے جہاد میں سے جو ایک رکن تھا اسلام کا بالکل حصہ لیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر خود جہاد نہ کرے تو اور مجاہدین کی مدد ہی کرے ہتھیار اور سامان اور خرچہ سے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مجاہد جب جہاد کو جاوین یہ انکی بال بچوں اور گھر بار کی خبر گیری کے ایمان اور خدا ترسی کے ساتھ اگر ان سب باتوں سے محروم ہے تو بڑی بد بختی ہے **عن ابی ہریرۃ رض**

میں تو اسکو میان نہیں کیا تھے صرف اسوجہ سے کہ بخیلی کی عین تمہاری ساتھ اور تمہاری صحبت کے ساتھ اب اختیار
 ہر شخص کو اس پر عمل کرے یا نہ کرے میں نے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک رات
 ہی رباط کرے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تو اسکا ثواب ایسا ہو جیسے ہزار راتوں کی عبادت اور روزہ کی برابر و بخیل
 کی مینے مینے میں نے چاہا تم میرے پاس ہو ایسا نہ ہو کہ حدیث سنت ہی تم جبار کو چلے جاؤ اور میں اکیلا بجاؤں چپڑ
 تاک حضرت عثمان نو احدث کو بیان کرنے میں اس خیال سے تامل کیا یہ بیان کر دیا علیؓ اِنِّیْ هُرِّیْدَةُ عَنْ رَّسُوْلِ
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا فِی سَبِیْلِ اُجْرَیْ عَلَیْہِ اَجْرُ عَمَلِ الصَّالِحِ الَّذِیْ كَانَ
 یَعْمَلُ وَ اُجْرَیْ عَلَیْہِ رِزْقُهُ وَ اَمِنْ مِنَ الْفِتَنِ وَ بَعَثَہُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامًا مِّنَ الْفِرَجِ ابو ہریرہ رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رباط کی حالت میں ہر جاوی اللہ کی راہ میں تودہ
 شخص جو نیک عمل راہی زندگی میں اگر تاملوگا اسکا ثواب اسکو لیے جاری ہوگا موقوف نہ ہوگا اسکی موت ہو اور
 جنت میں ہو اسکا رزق مقرر ہوگا اور فتنہ قبر سے محفوظ رہیگا اور اللہ تعالیٰ اسکو اٹھا دیگا قیامت کے دن محفوظ رہیگا
 ڈرسے اور گمراہ نہ ہوگی اِبْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کَرِیْبًا یَوْمَ فِی سَبِیْلِ
 اَلْمِنْ وَ اَدَّ عَوْدَہُ الْمُسْلِمِیْنَ مُحْتَسِبًا مِّنْ غَیْرِ شَہْرِ مَضَانَ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ عِبَادَۃٍ مَّائَۃَ سَنَۃٍ صِیَامًا
 وَ قِیَامًا وَ رِبَاطًا یَوْمَ فِی سَبِیْلِ اَلْمِنْ وَ اَدَّ عَوْدَہُ الْمُسْلِمِیْنَ مُحْتَسِبًا مِّنْ شَہْرِ مَضَانَ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ
 وَ اَعْظَمُ اَجْرًا اَرَاہُ قَالَ مِّنْ عِبَادَۃٍ اَلْفَ سَنَۃٍ صِیَامًا وَ قِیَامًا اِنْ رَزَّہُ اللّٰهُ اِلَیْ اَہْلِہِ سَالِمًا لَمْ
 تَكْتُبْ عَلَیْہِ سَبَّۃٌ اَلْفَ سَنَۃٍ وَ کُتِبَ لَہُ الْحَسَنَاتُ وَ یَجْرِیْ لَہُ اَجْرُ الرِّبَاطِ اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ
 ابی بن کعب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک دن کار رباط کرنا یعنی دشمن کی تامل لگائے
 رہنا مسلمانوں کے نام کو پرانیے جہاں سے انکے دشمن کے چرہ آئے کا ڈر ہو اللہ کے لیے رمضان کے سوا اور مہینوں
 میں زیادہ ثواب کتنا ہے سو برس تک روزہ اور عبادت ہو اور ایک دن کار رباط اسکی راہ میں مسلمانوں کے
 نام کے برابر اللہ کے لیے رمضان کے مہینے میں افضل ہے اللہ کے پاس اور زیادہ ثواب کتنا ہے ہزار برس کے روزہ
 اور عبادت سے بہر اگر اللہ تعالیٰ (رباط کرنے والے کو) کوٹ لایا اپنے گھر میں سلامتی کے ساتھ تو ہزار برس تک اسکی
 برابر ایک مہینہ جادین گی (اگر وہ زندہ رہی ہزار برس تک) اور اسکے لیے نیکیاں لکھی جادین گی اور رباط کا ثواب
 اسکو قیامت تک ملتا رہیگا ف احدث میں علامت ہر موضع ہونے کی اور اسکی اسناد میں عمر بن حبیب راوی
 ہے اور وہ وضع اذ کتاب ہے ابن کثیر نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ حدیث موضع ہونے کی تقریب میں ہو کہ عمر بن حبیب

مترک ہے اور ابن ابیہ نے کہا وہ کذاب ہے **باب فضل الخیر فی سبیل اللہ** اس کی راہ میں
 چوکیداری کی فضیلت اور تکبیر کا بیان **عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَامِرٍ الْجَعْفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ**
رَحِمَ اللَّهُ حَارِسَ الْحَرَمَيْنِ عَقِبَ بَنِي عَامِرٍ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے
 لشکر کے چوکیدار کو جو رات کو جاگ رہتا ہے اور دشمن کی خبر لےتا ہے اگر دشمن آن پہنچا تو مجاہدین کو
 ہوشیار کر دیتا ہے اور چار پارے سوار دشمن کو روکتا ہے **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ**
أَلْفِ سَنَةٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ يَوْمٌ مَا دَا الْيَوْمُ كَأَلْفِ سَنَةٍ انس بن مالک سے روایت ہے میرے سنا جاتا ہے کہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ایک سال پہرہ دینا اس کی راہ میں افضل ہے مرد کے روزہ رکھنے سے
 اور رات کو عبادت کرنے سے ستر گنہ گنہ گنہ میں ہزار برس تک برس میں سو ساٹھ دن کا اور ہر دن ہزار برس کے برابر
فَإِنْ يَنْتَهِزَ رِجْلُ رَجُلٍ فِي عِبَادَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ فَفَضْلُهَا كَأَلْفِ مِائَةٍ دن ہزار برس کا ہو یہ حدیث بھی
 منکر اور ضعیف ہے اور کیا عجب ہے کہ موضوع ہو سعید بن خالد اسکے اسناد میں منکر الحدیث ہے **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ**
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالتَّكْوِينِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص سے میں تجھے وصیت
 کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی اور تکبیر کی ہر بلندی پر **باب الخدم في التغيير** حب کوچ کا حکم ہو تو سیوت
 نکلتا چاہیے **فَإِنْ يَنْتَهِزَ رِجْلُ رَجُلٍ فِي عِبَادَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ فَفَضْلُهَا كَأَلْفِ مِائَةٍ** یہ نکلنے کی سادھی کرے تو ہر ایک مسلمان کو
 نکلا وہ جیسے حکم کوئی عذر نہ ہو **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ**
أَحْسَنَ النَّاسِ وَكَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ أَتَجَمُّ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَّجَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْسَةً
فَانْطَلَقُوا أَتَبَلَ الصَّوْتِ فَتَلَقَّا هُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَبَقَهُمْ إِلَى الصَّوْتِ
وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لَا بِي طَلْحَةَ عُرَى مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُقْبِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ
لَنْ تَرَوْا يُرَدُّهُمْ ثُمَّ قَالَ لِيَفْرَسٍ وَجَدْنَاهُ مَجْرَدًا أَكْرَأَهُ لِحَبْرٍ قَالَ حَمْدًا وَحَدَّثَنِي نَائِبٌ
أَوْغَدِيهِ قَالَ كَانَ فَرَسًا لَا بِي طَلْحَةَ بَيْطًا فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمَ انس بن مالک سے روایت ہے کہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو انس نے کہا آپؐ یادہ خوبصورت تھے سب آدمیوں سے اور قربان آپؐ کے حشر
 اور جمال کے ابھی تک آپؐ کے مبارک چہرے کا تصور ہے اور زیادہ بھی تھے سب آدمیوں سے اور زیادہ شہما

تھے سب آدمیوں کے (یعنی باطنی تہا) ایک بات مدید دوائے گہیرے (انکو کسی دشمن کے آنیکا وہم ہوا) تو سب کے سب نکلے آواز کی طرف دیکھا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹے آ رہی میں آپ سب لوگوں سے پہلے آواز کی طرف چلے گئے تھے سو قوت آپ ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر چوکنگی بیٹھتا اس پر زین نہ تھا سوار تھے اور آپ کے گلے میں تلوار تھی اور آپ فرماتے تھے اے لوگو! موت ڈرو! آپ ان کو لوٹا رہے تھے (گھروں کو) پھر آپ نے اس گھوڑے کو فرمایا میرے پر سوار تھے نہ ہر قسمت اس گھوڑے کی سے گر رہے ہر چشم من نشینی ۛ نازت بکشم کہ نازینی ۛ سمجھتے تو اس گھوڑے کو دریا کی طرح پیا سیج دریا ہے اسنے بے تکان نہایت تیز چلتا ہے (حاصل کے کما روبرو دی ہے) احمدیث کا) مجھ سے ثابت فرمایا اور کسینے بیان کیا کہ وہ گھوڑا ابو طلحہ کا تھا جو مٹھا تھا چلنے میں دیر کرتا لیکن اس دن کو کسی گھوڑے سے بھیچو نہیں رہا ف یہ برکت تھی آپ کے فرمانے کی آپ کی زبان سے جو نکلا حق تعالیٰ نے دیا ہی کر دیا ایک ٹھٹھا گھوڑا خراب دم بہر میں عمدہ گھوڑوں سے زیادہ تیز اور چالاک ہو گیا ۛ

گفتن او گفتن ابوہدو گرہ از طبقوم عبد اللہ بود

عَنْ اَبِي عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَفْرَضْتُمْ فَانْفِرُوا اِبْنُ عَبَّاسٍ رَوَيْتَ
ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کما جاوے جہاد کو لیے نکلے تو تو نکلو رستی مت کرو
اور دیر مت لگاؤ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَيْتَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ عِبَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَيْدٍ مُسْلِمٍ ابُو بَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَيْتَ ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اس کی راہ میں غبار اور دوزخ کا دھواں دو کو کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہ ہونگے ف جس نے جہاد
میں گرو وغبار کما یا ہے وہ ضرور دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا عَنِ اَكْبَرِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاحَ رُوحَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْعِبَادِ مِنْهُمَا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ اَبْنُ مَالِكٍ رَوَيْتَ ہر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص تیرے پیچہ کو ذرا ہی اس کی
راہ میں چلا تو جہاد وغبار اس پر پڑا تو تھی ہی قیامت کے دن اس پر رشک پڑے گی بَابُ فَضْلِ غَزْوِ الْجَحْرِ
دُیَا کے جہاد کی فضیلت عَنِ اَكْبَرِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ يَحْيَى اَنَّهَا قَالَتْ نَامَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ بَيْنَتَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَصْحَابَكَ قَالَ
نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هَذَا الْبَحْرِ كَالْمَلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ قَالَتْ فَاذْعُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ
مِنْهُمْ قَالَ فَاذْعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا ثُمَّ قَالَتْ مِثْلَ تَوَلَّيَا فَاذْعَا لَهَا مِثْلَ جَوَابِهَا

کہ تھوڑے عرصہ میں ایشیا اور یورپ اور افریقہ میں اسلام کی روشنی پھیلا دی اور جہاں کو وہاں کے درو دیوار کو بھی مسلمان بنادیا جو جماعت اسلام تعالیٰ نے عرب کو دی ہو اس کے عشر عشر بھی نہ تو کون میں ہے نہ افغانوں میں نہ ایرانیوں میں نہ مصر میں گونا گونا دفع لوگ چنیاں کرتے ہیں کہ افغان اور ترک عرب سے بھی زیادہ بہادر ہیں مگر یہ خیال ہی خیال ہے سراج بہادر نے ردی زمین عرب میں اور جب عرب درست ہو جاوین گے ہرچہ میں اسلام کو بہتر تازہ آؤ گی اور تمام کہلا سے ہو درخت تر وافر ہو جاوین گے یا اسے تو عرب قوم پر پرانی نظر عنایت فرما اور امام مہدی علیہ السلام کو جلد پیدا کر آئیں یا رب العالمین **عَنْ** اَبِي الْمُنْذِرِ كَثَرَتْ اَنْتَ سَوَّلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَزَّوَجَلَّ فِي الْجَحِيْمِ مِثْلُ عَذْرَايَا اَيُّهَا الَّذِي لَيْسَ كَدُّ فِي الْجَحِيْمِ كَالْمَشْحُطِّ فِي دَمِيهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ الْوَلَدُ دَاوُدُ رُوِيَ عَنْ اَنِّ حَضْرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرَا يَكِي جہاد دریا میں خشکی کے دس جہادوں کے برابر ہے اور جہاد کا سرگرمی دریا میں اسکو ثواب جیسو کوئی اللہ کی راہ میں اپنے خون میں لوٹتا ہو **عَنْ** اَبِي اِمَامَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِثْلُ الْجَحِيْمِ مِثْلُ نَهْيَيْدِي الْاَبْرِدِ الْاَبْدِ فِي الْجَحِيْمِ كَالْمَشْحُطِّ فِي دَمِيهِ فِي الْاَبْرِدِ مَا بَيْنَ الْمُؤْتَمِرِينَ كَمَا طَلَعَ الدُّمَانُ فِي طَاعَتِهِ اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكُلَّ مَلَكٍ الْمَوْتِ يَقْبِضُ الْاَرْوَاحَ اِلَّا شَهِيدَ الْجَحِيْمِ فَاِنَّهُ يَقْبِضُ اَرْوَاحَهُمْ وَيَقْبِضُ لَشَهِيدِ الْاَبْرِدِ الْاَبْدِ كُلُّهَا اِلَّا الَّذِيْنَ كَرِهَ الشَّهِيدُ الْبَحْرُ الْاَبْدِ وَالَّذِيْنَ اَبُو اِمَامَةَ سُوْرَتِ جُوْرِي اَنِّ حَضْرَتِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا آپ فرماتے تھے دریا کا شہید خشکی کے دو شہیدوں کے برابر ہے (ثواب پر) اور دریا میں جس کا سرگرمی (ادویں تلوے) اسکو ایسا ثواب ہے جیسے کوئی خون میں ٹپ ہا ہو خشکی میں اور ایک مہج سے دوسرے سچ تک جانوالا ایسا ہی جیسے خشکی میں ساری دنیا کا سفر کرنے والا اسکی اطاعت میں اور دنیا کی اسر جل جلالہ نے موت کے فرشتے (حضرت عزرائیل علیہ السلام) کو مقرر کیا ہے جان نکالنے پر مگر جو دین میں شہید ہو اسکی جان پروردگار خود نکالتا ہے اور خشکی کے شہید کے سب گناہ بخش جاتے ہیں سوا قرض کے اور دریا کے شہید کے سب گناہ بخش جاتے ہیں اور قرض ہی بخش دیا جاتا ہے **وَ** اس حدیث کا اسناد ضعیف ہے غفر بن سعدان اوی کی روایت اور طبرانی نے کبیر بن ادربیتی نے عبد البر بن عمرو بن عاص سے نکالا کہ جس نے حج نہ کیا اس کے لیو حج دس جہادوں سے زیادہ ہے اور حج کر چکا ہے اس کے لیو جہاد دس حجوں سے زیادہ ہے اور ایک جہاد دریا میں خشکی کے دس جہادوں سے بہتر ہے اور جو دریا پر مہو گیا وہ کل وادیوں پر مہو گیا اور سرگرمی و اللہ اور یا میں خون میں لوٹنے والے کے برابر ہے اس کے اسناد میں عبد البر بن صالح کا تب الیث ہے لیکن وہ فقہ ہے بخاری نے اس سے حجت لی اور حاکم نے اسکی روایت کو صحیح کہا **بَابُ** ذِكْرِ الدِّيْنِ وَفَضْلِ قُرْبَانٍ وَدِيمٍ اَوْ قُرْبَانٍ كَيْفَ بَيَانِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

شہداء اور ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن ظلال وغیرہم اور امام ابن ماجہ نے اسکو اپنی سنن میں ذکر کیا اور حدیث کو حافظ ابن
کی کتاب کو صحیحین اور سنن ابوداؤد اور نسائی کے قریب بیان کرتے ہیں اور انکی روایتوں کو محبت لیتی ہیں اور عبد الرحمان
بن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اپنے باپ سے انہوں نے ابراہیم بن الولید سے انہوں نے داؤد بن مجبر سے لیکن داؤد کو ضعیف
کیا امام احمد اور علی بن المدینی اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اور بریع بن صبیح سے ثوری اور وکیع اور ابو نعیم اور عبد الجحان بن
مندی نے روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے کتاب الحج والتعلیل میں کہا کہ امام احمد اور ابو زرعہ نے اسکی تعریف کی اور یحییٰ
بن عیینہ نے اسکو ضعیف کیا اور ابن جریر نے اسحدیث کو موضوعات میں لکھا ابن ماجہ کے طریق سے اور کما وہ موضوع ہذا اور
وضاع اور بریع ضعیف ہے اور زید بن زکریا اور زمری نے کہا یہ حدیث منکر ہے نہیں پہچانی جاتی مگر داؤد کی روایت سے کتاب
الرجل یغزوہ ولکن ابوان آدمی کو جہاد کرنا کیسا ہے جب کہ ما ناب زندہ ہوں عن معاریذہ بن جاہلہ السکیتی قال
اُمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انی کنت اردت الجہاد معک انتبعی بذلک رجہ
اللہ والذکر الاخرۃ قال ویحک اخیئہ ائمتک قلت نعم قال ارجع فذرہا ثم ائمتک من الجانب الآخر فقلت
یا رسول اللہ انک کنت اردت الجہاد معک انتبعی بذلک فحببتہم والذکر الاخرۃ قال ویحک اخیئہ
ائمک قلت نعم یا رسول اللہ قال فارجع فذرہا ثم ائمتک من امامہ فقلت یا رسول اللہ ان
کنت اردت الجہاد معک انتبعی بذلک وجہ اللہ والذکر الاخرۃ قال ویحک اخیئہ ائمتک قلت
نعم یا رسول اللہ قال ویحک انتم رجکھا فلتہ الجئہ معاویہ بن جابرہ سلمی سے روایت ہے ہر من آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ جہاد کرنا چاہتا ہوں امیر کی ضمانندی کے لیے اور آنرت
کی بہتری کے واسطے آپ نے فرمایا اے تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے آپ نے فرمایا تو لوٹ جا اور
اپنی ماں کی خدمت کر یہ میں آپ پاس آیا دومر بطرف اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں آپ کے ساتھ
جہاد کروں اسرہل جلالہ کی ضمانندی اور آخرت کے ثواب کے لیے آپ نے فرمایا افسوس کیا تیری ماں زندہ ہے میں نے
کہا جی ہاں آپ نے فرمایا لوٹ جا اسکی خدمت کر یہ میں سامنے سے آپ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں
چاہتا ہوں آپ کے ساتھ جہاد کروں اور میری نیت اسکی ضمانندی اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی ہے آپ نے
فرمایا افسوس تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کیا جی ہاں زندہ ہے آپ نے فرمایا افسوس اسکی باؤن کے پاس رہے ہیں
جنت ہی وہ ان کا حق اسحدیث سے معلوم کرنا چاہیے کہ اسکے باؤن کے پاس جنت ہے اور ان کی خدمتگذاری کو
آپ نے جہاد پر مقدم رکھا لیکن اگر ان باب جہاد کی اجازت دیوں تو آدمی جہاد کر سکتا ہے ورنہ حریک ماننا پانہ

ہرمیں انکی خدمت گذاری کو جہاد پر قدم کھانے مرنے کے بعد ہر اختیار جو ان کا حق تھا اٹھا ہے کہ جہاد کا سافرض اور اسلام کا کرکن بغیر اسکے اجازت کے ناجائز ہے اور حضرت اویس قرنی اپنی بڑھاپے میں ان کی خدمت میں مصروف رہی اور ان حضرت صلی علیہ وسلم کی زیارت کے لیے نہ آ سکے یہاں تک کہ آپ نے وفات فرمائی جو لوگ اپنے مانا پ کو ستا رہے ہیں انکو ناخوش کرتے ہیں وہ ان حدیثوں پر غور کریں اگر مان ناراض ہوگی تو حجت کاملہ دشوار ہے اور دنیا کی زندگی میں ایسے شخص کی ٹہری خراب گذرتی ہے جو اپنے مان باب کو ناراض کرتا ہے یا مخرج سے معلوم ہو چکا ہے **عَنْ** مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَوْنُوا حُرًّا قَالُوا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مَلْجَةَ هَذَا أَجَاهَةٌ بَنِي عَبَّاسٍ بَنِي مُرَّةٍ أَيْسَ السَّلَمِيِّ الَّذِي عَاتَبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّ بَابَ أَنْ

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے پھر وہی قصہ بیان کیا جو اوپر گذرنا حافظ ابن ماجہ نے کہا یہ جاہمہ عباس بن مروان سلمی کا بیٹا ہے جس نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غصہ کیا تھا حدیث کے دن **ف** حیا حضرت نے حدیث کی لوٹ باٹی تو ابو سفیان بن حرب بن رصفوان بن اسیمہ اور عیینہ بن حصین اور قرق بن جابس ان میں سے ہر ایک کو سوسواؤٹ دیے اور عباس بن مروان سلمی کو اس سے کم دیے انہوں نے اپنا غصہ ظاہر کیا اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ میرا وجہ ان لوگوں کو کم نہیں ہے اور آپ آج جب کا درجہ بٹا دیں گے قیامت تک اس کا درجہ بڑھ سکا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اشعار سن کر عباس کو بھی اتنی ہی اونٹ پورے کر دیے **عَنْ** عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ جِئْتُ أُرِيدُ الْجِهَادَ مَعَكَ أَتَجْعَلُنِي مَعَكَ وَاللَّذَارِ الْآخِرَةِ وَكَفَلْتُ أُمِّيَّتَ مَوَاتٍ قَالَ لَا يَكْفِيكَ قَالَ فَاتَّجِعْ إِلَى الْجِهَادِ فَاتَّجِعْ لَهَا كَمَا أَتَّجِعُ لَهَا مَا عَدَلَ ابْنِ عُمَرَ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّ بَابَ أَنْ

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ جہاد کروں میں اس کی رضا مندی اور آخرت کو ثواب کا طالب ہوں اور میں جو قوت چلا تو میرے مان بپ رو رہے تھے آپ نے فرمایا تو لوٹ جا اور انکو مہنسا جیسے تو نے انکو رولا یا **بَابُ** النَّبِيِّ فِي الْقِيَامِ الرَّأْيِ فِي نَيْتِ كَابِيَانِ **عَنْ** أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَقَبَائِلَ حَمِيَّةَ وَهَذَا قِيلَ رِيَاءً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ يَتَكَلَّمُ كَلِمَةً اللَّهُ هِيَ الْعَلَمُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ابو موسیٰ اور روایت ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اس شخص کا حال جو فوج جاعت کی وجہ سے لڑتا ہے اور اس شخص کا حال جو غم کی وجہ سے لڑتا ہے (حمیت اور ننگ سے) اور اس شخص کا حال جو دیکھنے کے لیے لڑتا ہے تاکہ اس کا شہو ہو اور لوگ اس کی پیروی دیکھ کر اس کی تعریف کریں) آپ نے فرمایا جو کوئی اس لیے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہووے وہ

اسکی راہ میں ہے **ف** اور یہی جہاد ہی باقی شجاعت اینک دناوس یار یکا رسی یا دنیا اور مال دناک کے لیے لڑنا یہ جہاد نہیں ہے بلکہ اگر کوئی لوگ اگر کسی اسکے سوا اور کشتیا کا خیال ہی آگیا ہے تو لڑائی چوڑی ہو مثنوی میں وہ حکایت مشہور ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے جنگ میں ایک کافر کو چھاپا اور آپ کو مارنا چاہتے تھے اس نے آپ کے مونہ پر تھوک دیا اسی وقت آپ اس کے سینہ پر سے اونٹ لے کر لے گئے وہ کافر متعجب ہوا اور کہنے لگا میں نے تو سوسوٹ کر قتل کیا کہ آپ کا غصہ زیادہ ہو اور آپ مجھ کو جلد مار دالین آپ نے فرمایا میں تو خدا کے لیے لڑتا ہوں اپنے ننگ دناوس کے لیے جب تم نے میرے مونہ پر تھوکا تو لعنہ درمیان آگیا اب تجھ کو مارنا رو نہیں ہے کیونکہ قتل خالص خدا کے لیے نہ رہا ہے سنتے ہی وہ کافر ایمان لایا یہ **اَن خَدَّوْاْ اَمَّاخْتِ بَرِّوْکَ عَلٰی** افتخار ہر بنے دہر ولی۔ اخیر حکایت **مَرَّ عَنِ عُبَیْدِ بْنِ الْحُجْمِ بْنِ اَبِي عَقْبَةَ وَكَانَ** مَوْلٰی لَاحِقِ فَارِسَ قَالَ سَمِعْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَصَوَّبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ فَقُلْتُ خُلْتُ هَآئِثِيْ وَآنَا الْعَلَامُ الْفَارِسِيُّ فَبَلَغَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا قُلْتُ خُلْتُ هَآئِثِيْ وَآنَا الْعَلَامُ الْفَارِسِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ اَلِی عَقْبَةَ سُرُوْتٌ هُوَ غَلَامٌ اَزَادَ (سولی) جسے اہل فارس کے اونٹوں کے نام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا جنگ احد میں تو میں نے ایک مشرک پر وار کیا اور وار کرتے وقت میں نے کہا کہ اے کفار اور میں فارسی غلام ہوں یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی آپ نے فرمایا تو نے یہ کیوں نہ کہا اے اور میں انصاری غلام ہوں **ف** اس وقت میں فارس کے لوگ کافر تھے تو آپ نے انکی طرف نسبت کرنا برا جانا اور انصاری سلمان تھے اس لیے آپ نے فرمایا تو نے اپنی تین انصاری کیوں نہ کہا احدث ہو مسلم ہو کہ انصار کا لقب کچھ اوس اور خنیج سے خاص نہیں ہے بلکہ جن سلمانوں نے آنحضرت کی مدد کی وہ سب انصار تھے اور یہی نکلا کہ جاہلیت اور کفر کے خاندان ہو مگر کیا یہ سلمانوں کا شیعہ نہیں ہے اور سخت معیوب ہے **عَنِ عُبَیْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِوٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ غَايَةِ تَكْرُفٍ اِلَّا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُصَيِّبُوْا غَنِيْمَةً اِلَّا لَتُخْلَوْا** خُتْمُهُمْ اَوْ هُمْ فَانْ لَّهٗ يُصَيِّبُوْا غَنِيْمَةً ثُمَّ لَتُخْلَوْا اَوْ هُمْ اَوْ هُمْ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کھڑے نہ کر کے اسکی راہ میں جہاد کریں۔ پہلوٹ کا مال حاصل کرے تو اس نے ثواب کی دو تہائی دنیا ہی میں حاصل کر لی اور ایک تہائی ثواب آخرت میں باقی رہا اور اگر لوٹ نہ ملو تو ان کو پورا ثواب بیگا آخرت میں **باب** اَبْتِطَاطِ الْغَيْلِ فِي سَبِيلِ اللهِ اسکی راہ میں جہاد کر کے کے کمر کوڑے کرنا ثواب ہے **عَنِ عَمْرِوِّ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ بِثَوَاصِي الْخَيْلِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** عروہ باری سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں

میں ہمیشہ برکت اور خیر بند ہی رہی قیامت تک کیونکہ گھوڑا عمدہ آلہ ہے جہاد کا اور اسی لیے تمام جانوروں میں گھوڑا افضل ہے اور اس کا کہنا موجب برکت اور اجر ہے اگر جہاد کی نیت سے رکھو جیسے آگے آنا ہے **عن عبد اللہ بن عمر** عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **أنه قال للحیل فی فوائضها الخیر الی یوم القیمۃ** عبد بن عمر سے یہی روایت ہے **عن ابن ہریرۃ** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **الحیل فی فوائضها الخیر** اور قال الحیل معقوف فی فوائضها الخیر قال سہیل انا سنن الخیر الی یوم القیمۃ الحیل ثلاثۃ **فہی لرجل اجر و لرجل ستر و لرجل یدردھا ما الذی ہی لہ اجر** قال لرجل یتخذھا فی سبیل اللہ و یعلھا لہ فلا یغیب شیئاً فی بطونھا الا کتب لہ اجر و لورعھا فی مریح ما اکلت شیئاً الا کتب لہ بها اجر و لوسقاھا من نھر جاد لہ یجل قطرۃ تغیبھا فی بطونھا اجر حتی ذکر الاجر فی ابوابھا را در انھا و لو استنتت شرفاً او شرفین کتب لہ بکل خطوۃ یخطوھا اجر و اما الذی ہے لہ لہ ستر و لرجل یتخذھا تکرماً و یجملھا و لا یسئ حق ظھورھا و رطوبتھا فی عسرھا و یسرھا و اما الذی ہو علیہ رذر قال الذی یتخذھا اشراً و یطرأ و یکن خا و یرکب اللئیس فذلک ہی علیہ رذر ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت اور خیر ہے یا یوں فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت بند ہی ہوئی ہے قیامت تک سبیل نے کہا جو رادی ہے محدث کا یہ شک مجھ کو ہوئی اور فرمایا انھیں کہ گھوڑے تین طرح ہیں ایک کے وسطے ٹوٹے اور دوسرے کے وسطے معاف ہیں اور تیسرے کی وسطے عذاب ہیں لیکن جبکہ وسطے ٹوٹے ہیں وہ وہ شخص ہے کہ جو انکو رکھے اس کی راہ میں جہاد کرے لیے اور تیار کرے انکو اسی کو لیے توجہ کرنا ان کے پیٹ میں جادو کا اس شخص کے لیے ثواب لکھا جاوے گا اور اگر وہ شخص انکو چراوے ایک گمانس والی زمین تو جتنا وہ کھادیں گے اسکے لیے ثواب لکھا جاوے گا اور اگر وہ شخص پانی پلاوے ایک جاری نہر سے تو ہر قطرے کے بدل جو ان کے پیٹ میں جادو کا اسکے لیے ایک اجر لکھا جاوے گا کیسا تاک کہ بیان کیا اجر کا ان کے پیشاب اور لید کرنے میں ہی اور اگر وہ گھوڑے دوڑیں ایک میل یا دو میل تک تو ہر قدم کے بدل جو وہ اٹھادیں گے اسکے ایک اجر لکھا جاوے گا **ف** اس ثواب کا کچھ بڑگانا ہے بعد ربے حساب ثواب ہے مطلب ہے کہ جو گھوڑا جہاد کی نیت سے رکھا جاوے اس کا کملا نا پلانا چلنا گنا مونا سب اجر ہی اجر ہے اور ہر ایک ثواب ہے گھوڑے کے ہاں کہ **ف** اور جس کے وسطے معاف ہیں (یعنی نہ ٹوٹے ہیں نہ عذاب علیہ مباح) وہ وہ شخص ہے جو عزت اور نیت کرے لیے گھوڑے رکھے لیکن ان کی سواری اور پیٹ کا حق فراموش کرے سختی اور آسانی دونوں

حالت میں ف سواری کا حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان اسکو مانگے ضرورت کیوجہ سے تو اسکو دیوے یا کوئی تمکا ہوا مسلمان
راہ میں ملے تو اسکو سوار کر لیوے اور بعضوں نے کہا انکی زکوٰۃ ادا کرے لیکن المجاہدین اور جمہور علماء کے نزدیک گھوڑوں
میں زکوٰۃ منیع ہے اور پیٹ کا حق یہ ہے کہ ان کے لئے گمان کی خبر بھی طرح رکھو کہیں آپ خود دیکھا کرے اگر ہمیشہ ممکن
نہ ہو اور ایک بزرگ سے منقول ہے کہ وہ جہاد میں گئے انکا گھوڑا سستی کرنے لگا انہوں نے کہا انا مسلمانا الیہ رجعون گھوڑے
نے کہا انا مسلمانا الیہ رجعون اسوقت جب تو نے مجھکو چھوڑ دیا اپنی ٹوڈی پر اور میرے دانے چار کی خبر نہ لی اس سے
میں نے یہ معمول کر لیا کہ اپنی ذات سے اپنی گھوڑے کی خدمت کرتا ف اور جس کے اسطر عذاب میں وہ وہ شخص ہے جو گھوڑوں
کو کہہ غور اور کیم اور فخر اور لوگوں کو دکھانے اور نالین کے لیے (فخر کے واسطے) ایسے شخص کے لیے گھوڑے عذاب میں
عن ابی قتادۃ الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الخیل الاہم الا ترحہم الحجج لا ترم
طعن البید الیمینہ فان کذبک اذہم فکذبت علی ہذہ الشیۃ ابقاہہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہتر گھوڑا وہ ہے جو مشکلی ہو سفید پیشانی سفید ہاتھ پاؤں جسکی ناک اور پرکالب سفید ہو اور وہ ہاتھ
ساری بدن کا طرح ہو یعنی اس میں سفیدی نہ ہو اسکو عرب طلق البید الیمینہ کہتے ہیں یہ بہت مبارک ہوتا ہے اگر مشکلی
نہ ہو تو کمیت سہی انہی صفات اور اسنی و غنن کا ف یعنی کیت ہو سفید پیشانی یا کمیت سفید ہاتھ پاؤں یا کمیت
سفید لب اور بینی یا کمیت طلق البید الیمینہ یہ تین عمدہ ہیں محدث سے یہ نکلتا ہے کہ مشکلی رنگ گھوڑے کی سب
رنگوں میں عمدہ ہے اور حقیقت میں یہ رنگ نہایت مضبوط اور محنتی ہوتا ہے اسکے بعد کمیت اس کے بعد اور رنگ سیاہ
سبز رنگ سمنہ سرخ نقرہ سبہ وغیرہ عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ الشکال من
الخیل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ گھوڑوں میں شکال کو برا جانتے تھے وہ یہ ہے کہ تین پاؤں
سفید ہوں ایک ساری بدن کے رنگ پر ہو اسکو اجل ہی کہتے ہیں اب ناک گھوڑا اسے ایسے رنگ کو مکروہ اور ناک بار
سمجھتے ہیں مگر عام میں شیعہ ہو ہے کہ اگر پیشانی پر ہی سفیدی ہو تو شکال ضرر نہیں کرتا لیکن حدیث مطلق ہے اور بعضوں
نے کہا شکال یہ ہے کہ وہ ہاتھ سفید ہو تو با یا باں پاؤں سفید ہو یا با یا باں ہاتھ سفید ہو تو وہ ہاتھ پاؤں و اسل علم عن
تمیم الداری قال سعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ارتبط فرسا فی سبیل اللہ فحارج
علیہ بیدہ کان لہ بكل حبۃ حسنۃ ثم واری سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرما تو
تھے جس نے ایک گھوڑا رکھا اسکی راہ میں جہاد کرنے کے لیے یہ ہر اسکو دانہ چارہ آپ کھلایا تو ہر دانہ کے بدل اسکو ایک نیکی
ملے گی باب القتال فی سبیل اللہ اسکی راہ میں لڑنے کا ثواب عن معاذ بن جبل انک سمع النبی

وہ قیامت کے دن آویگا اور اسکا خرم ایسا نازہ ہو جاویگا جیسے سدن تہا جسدن وہ خرم لگا تا اسکا رنگ توخن کا
 سا ہوگا اور خوشبو مشک کے ہوگی **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَخْزَابِ**
فَقَالَ اللَّهُمَّ مَازِلَ الْكِتَابِ سَبِّحِ الْحَسَابَ أَهْلَهُمُ الْأَخْزَابُ اللَّهُمَّ أَهْلَهُمْ مَهْمُ دَرْزِلِهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى
 سے روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدو عاکی کافروں کے گرد ہون پر تو فرمایا یا اہل اسما تارنیو اے کن کے جلدی
 لینے والے حساب کے شکست و گرد ہون کو کافروں کے یا اہل انکو شکست دی اور گہراوت پریشان کرے بیقرار کر دے
 کہ ہاگ جادین ہفت جب جنگ میں کافروں کی فوسین بہت ہون تو یہی دعا پڑھنا چاہیے آپ نے یہ دعا جنگ احزاب
 میں کی یعنی غزوہ خندق میں جب ابوسفیان احزاب یعنی گروہ کے گروہ کافروں کو آپ پر چڑھ لایا تھا **عَنْ سَهْلِ بْنِ**
أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ
اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقِي مِنْ قَلْبِهِ بَلَّغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ إِذَا رَأَسَاتِ عَلَى فِرَاشِهِ سَهْلُ بْنُ أَبِي أُمَامَةَ
 بن سہل بن ضیف نے روایت کی اپنے باپے انہون نے داد سے کہ فرمایا جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص
 شہادت کو مانگے گا دل سے سچائی کے ساتھ ہوگا اللہ تعالیٰ شہیدین کا درجہ دیگا اگرچہ وہ اپنے بچپن پر جاوے ف
 کیونکہ نیت اسکی شہادت کی تھی اور نیت المؤمنین خیر من علم ہمیشہ ہر **بَابُ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ**
 اسکی راہ میں شہادت کی فضیلت **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَكَرَ الشُّهَدَاءُ**
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَحْبُ الْكَافِرُ مِنْ دَمِ الشَّهِيدِ حَتَّى تَبْتَدِرَهُ رَوْجَاهُ كَأَنَّهُمَا
 ظِلَاوَانِ أَضَلَّتَا فَصِيحَتُهُمَا فِي بَرَاكِ مِنَ الْأَرْضِ فِي يَدِ كُلِّ وَاحِدَةٍ حُلَّةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا أَبُو هُرَيْرَةَ
 معہ ہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہیدین کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا زمین شہید کے خون سے نہیں
 کہ اسکی دونوں بی بیان اسکو اکراٹھاتی ہیں گو یا وہ دایان میں جنہون کے اپنے شیر خوار بچے کو کم کر دیا ہو ایک آباد
 جنگل میں اور ہر ایک بی بی کے ہاتھ میں ایک جوڑا ہوتا ہے جو ساری دنیا و مافیہا سے بہتر ہے ف یہ بی بیان جنت
 کی حوروں میں سے شہید کو لپک کر لینے کے لیے آتی ہیں اور جوڑے اسکو پہنانے کو لیے ساتھ لاتی ہیں غرض شہید کو
 زمین پر گرے اور اسکی جان نکلی کہ جنت میں داخل ہو گیا اور حوروں کے ساتھ عیش و نشاط کرتے لگا اگرچہ ہنوز اس کے خور
 سے زمین بھی نہ سو کسی ہو سجان اسے کیا عیش ہو شہید کے لیے ایسی سو جانین اپنے ملک پر قربان **عَنْ الْمُفْلَحِ**
ابْنِ مَعْدِيكِرِبَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سِتُّ خِصَالٍ يُفْعَرُ لَهُ فِي الْأَمْرِ
دَفْعَةٌ مِنْ دَمِهِ وَرَبْحَى مَقْعَدٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَبِحَارٍ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ مَنَ الْفَنَاجِ الْأَكْبَرُ

وَجَعَلَ حُلَّةَ الْإِيمَانِ وَزِيَّجَ مِنَ الْحُرِّ الْيَمِينَ وَكَثَّفَهُ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا تَامِينَ أَقَارِيدَ مُقَدَّامِ بْنِ مَعْدِيكَرَةَ وَتَوَاتَرَ
ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو اللہ تعالیٰ کے پاس چھ باتیں ملتی ہیں ایک تو پہلی ہی بار اس کا خون نکلتا
ہی اس کی مغفرت ہوتی ہے اور وہ اپنا نکاح حاجت میں دیکھ لیتا ہے دوسرے عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے تیسرے حشر
کے دن جو بڑی گہرا سٹ ہوگی اس سے محفوظ رہتا ہے (اس لیے کہ اس کو اپنا نکاح پہلے ہی معلوم ہو جاتا ہے) چوتھی
ایمان کا جوڑا اس کو پہنایا جاتا ہے پانچویں بڑی انگلی الی حورون سے اس کا نکاح باندھا جاتا ہے چھٹے ستر آدمی اس
کی شفاعت سے بخشے جاتے ہیں اس کے عزیزوں میں سے (سبحان اللہ شہادت کی کیا فضیلت ہے) ان میں سے ایک
ایک بات اس لائق ہے کہ اس کے لیے اگر ایسی بے ثبات لاکھ لاکھ گائیاں ہوں تو قربان کی جاویں اور پھر ان سب
نعمتوں سے بڑھ کر اپنے مالک کی رضا مندی اور خوشی ہے اگر مالک سے راضی ہو جاوے تو ساری حور و قصور و
غلمان نعمات جنت اس پر صدق میں ہیں عَجَبٌ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بِمَعْدِيكَرَةَ بْنِ حَرَامٍ
يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ أَلَا أَخْبَرُكَ مَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا قُلْتُ بَلَى
قَالَ مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ كَلَّمَ أَبَاكَ كَفَّاحًا فَقَالَ يَا عَبْدِي مَنْ عَلَى عَطْلِكَ قَالَ يَارَبِّ
عُثَيْبُ بْنُ قُتَيْبٍ قُلْتُ فَإِنَّكَ إِذَا سَيَّوْصِي الْأَنْفُسَ إِلَيْهَا لَا تَرْجِعُونَ قَالَ رَبِّ قَاتِلْ مَنْ وَرَأَى قَاتِلَكَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا الْآيَةُ كَلَّمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب احد کی لڑائی میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کے باپ (باپ) مارے گئے تو
ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امیر جابر بن عبد اللہ سے بیان کر دوں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے باپ (سبحان
اللہ کیا درجہ ہے) میں نے عرض کیا بیان کیجیے اپنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی ہولناکی میں کی مگر پردے کے
پچھے اور تیرے باپ کے سامنے ہو کر (غیر حجاب کے) بات کی اور فرمایا ہے جس کے کچھ خواہش کر چھپے کہ میں تجھ کو
دون تیرے باپ کے کمالے مالک میری جو کچھ پہرہ جلادے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں اللہ تعالیٰ نے فرمایا
یہ میرا قول ہے چھپا کہ وہ دنیا میں دوبارہ نہیں جاویں گے اس سے بودہ اور ہنود کا مذہب باطل ہوتا ہے انکو
نزدیک سب آدمی اپنی اپنی عملوں کے موافق سزا اور جزا پا کر پھر دنیا میں جنم لیتے ہیں مگر جو پرہیزگار کا ل فقیر خدا کی
فات میں غرق ہو جاتا ہے اس کا جنم نہیں ہوتا **فات** تیرے باپ کے کمالے مالک میرے جو لوگ دنیا میں یہ
گئے ہیں انکو میرا حال پہنچا دے اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیات اناری ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا الآية
کہا اخیر آیت تک **فات** یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاویں انکو مردہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے مالک کے

پس انکو روزی ملتی ہو اس آیت پر شہیدین کی حیات اور انکی روزی ثابت ہوئی اور دوسری آیتوں اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ حقیقت موت کیا ہے روح کا جدا ہونا بدن سے نہ یہ کہ روح کا فنا ہو جانا پس جب روح قائم رہی تو حیات ہی قائم ہے البتہ بینین کہہ سکتے کہ وہ دنیا کی سی حیات ہو پر شاید دنیا کی حیات سے زیادہ وہ قوی اور برطاعت ہو اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب لوگ زندہ ہیں تو پھر شہداء کی کیا تخصیص ہے حالانکہ اس آیت سے انکی تخصیص نکلتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شہداء کی تخصیص یہ ہے کہ وہ زندہ ہی ہیں اور معظم اور مکرم ہیں اس کے پاس اور انکو جنت کے میوے روز کمانے کو ملتے ہیں یہ سب باتیں اسدون کے لیے نہ ہوں گی بلکہ دوسری حدیث میں ہے کہ مومنوں کی روحیں چرچوں کے لباس میں جنت میں جگتی پرتی ہیں اس میں سب مومنین داخل ہو گئے اور ایک حدیث میں ہے کہ قبر میں جنت کے میوے ایک اہل مومن کے لیے کہولہ بجا دے گی اور اس سے نکلتا ہے کہ قیامت تک مومن کی روح وہیں رہے گی غرض روح کے مسکن کے باب میں علما کے بہت اقوال ہیں جنکو ابن قیم نے تفصیل سے حاوی الارواح میں ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ مراجع قول یہی ہے کہ مومنوں کی ارواح جنت میں ہیں اور کافرین کے دوزخ میں وادہ اعلم علیکم بحکم ربکم اللہ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَا عَنْكُمْ رَبُّهُمْ يَرُزُّوْنَ قَالِ أَمَّا إِنَّا سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَخْبِرُ نَسْرُحُ فِي الْجَنَّةِ فِي أَيَّهَا شَأْنُكُمْ ثُمَّ تَأْوَدُنِي إِلَى فِتْنَةٍ يُلِمْ مَعَلَّيْهِ بِالْعَرَضِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ أَطْلَاعَةً فَيَقُولُ سَلُوتِي مَا شِئْتُمْ قَالُوا رَبَّنَا وَمَاذَا كُنَّا لَكَ فِي الْجَنَّةِ وَنَحْنُ مُنْشَرَحُونَ فِي أَيَّهَا شِئْنَا فَكُنَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَا يَذْكُرُونَ مَنْ أَمَى يُسْأَلُوا قَالُوا تَسْأَلُكَ أَنْ تَرْجُدَ رَوَاحَنَا فِي أَجْسَادِنَا إِنْ لَدُنِّيَا حَتَّى نَقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ فَكُنَّا رَأَى أَنَّهُمْ لَا يَسْأَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ تَرَكُوا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَوَيْتُ هَذِهِ آيَةَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ هُمْ حَيُّونَ حَتَّى يَلْقَى رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ (س) تو اپنے فرمایا کہ شہیدوں کی روحیں نیز چرچوں کے قالب میں جنت میں جیتی پرتی ہیں جہاں چاہتی ہیں (سبحان اللہ کیا عیش ہے یا اللہ تم گم گھگھاروں پر یہی کرم فرما اور جنت کا ایک کونامی ہجو عنایت کر پھر شام کو ان قندیلوں میں بسلیہ کرتی ہیں جو عرض مقدس سے ٹکلی ہوئی ہیں ایک مابرو صحن اجمال میں تھیں کہ پروردگار نے انکو جہان نکالا اور فرمایا مجھ سے مانگو تمہاری کیا خواہش ہے وہ بولا اے مالک ہمارا ہم تجھے کیا مانگیں جنت میں تو ہم گھومتے پرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جب انکو معلوم ہوا کہ وہ چوڑے زمین جہاں کے گئے تھے تب تک کچھ مانگیں نہیں تو انہوں نے عرض کیا اے مالک ہم تجھے سے یہ مانگتے ہیں کہ ہماری روحیں پھر ہمارے بدنوں میں داخلہ اور دنیا میں بھیج دے تاکہ ہم دوبارہ اتیری راہ میں ماری جاویں جب مالک نے دیکھا انکی خواہش صرف یہی ہے (اور نیز ہم شہداء

محبوب مددہ الہی پوری نہیں ہو سکتی تو اوکو چوڑ دیا (اپنے حال پر عرض کی) اَبْنُ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِحُوا الشَّهِيدَ مِنَ الْقَتْلِ إِلَّا كَسَا يَجِدُ أَحَدٌ كَمْ مَسَّ الْقَرْصَتَا بَوَّهَرِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کو ماری جاوے گا کہ ماریا ہوتا ہے جیسے تم میں سے کسی کو چکریونیٹی کے کاٹنے کا
 ف یعنی بہت ہلکا تخفیف صدمہ ہوتا ہے کہ معلوم نہیں ہوتا اور یہ ہلکا صدمہ بھی مرتے ہی جاتا رہتا ہے یہ تو طرح
 طرح کے عیش اور آرام نصیب ہوتا ہے یہاں تک کہ دوبارہ مارے جائیں تو خواہش پیدا ہوتی ہے یا اس کو اپنے فضل و کرم
 اور اپنے حبیب اور خلیل کے صدق سے موت کو ہمپر ہی ایسا ہی آسان کر دے کہ چوٹی کے کاٹنے کی طرح ہی معلوم
 ہو اور دنیا سے سفر کر جاوے تو سب کچھ کر سکتا ہے اور یہ نزدیک صدمات آسان ہو رحم فرما ہمارے ضعیفی اور غربت اور
 ناتوانی پر اور ہمارے گناہوں کو اپنی عنایت اور کرم بخشش سے تو غفور اور رحیم ہو اور ہم تجھ سے نہ مانگیں تو یہ کس سے مانگیں
 ہر کوئی اپنے آقا سے مانگتا ہے ہمارا آقا اور مالک اور مولیٰ تو ہی ہے ہم بری ہیں یا اچھے مگر تیرے در کو چوڑیو الے نہیں
 تیرے سوا اور کسی کو کچھ مانگنے والے نہیں بری ہیں تو تیرے ہیں اچھے ہیں تو تیرے ہیں اگر بے ہی ہیں تو برو کمان جاوے
 کس کے در پر جا کر مانگیں ہم بے ہیں مگر ہمارا مالک تو بردن کو بھی بخشتا ہے اور ان باب سے زیادہ اپنے بند و پر رحم کرے گا
 بہرحم اسکی رحم کی توقع کیوں نہ کر میں بیان کون ہے وہاں کون ہے یہاں بھی اسیکا آسرا ہے وہاں بھی اسیکا ہر سدا
 ہے وہ باو شاہ ہے دونو جان کا اور راکہ ہے زمین و آسمان کا **باب** مَا يُؤْتِيهِ الشَّهَادَةُ شَهَادَاتٍ وَرُجُونِ
 کا بیان عن عبد الله بن عبد الله بن جابر بن عتيبة عن أبيه عن جده أنه مرض فأتاه النبي صلى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَقَالَ قَاتِلْ مِنْ أَهْلِهِ إِنْ كُنَّا لَنَرِجُو أَنْ نَكُونَ وَفَاتَهُ قَتَلَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شَهَادَةَ الْمَيِّتِ إِذَا الْقَبِيلُ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهَادَةٌ وَالْمَطْعُونُ
 شَهَادَةٌ وَالْمُرَاةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهَادَةٌ يَعْنِي الْحَامِلُ وَالْعَرَقُ وَالْحَرَقُ وَالْحَنْوَبُ يَعْنِي ذَاتُ الْجَنْبِ شَهَادَةٌ
 جابر بن عتيبة سے روایت ہے وہ بیمار ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کو آئے انکے گھر والوں میں سے کسی نے
 کہا اے حکو تو یہ اسید تھی کہ وہ اسکی راہ میں شہید ہو کر مر گئے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر شہید صرف یہی ہو
 رجا اسکی راہ میں قتل کیے جاوے تو میری است میں شہید کم ہونگے (حالانکہ میری امت میں شہید بہت ہیں انمیر
 اسکی راہ میں قتل ہونا شہادت ہو اور طاعون و وبا یعنی ہر مرض جو عام ہو جاوے اور بعضوں نے کہا وہ ایک مرد ہو
 بعضوں نے کہا وہ ہے بعضوں نے کہا پوڑا ہے جو اکثر بغل میں نکلتا ہے) سے مرنا شہادت ہو اور عورت جو بکلی میں
 مر جاوے شہید ہے یعنی حاملہ دیکر اسطرح سے کہ بچہ پیٹ میں مر جاوے اور ماں بھی مر جاوے اور جو بالی میں ڈوب کر

آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تلوار و زوالفقار کو انعام کے طور پر دیا بدر کے دن **ف** حضرت علی مرتضیٰ کو انعام
 مراد نفل ہے یعنی وہ چیز جو انعام کسی مجاہد کو حصہ سے زیادہ دیوے اسکی سعی اور کوشش اور بہادری کے صلہ میں۔ یہ تلوار
 پہلے عاص بن امیر کی تھی جو بدر کی دن مارا گیا پہلوٹ میں وہ تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی آپ نے
 حضرت علی کو دی انکے پاس ہمیشہ یہ تلوار رہی اور بڑے بڑے کافروں اور دین کے دشمنوں کو اس سے مارا **عن**
عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِذَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّ مَعَهُ
رُمْحًا فَإِذَا رَجَعَ طَرَحَ رُمْحَهُ حَتَّى يَجْعَلَ مَلَكُهُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ لَا ذِكْرَكَ ذَلِكَ يَرْسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّكَ إِذَا قَاتَلْتَ لَمْ تُنَوِّعْ صَالَةً حضرت علی سے روایت ہے مغیرہ بن شعبہ جب جہاد کرتے ان
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تو اپنے ساتھ ایک برچہ لیجاتے پہر جب لوٹتے تو اس برچہ کو ہینکیتے کوئی
 اسکو اٹھا لاتا انکو دینے کے لیے جیسے پڑی چیز کو اٹھا لیتے ہیں حضرت علی نے اسے لے کر کہا میں یہ بیان کروں گا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے کہا ایسا کرتے کیجیو منین تو کوئی پڑی ہوئی چیز منین اور ٹاڈے گا اس خیال
 سے کہ مٹا کر اسکو عمدہ چوڑا یا بے نہ بول کر اور جس چیز کو مانا کہ قصداً ضائع کرنے کے لیے چوڑا دی اسکو کون اٹھا
 گا **عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسَّعَتْ رِيَّةً تَرَاى بِجَلَدٍ بَيَاضٍ قَوْسٍ**
فَارِسِيَّةٍ فَقَالَ مَا هَذِهِ أَلْفَهَا وَعَلَيْكَ كِدُ بَطْنِهِ وَأَشْبَاهُهَا وَرِمَاحُ الْقَنَا فَإِنَّهَا تَقْصُرُ بِيَدِي لَكُمْ بِعِصَانِي الَّذِينَ
وَمِثْلُكُمْ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ حضرت علی مرتضیٰ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ایک عربی کمان تھی
 آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں فارسی کمان دیکھی تو فرمایا یہ کیا ہے اس کو ہینک دے اور اسکے مانند
 دوسری رکھ اور نیزے رکھ کیونکہ اللہ تعالیٰ کمان اور نیزے سے تمہاری مدد کرے گا دین میں اور
 دُنیا میں **عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَّ بِالسَّحْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْخَبَثَ صَانِعُهُ**
يَحْتَسِبُ عَجْزُ صَنْعَةِ الْخَبَرِ الْوَرَقِيِّ بِهِ وَالْمَلَكُ بِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَارَدَكُمْ أَدَانِي
تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرَكُّوْا وَكُلَّ مَا بَلَّهَ بِلَدِّ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ بَاطِلٌ إِلَّا دَمِيَّةً يَفْقِدُ سِرَّهُ وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ مَلَأَ حَبَّتَهُ
 اُھرا تہ فارسیوں میں الحق ختہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ
 ایک تیر کے سب سے تین آدمیوں کو جنت میں بھیادے گا ایک تو اسکے بانیوں کے کو جو اللہ کے لیے بناوے تو اس کے واسطے
 دوسرے جو اسکو چلا دی تیسرے جو تیر مار نیکو اٹھا کر دیوے اسکی مدد کرے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تیر مارا اور بچا مارا لوٹ پر سوار ہو کر اور مجبور تیر مارنا بچا مارنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور مسلمان کا ہر کیل لغو ہے یعنی
 بیکار ہے کچھ فائدہ نہیں مگر تیر و کمان سے کیلنا اور اس نامہ میں اس کے بدل بندوق سے کیلنا ہے اور اپنے کوٹھے کی
 تعلیم کرنا اور سپہ ساری سیکھنا دوڑا مار بچی کی کثرت کرنا اور اپنی جہود سے کیلنا یہ تین کیل سچی ہیں ف یعنی
 بیکار اور لغو نہیں ہیں اول کے دونوں کیل میں آدمی جہاد کے لیے مستعد اور طیار ہوتا ہے اور اخیر کی کیل میں اپنی جہود
 سے الفت ہوتی ہے اول اولی اسید ہوتی ہے جو انسان کی نسل قائم رکھنے اور بڑھانے کے لیے ضروری ہے عَنِ النَّبِيِّ
 عَلَيْهِ سَلَامٌ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَفَى الْعَدُوَّ لِيَسْمِيَهُمْ فَمَلَغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ أَصَابَ
 أَوْ أَخْطَأَ فَيُعْدِلُ رَدِّيَّةَ عَمْرٍو بْنِ عَبَّاسٍ رَدِيَّتُهُ هَرَمِيْنَةُ أَخْضَرَتْ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَا ابْنُ فَرَاتٍ تَبِعَ جَوْكُوِيَّ شَمْرَ
 كُوَ اِيك تير مارے پھر اس کا تیر و دشمن تک پہنچ کر نشانے پر لگے یا نہ لگے تو اس کا ثواب ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے۔
 عَنِ عُبَيْدِ بْنِ عَامِرٍ الْجَحْشِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَعْلَى الْمَكْبَرِ دَاعِلٌ
 لَهُمْ مَا اسْتَطَعُوا مِنْ قُوَّةٍ إِلَّا وَارَتْ الْقُوَّةُ الرَّغْمَ فَلَا تَفْرَا تِ عَقْبُ بَنِي عَامِرٍ جَنْبِي سَعْدِ بْنِ عَامِرٍ جَنْبِي سَعْدِ بْنِ عَامِرٍ جَنْبِي سَعْدِ بْنِ
 أَخْضَرَتْ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَا ابْنُ فَرَاتٍ تَبِعَ جَوْكُوِيَّ شَمْرَ كُوَ اِيك تير مارے پھر اس کا تیر و دشمن تک پہنچ کر نشانے پر لگے یا نہ لگے تو اس کا ثواب ایک بردہ آزاد کرنے کے برابر ہے۔
 لیے جہاں تک تم سے ہو سکتا قوت آگاہ رہو قوت کیا ہے تیر مارنا تین بار یہ ارشاد فرمایا ف یعنی کافروں کے مقابلہ
 کے لیے ہمیشہ اپنی طاقت کو بڑھاتے رہو اور ہر وقت مستعد رہو جنگ کے لیے جو جنگ ہو کیلے کہ معلوم نہیں دشمن کس
 وقت حملہ کرے جیسا ہے ایسا نہ ہوتا ہماری طاقت کم ہونے کی وقت غفلت میں حملہ کر بیٹھے اور پھر غالب ہو جا دیں ہوسا
 ہے کہ مسلمانوں نے قرآن شریف کو مدت سے بالای طاق رکھ دیا نیز ارون میں ایک مسلمان ہی ایسا نظر نہیں آتا جو قرآن
 کو سمجھ کر پڑھے پھر عمل کرنے کے لیے جس مسلمان کو دیکھو قرآن کا ادب اور اس کی تعظیم محبت کرتا ہے انکوں سے لگتا ہے
 اس کا خردان اور شیرازہ محبت عمدہ بناتا ہے پھر طلای حد ولین کرتا ہے اور سونے اور چاندی کے زرگا زانٹان لے کر پھر
 لگتا ہے لیکن کبھی یہ توفیق نہیں ہوتی کہ قرآن کو ایک بار ہی اول سے لیکر اخیر تک سمجھ کر پڑھے اور جو حکم قرآن میں
 آئے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے قرآن ایسے اوترا ہوا کہ مسلمان قیامت تک اس کو خدا کا قانون سمجھ کر ہمیشہ اس پر
 چلے رہیں لیکن مسلمانوں نے اس کو تیجے دسویں چلم کے لیے مخصوص کر دیا اور بعض مسلمان اور دونوں میں ہی پڑھتے ہیں
 مگر صرف تبرک کے لیے اس کے لفظوں کو طوطی رٹ جاتے ہیں معنی اور مطلب کے بغیر ہی نہیں گویا یہی ثواب ہے خالی نہیں
 مگر اصل غرض قرآن کی فوت ہو کر صرف اتنا ہی باقی رہ جا کہ کمال تاسف کا باعث ہو اور بعض مسلمان تو ایسے دیکھو
 کہ وہ قرآن میں قال دیکھتے ہیں آمینہ کی پہلی یا بری بات کی خبر اس میں سے نکال لیتے ہیں کچھ ہوسکتا ہے یا کچھ نہیں

لکھاتے ہیں یہ تو ایک نئی بات ہے جو صحابہ اور تابعین سے بالکل منقول نہیں قرآن میں فال ذکینا تو کسینے جائز نہیں رکھا
 المیۃ تعویذ کے طور پر لکھانے میں قباحت نہیں اگر بے ادبی کا ڈرنہ ہو لینے پانچاں پیناں بجا رکھنے کے وقت میں اسکو جدا
 رکھو یا کسی ایسی چیز میں لپیٹ دیکو جو بالکل ظاہر نہ ہو سکے جیسے موم وغیرہ میں اسپر ہی ریسب لکھو باتیں میں عمرہ غرض
 قرآن کی جگہ کے لیے قرآن اترادہ یہی ہو کہ ہر ایک مسلمان جتنا ہو سکے اسکو سمجھ کر پڑھے اور اسکو فصاحت اور احکام پر عمل
 کرنے کی تڑپ روز کو شش کرنا ہے ایک یہ نصیحت دیکھو کہ کافروں کے لیے جہالتک سے ہر اپنی قوت کو درست رکھو
 کیا بیش بہا نصیحت ہے اگر مسلمان ابھر چلتے رہو اور کافروں سے بڑھ چڑھ کر نہ سہی تو خیر انکے برابر ہی سہی اپنے فوج اور ہتھیار
 کو درست رکھو تو کیوں یہ نوبت آتی کہ مسلمان کے اکثر ملکوں پر آج مخالف لوگ قابض ہوئے مسلمان رئیس اہل تو بہت کم
 باقی رہے ہیں اور جو دھار باقی ہیں وہ بھی رات دن عیش و عشرت اور نش اور عورات کو ساتھ لہو دلب میں مصروف ہیں
 اور عوام مسلمان کا یہ حال ہے کہ علوم اور صنائع کی طرف بالکل انگو شوق نہیں ہے اور کسی مسلمان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ
 ممالک یورپ کے سیر و سیاحت کر کے جو صنائع اہل یورپ نے لکھے ہیں انکو حاصل کر کے اپنی قوم میں شائع کرے اگر
 مسلمان ایسا کریں تو توڑے عرصہ میں وہ مالدار بھی ہو جاویں اور صاحب حکومت بھی یا اسے تو مسلمانوں کی انکمہ کہو کہ
 اومہ کے فضل سے قرآن شریف کا اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہر ایک عام
 مسلمان ہی قرآن کا مطلب سمجھ سکتا ہے اور حدیث کی کتابوں کا ترجمہ بھی اس زمانہ میں شائع ہو گیا ہے پس ہر ایک
 مسلمان کو لازم ہے کہ روز رکوع یا دو رکوع قرآن شریف کے ترجمہ کے ساتھ اور ایک باب کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ کے
 ساتھ پڑھا کرے اور جہالتک سے قرآن اور حدیث پر عمل کرنے کی کوشش کر لے **عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَعْفَرِيِّ**
يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَعَلَّمَ الزُّمِّيَّ شُدُّتْ زُكَّتْ فَفُتِلَ عَصَانِي عَقْبَةُ بْنُ عَمْرِو
 جنسی سے روایت ہے کہ میر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے تیر مارنا سیکھا پہرہ چھوڑ دیا تو
 اُس نے میری نافرمانی کی **ف مطلب یہ کہ جب کوئی ہتیار چلا نہ کیا علم سیکھے تو کہیں کہیں اسکو تار ہے چھوڑ دے**
 تاکہ ضرورت کی وقت کام آدمی اب تیر کے عوض بندوق اور نوپے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ**
وآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَعَلَّمَ الزُّمِّيَّ فَإِنَّ أَبَا كُرَّةٍ كَانَ رَامِيًا ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
 صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں پر گزے جو تیر مار رہے تھے آپ نے فرمایا اے اسماعیل کے بیٹو دیا یہ ایسے فرمایا کہ عرب حضرت اسماعیل
 یعنی قیدار کی نسل میں ہیں تیر مارو کیونکہ تمہارے باپ ہی تیر انداز تھے **ف حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کے**
باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام فاران کے میدان یعنی مکہ کی جنگل میں چھوڑ کر چلے آئے تھے وہ وہیں پڑے ہوئے

اور انکو شکار کا بہت شوق تھا اور پیرے تیر انداز اور بہادر تھے تو ان حضرت نے عرب کے لوگوں کو بھی تیر مارنے کی اسطرح سے ترغیب دی کہ یہ تمہارا آبائی پیشہ ہے اسکو بڑا دیکھاؤ **بَابُ الرِّايَاتِ وَالْاَلْوِيَةِ عَلَمُونَ** اور جنہوں کا بیان **عَنْ الْحَارِثِ بْنِ حِصَّانٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَائِماً عَلَى الْمُنْبَرِ وَبِأَدْلٍ قَائِمِينَ يَدُكِيَهُ مُتَقَلِّدٌ سَيْفًا وَإِذَا رَأَيْتُكَ سَوْدَ الْفَقْلَتِ مِنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ قَدِمَ مِنْ غَزَاهِ حَارِثُ بْنُ حِصَّانٍ حُرَّوْهُ مِنْ بَدِينِ بْنِ أَبِي تُوَيْسٍ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر کھڑا ہوا یا پاپا اور بلال آپ کے سامنے کھڑے تھے ایک تلوار گلہ میں ڈالے ہوئے اور ایک کالا جہنڈا اسی تہا پہنے ہو چاہیہ کون شخص ہیں لوگوں نے کہا یہ عمرو بن عاص ہیں جو ایک لڑائی سے لوٹ کر آئے ہیں **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَلِوَادُهُ أَبِيعُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ** سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جہنڈا سفید تھا **عَنْ أَبِي عَتَّابٍ أَنَّ رَأْيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ سَوْدَاءَ وَلِوَادُهُ أَبِيعُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ** سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہنڈا ارغیمے بڑا ہوتا سیاہ تھا اور آپ کا علم سفید تھا **ف** حدیث میں را یہ اور لوار کا لفظ ہے را یہ بڑا جہنڈا یعنی باڈا قودہ سیاہ تھا اور لوار چھوٹا علم وہ سفید تھا اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے بھی نکالا اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام کو لشکروں کا ترتیب دینا اور جہنڈی اور نشان بنانا مستحب ہے اور ابوداؤد نے سماک بن حرب کے نکالا انہوں نے ایک مرد سے اس نے ایک اور مرد سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہنڈا از رنگ کا دیکھا اسکی اسناد میں ایک مہجول ہے اور جابری کی حدیث اس میں ہے اور پگندری اسکو اہل سنن اور حاکم اور ابن حبان نے بھی نکالا اور حارث کی حدیث بھی اور پگندری اسکو ترمذی نے بھی نکالا اسکو راوی صحیح کے راوی ہیں اور اسباب میں کئی حدیثیں آئی ہیں **بَابُ الْبَسِّ الْحَرِيرِ وَالْإِسْبَاجِ فِي الْحَرْبِ** حریر اور دیاج ریشمی کپڑوں کا پہننا لڑائی میں کیسا ہے **عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ جُبَّةَ مَرْدَّةَ بِالْإِسْبَاجِ فَقَالَتْ كَانِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَسُ هَذَا إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ** اسما بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک حبشہ نکالا جس میں ریشم کی گھنٹیاں اور ٹکے تھے اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو پہنتے تھے جب دشمن سے ملتے ہیں لڑائی میں امام مانا اور شاہی اور اکثر اہل علم نے لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا درست کہا ہے کیونکہ تلوار ریشم کو مشکل سے کاٹتی ہے اور ابن عدی سے حکم بن عمرو سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی حریر پہننے کی لڑائی کے وقت لیکن اسکی اسناد میں ایک راوی موقوف ہے اور ترمذی نے کہا حریر

کا پہننا درست ہے حضور کے وقت جیسے ٹرائی مین یا سردی مین یا جوتن کو منع کرنے کے لیے سفر میں اور ایسا ہی حضور میں اصرار
 قول پر اور ہر ایہ میں ہے کہ حریر اور دیباچ کا ٹرائی مین پہننا جائز ہے صاحبین کے نزدیک کیونکہ شعبی نے ان حضرت سے
 ایسا ہی روایت کیا اور ابو ضیفہ کے نزدیک خالص لیشمی کا پہننا مکروہ ہے ہر حال میں کہتے ہیں حضرت دفع ہو جاتی ہے
 اس سے جب کا ناما ریشم ہو اور باماسوت ہو اور حریر اور دیباچ میں یہ فرق ہے کہ دیا خالص ریشم کا ہوتا ہے یعنی نری ریشم
 کا اور حریر میں ریشم ملا ہوتا ہے **عَنْ عُمَرَ أَمَّا كَانَ يَخْضَعُ لِرَبِّهِ الدِّيبَاجُ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ لَكَ انْشَاءً**
بِأَصْبَعٍ ثَمَّ الثَّانِيَةِ ثَمَّ الثَّالِثَةَ ثُمَّ لَرَابِعَةٍ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْضَعُهُ
 حضرت عمر منع کرتے تھے حریر اور دیباچ پہننے سے مگر جوتا ہوا اور شاہ کیا انہوں نے اپنی انگلی سے (یعنی ایک انگل
 گوٹ کے طہر پر لگا ہو) پہر دوسری انگلی سے پہر تیسری سے پہر چوتھی سے (یعنی چار دانگل تک درست ہے) اور حضرت عمر
 نے کہا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کرتے تھے اس سے **بَابُ لَيْسَ الْعَاثِمُ فِي الْحَرَبِ لِرَأْيِ**
مِنْ عَمَّامَةٍ بَانَدْنَاهَا عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَرْثَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانِي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے مبارک سر پر کالاعمامہ تھا اور آپ کے اسکے دونوں کناروں کو اپنے دونوں ہونڈھوں
 کے بیچ میں لٹکا دیا تھا **فَلَمَّا كَانَ يَخْضَعُ لِرَبِّهِ الدِّيبَاجُ** کا باندھنا سنت ہو اور کئی حدیثوں میں اسکی فضیلت آئی ہے اور
 عمامہ میں شملہ لٹکانا بہتر ہے لیکن ہمیشہ نبین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شملہ لٹکا یا ہے کبھی نہیں اور بہتر یہ ہے
 کہ شملہ پیڑی کے طرف لٹکا دے اور کبھی داسنے ہاتھ کی طرف لیکن بائیں ہاتھ کی طرف لٹکانا سنت و خلاف ہو اور
 شملہ کی مقدار چار دانگل سے لیکر ایک ہاتھ تک ہے اور نصف پشت سے زیادہ لٹکانا اسراف اور خلاف سنت ہے
 اتنے مختصراً احمد بن حنبل نے لکھا کہ کالے رنگ کا عمامہ باندھنا مسنون ہے **عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَسْجِدًا وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ أَوْ أَلْوَنٌ مِنْ ذَلِكَ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 مکہ میں داخل ہوئے سیاہ عمامہ باندھے **بَابُ الْقِتْرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْغَزْوِ وَجِهَادِ مَنَ خَرِيدٍ وَذَخْتٍ كَرَاهٍ**
خَارِجَةٍ بَنِي زَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا كَيْسًا أَيْ عَنِ الرَّجُلِ يَهْرُدُ أَيْ يَكْفُرُ وَيَسْبِغُ وَيَتَّخِذُ فِي غَزْوٍ وَفَقَالَ
لَهُ أَبُو كَيْسٍ تَأَمَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْبُوكَ نَفْسًا وَنَفْسًا وَهُوَ يَرَانَا وَلَا يَكْفُرُ ناچار جہاد
 زید کی روایت ہو میں نے دیکھا ایک شخص نے میرا پ (زید بن ثابت) سے پوچھا اگر کوئی آدمی جہاد کو جاوے تو پہر وہاں
 بیچ و شرار کرے اور تجارت کرے انہوں نے کہا ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی تو کون میں اور خریدنے

تھے بچے تھے آپ ہم کو دیکھتے تھے اور منع نہیں کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ جہاد میں سفر میں مع دشمن اور تجارت
 کرنا منع نہیں **باب تَفْصِيلُ الْقِرَاءَةِ وَوَدَاعِ الْمُجَاهِدِينَ** کو پہنچانے جانا اور حضرت کرنا **عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ**
ابْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ شَيْعَةُ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَكَفَّهَ عَلَى
 رَحْلِهِ عِلْدَةً أَوْ رُوحَةً أَحَبَّ إِلَى مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا سَاعِدِينَ النَّاسِ رُوحَتُهُ هِيَ أَنْ حَضَرَ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نَفَرٌ مِمَّا أَكْرَمَ فِي كِسْفٍ مُجَاهِدٍ كَوْنَهُ نَجِيًّا أَوْ نَسْكَو سَوَارَكَرُونَ سَلَى زَيْنٍ بِصَبْحِكَ مَا شَامَ كَوْنَهُ زِيَادَةً بِسَبْدٍ
 هِيَ مُجَاهِدَةٌ كَوْنَهُ دَانِيَةً مِمَّا سَعَى **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ** وَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهُ الذِّمِّيَ لَا تُصْبِحْ وَدَائِعُهُ الْبُؤْسُ بِرِيضِ الْمَعْنَةِ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مجھ کو حضرت کیا تو فرمایا میں تجھے کو سپرد کرتا ہوں اللہ کے حبلی امانتیں صلح نہیں ہوتیں **عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ**
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَخَصَ الشَّرَايَا يَقُولُ لِلشَّائِخِ أَتَسْتَوْدِعُ اللَّهَ دِيْنَكَ
وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جب ٹکڑیاں لشکر کی روانہ ہوتیں تو جو شخص ان کو ساتھ
 لے لے آتا ہے فرماتے ہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین امانت اور تیرا خاتمہ **فَإِنِّي أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهَ دِيْنَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ**
 رہی بڑی حفاظت انہی چیزوں کی کرنا چاہیے دینا نہ کسی کے پاس ہمیشہ رہی ہے نہ یہیگی **باب الشَّرَايَا**
 سرایا کا بیان (سرایا جمع ہے سریر کی اور سریر لشکر کا ایک ٹکڑا زیادہ سے زیادہ سریر کا شمار چار سو کا ہوتا ہے بعضوں
 نے کہا سریر وہ ٹکڑی جو چپکے سے بھیجی جاتی ہے) **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
قَالَ لَا كَذِبَ بَيْنَ الْجَوْنِ لِلْخَزَاعِيِّ يَا أَكْثَمُ اغْنِمْ مَعَ غَيْرِ قَوْمِكَ يَحْنُ خَلْقُكَ وَتَكْرُمُ عَلَى رَفَقَاتِكَ يَا
أَكْثَمُ خَيْرُ الرِّفْقَاءِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ الشَّرَايَا أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةٌ **أَلَا وَكَانَ يُعَلِّبُ أَتَيْنَا**
عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قَلْبَةِ النَّاسِ بْنِ مَالِكٍ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثم بن جریح سے فرمایا کہ
 اکثم جہاد کر اپنے قوم کے ساتھ مگر شاید انکی قوم کے اخلاق عمدہ نہ ہونگے اس لیے اپنے اکثم کو ان سے جدا ہونے
 کے لیے فرمایا، اس پر جسے اخلاق اچھے ہوں گے (کیونکہ اچھے لوگوں کی صحبت میں اور سفر میں اخلاق کی دوسری
 ہوتی ہے) اور مہربانی کر اپنے رفیق پر اسے اکثم بہتر رفیق وہ ہیں جو چار ہوں (یعنی سفر میں چار آدمی ہوں) اب ہکو
 ہے اور تین ہی بہتر ہیں جیسے دوسری حدیث میں ہے اور بہتر سریر وہ ہے جس میں چار سو آدمی ہوں اب ہکو
 ملین (بہتر ہیں) اور بہتر لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار آدمی ہوں اور بارہ ہزار آدمی کبھی مغلوب نہ ہونگے تعداد کی
 کمی عورت کیونکہ یہ تعداد کافی ہے اب بارہ ہزار کا جو لشکر مغلوب ہو گا وہ کسی اور وجہ سے جیسے مامردی سستی

وغیرہ کیسے آفت آسمانی ہو سبحان اللہ کلمہ مسلمان ایسے تھے کہ بارہ ہزار آدمی ان کے کبھی کسی دشمن سے مغلوب نہیں ہو سکتے تھے اور اب کرڈوں مسلمان ہیں مگر ٹھوڑے دشمنوں سے مغلوب ہیں فَاَتَعْلَمُونَ اَلَا مَرْحُومُ الْاَبْرَارِ بْنِ عَارِظَ بْنِ كُثَيْلٍ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ كَانُوا یَوْمَ بَدْرٍ ثَلَاثِیْنَ وَ اَبْضَعَةَ عَشَرَ عَلَیْ حِلَّةٍ اَصْحَابِ طَلُوتَ مِنْ حَاوِیَّہِ الْاَشْجَرِ مَا حَاوِیَّہُ اِلَّا مُؤْمِنٌ بَرَابَرِ بْنِ عَارِظَ رُوِیَتْ ہر جمعہ تین کرتے تھے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بزرگ کے دل تین سو اور دس ہر کئی آدمی تہائی ہی لوگ طالوت کے ساتھ تھے جو طالوت کو ساتھ نہ کرے پھر اتر کر تھے اور طالوت کے ساتھ وہی باپ اترتا تھا جو میں تھا جیسے قرآن میں ہے فلما جاوزہ ہوا الذین آمنوا معہ فی قصۃ تفصیل کے ساتھ سیر کی کن بن میں (قوم ہے) عَمَّی ابی الدردر صاحب الیثی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ یَقُولُ اَیُّاکُمْ وَ الشَّرِیْفُ الْاَنْثَرُ لَقِیْتُ قُرَیْشَ وَ اِنْ غَنِمْتُ غَلَمْتُ ابوالورد رُوِیَتْ ہر جمعہ تین تھے وہ کہتے تھے (ایک نسخہ میں یوں ہے کہ ابوالورد کو فروغاً بیان کرتے تھے) بجز تم اس سے جو دشمن سے ملے ہی ہوا کہ ابوالورد کو اس میں چوری کرے و مطلب ہے کہ پہلے رفیق کا حال خوب دیکھ لیں اس کی رفاقت کرو ایسا نہ ہو کہ اس کی رفاقت سے تم صیبت میں پڑو اس طرح آدمی کو لازم ہے کہ جب لڑائی کے لیے کسی ٹکڑی کے ساتھ جاوے تو اچھے ایماندار اور بہادروں کی ٹکڑی میں سے نامور اور چور گروں کے ساتھ رہنے کو اپنی جو بھی اخلاق خراب ہوں گے **کاب** اَلَا کَلِیْلَیْ فِیْ قُدْرَةِ الْمُشْرِکِیْنَ مَشْرُکُوْنِ کِیْ دِیْوَنِیْنِ کَمَا نَا کِیَا ہِیْ عَمَّی قَبِیصَہُ بْنُ ہُلَیْعٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ عَنْ طَعَامِ النَّصَارَیْ فَقَالَ لَا یَحْتَیِلُجْنَ فِیْ صَدْرِکَ طَعَامُ صَارَعَتْ فِیْہِ رَفْعُوْا رِیْثَہُ کَب طَیْ سُوْرُوْیَتْ ہر جمعہ میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا نصاریٰ کو کھانا نیکو اپنے فرمایا تیرے دل میں کسی کھانے کو سو نہ آوے تو مثلاً بن جادیکا نصاریٰ کے وٹ وہ سوا اپنے مذہب لوں کے دوسرے لوگوں کا کھانا نہیں کھاتے یہ حال نصاریٰ کا شاید آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوگا اب تو نصاریٰ ہر ایک شے بے الے کا کھانا بناتے کہ مشرکین کا بھی کھا لیتے ہیں احادیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کا پکا یا ہوا کھانا مسلمان کو کھانا درست ہے اور حق تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے وَطَعَامُ اَیُّہِ الْکِتَابِ حَلٰلٌ لِّکُمْ اَوْ اَخْرَجَتْہُ صِلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ نے یہودیہ کا کھانا یا خیر میں لیکر پتہ طہر ہو کہ اس کھانے میں شراب اور سورنہ ہو اور نہ وہ جانور جو زہر و مثلاً گلا گھونٹا ہو یا ایسا اللہ کے سوا اور کسی کے نام پر کھانا ہو اور نہ وہ کھانا بالاجہا حرام ہوگا اس میں کسی کا خلاف نہیں اور ہمارے زمانہ میں جس جاہل مترد نے یہ فتوے دیا کہ نصاریٰ کا کھانا گھونٹا ہو یا جانور درست ہے کیونکہ وہ طعام اہل کتاب میں داخل ہے وہ مسلمان کی جماعت سے خارج ہے اور ہر انکار کیا ایک

یہی بات کا کیونکہ طعام سے وہی طعام مراد ہے جو حلال ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ نصاریٰ اگر سورہی پکاوین یا آدمی کا گوشت
 تو وہ بھی حلال ہو اسکے نزدیک اور ایسا یوقوت نہ کیا گیا نہ مانگیا نہ اسکے اختلاف کا ہماری شریعت میں کوئی اعتبار
 ہے خسر دنیا والآخرۃ **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ كَتَبَ النَّبِيُّ**
قَالَ اتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْ دُرُ الْمُشْرِكِينَ نَظِيرُ ذُنُوبِنَا قَالَ لَا تَطْجُوا فِيهَا قُلْتُ فَإِنْ أَحْبَبْنَا أَنْ
فَلَمْ نَحِبْ مِنْهَا بَلَاءٌ أَقَالَ فَارْحَمُوا هَارِصًا حَسَنًا لَمْ أَطْجُوا وَكُلُوا ابْتَغِي خَيْرَ شَيْءٍ مِنْ رَدِّتِ جَمِينٍ أَنْخَضَتْ مَلِكًا
 علیہ وسلم پاس آیا اور میں نے آپ سے عرض کیا مشرکوں کی ہڈیوں میں ہم کمانا پکاوین آپ نے فرمایا یرت پکاوان ہیز
 میں نے عرض کیا اگر ضرورت پڑے اور سو پکاے انہیں علاج نہ ہو مثلاً دوسری ہڈیاں نہ ملین آپ نے فرمایا یہی
 ضرورت ہو تو انکو اچھی طرح سے دھو ڈالو پھر پکاؤ ان میں اور کماؤ فطہی نے کہا آپ نے ان برتنوں میں
 پکانے سے منع کیا اسلئے کہ وہ ان میں سور کا گوشت پکاتے تھے اور شراب پیتے تھے ان میں اور اگر اہل کتاب
 بھی ان چیزوں کا استعمال کرتے ہوں تو انکا برتن ہی بغیر دھوئے استعمال کرنا درست نہیں۔ ابو داؤد کی
 حدیث میں جو ہم اہل کتاب کے پڑوسی ہیں وہ اپنی ہڈیوں میں سور پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں
 اخیر حدیث تک اس میں اہل کتاب کی تصریح موجود ہے اور اس سے یہ نکلا کہ جو لوگ اپنے برتنوں میں نجاستوں کا
 استعمال کرتے ہیں جیسے مردار کمانے والے اور شراب پینے والے (اگرچہ مسلمان ہی ہوں) انکے برتنوں کا استم
 بغیر دھوئے جائز نہیں اور جو کمانا ان کے برتنوں میں پکا ہوا سکا بھی کمانا درست نہیں (انجاء) **بَابُ**
الْمُسْتَعَانَةِ بِالْمُشْرِكِينَ جَنَاحٌ مِنْ مَشْرُوكٍ مَدْلُونًا كَيْسَ عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتْ لَتَعْنِيْنِ بِمُشْرِكٍ - ام المؤمنين حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے ف الحدیث کا
 یہی قول ہے کہ مشرک سے مدد لینا جہاد میں جائز نہیں مگر ضرورت سے اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک مشرک نے
 ان حضرت کو ساتھ جہاد کا قصد کیا آپ نے فرمایا لوٹ جا میں مشرک کی مدد نہیں چاہتا جب وہ اسلام لایا تو اس سے مدد لی اور
 احمد اور شافعی اور بیہقی اور طبرانی نے حبیب بن عبد الرحمن عن امیہ عن جدہ سے ایسا ہی زکا اور اس کی رساوی ثقہ
 ہیں اور احمد اور شافعی نو انس سے نکالا کہ امت روشنی کو مشرک کی کے انکار سے اسکی اسناد میں ازہر بن رشد ضعیف
 ہے باقی لوگ ثقہ ہیں اور شافعی نے ابن عباس سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی یہود کے لوگوں سے مدد
 لی غیر کے دن اور ابو داؤد نے یہ کہ ورسیل میں اور ترمذی نے یہی مسئلہ نکالا اور بعض لوگ کہ ترویک مشرکین سے مدد

لینا جائز ہے کیونکہ آپ نے منافقوں سے مدولی احد کے دن اور حنین کے دن اور سیر کی کتابوں میں ہر کہ ایک شخص قرآن پڑھ کر
 ان حضرت کے ساتھ نکلا احد کے دن اور وہ شکر کہ تھا اس نے تین ستر کون کو مارا جو جہنم اٹھانید اے تھے نبی عبداللہ
 میں سوت آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس دن کی فاجر سے اور خراہ کی قوم آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 ساتھ نکلی قریش سے لڑنے کے لیے جو جس سال کہ فتح ہوا وہ بھی مشرک تھے اور جمع بین الہادیث یوں ہوگا کہ بلا ضرورت
 یہ جائز نہیں اور ضرورت سے جائز ہے جیسے الحدیث کا مذہب ہو (روضہ) **باب الخلیفۃ فی الحرب** لڑائی میں
 مکر و فریب سے ہر فسطح سے ہر سکہ کے مثلاً کافروں میں نا اتفاقی ڈلوادینا ان کے سامنے سے ہانکنا کہ وہ تھک
 کرین یہ انکو ہلاک کے مقام پر لیجانا یا سطح اور حسب یل اور مکر درست ہیں لیکن مکر کر کے اسکا ٹوڑنا درست نہیں بلکہ مکر
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحرب خدعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
 روایت ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑائی تو مکر و فریب ہی کا نام ہے یا بڑا کام اس میں مکر و فریب ہی ہے
عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحرب خدعہ ابن عباس سے ہی ایسی روایت ہے
ف اور صحیحین میں جائز اور ابھر یہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے **باب المبارزۃ والطلب** لڑائی کے لیے
 نکلنے اور سامان کا بیان **عن قیس بن عباد قال سمعت ابا ذر یقول لکنت ہلکۃ الایۃ فی**
ہولاء الرہط الستۃ یوم بذی ریحان اختصموا فی ربیعہم الی قولہ اِنَّ اللہَ یَعْلَمُ مَا یُرید
فی حمرۃ بن عبد المطلب علی بن ابی طالب عتیکۃ بن الحارث وعتبۃ بن ربیعۃ وشیبۃ بن ربیعۃ
فالولید بن عتبۃ اختصموا فی الحجۃ یوم بکاء قیس بن عباد وروایت ہے ہشٹے روز سے سادہ قسم کھاتے
 تھے کہ یہ آیت نہ ان حضرات اختصموا نے رسم رینے یہ دونوں دشمن ہیں ایک دوسرے کے جنوں نے جھگڑا کیا اپنے ایک
 میں تو مسلمان اسلام کو حق سمجھ کر اسکی تائید کو اسکی رضا مندی جانتے تھے اور اسکے لیے لڑتے تھے اور کافر اسلام
 کو ناحق بائیں شرک کو سچا دین سمجھ کے اسکے لیے لڑتے تھے ان اللہ تعالیٰ بارید تک ان چہا آدمیوں کے **باب بین اتری**
جودہ کے دن لڑے مسلمانوں کی طرف سے تو حمزہ بن عبد المطلب (سید الشہداء) عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اور علی بن ابی طالب (حیدر کرامہ) اللہ تعالیٰ ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عبید بن حارث بن عبد
 (ابن عم نبی) اور کافروں کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ **ف** حبیب کے دن مقابلہ
 چھڑ گیا تو قریش کے کافروں میں سے تین شخص عتبہ بن ربیعہ ولید بن عبد المطلب اور سادہ طلب کیا یعنی کون ہمارا مقابلہ کو آتا ہے
 یہ پکارا انصار کے لوگ انکے مقابلہ کو گئے انوں کا ہم کو نہیں چاہتے ہم کو اپنے بیانیوں سے لڑنا منظور ہے

قریش میں ہر جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسنانا تو فرمایا کہ حمزہ اور اٹھ لے علی اور اٹھ لے عبیدہ اور اٹھ لے عقیل
بہادر مسلمانوں کی مصروفیت کے لئے حمزہ نے شیبہ کو مارا اور علی نے دیکھ کر اور عبیدہ میں وار ہوتی تھی دو نو زخمی تھے علی اور
حمزہ نے اپنے اپنے مقابلوں کو فرغت کر کے عقبہ کو ہی مار لیا اور عبیدہ کو سیدان جنگ کے اٹھالائے ان تینوں کو فروز
میں عقبہ سردار رہا۔ بیٹے ہندہ کا باپ جو معاویہ کا نانا تھا شیبہ اسکا بہائی تھا ولید اسکا بیٹا تھا یہ تینوں مردود حمزہ اور
علی شیران خدا کے ہاتھ سے وصل جہنم ہوئے ہندہ کو بڑی عداوت حمزہ کی پیدا ہوئی اس نے اصرار کے دن حمزہ کا کلیجہ
نکال کر جیبا میں لے لیا اور اسے خاندان ابوسفیان کو ولیدین یہ عداوت ہمیشہ باقی رہی حبیب ابوسفیان جیسا ان حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑا ہمارا ان کے بیٹے معاویہ جناب علی مرتضیٰ سے لڑتے رہے انکا بیٹا زید علیہ السلام امام حسین علیہ
السلام سے لڑا اور آپ کو شہید کیا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں ہر جگہ مبارک جناب امام عالی مقام کا زید علیہ السلام
علیہ السلام کے سامنے آیا تو لگا چڑی سے اسکا مارنے اور کہنے یہ بدلتے بدلتے دن کا لے مردود تو بدر کا بدلہ کیا جتنا
رسالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیتا ہے اگر ایسا ہی تو تو صیغ کافر ہے کسی لیے حمزہ اور علی نے تیرے نانا پر نانا کو کچ
اپنے ذاتی عداوت و عنین مارا بلکہ حکم الہی اسکے پیچھے کے ساتھ ہو کر مارا اور تو نے شیطان کے ساتھ ہو کر صرف دنیا کو
لیے اسکا بدلہ کیا بعد لعنت تیرا فضل پر اوصل لعنت تیرا اعدان و انصار پر لے مردود اسے اسکا بدلہ تیرا خاندان بہر
سے لیا کہ جناب امام کا نام آج تک دشمن ہر اور کوڑ مارا آدمی جناب امام کو روضہ مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں
کی خاک کو انہوں نے لگاتے ہیں پتھر خاندان پر تو قیامت تک لعنت اور پتھر کا کر رہے ہیں اور تو انکے دوزخ میں
جل رہا ہے اور جناب امام کے بدل ساری تیری قوم کے لوگ کتنے کی موت مار گئے اور تیری اور تیرے بزرگوں قبرین
ہی کہو کہ لاشیں اور ہڈیاں سنڈاس میں پینک دی گئیں اب کہہ کہ تو نے بدر کا بدلہ جناب امام سے لیا یا نہیں اور
جناب امام کا بدلہ تجھ سے لیا گیا یا نہیں کلخ انداز را با دواش سنگست یہ ہم تو دنیا و آخرت میں اپنے پیچھے اور آل
پیچھے کے ساتھ ہیں اور جو مرد و آل پیچھے کا دشمن ہوا اسکے مارنے اور قتل کرنے کو حاضر اور مستعد ہیں کائنات میں کان
عجب ابابیس بن سلبہ بن ابی اسیر قال بارکرت جلا فقتلتک فقتلنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سلبہ کہ اسیر بن ابی اسیر سے روایت ہوئی ہے ایک شخص سے مقابلہ کیا تو اسکو قتل کیا تو ان حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسکا سامان مجھ کو دیا عجب ابی قتادہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقتلک سلب
قتیل فقتلک یوم حنین ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہوئی ہے انہوں نے حنین کے دن ایک شخص کو مارا ان حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا سامان انہی کو دیا عجب سمیرہ بن جندب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قتل فلک الشک

سمو بن جبہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے اس کا سامان اسکو ملیگا
 و فی نے اسکے کپڑے ہتھیار سواری وغیرہ یہ امام کا اختیار ہے جب تک کہ جنگ میں لوگوں کو غنیمت دلانے کے لیے
 یہ کہدی کہ جو کوئی کسیکو ماری اس کا سامان ہی ایسی یا کسی خاص کٹری سے کہے تم کو مال غنیمت میں سے اس قدر زیادہ
 ملیگا کافی اور اوزاعی اور لیث اور ثوری اور ابو ثور اور احمد اور اسحاق کا یہ قول ہے کہ حکم دہائی ہے یعنی ہر جنگ میں
 مقتول کا کل سامان قاتل ہی کو ملے گا خواہ امام ایسا وعدہ کرے یا نہ کرے اور ابو حنیفہ اور مالک نے کہا حکم دہائی
 نہیں ہے مگر جب یا پھر امام غنیمت کے لیے ایسا کہدیوے اگر امام نے کچھ نہ کہا ہو تو ہر ایک مقتول کا سامان مال غنیمت
 میں بفرما کر ہر کسب مجاہدین کو برابر تقسیم ہوگا باب الغارۃ والنبات و قتل النساء والصبيان رات کو
 چہا پر ان کا فریب (شب خون) اور عورتوں اور بچوں کا حکم عن الصنفین جئنا ما قال سئل النبي صلى
 الله عليه وسلم هل الذاری من المشركین یبکیون فیصاب النساء والصبيان قال هم منهم
 صعب بن جبہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا اهل الدار کے مشرکوں پر شب خون کرنے
 کے لیے کہ اس میں عورتیں اور بچے بھی مارے جاویں گے اپنے فرمایا وہ بھی انہی میں سے ہیں و فی یعنی رات کو
 جب کافر دن پر چہا پر ماریں اور عورتیں اور بچے بلا قصد ماریجا دیں تو کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ وہ بھی انہی میں داخل ہیں
 لیکن قصداً اور علاحدہ عورتوں اور بچوں کا اس طرح بالکل بوڑھوں کا رجوڑائی کے قابل نہ ہوں امارت دست
 نہیں ہے اشافعی و ایسا ہی منقول ہے ابن عمر کی حدیث صحیحین میں ہے کہ ایک عورت مقتول پائی گئی کسی لڑائی
 میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عورتوں اور بچوں کے قتل سے اور ابو داؤد اور انس سے زکا لہذا
 مرت قتل کرو بڑے فانی اور نابالغ اور عورت کو اسکو اسناد میں خالد بن قزہ سے اس میں کلام ہے اور رباح
 کی حدیث آگے آتی ہے اسکو نکلا احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم اور بیہقی نے بھی کہ مرت
 قتل کرو بچوں کو اور مرد و زور کو اور احمد نے ابن عباس سے مرفوعاً مرت قتل کرو بچوں اور اگر جادو الوان کو رشیو رپو
 کو جو بارک الدنیا ہوتے ہیں اسکو اسناد میں ابیہیم بن اسمعیل بن حبیبہ حنیفہ ہے لیکن فقہ کہا اسکو امام احمد
 نے اور احمد اور اسمعیل نے کعب بن مالک سے انہوں نے اپنے چچا سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 لوگوں کو بھیجا ابن ابیہیم بن اسمعیل بن حبیبہ حنیفہ کے قتل سے اسکو راوی صحیح کے راوی
 ہیں اور احمد اور ترمذی نے سمرہ سے مرفوعاً قتل کرو بڑے مشرکوں کو اور زندہ رکھو انکے بچوں کو بعضوں نے
 کہا اجماع ہے عورتوں اور بچوں کے قتل منع ہونے پر مگر جب یہ سہرہ جادوین لڑنے والوں کے یا خود لڑتے

نے خطبہ کا تب سے ابن ابی شیبہ نے کمایہ روایت ثوری نے غلطی سے صحیح یون ہے جس پر نصیر نے کی ابو الزناد سے انہوں نے
مرقع سے انہوں نے ربیع بن بیعہ اور ایسا ہی نکالا احمد اور ابو داؤد اور نسائی وغیرہم نے جس پر دیگر گذرا اور ربیع
بہائی نے خطبہ کا باب **بَابُ الْخَوَرِ قِيَانِ صَنِ الْعُدُوِّ وَثَمَنِ كَلِّتِ الْكَلَامَ عَنِ السَّامَةِ بْنِ زَيْدٍ فَكَانَ يَتَنَبَّأُ**
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَرِيقَةَ يَقَالُ لَهَا أُنْبِئِي فَقَالَ أُنْبِئِي صَبَاحًا تَمَحَّرَقُ اسَاسُ بَنِي نَدِ
سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اپنی کسٹ پر بھیجا جو ایک گائون ہے اور فرمایا صبح کو اپنی من جا
اور آگ لگا دے **ف** اپنی ایک مقام ہے فلسطین میں عسقلان اور رملہ کے درمیان بان کے لوگ کافر ہوں گے مطلب
یہ کہ وہ ان کے لوگوں کو جلا دیں شاید یہ حکم ابتدا پر اسلام میں ہو گا پھر آپ نے انکار سے جلا نہ منع کر دیا اور اہل حدیث کا یہی
قول ہے کہ کافروں کو انکار سے جلا نا جائز نہیں بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زکا لاکہ آن حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک شکر میں بھیجا تو فرمایا اگر تم فلاں اور فلاں کو پاؤ تو شخصوں کو تو انکو آگ سے جلا دینا عجیب
ہم نکلنے لگے تو آپ نے فرمایا میں نے حکم دیا تھا فلاں نے فلاں کو جلا نہ کیا لیکن آگ سے اس پر عذاب کرتا ہے تم اگر
انکو پاؤ تو قتل کر دینا لیکن رختوں کا اور تہوں کا اور سامان کا جلا نا تو وہ جائز ہے اور کئی احادیث سے اس کی اجازت
ثابت ہے **حَبَسَ مِنْ صَلَاحٍ هُوَ رَوْضُهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ تَخْلَ**
الْمُضَارِيرِ قَطْعًا وَهِيَ الْبُؤَيْرَةُ فَإِنَّزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ أَوْ تَوَلَّيْتُمْ هَا قَائِمَةُ الْآيَةِ ابْنِ عَمْرٍ
سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کے کچھ جلا دیے اور کاٹ ڈالے پورہ انکے باغ کا نام
تھا (جہاں کچھ کے درخت تھے) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ناری ما قطعتم من لیسۃ اور تملوا عن ابن عمر ان
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ تَخْلَ بَنِي النُّضَيْرِ قَطْعًا وَفِيهِ يَقُولُ شَاعِرُهُمْ هَ فَهَانَ عَلَى سُرَادِ
بَنِي لُؤَيٍّ + حَرْنِي بِالْبُؤَيْرَةِ مُسْطَظِيرٌ + ابن عمر سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی النضیر کے
کچھ کے درخت جلا دیے اور کٹوا ڈالے سیلاب میں مسلمانوں کا شاعر (حسان بن ثابت) کہتا ہے **هَ فَهَانَ**
عَلَى سُرَادِ بَنِي لُؤَيٍّ + حَرْنِي بِالْبُؤَيْرَةِ مُسْطَظِيرٌ + یعنی پہلے ہے قریش کے اشتران پر پورہ میں انکار لگا دینا
جو اوڑھ رہی ہے بنی النضیر کے لوگ یہودی تھے اور انہوں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا دیا اور عہد توڑ
ڈالا اور کافروں کے شریک ہو گئے اس وقت جب کافروں کا آپ پر هجوم تھا اللہ تعالیٰ کو یہ ناگوار ہوا انکے تمام جاہلاد
ان پر رسول کو دلوا دی اور وہ قتل کیے گئے اور جلا وطن کیے گئے **بَابُ فِدَايَةِ الْأَسَارِيِّ قَبِيرُونَ كُوفَةُ كَيْ**
طَمَرٍ بِدِينِ رِيعَةٍ دُوسَرٍ قَبِيرُونَ كَيْ بدل **عَنِ** ایک میں **نَبِيٍّ كَذَبَ بَنِي الْأَكْصِيِّ عَنِ أَبِيهِ قَالَ غَزَاهُمَا سَمَ**

اَبُو بَكْرٍ هُوَ اَزْهَرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَتَقَالَتْ جَارِیۃٌ مِنْ بَنَاتِ قُرَآءَۃٍ مِنْ اَجَلِ الْعَرَبِ عَلَیْہَا فَتَقَالَتْ لَهَا مَا كَشَفْتُ لَهَا عَنْ نَوْبٍ حَتّٰی اَتَيْتُ الْمَدِیْنَةَ فَالْقَیْسِیُّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فِی السُّوقِ فَقَالَ اللّٰهُ اَبْرَکَھُمَا لَفَوْھُمَا لَہٗ قَدِیۡتَ بِھَا فَقَادٰی بِھَا اَسَارِی الْمُسْلِمِیْنَ کَاَنُوْا بِمَلَکَۃٍ سَلَمَہُ بِنَ الْاَکُوْعِ

سے روایت ہے کہ ابوبکر کے ساتھ جہاد کیا ہوا ان کے ساتھ (موازن ایک قوم تھی عرب کی تیر انداز ہوا ان کی مقام کا نام ہے جو عرفات اور طائف کو درمیان ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر نے انعام کے طور پر مجھے ایک لڑکی دی بنی فزارہ کی جو عرب کے قوموں میں بہت خوبصورت لڑکوں سے تھی وہ ایک پرستین بننے ہوئے تھی میں نے اسکا کپڑا بھی ہنہیں کھولا یا تاک کہ میں مدینہ میں آیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے بازار میں اور فرمایا تیرا باپ بزرگ تھا جس نے تیری مثل بیٹا جنبا اس عورت کو مجھے یہ کہوے میں نے آپ کو یہ کہی اپنے اس عورت کو بھیج یا فدیہ میں اور اسکے بدلے میں کسی مسلمان قیدیوں کو بیچا یا جو مکہ میں تھے ف معلوم ہوا کہ امام کو کوئی چیز انعام دیکر پھر اسکا پیہ لینا یہی درست ہے جب اس میں کوئی مصلحت ہو آپ نے حضرت صفیہ کو پہلے وحیہ کو دیا تھا پھر اسے پیہ لیا یا بے مَا اخَذَ الْعَدُوُّ فَظَفَرُ عَلَیْہِ الْمُسْلِمِیْنَ اگر کا فر مسلمانوں کو کوئی چیز لیکر اپنے ملک میں ہو پہنچ گئے پھر مسلمان کا فرو پر غالب ہو اور وہی چیز ہاتھ آئی ف تو اسکے اصلی مالک کو دیدی جاوے گی الطبرانی کا یہی مذہب ہے عَنْ اَبْنِ عُمَرَ قَالَ ذَہَبَتْ قَرْنٌ لَہٗ فَاَخَذَھَا الْعَدُوُّ فَظَفَرُ عَلَیْھِ الْمُسْلِمِیْنَ فَخَرَّ عَلَیْہِ فِی رَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ دَاوُدُ عَبْدُ لَہٗ فَتَقَالَتْ بِالرُّدْمِ فَظَفَرُ عَلَیْھِ الْمُسْلِمِیْنَ قَرَدَہٗ عَلَیْہِ رِخَالِ الدِّنِّ الْوَلِیْدُ بَعْدَ دَفَاۃٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَبْنِ عُمَرَ سے روایت ہے کہ انکا ایک گھوڑا چلایا اسکو کا فروں نے لے لیا پھر مسلمان ان کا فرو پر غالب ہو اور وہ گھوڑا ہاتھ آیا تو وہ گھوڑا ابن عمر کو دیدیا گیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور انکا ایک غلام بھی ہال گیا اور نصاکر سے مل گیا پھر مسلمان نصاری پر غالب ہو اور غلام بکر آگیا تو خالد بن ولید نے وہ غلام ابن عمر کو پیہ دیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ف یہ حدیث صحیح ہے سہو بخاری نے بھی نکالا اور سلم نے نکالا کہ آنحضرت کی اوٹنی عصیا کو کا فر لے گئے پھر ایک عورت اس پر چڑھ کر مسلمانوں کے پاس آگئی اس نے نزدیکی اس کے محر کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نذر گاہ کی ہو یا اپنے ملک میں نہ ہو وہ پوری نہ کی جاوے شامی اور ایک جماعت علماء کا یہی قول ہے کہ کا فر غلام سے مسلمانوں کے کسی چیز کے مالک ہونگے اور جب وہ چیز پھر ہاتھ آوے اسکا مالک لے گا غنیمت کی تقسیم سے پہلے یا اسکے بعد اور حضرت علی اور زہری اور عمرو بن دینار

کر غنیمت کو مال میں عدا و عذاب ہوگا قیامت کے دن چوری کر نیوالے پر ف یعنی قیامت کے دن اسکی چوری ظاہر کی جاوے گی تو لوگوں میں رسوائی ہوگی اسکے سوا عذاب جداگانہ ہوگا اور جس قدر ذری ہی چیز ہو اسکی چوری حبیب کیسیکی توادر زیادہ رسوائی ہو اسلیے مومن کو چاہیے کہ غنیمت کا کل مال حاکم کے سامنے حاضر کرے ایک سو یا یا ناگہی اپنے پاس کہہ نہ چھوڑے **بَابُ النَّفْلِ** انعام کا وعدہ کرنا **عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْكَةٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَلَ لِمَنْ** **يَعْدُ الْخَيْسُ حَبِيبُ بْنُ سَلَمَةَ** سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفل (انعام جو لڑائی کے وقت امام ایمن کی مجاہدین کے لیے وعدہ کرے) دینا کث مال کا خمس لینے کے بعد ف حرب غنیمت کا مال ہاتھ آوے تو اس میں سے بانچہ ان حصہ اور رسول کا ہے وہ تو امام نکال لیوے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاوین تو امام کو اختیار ہے کہ ان چار باقی حصوں میں سے جتنا چاہے انعام کسی خاص شخص یا خاص جماعت کو لیے تجویز کرے امام احمد اور اسحق کا یہی قول ہے اور سعید بن المسیب اور شافعی اور ابو نعیم نے کہا کہ امام اگر انعام کا وعدہ کرے تو خمس میں سے جو کہ رسول کا حصہ ہے **عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَلَ فِي الْيَدِ آةَ الْوُجُعِ مَوْفَى الرَّجْعَةِ** **الثَّلَاثُ** عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ پہلے جاتا تھے کے لیے تو ربیع غنیمت کو انعام کا وعدہ کرتے (اور میں ربع میں سارا شکر شریک ہوتا) اور ٹوٹی وقت تو ثلث کا انعام فرماتے (کیونکہ ٹوٹے وقت پہ لڑائی کرنا بہت شاق ہوتا ہے اس میں زیادہ انعام مقرر کیا) **عَنْ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ** **لَا نَفَلَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْمَيْسَرَةِ قَرِيبُهُمْ عَلَى خَيْفِ حِمٍّ قَالَ رَجَاءُ وَقَسَمْتُ سَلَمَةَ** **ابْنُ مَوْسَى يَقُولُ لَهُ حَدَّثَنِي مَكْحُولٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْكَةٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَلَ فِي الْيَدِ آةَ** **الْوُجُعِ وَحِينَئِذٍ قَفَلَ الثَّلَاثُ** فقال عمر **أَحَدُ ثَلَاثٍ عَنْ أَبِي عَنْ جَدِّي وَحَدَّثَنِي عَنْ مَكْحُولٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو** بن عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نفل (انعام) نہیں ہے بلکہ قوی سلمان صنف سلمان کو مال غنیمت پر بیگانہ یعنی مال غنیمت میں سلمان برابر شریک ہوں گے اور برابر حصہ پاویں گے جو لوگ قوی ہوں اور زیادہ جنگ کریں وہ دوسرے ہوں زیادہ انعام کے طور پر کچھ نہ پاویں گے ف رجا نے کہا جو راوی ہے محمد بن عمرو بن شعیب سے سنا کہ کہتے تھے عمر بن شعیب سے مجھ حدیث بیان کی مکحول نے حبیب بن سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام دیا شروع جنگ میں ربع مال غنیمت کا اور جب لوٹو (اور دوبارہ جنگ کی ضرورت واقع ہوئی تو ثلث مال غنیمت کا انعام دیا عمر نے کہا میں تجھ سے اپنی باپ کی حدیث بیان کرتا ہوں داد اسے اور تو مکحول کی روایت بیان کرتا ہے ف تو عمر نے مکحول کی روایت کو صنف سمجھا حالانکہ مکحول فقہ ہے اور یہ حدیث

ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور تمام علمائے اپنے اتفاق کیا اور انعام دینے کو جائز سمجھا **باب ثَمَّةُ**
الْعَنَّا غنیمت بانی کا بیان **عَنْ أَبِي حُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَهُمْ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةَ
 أَسْهُمٍ لِلْفَرَسِ سِتِّمَكانٍ وَلِلْجُلِّ سِتِّمَكانٍ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن حصہ یا سوا
 کو تین حصے دیے اور پیل کو ایک حصہ ف تو سوار کو دو حصے دلا گھوڑے کے اور ایک حصہ ہر کا اور پیل کو ایک
 حصہ ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور ابن عمر کی یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے
 نکالا اور انس اور عروہ باری سے ایسا ہی منقول ہے اور امام احمد نے زبیر سے ایسا ہی روایت کیا ہے اسکو صحیح کر کے
 بن اور افطنی اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے ابوسعید سے اور ترمذی اور ابی نعیم سے ابو ہریرہ سے اور امام مسلم نے جریر سے
 اور ابو داؤد نے عقبہ بن عبدیہ سے اور امام احمد نے جابر اور اسماء بنت زید سے ایسا ہی نکالا اور اسکے سوا اور بھی کئی حدیثیں
 ہیں اور جہور علما کا قول یہی ہے اور ایک جماعت علماء اہل سنت گئی ہیں کہ سوار کو دو حصے دینا ایک حصہ اسکا اور ایک اس
 کے گھوڑے کا اور پیل کو ایک حصہ بلا گا اور انہوں نے دلیل ابی محمد بن جابر کی حدیث سے جو احمد اور ابو داؤد اور نکالی
 کہ خیبر تقسیم کیا گیا حدیث ابو ہریرہ سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکا اشارہ حصے کی اور کل لشکر کی تعداد پندرہ سو
 تھی ان میں تین سو سوار تھے آپ نے سوار کو دو حصے دیے اور پیل کو ایک حصہ اسکا دیکھا اسکا وضعیف ہے اور ابو ہریرہ
 نے اس پر عمل کیا ہے اور ابو داؤد نے کہا اس حدیث میں وہم ہے کیونکہ سوار تین سو بیان کیے حالانکہ وہ دوسو تھے اور اس
 تقسیم میں قوی اور ضعیف درجس نے لڑائی کی اور جس نے نہیں کی سب برابر ہیں ابو داؤد اور حاکم نے ابن عباس سے
 نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوط کو برابر تقسیم کیا جب جگہ لڑا ان لوگوں میں جو لڑتے تھے اور جو
 نہیں لڑتے تھے صحیح کہا اسکو ابو الفتح نے اقترح میں کہ یہ بخاری کی شرط پر ہے اور امام احمد نے عبادہ بن صامت
 سے ایسا ہی نکالا اور امام احمد نے سعد بن ابی سرح سے نکالا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص صرف لوگوں کی
 کمک پر رہتا ہے اور سکا حصہ برابر ہوتا ہے آپ نے فرمایا جبکو تیری ماں رووے تم روزی مجھے جلتے ہو اور مرد
 کیے جلتے ہو اپنے ناتوان لوگوں ہی کی وجہ سے اور بخاری اور ابی نعیم نے مصعب بن سعد سے نکالا انہوں نے
 سعد کو ایسا ہی کہ سعد نے حضور کو فضل مجاہد و سرفراز لڑائی میں آپ نے فرمایا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
 نے ہی نکالا اور صحیح کہا اور حجتہ السمریج ہے کہ جبکو حاکم لشکر کے کاموں کے لیے بھیجے قاصد اور جاسوس اور نگہبان
 اور مخبر ان سب کو ایک ایک حصہ دینا لڑنے والوں کی مثل اگرچہ لڑائی میں حاضر نہ ہوں جیسے آپ نے حضرت عثمان کو
 حصہ دلا یا مدبر کے دن حالانکہ وہ اس میں شریک نہ تھے (روضہ) **باب الْعِيْدِ وَالنَّيَّاسِ كَيْفَ يُعَدُّونَ**

مَعَ الْمَسْلُوبِينَ اِذَا غَلَامٌ يَمْشِي بَيْنَ شَرِيكَيْنِ مِنْ شَرِيكَيْنِ هُوَ عَنِ عَمِّيٍّ كَرِيْمٍ عَلَى ابْنِ الْحَكَمِ قَالَ وَنَبَّحَ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ
 الْحَبَّ قَالَ غَرَضُكَ مَعَ مَوْلَايَ يَوْمَ خَيْبَرٍ وَانَا كَمَا مَوْلَاكَ كَمَا لَقِيتُكُمْ لِي سَبْعَ الْغَنِيْمَةِ وَاعْطَيْتُ مِنْ خُرْقَتِي لِلْمَسْكِيْنِ
 سَبْعًا وَكُنْتُ اَجْزُهُ اِذَا اَتَقَلَّدْتُكُمْ عَمِيْرٌ رَوَيْتُ هُوَ جَوْبُوْلِي (غلام آزاد) ابنا ابی الحکم کا روکیے نے کہا ابی الحکم گوشت منیز
 کھاتا تھا تو ہرکانام لوگوں نے ابی الحکم رکھ دیا حکم کہتے ہیں گوشت کو مینے جہاد کیا اپنے ہاں ابی الحکم کے ساتھ خیر کے
 دن اور میں غلام تھا تو مجھ کو غنیمت کے مال میں سے حصہ نہیں ملا اور خاکی سبب میں ہر ایک تلوار مجھ کو ملی اور جب میں اس
 کو کمر سے بانڈھتا تو وہ تلوار زمین پر گھسٹتی رہتی تھی اس وجہ سے کہ تلوار لمبی ہوگی یا ان کا قد چوٹا نہ ہوگا احديث کو ابو داؤد
 اور ترمذی نے بھی نکالا اور جہوعلی اور العجریث کا یہی قول ہے کہ غلام یا عورت کو جو لشکر میں شریک ہو حصہ ملیگا
 لیکن امام جوہرنا سب سبب انعام کے طور پر انکو دیوے حکم نے ابن عباس سے نکالا ایک شخص نے ان سے پوچھا غلام
 اور عورت کا کوئی حصہ معین تہا جب وہ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوں انہوں نے جواب دیا کہ ان دونوں کا کوئی حصہ معین
 نہ تھا مگر یہ کہ لوٹ میں سے کچھ انکو دیا جاوے اور ایک رویت میں یوں ہے کہ آپ جہاد میں عورتوں کو رکھتے تھے وہ
 دو اکثرین رضیوں کی اور غنیمت میں ہر کچھ انعام ان کو دیا جاتا لیکن حصہ انکا سقر نہیں کیا گیا اور احمد اور ابو داؤد اور
 نسائی نے حشر بن زیاد سے نکالا کہ ان کی دادی اور پانچ عورتوں کے ساتھ خیر کے جہاد میں نکلیں آپ نے ان کو
 حصہ دلا یا مردوں کی طرح اسکی اسناد میں ایک شخص مجھل ہے خطابی نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہو اس سے محبت قائم
 نہ ہوگی اور ترمذی نے اور داعی سے نکالا اسلہ کہ آپ نے کون کو حصہ دلا یا خیر میں اور یہ رسل ہو اس سے بھی محبت لینا
 صحیح نہیں (روضہ مختصر) عَمِّيٍّ اُمِّ حَبِيْمَةَ اَلْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 سَبْعَ غَزَاوَاتٍ اَخْلَفَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ وَاصْنَعَ لَهُمْ الطَّعَامَ وَادَّوٰی الْجُرْحَ وَاقْعُوْمُ عَلٰی الْمَرْصٰی اُمِّ عَلِيَّةٍ
 رویت ہے میں نے جہاد کیا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات بار یعنی سات جہادوں میں میں شریک تھی
 جب مرد چلے جاتے تو میں انکے ڈیروں میں رہتی (انکے سبب کی محافظت کرتی) اور ان کے لیے کھانا پکاتی اور
 رضیوں کا علاج کرتی اور بیماریوں کی خبر لیتی **بَابُ وَحِيَّةِ الْاَسَامِ حَاكِمٌ كَيْفَ فُوجَ حَبِ جِهَادٍ كَوْجَانِ**
 لَکَ عَمِّيٍّ حَقْوَانِ بْنِ عَسَالٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ سَيِّدُ الْيَمِّ
 اللّٰهُ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ وَلَا تَقْتُلُوْا وَلَا تَقْدِرُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا اَضْمَرًا
 بن عسال سے رویت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو ایک کڑی میں بھیجا تو فرمایا چلے جاؤ اللہ کے نام پر
 اللہ کی راہ میں اور جو کوئی کافر ہے اللہ کا اس سے لڑو اور مثلاً مرت کرو (ناک کان مرت کاٹو) اقرار کر کے دعا کرتا کرو

ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں فرض تھی کہ ہر مہینہ ہونے کے بعد اسکی فرضیت جاتی رہی اور بعضوں نے کہا قیامت تک یہ باقی ہو اور اب بھی جو لوگ دار الکفرین مسلمان ہوں انکو دار الاسلام میں چلے آنا واجب ہے اور اسے بیان کر دی کہ اگر وہ ہجرت کر لیں گے تو جو فائدہ مساجدین کو ملے گا وہ انکو ہون گے اور جو سزا ملے گی انکو ان کے بدلے مساجدین کو دی جائے گی اور وہ ہجرت کرنے سے انکار کریں تو انکا حکم گنہگار دیہاتی مسلمانوں کا ہو گا (جو جنگوں میں ہتھیار نہیں لے سکتے) اور اسکا حکم جو منونہ جاری ہوتا ہے انہیں جاری ہو گا اور انکو لوٹ کر مال میں اور اس مال میں جو بل جنگ کا فزون ہو جائے وہ کسی کچھ نہ ہو گا مگر اس حالت میں جب یہ جہاد کریں مسلمانوں کے ساتھ اگر وہ اسلام لائے سے انکار کریں تو ان کو کہہ دینے کے لیے اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں تو قبول کر لے ان کو اور باذریہ اسے انکے قتل سے یا مال لینے سے کیونکہ وہ ذمی ہو گئے انکا جان و مال محفوظ ہو گیا) اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو اسے تعانے سے مردمانک انہیں اور اڑان ہو اور جب تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے (یعنی اسکو گھیر لے) پھر قلعہ والے تمہیں کہیں کہ تو ان کو اسد اور اس کے رسول کا ذمہ دے تو رست ذمہ واسد اور رسول کا انکو ملک اپنا اپنے باپ کا اپنی ساتھیوں کا ذمہ دے اس لیے کہ اگر تم اپنا ذمہ یا اپنے باپ اور ان کا ذمہ توڑ دو تو تو یہ اس سے آسان ہے تو یہ کہ اسد اور اس کے رسول کا ذمہ توڑ دو اور اگر تو کسی قلعہ کا محاصرہ کرے پھر قلعہ والے یہ چاہیں کہ اس کے قلعہ پر وہ قلعہ سے نکل آویں گے تو اس شرط پر انکو رست نکال ملک اپنے حکم پر نکال دے کہ تو زمین جان سکنا اس کے حکم پر ان کے بارے میں چلیگا یا نہیں۔ غلہ نے کہا میں نے یہ حدیث مقاتل بن حیان سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ کو مسلم بن ہفیم نے نمان بن مقرن سے اسنو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہی حدیث نقل کی کہ ف نودی نے کہا اس حدیث کو کسی بات میں معلوم ہو میں ایک یہ کہنی اور غنیمت میں دیہات کے مسلمانوں کا حصہ نہیں خواہ اپنے ہی وطن میں ہے اسلام لانیکے بعد بشرطیکہ وہ جہاد میں شریک نہ ہوں دوسرے یہ کہ ہر ایک کا ذمہ جزیہ لینا درست ہے عربی ہو یا عجمی کتابی ہو یا غیر کتابی اور ابو حنیفہ کے نزدیک عرب و عجم کا جزیہ لینا درست نہیں وہ یا اسلام لائیں یا قتل کیے جاویں اور شافعی نے کہا جزیہ نہ لیا جاوے گا مگر اہل کتاب یا مجوس سے عرب ہوں یا عجم (طبری) باب طاعة الاسلام امام کی اطاعت کا بیان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع الامام فقد اطاعنی ومن عصی الامام فقد عصی اللہ ابوبہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام (یعنی حاکم اسلام) کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی

و حدیث میں یہ نکتہ کہ امام کی اطاعت فرض ہے اور اس کی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہے مگر یہ جتنا کہ امام کا حکم
 شریعت کے خلاف نہ ہو اگر مسئلہ اختلافی ہو اور امام ایک قول پر چلے گا حکم دے گا تو اس کی اطاعت کرنا چاہیے لیکن جو باتیں
 اور بالاتفاق شریعت کے خلاف ہو اس میں اطاعت نہ کرنا چاہیے دوسری حدیث میں ہے کہ خالق کی مصیبت میں کسی مخلوق کی
 اطاعت نہیں ہے عَنِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنْ اسْتَعْبَدَ
 عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَتْ رَأْسُكَ زَيْنَبُ النُّسْرِيَّةِ رَوَيْتُ عَنْ حَضْرَتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَطِيعُوا
 اطاعت کرو اگرچہ تمہاری اور سردار بنایا جاوے ایک حبشی جو کس طرح ہو ف یعنی احسن اور بیوقوف کیونکہ چوٹی سر والا
 اکثر احمق ہوتا ہے سجدہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حبشی چوٹے سردار امامت کبریٰ کے لائق ہے کیونکہ امامت کبریٰ کے لیے
 قرنی جو نافرطہ پر ایک حدیث کا یہ مطلب ہے کہ امام کے حکم سے اگر کسی لشکر یا ٹکڑی کا سردار اس میں کلمہ بے وقوف شخص ہی
 بنایا جاوے تو بھی امام کے حکم کی اطاعت کرنا چاہیے اور اس بے وقوف کی سرداری پر اعتراض اور اس کی مخالفت نہ کرنا
 چاہیے اور بعضوں نے کہا یہ سب لفظ کہ طور پر فرمایا یعنی اگر بالفرض حبشی بھی تمہارا امام ہو تو اس کی اطاعت بھی لازم ہے
 اور حدیث میں کمال ترغیب ہے امام اور حاکم کی اطاعت کی عَنِ ابْنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 قَالَمْ يَقُولْ إِنْ أَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ مَجْلُوحٌ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا مَا قَدْ كُنْتُمْ يَكْفِيكُمْ اللَّهُ إِمَامُ حَبَشِيٍّ
 رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ أَنَّهُ قَالَ فَمَنْ تَبِعَ إِمَامًا حَبَشِيًّا فَهُوَ كَتَبَتْ لَهُ بِأُخْرَى
 یعنی سردار نکمٹا کن کتا تو بھی اس کی بات سنو اور مانو جب تک وہ اس کی کتاب کے موافق نہ ہو چلے عَنِ ابْنِ زَيْدٍ
 أَنَّهُ سَمِعَ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَدْ أَقْبَمَتِ الصَّلَاةُ فَأَذَا عَبْدٌ يُدْعَى قَبِيلُ هَذَا الْبُذُرِّيُّ فَلَذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَقَالَ
 الْبُذُرِّيُّ أَوْصَانِي خَلِيلُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنْ كَانَ عَبْدٌ حَبَشِيًّا مَجْلُوحٌ الْأَطْرَافُ
 ابوذر روایت ہے کہ جب وہ ربذہ میں پہنچے حضرت عثمان کی خلافت میں ابوذر پر لوگوں نے بلوہ کیا بعض مسائل کی وجہ سے
 انہوں نے مصلحت کے خیال سے انکو ربذہ میں جو مدینہ منورہ کو باہر ایک مقام پر روانہ کر دیا ابوذر وہیں پہنچے اور وہیں دفن
 ہو گئے راضی ہوا ابوذر غفاری سے جو بڑی درجہ کو صحابی اور عاشق رسول درجہ اہل بیت نبوی (ہو) تو نماز کی تکبیر
 ہوئی ایک غلام لوگوں کی امامت کرتا تھا لوگوں نے اس سے کہا یہ ابوذر ہیں اس نے پیچھے ہٹنا چاہا (امامت کے مقام سے)
 ابوذر نے کہا مجھ کو وصیت کی میری جانبی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بات سن اور کما مان اگرچہ حبشی غلام ہو غصہ
 کتا ہوا ف یعنی ایسے شخص کی ہی سرداری سے انکار مست کرنا کہ دین میں فساد پیدا ہو اور مسلمانوں میں نا اتفاق
 نہ پسند ہر حال میں جماعت کے اتفاق کا خیال رکھنا ضروری ہے اور اگر کسی امر میں مسنون کی وجہ سے اتفاق ٹوٹ جائے

کاندیشہ ہو تو تریک یہ اندیشہ باقی رہے اس امر متحسب ہوں سر بازارہ سکتی ہیں لیکن جہالتک ہو سکر حکمت عملی لوگوں کو کر
سمجھا دینا چاہیے کہ فیصلہ سب اور سنت رسول ہے اور اس کے لیے فساد کرنا صریح بے ایمانی ہے **بَابُ لَا طَاعَةَ فِي**
مَعْصِيَةِ اللَّهِ اگر کسی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کرنا چاہیے **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُخْزَمٍ عَلَى بَعْثٍ وَأَنَّا فِيهِمْ فَلَمَّا أَتَاهُمُ إِلَى نَاسٍ مِنْ عَزَنَاءِهِ أَوْ كَانَ بَعْضُ
الطَّائِفِ اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِنَ الْجَلِيزِ فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُدَّافَةَ بْنُ تَكَيْسٍ السَّهْمِيُّ
فَكَتُّ فِيمَنْ عَزَمَ مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّائِفِ أُنْزِلَ الْقَوْمُ مَا رَأَوْا لِيَصْطَلُّوا أَوْ لِيَصْطَبُّوا عَلَيْهِمَا صَنِيعًا
فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَكَأَنْتَ فَيَرِدُ عَابَةُ الْيَسْرِ عَلَيْهِمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ قَالُوا بَلْ قَالَ قَمَا أَنَا بِأَمْرِكَ شَيْئًا
إِلَّا صَنَعْنَاهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أَعِزُّكُمْ عَلَيْكُمْ إِلَّا ذَوَاتِبُكُمْ فِي هَذِهِ النَّارِ فَقَامَ نَاسٌ فَنَجَّحُوا وَأَمَّا ظَنُّ
أَنَّهُمْ وَأَنْبُوتٌ قَالَ أَمْسِكُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَلَمَّا كُنْتُ أَفْرَحُ مَعَكُمْ فَلَمَّا قَدِمَا ذَكُرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَمَرَكُمْ مَعْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ فَلَا تُطِيعُوهُ

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علقمہ بن خزیمہ کو ایک لشکر کا سردار کیا میں ہی اس میں متاحیہ اپنے جہاد کے اخیر مقام پر پہنچ کر بارہا میں تھے تو لشکر میں سے ایک گروہ نے ان سے اجازت مانگی انہوں نے اجازت دی اور اس گروہ کا سردار عبداللہ بن خذافہ بن ثقیس بھی کو کیا میں ہی ان لوگوں میں سے متاحیہوں نے عبداللہ کے ساتھ جہاد کیا ایک بار وہ راہ میں تھے تو لوگوں نے انکار جلا کر تپنے کے لیے یا کچھ پانے کے لیے (یعنی کسی اور کام کے لیے) عبداللہ بولا اس میں ذرا اطاعت تھی (خوش طبعی) کیا تم میرے بات سننا اور میرا حکم ماننا واجب نہیں ہے لوگ بولے اللہ وحب ہے عبداللہ نے کہا پھر میں جس بات کا تم کو حکم کروں اس کو تم کرو گے انہوں نے کہا ہاں عبداللہ نے کہا تو میں تم کو قطعی حکم دیتا ہوں کہ اس انکار میں کو دو جاؤ تو بعض لوگ کھڑے ہو اور کہہ بانہی (انکار میں کو دینے کے لیے) جب عبداللہ نے دیکھا کہ وقتی وہ کوڑے کو طیار میں تو کہا نہیں رو کو اپنی جانوں کو میں تم سے ہٹا کر مانتا جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لوٹ کر آئے تو آپ نے بیان کیا اپنے فرمانا جو کوئی تم کو حکم کرے اس کی نافرمانی کرنا تو اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی بات ہرگز نہ مانو اگرچہ وہ امام ہو یا حکم یا خلیفہ یا بادشاہ یا رئیس یا سردار اللہ کی اطاعت سب پر مقدم ہے پھر جب امام کی اطاعت برخلاف شریعت نہ ہو تو کسی مجتہد یا عالم کی اطاعت برخلاف حکم خدا و رسول کیونکر جائز ہوگی۔ احمدیث سے نقل کیا جاوے گی کہ حضرت گئی اور یہ بھی نکلا کہ جو بادشاہ یا امام شریعت کے خلاف حکم دیوے تو اس کی بات نہ ماننا چاہیے بلکہ اس کو شریعت کی اطاعت کر لے مجبور کرنا چاہیے اگر شریعت کی

اطاعت قبول نہ کرے تو اس مردود کو فوراً مغضوب کر کے دوسرے کسی قرشی پر پیر گار کر اپنا امام یا بادشاہ بنانا چاہیے
یہی اسلام کا شیوہ ہوا دیر ہی حکم خدا ہے **عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمَسْرُورِ
الْمُسْلِمِ الطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ** ابن عمر سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی اطاعت کرنا وہی ہے ہر ایک کام میں جب کو پسند کرے یا پسند
مگر حرب یا کام کا حکم کیا جاوے جو کچھ وہ ہو یہ حرب گناہ کا حکم کیا جاوے تو ہرگز نہ سنے اور ہرگز نہ مانے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَلَى أُمُورُكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُونَ مِنَ الشُّعْثَةِ وَيُجْلِدُونَ
بِالْبُلْدَةِ وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِفِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَدْرَكْتَهُمْ كَيْفَ أَفْعَلُ قَالَ
تَسَاءَلْنِي يَا ابْنَ كَلْبٍ لَمْ يَكُنْ كَيْفَ تَفْعَلُ لَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ** عبد اللہ بن مسعود روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارا حکم ایسے لوگ ہوں گے جو کجیاورین گے سنت کو (یعنی سنت پر چلنا چھوڑ دیں گے)
اور عمل کریں گے بدعت پر (یعنی نئی بات پر جو دین میں نکالی جاوے جسکی دلیل کتاب و سنت میں نہ ہو) اور میرے
نماز میں اسکے وقتوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں ایسے حاکمون کو پاؤں تو کیا کروں آپ نے فرمایا اے
ام عبد کو بیٹھو تو مجھ سے پوچھتا ہوں کیا کروں جو شخص اسکی نافرمانی کرے اسکی اطاعت نہیں کرنا چاہیے **مَا بَدَأَ
الْبَيْعَةُ بِمَوْتِ كَابِيَانِ عَنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ
وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْصَظِ وَالْمَكْرَهِ وَالْأَثَرَةِ عَلَيْكَ وَأَنْ لَا تُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ تَقُولَ
بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا خُفَاةَ فِي اللَّهِ كَوْنَهُ لَا يَسِيحُ عِبَادَةُ بْنُ صَامِتٍ يَرْوِي عَنْهُ** آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بیعت کی بات سنو اور اطاعت کرنے پر سختی اور آسانی و دونوں حالتوں میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور اس
حالت میں ہی کہ ہمارے اوپر دوسرا مقدم رکھا جاوے اور عہد ہو اور خدمت اور معاش میں یا مال غنیمت میں ہو اسکو
زیادہ حصہ دیا جاوے اور بیعت کی رہنے اس بات پر کہ جو شخص حکومت کے لائق ہو اسکی حکومت میں ہم جھگڑا نہ کریں گے
اور سچی بات کہیں جہاں ہم ہوں اللہ کے کاموں میں یا اسکی رضا مندی میں ہم کسی برابر کہنے والوں کی برائی سے نہ
ڈریں و یعنی جہاں بات میں اسکی خوشی ہو یعنی ثواب اور عبادت کو کام میں کسی کی بدگوئی سے ہکو ڈر نہ ہو یہ شان
ہے مومنین کا لہین کی کہ وہ سنت پر چلنے میں کسی کا ڈر نہیں کرتے اگرچہ لوگ وہابی کہیں یا لاندہب کہیں نصیب
کہیں پیشہ اور محبہ کہیں المجاہدین کو نام اہل بدعات نے بہت سو کر ہیں حب و دین و نصیبین اور قدرت کا
خلف الامام کرتے ہیں تو بدعتی انکو لاندہب کہتے ہیں اور حرب شکر کے کاموں کے پر پیر کرتے ہیں جیسے غیر

غیر خدا کے پکارنے یا عبادت کرنے یا بدنامی کرنے سے خود باہمی کہتے ہیں اور جب بالعلمین کی صفات جیسے استواضاح
نزول وغیرہ ثابت کرتے ہیں تو مشبہ کہتے ہیں جب یہ وجہ عین سابق قدم صورت کا اثبات کرتے ہیں تو مجسمہ کہتے ہیں جب
اہل بیت کی تفضیل بیان کرتے ہیں اور اہل غلام اور بنی اسرائیل کی جو توشیحہ کہتے ہیں جب جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ
کے زیادہ فضائل بیان کرتے ہیں تو تفضیلیہ کہتے ہیں لیکن ان سب قسموں کو کوئی اور حدیث اور وہ بدعتوں
کی عیب جوئی بلکہ سبب جہ سے ہی نہیں دہرتے اور بلا کہنے حدیث پر عمل کرتے ہیں یہ حدیث اصل ہے صوفیہ کی بیعت کی
بھی کیونکہ صوفیہ کی بیعت بھی ہو کہ آدمی گناہوں سے توبہ کرے یا شخص صالح کے ہاتھ پر اور ذکر الہی اور عبادت میں
مستغرق ہو اور دنیا سے جہالتک ہو سکے تعلق کرے اور حدیث میں بیعت لی آپ صبر پر اور ثبات پر اور خیر کے اظہار
پر اور حاکم کی اطاعت پر اور یہ دونوں ایک ہی قسم میں سے ہیں عَمَّی عَوْتُ بْنُ سَالِكٍ الْأَنْبَجِيُّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً فَقَالَ الْأَنْبَجِيُّ رَسُولَ اللَّهِ قَبَسْنَا أَيْدِيَنَا فَقَالَ
قَاتِلُوا رَسُولَ اللَّهِ إِيَّاكُمْ بَايَعْتُكُمْ فَقَالَ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَتَقِيمُوا
الصَّلَاةَ لِلْخَمْسِ وَتَمْعُوا وَتُطِيعُوا وَأَسْرَ كُلِمَةً خَفِيَّةً وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَوْلِيَاءِ
النَّبِيِّ قَبَسَ قُطْرَ سَوْطِهِ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدًا إِيَّاهُ إِلَّا هُوَ عَفَّيْتُ عَنْكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ عَفَّيْتُ عَنْكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ عَفَّيْتُ عَنْكَ
وہ وسلم کے پاس تھے سات یا آٹھ یا نو آدمی آپ نے فرمایا تم بیعت نہیں کرتے اللہ کے رسول سے یہ سنکر پہنچے اپنے ہاتھ پکڑتے
ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے بیعت کر چکے اب کس بات پر بیعت کریں آپ نے فرمایا اس بات پر کہ اللہ کو جو اسکو
ساتھ کیسیکو شریک مت کرو اور باچون نمازون کو ادا کرو اور بات سنو اور مانو اور ایک بات تم سے فرمائی کہ کسی شخص سے
کچھ مت مانگو راوی نے کہا ہر چیز سے ان لوگوں میں کو کسیکو دیکھا اسکا گواہ زمین پر گر پڑا لیکن وہ کسی سے نہ کہتا کہ کچھ
کوڑا اٹھا دیوے یہ بات عادت میں داخل ہے کہ جب آدمی گھوڑے یا اور کسی سواری پر ہو اور اسکا گواہ اگر ٹپے
تو کسی کو ہی کہتا ہے بھائی میرا کوڑا اٹھا دیوے اور ہر ایک اہ چلتا یہ کام کر دیتا ہے بلکہ اگر کوئی نہ کرے تو لوگ اسکو برا
کہیں مگر ان لوگوں نے جب کو آپ سے بیعت میں یہ فرمایا تھا کہ کسی کو کچھ مت مانگنا اتنا کام بھی اپنا کسی اور سے کرا لیا
نہ کیا یہ بت بڑا برتر ہے کہ آدمی سوا اپنے مالک کے کسی سے کچھ درخواست نہ کرے نہ کسی سے کچھ مانگے اور چونکہ یہ کام بہت مشکل
تھا اور ہر ایک شخص اسکو کر نہیں سکتا تھا لہذا آپ نے تم سے فرمایا حدیث کو ہی صوفیہ کی بیعت کی اصل ثابت ہوتی
ہی اور حدیث کو یہی نکتہ ہے کہ ایک ہی شیخ سے آدمی دو یا تین بار بیعت کر سکتا ہے مختلف کاموں پر یا ایک
ہی کام زیادہ مضبوطی کے لیے عَمَّی النَّبِيِّ بْنِ سَالِكٍ يَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّعَةِ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا ذَهَبَ نَبِيُّ خَلْفَهُ
نَبِيٌّ وَآتَاهُ كَلِيسَ بْنَ بَعْدَى نَبِيٌّ فَيَقُولُ قَالُوا فَمَا يَكُونُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَكُونُ خُلَفَاءُ فَيُكَلِّمُوا قَالُوا أَنْكَفَ
نَفْسُكُمْ قَالَ أَوْ قُبَيْبَةَ الْأَوَّلِ قَالُوا لَا أَدُو إِلَّا الَّذِي عَلَيْكُمْ فَيَسْتَكْثِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الَّذِي عَلَيْكُمْ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسرائیل میں پیمبروں کو ان کی حکومت چلاتے تھے نیز
مثل بادشاہ کے ہوتے تھے اور طاقت اگرچہ پیمبر نہ تھا لیکن حضرت ثمود کا طبع تباہ و پیمبر تھے جب ایک بنی گز جاتا
دوسرا بنی آتا اور یہ بعد تو تم میں کوئی بنی ہونیوالا نہیں (کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے) لوگوں نے عرض کیا یہ کیا
ہوگا یا رسول اللہ! میں نے دنیا کا کام کون چلا دیکھا آپ نے فرمایا خلیفہ ہوں گے اور بہت ہوں گے لوگوں نے عرض کیا یہ
ہم کیسے کریں آپ نے فرمایا اول خلیفہ سے بیعت کر لیں جو اسکے بعد اول ہوئے ہر خلیفہ کے بعد جس سے پہلے بیعت ہو جائے
اسی کو خلیفہ کہو اب اگر کوئی دوسرا شخص اسکے بعد بیعت لینا شروع کرے تو اس سے بیعت نہ کرو دوسری روایت میں
ہے اخیر اے کو مارڈالو اور تم جو حق تمہارے اوپر ہو (اطاعت کرنا اور بات سننا) ادا کرو اور قریب اللہ تعالیٰ ان سے
پوچھ گا اس حق سے جو ان پر ہے (یعنی خلیفہ پر جو حق ہو رعیت کا کہ عدل و انصاف کرے انکی جان و مال کی محافظت کرے
اسکی پریشاں سے ہوگی قرینے مرنے کے ساتھ ہی یا قیامت کے دن وہ بھی قریب ہے) اس کی خبر عبد اللہ قال قال
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَبُ لِكُلِّ عَادِلٍ لَوْ أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ فَلَا تَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنِ
مَسْعُودٍ وَرُوَيْتُ عَنْ أَنِ هَؤُلَاءِ عَادِلٌ لَوْ أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ
لوگ ہلکی دغا بازی سے مطلع ہوں اور وہ ذلیل ہو) کہا جاوے گا یہ دغا ہے فلان شخص کی خبر ابنی سعید الخدری قال قال
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّهُ لِكُلِّ عَادِلٍ لَوْ أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ فَيَقَالُ هَذَا غَدَاةٌ
روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو ہر دغا باز کے لیے ایک جھنڈا اوٹھایا جاوے گا قیامت کے
دن اسکے دغا کے موافق (یعنی صبر و صفا سخت ہوگی) اتنا ہی جھنڈا ازیاوہ بلند ہوگا) یا ابی بکر! بیعت اللہ تعالیٰ و رسولہ
کی بیعت کا بیان فرما جس کا ذکر قرآن میں ہے اذ جابرک المومنات یا عینک تو عمر تو نے بیعت لینا جانے لیا لیکن
ان سے صرف زبان سے بیعت لینا کافی ہے غیر عورتوں سے کہ ملنا درست نہیں علی امیہ بنت رقیقہ بقولہ
جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي نَوَاحٍ نَبَايَعُهُ فَقَالَ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْنَا وَاطْفَأْنَا إِنْ لَا أَصَاحِبُ
الْبَيْتِ أَمِیہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عمر تو نے اس سے بیعت
کرنے کو آپ سے ہم سے فرمایا یوں کہو جانتا کہ ہم کو طاقت ہو اور قدرت ہو اور میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا

فت جب اپنے باوصف مصوم ہونیکو غیر عورتوں سے راتہ نین ملتا تو ادب پر پامر شدون کو یہ کیونکر درست ہوگا کہ غیر عورتوں سے راتہ نین ملادین یا بحر کیمطرح بے حجاب ہو کر ان سے خلوت کریں اور جو کوئی پیراس نامہ میں حرکت کرتا ہو تو یقیناً جان لو کہ وہ شیطان کا مرید ہو عن عُرَّةِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتْ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُجْنَ . يَقُولُ اللَّهُ يَا بَعْثَا النَّبِيَّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعُكَ إِلَى الْخِدْمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَكْثَرُهُمَا مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَكْثَرُ بِالْخِدْمَةِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِ بَعْثٍ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُنَّيَّ لَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ فَطَعْنِي أَنَّهُ يَبَايِعُهُنَّ بِالْكَلامِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللَّهِ مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا مَا أَمَرَهُ اللَّهُ وَلَا جَسَّتْ كَفُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٍ فَطَعْنِي أَنَّهُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُنَّيَّ لَا مَا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہو مسلمان عورتیں جب ہجرت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آجاتیں (اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں) تو آپ انکا امتحان لیتے اس آیت سے جب تک پیر پاس ہوں عورتیں آوین سویت کرنے کے لیے اختیار تک رہنما یہ تھا کہ آپ انکو حلف دیتے کہ وہ دین کے لیے نکلیں میں نہ یہ کہ اپنے خاوندوں کو لڑکر یا کسی کے عشق و محبت میں حضرت عائشہ نے کہا تو جو کوئی مومن عورت اس آیت کو سوافق اقرار کرتی کہ شرک نہ کریگی چوری نہ کرے گی باجی اولاد کو نہ مارے گی طوفان نہ جوڑے گی نیکیا بات میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف ذکر کریگی اس نے گویا امتحان کا اقرار کیا تو جب عورتیں اپنی زبان سے یہ اقرار کر لیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرماتے بس جاؤ میں تم سے سویت کر چکا نہیں تم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا صرف اتنا تھا کہ آپ ان سے سویت کرتے زبان سے حضرت عائشہ نے کہا تم خدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے اقرار نہیں لیا مگر ادنی باتوں کا جن کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا اور نہ آپ کی بہیلی کسی عورت کی بہیلی ہو لگی کہی اور آپ جب ان سے سویت لیتے تو کہتے میں نے تم سے سویت لی بات انکر باب السَّبْقِ وَالرَّهْانِ كَمَا يُدْرِكُ الْبَيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْخَلَ فَرْسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ لَا يَأْسُنُ أَنْ لَيْسَ بَقِ فَلَيْسَ بِعِمَارٍ وَمَنْ أَدْخَلَ فَرْسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَهُوَ يَأْسُنُ أَنْ لَيْسَ بِقِ فَهُوَ قِمَارٌ أَوْ بَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک گھوڑا دو گھوڑوں میں شریک کیا اسکو

یقین نہیں ہے جیتنے کا بلکہ دوسرے ہسکا کہ اسکا گھوڑا پیچھے رہ جاوے تو وہ جو انہیں ہوا در جس شخص نے ایک گھوڑا دو گھوڑوں میں بٹھا کر ایک اور سکو یقین ہے جیتنے کا یعنی در نہیں ہے پیچھے رہ جانے کا تو وہ جواب ہے کہ گھوڑا دوسرے میں اگر روپیہ کی شرط ایک طرف سے ہوا در یہ روپیہ دوسرے لگ دینا قبول کریں (یعنی ناش میں لوگ) یا دوڑا نیا لالہ میں سے ایک شخص تو یہ جائز ہے اور اگر دونوں طرف سے روپیہ کی شرط ہو تو ایک شخص ثالث محل کا ہونا ضرور ہے پہلے اگر تیسرا شخص یعنی محل بڑھ جاوے تو دونوں کی شرط کا روپیہ لے لیا اور جو بار جاوے تو اس پر کچھ پنوگا اور محل کے سب سے پہلے نہ رہیگا کیونکہ جو وہ ہوتا ہے جس میں آدمی متردد ہو نفع اور نقصان میں اور یہ امر محل کو جو جو جاتا رہتا ہے پھر اگر محل آگے نکل گیا بعد اسکے دونوں شرط والے ایک ساتھ آئی یا آگے پیچھے تو آگے والا مال لے لیا (یعنی محل) اور اگر محل اور دونوں شرط والوں میں سے ایک ملے آئے پھر دوسرا شخص شرط دالوں میں سے آیا تو دونوں شخص جوابگو آئی مال میں گے (طبیعی) مگر حجم کتابت عمدہ طریقہ گھوڑا کا یہ ہے کہ امام یا حاکم کی طرف سے یا مٹا شاد کہنے والوں کی طرف سے انعام کی شرط کی جاوے اسکے لیے جو آگے بڑھ جاوے پہلے جو کوئی آگے رہو وہ انعام کا روپیہ لےوے اگر تین یا چار گھوڑے ایک ساتھ دوڑیں اور انہیں سے سب برابر آدین تو انعام کا روپیہ ان سبہوں کو تقسیم کیا جاوے یا دوبارہ دوڑا دین جیسے شرط ہوئی ہو اور جو ان میں سے دو برابر آدین باقی پیچھے رہ جاوے تو وہ دونوں انعام کا روپیہ بانٹ لیں **عمر بن الخطاب** قال **عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَيْلُ فَكَانَ يُرْسِلُ الَّتِي تَخْتَرُ مِنَ الْخَفِيَّةِ إِلَى الْوَدَاعِ وَالَّتِي لَمْ تَخْتَرْ مِنْ شَيْئَةٍ الْوَدَاعِ إِلَى سَجْدِ بَنِي ذُرَيْقِ بْنِ عُمَرَ رُوِيَ عَنْهُ** ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کی گھوڑوں کی تقسیم یہ ہے کہ شرط گھوڑے کو پہلے خوب کھلانے میں بیٹانک کو سونا ہو جاتا ہے پہلے ہسکا چارہ کم کرتے ہیں اور ایک کو تھری میں بند کر کے اس پر چوڑا ڈال دیتے ہیں تاکہ گرم ہو اور پسینہ آوے جب پسینہ سوکھ جاتا ہے تو وہ ہلکا ہو جاتا ہے اور دوڑ میں تیز ہوتا ہے (تو جو گھوڑے تقسیم کیے ہوئے ہے انکو حضیاء ثقیۃ الوداع تک دوڑایا (دونوں مقاموں کے نام ہیں انکے پیچ میں کل فاصلہ پانچ میل یا چھ میل یا سات میل ہے) اور جب تک تقسیم نہیں ہوئی تھی انکو حضیاء سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا یا بنی زریق ایک قبیلہ ہے انصار کا **احمد بن حنبل** قال **عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا سَبَقَ إِلَّا بِخَيْلٍ** اؤ حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے کی شرط جائز نہیں مگر اونٹ یا گھوڑے میں **ف** تو غری اور ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے یا تیر میں مطلب یہ کہ ان تینوں میں آگے بڑھنے کی شرط کرنا اور جیتنے پر مال لینا درست ہے تیر میں شرط یہ ہے کہ کس کا تیر دوڑ جاتا ہے

طیبی نے کہا گھوڑے کو شل میں گدھو اور خچران میں ہی شرط درست ہوگی لیکن حدیث میں یہ تین چیزیں مذکور ہیں بھل
یعنی تیرخت یعنی اونٹ حافر یعنی گھوڑا اور ایک شخص نے حدیث میں اپنی طرف سے بیڑا دیا اور جناح یعنی پرند اور انے
میں شرط کرنا درست ہے جیسے کبوتر باز کیا کرتے ہیں اور یہ لفظ سو وقت رویت کیا جب ایک عباسی خلیفہ کبوتر بازی کر
رہا تھا شخص اس کے پاس گیا اور اس کا دل خوش کر نیکو اور کبوتر بازی جائز کر کے کہ حدیث میں یہ لفظ اپنی طرف سے بیڑا
دیا اور خدا کا خوف بالکل نہ کیا اللہ تعالیٰ حدیث کو امانوں کو خرابی خیر دیوے اگر وہ محنت کر کے صحیح حدیثوں کو جھوٹ
اور کچی حدیثوں سے جدا نہ کرتے تو دین تباہ ہو جاتا یہ تمام حدیث کا اس است سے خاص ہے اگلی ہتھون میں کتاب الہی
کی بھی اچھی طرح حفاظت نہ کر کے حدیث کا تو کیا ذکر ہے ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم باب
الثانی ان یشاء بالقرآن الی ارض العدو و دشمن کے ملک میں یعنی دار الکفر میں قرآن شریف ساتھ لیجانے
کی ممانعت عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یشاء بالقرآن الی ارض العدو
مخافۃ ان یشاء العدو عبداللہ بن عمر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا قرآن لیکر دشمن کے
ملک میں سفر کرنے سے ایسا دہو کہ دشمن قرآن کو پالوے و اور اس کو مٹانے کر دے یا اسکی توہین کرے امام مالک
اور ایک جماعت علمائے مطلقاً دار الحرب میں صحیف شریف لیجانے سے منع کیا ہے لیکن ابو حنیفہ اور دوسرے
علمائے کہا ہے کہ اگر ثرا لشکر موجب کے تباہ ہو جائز کا ڈرنے ہو تو قرآن لے جانا درست ہے اور بعضوں نے کہا اور
یہ ہے کہ جو لوگ قرآن کے قاری اور اسکے جاننے والے ہوں وہ دار الحرب کا سفر نہ کریں ایسا نہ ہو کہ وہاں مار
جادیں اور مسلمانوں میں تعلیم قرآن بند ہو جاوے جیسے یہ سہونہ میں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں
کہ تمام قاری مارے گئے کافروں کے ہاتھوں اور ممکن ہے کہ یہ ممانعت خاص ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عہد سے جب صحیف کو نسخے بہت کم تھے اور اکثر ایسا تھا کہ صحیف کی بعض آیتیں یا بعض سورتیں خاص خاص
لوگوں کے پاس تھیں اور پورا صحیف کسی کے پاس نہ تھا تو آپ کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ صحیف تلف ہو جائیں اور
قرآن کا کوئی جز مسلمانوں سے بالکل اوٹہ جاوے لیکن اس زمانہ میں جب قرآن کے لاکھوں نسخے چاہے کہ
موجود ہیں اور قرآن کے حافظ ہزاروں آدمی ہیں یہ اندیشہ بالکل نہیں رہا پر قرآن کی توہین کا اندیشہ اب
بھی باقی ہے سبحان اللہ اگلی استون میں ساری است میں ایک شخص ہی ایسا نہیں ملتا تھا جو پوری تورا
یا انجیل کا حافظ ہوا مسلمانوں میں ہر سستی میں سیکڑوں حافظ موجود ہیں یہ فضیلت بھی اللہ سبحانہ و
تعالیٰ نے ہی است کو دی ہے عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان ینہی ان

لُبَّاسًا بِالْقُرْآنِ إِلَى الرِّجْلِ الْعَدُوِّ مَخَافَةً أَنْ يَبَاكُلَهُ الْعَدُوُّ تَرْجَمَهُ فِي جَوَارِ بِرْ كُنْزًا بِكَافٍ قِسْمَةُ الْخُمْسِ خَمْسِينَ
 کا بیان ہے جو مال غنیمت کا کفار سے ہاتھ آویں اسکے پانچ حصے کیو جاوین چار حصے تو مجاہدین کو تقسیم کر دیے جاوین اور
 ایک حصہ امام اپنے پاس رکھو اس میں ہر پانچ حصے کیے جاوین ایک حصہ تو نبی ہاشم اور سادات کلبہ اور ایک حصہ یتیموں
 کا اور مسکینوں کا اور باقی مسلمانوں کے مفید کاموں میں صرف کیو جاوین جیسے لشکروں کا طیار کرنا پل بنانا سہل کرنا
 کی مرمت وغیرہ اور قرآن مجید میں جس کی تقسیم یوں مذکور ہے کہ اس کے لیے اور رسول کے لیے اور اتے والوں کے
 اور یتیموں کے لیے اور مسکینوں کے لیے سب پانچ قسمیں ہوئیں اسوجہ سے جس کے ہر پانچ حصے کرنا چاہیے لیکر
 اور رسول کا حصہ بنیں۔ یا اور دو القربے یعنی اتے والوں کی ہاشم اور نبی مطلب جہاد میں اور یتیم اور
 مسکین اب تک قائم ہیں پس کل تین حصہ دار تو موجود ہیں اور دو حصے جو بچیں وہ بھی انہی کو گون میں تقسیم کیے جاوین
 یا مسلمانوں کے مفید عام کاموں میں صرف ہوں جیسے سامان جہاد کے خریدنے اور طیار سازی میں اب خود امام
 یعنی حاکم اسلام کا حصہ تو وہ ہمارے دین میں ایک سپاہی یعنی لشکری کے برابر ہی صرف امام کو اتنا اختیار
 ہے کہ غنیمت کا مال بانٹنے سے پہلے کوئی ایک چیز جو کس کو پسند آویں ادا کر سکتا ہے جیسے کوئی غلام یا لونڈی یا گھوڑا یا
 ہتیار اسکو صنفی کہتے ہیں بس اسکے سوا اور امام کو کوئی تفضیلت نہیں ہے نہ مال غنیمت میں اسکو زیادہ نصرف
 کرنا اختیار ہے صرف ایک سپاہی کی مثل وہ بھی تنخواہ کیوے البتہ امام کی جو ذاتی جائداد یا تجارت ہو اس سے
 کچھ غرض نہیں لیکن ملک کی آمدنی میں سے امام کا حصہ ان سے سپاہی سے زیادہ نہیں ہے اب دیکھنا چاہیے کہ
 اسلام کو بیکرد دنیا کے کسی اور دین میں زیادہ عدل و انصاف ہے یا اسلام سے بڑھ کر کسی اور دین میں بے تکلفی اور
 سادہ پن ہو قربان ان قاعدوں کے جو بانی اسلام نے قائم کیے تھے اگر مسلمان ان پر قائم رہتے تو اب تک ساری دنیا
 نہ سہی اکثر تو ظور مسلمان ہو جاتی اور جو قومیں مسلمان نہ ہوتیں ان کے دلوں میں بھی اسلام کا شوق پیدا ہو جاتا کیا
 کوئی جمہوریت جو آجکل مذہب نصاریٰ کے قائم کی ہے اس طرح حکومت کو بہتر ہو سکتی ہے کہ امام اور بادشاہ ہی احد
 من الناس کے برابر حصہ پاوے اور ملک کی آمدنی میں ساری مسلمان برابر ہوں جب اس قاعدہ کا عمل ہوتا
 ہے تو حقیقت ملک کا ہر ایک شخص بادشاہ ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کو اپنا ملک بچانے کی ایسی ہی فکر ہوتی ہے
 جیسے خود بادشاہ یا امام کو سیرجہ مسلمانوں کی حکومت میں جو شرع کے قواعد پر چوسہ پام کے نوکر رہنوں کی ضرورت
 نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک مسلمان سپاہی اور فوجی اور عسکری ہوتا ہے اس میں سے کہ نصاریٰ تو ان قاعدوں پر چلیں
 اور اپنے ملک میں جمہوریت اور مساوات قائم کر لیں اور مسلمان جبکہ مذہب میں یہ قاعدہ چھوٹے بالکل ان کے

نے فرمایا سفر ایک اب کا مگر آپ جو روکتا ہر قوم میں سے ایک کے سونیکو اور کہانے اور پینے کو اپنے ان سب کا ملن
 میں سفر کی وجہ سے ہوتا ہے برابر وقت پر نہیں ہو سکتے (اور جب قوم میں سے کوئی اپنی حاجت سفر میں پوری کرے
 تو جلدی اپنے گھر میں لوٹ آویں محدث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت سفر میں رہنا اور تکلیفیں اٹھانا مکروہ ہے
 جوانی کی اسنگ میں آدمی کو سیر اور سفر اور بیعت کا بڑا شوق ہوتا ہے چرب پیری کا زمانہ آجاتا ہے اور عقل کامل
 ہوتی ہے اور توجہ الی السیر ہوا کر تصفیہ باطن ہونے لگتا ہے تو سفر و وطن کا مضمون ظاہر ہو جاتا ہے اور بے
 فائدہ ملک و ملک پر پھر بالغو نظر آتا ہے اپنے ملک کا وصال ہر جگہ ممکن ہے اور ہر ایک ملک میں ایک راہ عالم
 آخرت میں جانے کے لیے موجود ہے حدیث سے یہی نکلا کہ سفر اگرچہ یا حیا و کے لیے ہی ہوتا ہے کام پورا ہونے
 کے بعد جلدی گھر کو ٹوٹنا بہتر ہے اس میں خود اس شخص کو بھی آرام ہے اور اس کو گھروالوں کو بھی جو جدائی سے
 پریشان رہتے ہیں اور مدت دراز تک فائدہ کا اپنی جو رو سے علاحدہ رہنا بھی مناسب نہیں ہے حاجت بشری اور
 خواہش انسانی ساتھ لگی ہوئی ہے سب اگتہ میں گرفتاری ہو اس کا جوے عن ابن عباس عن النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم یحییٰ ترجمہ یہی جواب اور پھر عن ابن عباس عن الفضل او احدیہما عن الآخر
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فلیتعجل فانیۃ فک یروض المریض و یفعل الصالحۃ
 و یفرج الحاجۃ ابن عباس سے روایت ہے اور انہوں نے فضل بن عباس (اپنے بڑے بھائی سے) روایت کی یا ان
 دونوں میں سے ایک دوسرے سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکھتا ہو وہ
 جلدی کرے یہ ذکر ہے کہ سامان ہونے پر بھی ہر سال دوسرے سال پڑا کرتا ہے) کیونکہ کہیں آدمی بیمار ہو جاتا ہے
 کہیں کوئی چیز گم ہو جاتی ہے (یعنی ممکن ہے کہ حج کے لیے جو رو جمع کیا ہو وہ گم ہو جاوے یا چوری جاوے یا بگڑ
 کوئی ضرورت پیش ہو جاتی ہے اور انسان حج کو نہیں جاسکتا تو احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات
 درپیش ہوں اور حج نہ کر سکے اور مر جاوے تو ایک فرض کا تارک ہو کر امام احمدیث کو امام احمد نے بھی نکالا لیکن مالک
 اسناد میں اسمعیل بن خلیفہ ابو ہریرہ ایل ضعیف ہے اور امام احمد نے ابن عباس سے نکالا مرفوعاً جلدی کر دج ہو
 کوئی قوم میں سے نہیں جانتا اس کو کیا پیش آوے گا اور احمد اور ابو یعلیٰ اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابواہریرہ
 نکالا مرفوعاً عابکہ کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مر جاوے تو
 یہودی یا نصرانی ہو کر مرے اسکی اسناد میں لیث بن ابی سلیم اور شریک دونوں ضعیف ہیں اور ترمذی نے حضرت
 علی سے نکالا مرفوعاً جو شخص زاد و راہ کا مالک ہو بعد جو بیت استسکام کو پہنچا دیوے پہر حج نہ کرے

تو آپ کچھ نہیں اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دلہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ
سبیلًا یعنی لوگوں پر واجب ہے اگر کسی کے لیے حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو طاقت ہو وہاں تک اہل طہر کرنے کی ترغیب دے گا یہ
حدیث غریبہ اور اسکی اسناد میں کلام ہے اور دوسرے نے کہا وہ ضعیف ہے ہلال بن عبدالمجہد ابو اسحاق سے روایت
کرتا ہے مہجول ہے اور عقلی نے کہا اس پر متابعت نہیں کی جاتی اور یہ حدیث ایک تیسرے طریق سے ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے
اسکو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حسن بصری سے نکالا کہ حضرت عمرؓ نے کہا میں نے قصد
کیا کہ لوگوں کو بھیجوں ان شہرہاں کی طواف اور وہ دیکھیں جو بالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس پر جزا مقرر کریں
مسلمان نہیں ہے اور یہ بھی نے ہی ایسا ہی نکالا اور ابی ہریرہ اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور بعض شافعیہ کا یہی قول
ہے کہ استطاعت ہوتے ہی حج فوراً واجب ہے اور شافعی اور اوزاعی اور ابو یوسف اور محمد کا یہ قول ہے کہ فوراً واجب
نہیں اس میں دیر کر سکتا ہے یعنی وجوب علی التراخی ہے اور ان کے نزدیک حبلہ کی حکم اس حدیث میں استحباً ہے
اور حجۃ الاسرین ہے کہ تارک حج کو یہود اور نصاریٰ سے تشبیہ کی گئی کہ چونکہ عرب کے سفر کج کرنے میں یہود اور نصاریٰ نہیں
کرتے اور حج میں جو عقلی مصلحت ہے وہ یہ ہر کہ سنت ابراہیمی کی موافقت اور اعلا کلمۃ اللہ اور تذکرۃ اللہ اور دوسری
حدیث میں ہے کہ حج ہر دیکر خیرا جنت ہے اسکا بیان آگے آویگا اور اس زمانہ میں ایک بڑی بلا پھیلی ہے وہ یہ ہے
کہ اکثر لوگ حج کے سفر میں نماز نہ کر دیتے ہیں اور بعض بیوقوف پتہ میں بیٹھنے خلافت شرع صورت پر ہر جمع کر کے
ہیں یہ بالاجماع حرام ہے اور جس شخص کو اندیشہ ہو کہ حج کے سفر میں اسکی نماز جاتی رہیگی تو حج اس پر حرام ہے مرد و عورت
عورت ابن حاج نے کہا ہمارے علمائے کبار اگر یہ خیال ہو کہ ساری حج کے سفر میں ایک نماز فوت ہو جاوے گی تو حج اس
کے ذریعے ساقط ہو اور امام مالک سے پوچھا گیا ایک شخص سمندر میں سوار ہووے حج کے لیے اور نماز کی جگہ نہ پاوے
مگر اپنے بھائی کی پشت پر آیا ایسا سفر حج کے لیے جائز ہے انہوں نے کہا کیا مسلمان ایسے مقام میں سوار ہوگا جہاں
نماز پڑھ سکے خرابی ہے اس کے لیے جو نماز کو ترک کرے اور عورتوں کا تو حال ہی نہ پوچھیں ان میں تو کوئی عورت
ایسی نہیں ہوتی جو سفر حج میں نماز سخت وقت پر پڑھے مگر شافعیوں اور مدینہ منورہ کے سفر میں تو اکثر لوگ نماز کو مستحب
طور سے نہیں پڑھ سکتے قافلہ چھٹ جائیگا ڈر سے ہکا و بال سرداروں پر ہے قافلہ کے سرداروں کو لازم ہے کہ نماز
کے اوقات پر قافلہ کو ٹھہرا دیں اور اونٹ دالوں کو بھی تاکید کریں نماز پڑھنے کی ورنہ جس کے نماز ترک ہوگی اس کا
ایک حصہ گناہ سرداروں کے گردن پر لکھا جاوے گا (روضہ مختصر) مترجم کہتا ہے ایک خرابی تو یہ ہے اور ایک
دوسری بلا اور دیکھنے میں آئی کہ بہت سے لوگ جو نماز نہیں پڑھتے روزہ رکھتے ہیں اور بہت سے جو نماز نہیں پڑھتے

حج کرلوں کیوں ان یونہی کہ اتنا تو پوچھے کہ ہلانا نماز کو جو سب بڑا فرض ہے دین کا اسکو تو تم نے ترک کیا اور مگر حج کو جانے ایسا حج کیا خاک قبول ہوگا حج تو دوسرے قدر کو ساقط ہو جاتا ہے مثلاً راہ میں اس نہور و پیر نہ ہو لیکن نماز کو کسی حال میں ساقط نہیں ہوتی یہاں تک کہ مرتے وقت میں ہی بیماری میں ہی لڑائی میں ہی ہر جگہ اور ہر حالت میں نماز بڑھنا ضروری ہر سب سے زیادہ پہلے تم نماز کا بندوبست کرو پھر رزق کا حسب اندونوں فرضوں پر مضبوط ہو جاؤ تو حج بھی کرنا امام حسین علیہ السلام نے میدان کر بلا میں تیر دن اور نیز دن کی بوجھاڑ میں بھی نماز کا ناخوش نہیں کیا غرض نماز سب فرضوں میں اعلیٰ اور افضل ہے مسلمان کو ہر خیال ہر حال میں رکنا ضروری اگر کوئی کام عبادت کا بھی ہو جیسے حج ہے لیکن اس میں نماز کے قضا ہو جائیکا اندیشہ ہو تو وہ عبادت ترک کرے اور ہرگز اس عبادت کا قصد نہ کرے افسوس اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو گناہ سننے اور ارگ میں وحدہ تفریق کرنے کے لیے نماز کو قوت کر دیں حج درویش یا فقیر نماز کے وقت میں گناہ سننے رہتی ہیں اور نماز کا خیال نہیں کہتے یہاں تک کہ جماعت فوت ہو جاتی ہے یا وقت گزرتا ہے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دوست نہیں ہیں بلکہ شیطان کے دوست ہیں اور رسول سے انکو کچھ سزا کا نہیں اور ایسے درویش یا فقیر کو دجال کا نائب سمجھا جاوے اور شیطان کا خلیفہ یا اب فقیض الخ حج کی فرضیت کا بیان عن علی قال لما نزلت و لله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا قالوا يا رسول الله الخ في كل عام فسكت ثم قالوا في كل عام فقال لا و لو قلت نعم لوجبت ل كل عام لا يها الذين آمنوا الا تها ل و اعلم ان نبيكم لكم تسوكم حضرت علی سے روایت ہے جب یہ آیت اتری ولله الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا یعنی اللہ کے واسطے اور میں نے وہ سب کو حج کرنا حاکم کیے کا اختیار تاکہ تم صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال میں حج کو فرض ہے آپ خاموش ہو رہے پھر انہوں نے عرض کیا کیا ہر سال میں آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا (اور یہ محنت تمہاری سوال کی وجہ سے پڑتی) پھر یہ آیت اتری لے ایمان والو مت پرچو ان چیزوں کو اگر وہ کہو لدی جا دیں تمہاری لیے تو تمکو برا لگے ف بلا ضرورت سوال کرنا منع ہے کیونکہ سوال سے ہر چیز کہو لکہ بیان کی جاتی ہے اور جو سوال نہ ہو تو مجمل رہتی ہے اور مجمل میں بڑی گنجائش رہتی ہے اسی حج کی آیت کو دیکھو اس میں تفصیل نہیں تھی کہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک بار یا ہر سال اگر عمر میں ایک بار ہی حج کر لیا تو آیت پر عمل ہو گیا اور یہ کافی تھا بوجھنے کی حاجت نہ تھی لیکن صحابہ نے پوچھا اگر آپ ہاں فرمادیتے تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور مسرت کو بڑی تکلیف ہوتی خصوصاً دور دراز ملک والوں کو وہ ہر سال حج کے لیے کیونکر آسکتے تھے مگر آپ نے اپنی امت پر رحم فرمایا اور خاموش ہو رہے جب انہوں نے

پہر سوال کیا تو انکاری جوابیے یا یعنی ہر سال فرض نہیں اور آئندہ کے لیے انکو بلا ضرورت سوال کرنے سے منع فرمایا بعض کہتے ہیں اس حدیث سے یہ نکلتا ہو کہ ہر شی کا وجہ کرنا آپ کی طرف مغفول تھا لیکن جمہور کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر میں ہاں کہتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی یہی حکم آتا کیونکہ اکثر حکم الہی آپ کی مرضی کے موافق ہوا کرتا اور اس مختصر ترجمہ میں ایشاعی عن النبی بن سالیك قال قالوا یا رسول اللہ الحج فی کل عام قال کو قلت نعم کو حبت ولو حبت لہ تقو موایھا ولو لہ تقو موایھا عذبتکم السن بن مالک روایت ہو گوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج ہر سال میں ہے آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہتا تو ہر سال حج ہو جاتا رہ حکم الہی اور اگر ہر سال حج ہو تا تو تم اسکو کر سکتے اور حج کرنا سکتے تو عذاب کو جاتے (ترک فرض کے سبب) عن ابن عباس ان الاقرع بن حابس سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الحج فی کل سنۃ أو مرة قال بل مرة واحدة فمن استطاع ففقط عن ابن عباس سے روایت ہو اقرع بن حابس نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہر سال حج فرض ہے یا عمر میں ایک بار آپ نے فرمایا عمر میں ایک بار ہو جو کوئی اور زیادہ کرے تو نفل ہے باب فضل الحج والعمرة حج اور عمرے کی فضیلت عن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فابعوا بین الحج والعمرة فان المتابعة بینہما تنفی الفقر والدنوب كما تنفی الکی یحبت الحدید حضرت عمر سے روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دو حج اور عمرے کو ایسے حج کے بعد عمر کو عمرہ کے بعد حج) ایسے کہ پے درپے کرنا حج اور عمرے کا مغفلی کو اور گناہوں کو ایسا دور کر دیتا ہے جیسے گہریاں (لوہار کی ہٹی) لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے عن عمر بن الخطاب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو ترجمہ وہی جواب پر گندہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العمرة کفارۃ ما بینہما والحج المبرور لیس لہ حیزا الا الجنة ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرے سے دوسرے عمرے تک جتنے گناہوں انکا کفارہ عمرہ ہو جاتا ہے اور حج مبرور کا کوئی بدل نہیں سوا جنت کرف میں نے وہ حج جو خدا کی درگاہ میں قبول ہو اور بعضوں نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا نہ ہو اور بعضوں نے کہا جو تمام شرائط اور ادب کے ساتھ ہو بعضوں نے کہا حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ اسکو بعد حاجی کا حال بدل جاوے یعنی توبہ الی السور و عبادت میں مصروف رہے اور جزا گناہوں کو حج سے پہلے کیا کرتا تھا اسنے باز رہا واللہ اعلم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج ہذا البیت فکفر فثرت وکفر یفسق رجب کما وکذتہ اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہو ان حضرت صلی

الصلی علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرے اس گہر کا (یعنی خانہ کعبہ کا) اور رفت نکرے (یعنی حجام کے متعلق باتیں بھیجی
 اور پیشتر میں کی) اور یہود نہ بکری (منوق) یہ ہے کہ نوکرون اور نسیقون سوخت کلامی اور جگڑا) تو وہ لوٹ کر ایسا
 جادو کرے جیسے اسن تہاجس فن اسکی مان نے اسکو جنتا (یعنی گناہوں کو پاک صاف ہو کر) باب الحجۃ علی
 الرجل کجاوہ یعنی بالان پر سوار ہو کر حج کرنا عین اکتس بن سلالہ قال حجۃ المکرمی صلی اللہ علیہ وسلم علی
 رجل ریت وقطیفۃ تساو آربعۃ دراهم اوہ استاؤ فثمتہ قال اللہم حجۃ لاریاء فیہا ولا سمعۃ انس بن
 مالک سے روایت ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سپرنوین (کجاوہ) پر حج کیا (کیونکہ حج میں اپنی عاجزی
 ظاہر کرنا منظور ہوتا ہے تو پراتی زین میں تواضع اور انکسار ہوا ایک چادر میں جبکی قیمت چار درہم ہی ہوگی یا نہ ہوگی
 یعنی لباس ہی نہایت ملکہ اور کم قیمت پہنا) پھر اپنے فرمایا یا امیر میں حج کرتا ہوں ایسا جس میں دکھلانا اور سناٹا نہیں
 ہے ف یعنی خالص سیر رمضانہ دی اور ثواب کیلئے حج کرتا ہوں نہ نمایش اور افتخار کے لیے حدیث پر معلوم
 ہو اگر حج میں زیب و زینت کرنا اور عمدہ سوار یاں یا عمدہ لباس پہننا خلاف سنت ہو حج میں بندہ اپنی مالک
 کے حضور میں جاتا ہے تو جس قدر عاجزی کے ساتھ جادوے پہن پراتے حال سے اتنا ہی بہتر ہے تاکہ مالک کے رحمت
 جوش میں آوے اور یہی وجہ ہے کہ حج میں سے ہوئے کپڑے پتھر سے اور خوشبو لگانے سے منع کیا عین ابن عباس
 قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکن مکتۃ والمذنبۃ فمرنا بواوہ فقال ای وادھلنا قالوا
 وادی لا ذرق قال کاتی انظر الی مؤنسی صلی اللہ علیہ وسلم فذا کمن طول شعری شیئا لا یحفظہ داء
 وادھلنا اصبعہ فی اذنیہ لہ جوارا الی اللہ بالثلیثۃ ما لایہلک الوادی قال شمتہ ناحتی اثنینا علی
 اثنینۃ فقال اثنینۃ ہذہ قالوا اثنینۃ کھڑی اولفت قال کاتی انظر الی یونس علی ناقۃ حمرا وعلیکہ
 جبۃ صوف وخطام ناقۃ خلیۃ ساکرا بھلذا الوادی ملکیتا ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھوکہ اور دیر کے درمیان تو ایک اوی پر سوار وادی وہ راہ جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوتی
 ہے) اپنے فرمایا یہ کون سی وادی ہے لوگوں نے عرض کیا وادی ارزق ہے اپنے فرمایا گویا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کو دیکھ رہا ہوں (رحبہ حج کے لیے گئے تھے یا اس ملک سے گزرے تھے جبکہ تاریخ سے ثابت ہو کہ حضرت موسیٰ فاران
 کے سید انون پرے گئے) پھر بیان کیا اپنے انکو بالون کی منبای میں کچھ جو داؤد بن ابی ہند (حدیث کر وادی کو)
 یا دنین رہا اپنی انگلی کان بن رکھے ہوئے اور حضرت موسیٰ کا حال ہے اسکی درگاہ میں بلند آواز سے فریاد کرتے
 ہوئے لیکر کہتے ہوئے اسی وادی پرے گزرے ابن عباس نے کہا پھر ہم جہاں تک کہ ایک ٹیکر پر آئے

اپنے فرمایا کہ کونسا ٹیکر لے لو گون نے کہا کہ ہر شا کا ٹیکر یا لفت کا (دو نوام میں) آپ نے فرمایا جیسے میں حضرت
یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں ایک لال اوٹنی پر وہ بالون کا ایک جت پہنے ہوئے ہیں اور ان کی اوٹنی کی
نکیل چپال کی ہے یا پتلی اور سخت سی کی اور اس ادی کو گزر رہے ہیں لہذا کتھو ہوئے و احتمال ہے
کہ عالم ارواح میں حضرت موسیٰ اور حضرت یونس آپ کے سامنے ہوتے ہی طرح سے گدے ہوں یا وہ واقعہ ان کے
زمانہ کا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو بزرگ و بڑا دیا یا یہ تشریف کمال علم اور یقین کی جیسے سنات کو دیکھ رہے ہیں
مَا مِنْ فَضْلٍ دُعَاةِ الْحَاجِّ حَاجِي كِي دُعَا كِي مُضْلِيَت عَنْ اِي هُرْ كَر عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّهُ قَالَ الْحَاجُّ وَالْعَمَلُ وَقَدْ اِنَّ دُعَا اَجَابَهُمْ وَاِنْ اَسْتَغْفَرُوا غُفِرَ لَهُمْ اَوْ بَرِهَ رُضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمرہ اور حج کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ
سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرے گا کیونکہ مہمان کی خواہش ضرور پوری کی جاتی ہے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ
سے بخشش چاہیں تو ان کو بخش دے گا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَاذِي فِي مَسْبِلِ
اللّٰهِ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ فَاِنَّ اللّٰهَ دَعَاهُمْ فَاَجَابَهُ وَسَلَّوْهُ فَاَعْطَاهُمْ ابْنُ عُمَرَ رَوَيْتُ عَنْ اَنِّ هَاجِرَ صَلَّيْ
عَلَيْهِ وَاَلَا صَلَّيْ لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا لَمْ يَنْفَرُوا
اگر اللہ سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول ہوگی اور جو اللہ سے کچھ مانگیں تو وہ ان کو دے گا عَنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اُسْتَاذَنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَمْرَةِ اِذْ قَالَ يَا اَحْمَدُ اَسْبِرْ لَنَا فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ وَلَا تَكُنْ احْضَرْتُ عَمْرَةَ
نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت مانگی عمرہ کرنے کی آپ نے ان کو اجازت دی اور فرمایا اے عباسی تم کو
ذرا شریک کر لینا اپنی کسی دعا میں اور بولنا مست ف احمد بن حنبل نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کما تو اضع اور
حضرت عمر کا کمال فضل ثابت ہوا کہ محبوب رب العالمین نے اپنے لیے دعا کرنے کی ان سے درخواست کی دوسری زمرہ
میں ہر ابو داؤد کے حضرت عمر نے کہا آپ نے ایک ایسا کلمہ کہا کہ اس کے بدل میں ساری دنیا ملے سر خوش نہ ہوں گا
حدیث میں یہ بھی لکھا کہ جو فضل ہو مگر درجہ اول سے دعا کی درخواست کر سکتا ہے عَنِ صَفْوَانَ بْنِ عُمَرَ
ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ وَكَانَتْ تَحْتَهُ نَبْهَةٌ اَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَا هَا قُرْبَدُ اَبَا الدَّرْدَاءِ وَلَمْ يَجِدْ اَبَا الدَّرْدَاءِ
فَقَالَتْ لَهُ تَرِيدُ الْحُجَّةَ الْعَامَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَتْ فَاَدْعُ اللّٰهَ لَنَا بِخَيْرِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَقُولُ دَعْوَةُ الْمُرْدِ مُسْتَجَابَةٌ لَا خِيَةَ بَظْهَرِ الْغَيْبِ عِنْدَ رَاسِهِ مَكَتُ بَوْمَيْنِ عَلَى دُعَائِهِ كُلَّمَا دَعَا لَهٗ
بِخَيْرٍ قَالَ اَمِنَ وَلَكَ عَيْنِي قَالَ نَعَمْ خَرَجْتُ اِلَى السُّوقِ فَلَقَيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَخَلَّانِي عَنِ النَّبِيِّ

دلیل یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی روایت میں ایک دن کا ذکر ہے اور التحدیث کہ نزدیک سفر کی کوئی حد سفر نہیں جسکو لوگ سفر کہیں وہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہیں البتہ جسکو سفر نہ کہیں وہ ان عورت بغیر محرم کے جاسکتی ہے جیسے شہر میں ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا نزدیک گاؤں میں جسکی مسافت الکیدن کی راہ ہو یہی کم ہو پس اگر کوئی عورت کہ سو ایسی قریب ہتی ہو کہ حج کے لیے سفر نہ کرنا پڑے تو وہ بغیر محرم کے حج کے لیے نکل سکتی ہے اور حنفیہ نے جو اس حدیث کو دلیل لی کہ سفر کی کم مدت تین دن کی راہ ہو تو یہ فاسد ہے ابو ہریرہ کی حدیث میں جو اگے آتی ہے ایک دن کی راہ مذکور ہے عن ابن ہشیرة قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَبْعَةَ يَوْمٍ وَاحِدٍ لَيْسَ لَهَا ذُو حُرْمَةٍ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَ رُوِيَ عَنْ هِرَانَ حَضْرَتِ صَلَّي اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت ایمان رکھتی ہو اس پر اور قیامت پر اسکو درست نہیں ایک دن کا سفر کرنا بغیر محرم کے عن ابن عباس قال جَاءَتْهُمُ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنِّي اكْتَسَبْتُ فِي عَمْرَةٍ كَذَا وَكَذَا وَأَمْرًا فِي حَاجَةٍ قَالَ فَارْجِعِي مَعَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَ رُوِيَ عَنْ هِرَانَ حَضْرَتِ صَلَّي اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا میرا نام کسا گیا فلانی لڑائی میں جانے کیو ہطر اور میری ایک عورت ہے حج کو جاتی ہے آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ لوٹ

باب في الحج جهاد النساء عورتوں کا جہاد کرنا ہے عن عائشة قالت قلت يا رسول الله على النساء جهاد قال نعم عليهن جهاد لا قتال فيه الحج والعمرة حضرت عائشہ سے روایت ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے آپ نے فرمایا ہاں لیکن ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں ہر وہ کیجج اور عمرہ عن اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجُّ جِهَادٌ كُلُّ ضَعِيفٍ أَوْ سَلِيمٍ مِنْهُ

ہے آج حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج جہاد ہی ہر ناتوان کا ف حدیث کا اسناد ضعیف ہے باب الحج من الميقات ميت كيطف سحر کرنے کا بیان عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سَمِعَ جَدَّاهُ يَقُولُ لَبَيْكُ عَنْ شُبَيْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شُبْرُمَةُ قَالَ قَرِيبٌ لِي قَالَ هَلْ حُجَّجْتَ قَطُّ قَالَ لَا قَالَ فَاجْعَلْ هَذِهِ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ سَجَّ عَنْ شُبْرُمَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ رُوِيَ عَنْ هِرَانَ حَضْرَتِ صَلَّي اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ یعنی میں حاضر ہوں تیری درگاہ میں شبر مرہ کی طرف سے آپ نے فرمایا شبر مرہ کون ہے وہ بولا میرا ایک رشتہ دار تھا آپ نے فرمایا تو نے کہی حج کیا ہے وہ بولا نہیں آپ نے فرمایا تو یہ حج اپنی طرف سے کہ شبر مرہ کی طرف سے کہ ف حدیث میں نہ نکلا حج دوسرے کی طرف سے نہ ہو کر کرنا درست ہے لیکن یہ جزو رہے کہ اس سے پہلے اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو یہی قول ہے احمد اور شافعی اور اصحاب حدیث کا اور مالک

اور ثوری اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ اگر انبی طرف سے فرض حج نہ کر چکا ہو جب ہی نہایت درست ہوگی عن ابن عباس
 قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحُجُّ عَنْ أَبِي قَالَ نَعَمْ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْرًا
 لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا ابن عباس رضی اللہ عنہما سر روایت ہے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا
 کیا میں حج کروں اپنے باپ کی طرف سے اپنے باپ کی طرف سے اگر تو اس کی نیکی نہ بڑھا سکے تو اس کی لیے کچھ
 برائی مت کر ف یعنی باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہیے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کے جیسے صدقہ حج
 وغیرہ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا تو ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیان کھلاوے یا برا
 کہا دے دوسرے لوگوں سے اور اگر یا انکے باپ کو برا کہہ کر جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بڑا کبیر یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ
 کو گالی دیے کو گونہ عرض کیا انبی باپ کو کون گالی دے گا اپنے فرمایا اس طرح سے کہ دوسرے کے باپ کو گالی دے
 وہ اسکے باپ کو گالی دیوے عن ابی العوث بن حصین رجل من الفرع أنه استفتی النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم عن حجة كانت على أبيه مات ولم يحج قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَقَالَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ الصِّيَامُ فِي التَّكْرِيفِ عَنْ أَبِي العوث بن حصین سر روایت ہے جو فرع میں سے ایک
 شخص تھا (فرع ایک مقام ہے در میان حرمین کے) اس نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اسکے باپ پر حج
 فرض تھا وہ مر گیا اور حج نہیں کیا اپنے فرمایا تو حج کرے اپنے باپ کی طرف سے اور ایسا ہی نذر کے روزوں میں آپ
 نے حکم دیا کہ انکی ہی قضا کرے باپ کی طرف سے ف اور جب نذر کے روزوں کی قضا سمیت کی طرف سے جائز ہوئی تو
 رمضان کے روزوں کی بطریق اولی جائز ہوگی امام احمد اور اصحاب حدیث کا یہی قول ہے اور ثوری نے کہا شافعی
 کا یہی صحیح قول ہے اور بعض شافعیہ نے کہا قضا کر ہی یا مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جب یہ کہ یہ قول ہے کہ سمیت کی
 طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں ابو حنیفہ کا یہی مذہب ہے اور ابن عمر سے ملکہ نے ایسا ہی نقل کیا اور ترمذی نے ان
 سے نکالا کہ ہر روز کے بدل ایک مسکین کو کھانا کھلاوے یا باپ کے لیے حج عن ابی رزین العقیل أنه أتى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحُجَّ وَلَا الْبُرْءَ وَلَا الطَّعْنَ قَالَ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ ابوزرین
 عقیل سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ بڑھا ہے پہنچ
 کی طاقت رکھتا ہے عمر کے کی اور نہ سواری کی (کہ اونٹ پر سوار ہو کر حج کرے) اپنے فرمایا اپنے باپ کی طرف سے
 حج کر اور عمر کر ف امام محمد نے کہا ہمارا عمل اس حدیث پر ہے سمیت کی طرف سے اور اس میں عورت کی طرف سے جو یہ

بوہری جو جاہلین کہ ان میں حج کرنے کی طاقت نہ ہو حج کرنا درست ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور سہارکثر فقہا کا حکم **عن عبد**
ابن عباس ان امرأۃ من خنثی جلدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابی شیخ یمیکر وقد
 اقلد راکتہ فریضۃ اللہ علی عبادہ فی الحج ولا یتطیع اذامہا فعل یجزی عنہ ان اؤذیہا عنہ قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے شیخ کی ایک عورت ان حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا باپ بوڑھا ہے ناتوان ہو گیا اور حج اللہ کا فرض اس پر لازم ہے اور وہ
 اسکو ادا نہیں کر سکتا تو کیا جائز ہوگا اگر میں اسکی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا مان **عن حصین بن عوف** قال
 قلت یا رسول اللہ ان ذکاء الحج ولا یتطیع ان یحج الا معک صافعت ساعۃ قد قال حج عن ابیک
 حصین بن عوف سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ پر حج فرض ہوا اور وہ توج کی طاقت نہیں رکھتا مگر
 لکڑی کی طرح اڑا کر یہ سٹکرا آپ ایک ساعت تک خاموش ہو رہے پھر فرمایا حج کر اپنے باپ کی طرف سے **عن ابی جابر**
عن اخیر الفضل انہ کان رد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ الخمر فانتہ امرأۃ من خنثی
 فقالت یا رسول اللہ ان فریضۃ اللہ فی الحج علی عبادہ ادرکت ابی شیخ کثیرا لا یتطیع ان یرکب
 افاحج عنہ قال نعم فایۃ لو کان علی ابیک دین فضلتہ ابن عباس فرمایا ہے بائنی فضل بن عباس سے روایت
 کی کہ وہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھے راوی پر ایوم الخمر کی صبح کو آپ بائنی شعم کی ایک عورت آئی
 اور بولی کہ اللہ کا فرض حج اس کے بندو پر لیے وقت میں میرا باپ پر آیا کہ وہ بوڑھا پونیس ہے سوار ہونے کی بھی طاقت نہیں
 رکھتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں آپ نے فرمایا مان اگر تیرے باپ پر فرض ہوتا تو تو اسکو ادا کرتی یا نہیں وہ
 عورت بولی جی ہاں ادا کرتی آپ نے فرمایا اللہ کا فرض ادا کرنا زیادہ مقدم ہے ہر چند باپ کا فرض بیٹے پر ادا کرنا لازم
 نہیں جب باپ نے فرض کی ادائیگی نہ چھوڑا ہو لیکن اکثر بیٹے جو نیک ہوتے ہیں وہ اپنی کمائی سے ماں باپ کا
 فرض ادا کر دیتے ہیں ایسا ہی آپ نے اس عورت سے بھی پوچھا کہ تو اپنے باپ کا فرض ادا کرتی یا نہیں جی ہاں کہ میں ادا
 کرتی تو آپ نے فرمایا حج بھی اسکی طرف سے ادا کر دے وہ اللہ کا فرض ہے **باب حج الصبی** بچے کا حج **عن**
جابر بن عبد اللہ قال دفعۃ امرأۃ صبیۃ لہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ فقالت یا رسول اللہ
 الیہن حج قال نعم وذلک اجرہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے ایک عورت نے اپنے بچہ کو لایا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم پاس حج میں اور عرض کیا یا رسول اللہ اس بچہ کا بھی حج ہے آپ نے فرمایا مان اور ثواب مجھ کو ہے اس سے معلوم
 ہوا کہ نابالغ لڑکے کا حج صحیح ہے اور ثواب اسکی عبادات کا اسکے ولی کو ہے اب اگر نابالغ احرام باندھے تو وہی شرط

اس کے لیے بھی ہر گرج جو بالغ کے لیے ہر باب النِّفَاسِ دُکُلًا وَتَحْتَ نَهْلٍ بِالْحَجِّ نَفَاسٌ وَحَيْضٌ أَلِي حَجًّا أَحْرَامٌ
باندہ سکتی ہو عَنِ عَالِثَةٍ قَالَتْ فَتَسْتَأْذِنُ عَمَلِي بِالنَّجْثِ قَالَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَيَا بَكْرٍ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَهْلُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حُزْنَةُ صَدِيقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوِيَ عَنْهَا رُبْتُ عَمِيْسَ
شجرہ میں اپنے ذوالخليفة میں وہاں ایک رخت تھا اس لیے اس کا نام شجرہ ہو گیا نفاس آیا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ابوبکر کو حکم کیا کہ وہ اس کو کہیں غسل کرے اور احرام باندھ کر لیکن پکار کر اور حاجیوں کی طرح امام احمد نے
حضرت عائشہ سے مرفوعاً نکالا کہ عائشہ عورت کل حج کے کام کرے سوا طواف کو اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر
سے ایسا ہی نکالا باسنو صحیحہ اور صحیحین میں حضرت عائشہ کی روایت ہے حیدۃ عائشہ ہوئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان سے فرمایا ہر ایک کام کو جو حاجی کرتے ہیں نقطہ خانہ کعبہ کا طواف تکریم تک غسل نہ کرے (روضہ شجرہ)
إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ تَخْرُجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ اسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسَ فَوَلَدَتْ بِالنَّجْدِ
مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَأَتَى أَبُوتَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تَهْلُ بِالْحَجِّ وَتَقْنَعَنَّ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّهُمْ لَا تَقْلُوبُ بِأَلِيَّتِ ابْنِ بَكْرٍ
صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلی حج کے لیے ان کو ساتھ اسما بنت عمیس تھیں (ابن ابی بی) بیان
کا بچہ پیدا ہوا محمد بن ابی بکر شجرہ میں تو ابوبکر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا آپ نے
اسما کو حکم کیا غسل کرنے کا نفاس کی حالت میں اور حج کا احرام باندھنے کا اور جو کام لوگ کرتے ہیں وہ سب
کرنے کا سوا طواف کے (طواف جب حیض اور نفاس سے پاک ہو وقت کر لے) و احمدیث سے معلوم ہوا کہ
طواف میں طہارت شرط ہو اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور حنفیہ کے نزدیک طواف میں طہارت شرط نہیں ہے
جمہور کی دلیل یہ حدیث ہے کہ طواف نماز ہے اخیر تک عَنِ جَابِرٍ قَالَ قُسِّتَ اسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسَ بِمُحَمَّدِ بْنِ
أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَقْرِئَ ثَوْبًا وَتَهْلُ جَابِرٌ
روایت ہے اسما بنت عمیس کو نفاس ہوا محمد بن ابی بکر کو جب جنین تو انہوں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملنا
بھیجا آپ نے ان کو حکم کیا غسل کرنے کا اور ایک کپڑے کا ٹکڑا باندھ لینے کا اور حج کا احرام باندھنے کا باب
مَوَاقِيتِ أَهْلِ الْأَفَاقِ ہر ایک ملک انوں کے میقات کا بیان و میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں
سے حاجی کو احرام باندھنا ضرور ہوتا ہے اور بغیر احرام باندھنے وہاں سے اگر ٹہرنا جائز نہیں لیکن جو لوگ میقات
اور مکہ کے بیچ میں رہتے ہوں وہ اپنے گھر سے نکلتے وقت احرام باندھیں یہ صحیح ہے جو لوگ خود مکہ میں رہتے ہیں

وہ حج کا احرام اپنی عمر میں سو باندہ میں اور عمر کے کاحرم کے باہر جا کر اور افضل مقام عمر کے احرام کے لیے جہرانہ ہے پھر
تغییم جہان سے اب اکثر لوگ عمر کے احرام باندہ کرتے ہیں وہ مکہ سے تین میل پر ہے اور مسجد عائشہ وہیں ہے پھر جہانہ یہ
روضعہ **عَنْ** ابْنِ سُرَّانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَيَّأْ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ
وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْحَفَّةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَتَاهِلُهُ الثَّلَاثَةُ فَقَدْ سَمِعْتُهُمَا مِنْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَهَيَّأْ أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْ بَيْتِ
ابْنِ عَمْرِو رُوِيَتْ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَالِي اِسْمَعِيلِیہؑ اَلَمْ دُوَسْلَمَ نَے فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندہ میں اور شام والے
جحفہ سے اور نجد والے قرن و عبد اللہ نے کہا ان تینوں مقاموں کو تو میں نے خود ان حضرت صلی اِسْمَعِيلِیہؑ اَلَمْ دُوَسْلَمَ کو سنا
ہے اور مجھے خبر ہو چکی کہ آپ نے یوں فرمایا اور میں نے اے میلیم سے احرام باندہ میں **ف** میلیم ایک پہاڑ ہے مکہ سے دو منزل پر
اب ہند سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بھی یہیں سے احرام باندہ میں **عَنْ** جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ فَقَالَ مَهْلًا أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَمَهْلًا أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْحَفَّةِ وَمَهْلًا أَهْلُ الْبَيْتِ مِنْ
يَكْمَلَكُمْ وَمَهْلًا أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمَهْلًا أَهْلُ الْمَشْرِقِ مِنْ ذِي عَمْرِو شَمْرًا أَتَبَكُّ بِوَجْهِهِ لِلْأَفْقِ وَقَالَ
اَللّٰهُمَّ أَقْبِلْ يَقُولُوْنَ بِصَمِّ جَابِرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رُوِيَتْ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَالِي اِسْمَعِيلِیہؑ اَلَمْ دُوَسْلَمَ نے ہکو خطاب کیا تو فرمایا
مدینہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے ایک مقام ہے مدینہ سے پانچ یا چھ میل پر اور شام والوں کا جحفہ ہے اور میں نے الولا
کا میلیم اور نجد والوں کا قرن اور مشرق والوں کا ذات عرق (وہ ایک مقام ہے مکہ سے مشرق کی جانب دو منزل پر ہے
آپ نے اپنا منہ آسمان کے کنارے کی طرف کیا (مشرق کی طرف) اور فرمایا یا اللہ انکے دل ایمان کی طرف لگا دیں
آپ کے وقت میں مشرق کی طرف کھڑا ہوا ہر دو ہان کے لوگوں کے لیے دعا کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرق والوں کو
مسلمان کیا کروڑوں مسلمان ہند میں گزرے جو مکہ سے مشرق کی طرف ہو بعض کہتے ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ مشرق
سے نذہ منور ہوگا اس لیے آپ نے ان لوگوں کے لیے ہدایت کی دعا کی بعض کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور مشرق
والوں کا میقات حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عین بنین کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہکو مقرر کیا حب عراق فتح
کیا اور شامی نے کہا احتیاط یہ ہے کہ عقیق سے احرام باندہ لیجئے (طیبی) **بَابُ** الْأَحْرَامِ احرام کا بیان **عَنْ**
ابْنِ اَنَسٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَخَلَ رَجُلًا فِي الْفَرْدِ وَأَسْتَوَتْ بِهِ رَأْسُهُ أَهْلُ بَيْتِ
عَبْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحِجَّةِ ابْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رُوِيَتْ هِيَ أَنَّ حَضْرَتَ صَالِي اِسْمَعِيلِیہؑ اَلَمْ دُوَسْلَمَ جب اپنا پاؤں رکاب میں
رکھتا اور اونٹنی اُکھو لیکر سیدی ہوتی تو آپ لبیک پکارتے ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس سے **ف** شامی کا یہی

قول ہو اور خفیہ کر تو ایک دو گانہ احرام پڑھ کر لبیک پکارتے اور مالک کا یہی قول ہے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے
لکھلائیے کہا مجھے تعجب ہے کہ صحابہ نے اس باب میں اختلاف کیا ہے انہوں نے کہا میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اس کو آپ
نے حج کی لبیک پکاری جب دو گانہ سو فاع ہوئے بعضوں نے اس کو سنا اور یاد رکھا پھر آپ نے لبیک پکاری جب وارث
پر سوار ہوئے بعضوں نے پڑ سنا اور یاد رکھا اور کہنے لگے آپ لبیک پکاری جب وارث پر سوار ہوئے جب میدان
کی اونچائی پر گئے وہاں ہی لبیک پکاری بعضوں نے اس کو سنا اور کہا کہ آپ اس وقت لبیک پکاری اور حقیقت آپ نے
جہاں دو گانہ پڑا وہیں لبیک پکاری روایت کیا اس کو ابو داؤد نے عن النبی بن صالح قال اثنی عند ثقات
ناقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند الشجرة فلما استوت یہ قائمۃ قال لبتیک بعمرة وحجۃ معاً
وذلک فی حجة الوداع النبی بن مالک سے روایت ہے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹنی کے پاؤں کے
پاس ہاتھ شجرہ میں رہنے ذوالخلفہ میں احباب آپ اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے فرمایا لبیک بعمرة وحجۃ معاً یعنی
حاضر ہوتا ہوں میں تیری درگاہ میں عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت کر کے اور یہ واقعہ حجة الوداع کا
ہے باب التلبیۃ لبیک کیونکہ کہ عن ابن عمر قال تلکفت التلبیۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وهو یقول لبتیک اللهم لبتیک لا شریک لک لبتیک ان الحمد والنعمة لک والملك
لا شریک لک وكان ابن عمر یزید فیہا لبتیک لبتیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبتیک
والرحماء الیک والاعسل ابن عمر سے روایت ہے میں نے لبیک سیکھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے
آپ فرماتے تھے لبیک اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک اور ابن عمر اس میں
بڑھاتے تھے لبیک لبیک لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک لبیک والرحماء الیک والعمل عن جعفر بن محمد
عن ابيہ عن جابر قال کانت تلبیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبتیک اللهم لبتیک لا
شریک لک لبتیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک امام جعفر صادق سے روایت ہے انہوں نے اپنی
والدہ امامہ باقر سے روایت کی انہوں نے جابر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لبیک اس طرح پڑھی لبیک اللهم لبیک
لبیک لا شریک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملك لا شریک لک عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فی تلبیۃ لبتیک الہ الخ لبتیک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے اپنی لبیک میں یون فرمایا لبیک الہ الحق لبیک یعنی حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں اے سچے خدا حاضر
ہوتا ہوں عن سفیل بن سعد التاعذی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مصلی

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محرم برابر سارون لبیک کہتا رہے دن چڑھنے سے سوچ و دوں نہ کرے تو سوچ اسکے گناہ لیکر ڈوبے گا اور وہ ایسا ہو جاوے گا جیسے ابھی اسکی زبان سے اس کو جبار یعنی گناہوں سے بالکل صاف ہو جاوے گا۔ **باب الطیب عند الاحرام** احرام کی وقت خوشبو لگانے کا بیان و احرام کی حالت میں خوشبو لگانا بالکل درست نہیں ہے لیکن احرام باندھنے وقت خوشبو لگانا سنت ہے اگرچہ خوشبو بدن یا کپڑے میں احرام کے بعد ہی باقی رہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہی مذہب ہے ائمہ دین کا اور یہی راجح ہے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے و لیون میں اور امام شافعی نے شرح متفقہ میں اسکی تفصیل کی ہے اور صاحب سبل السلام نے اپنی مناسک میں ایسا ہی نقل کیا ہے حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ جب آپ نے غسل کیا احرام کا تو حضرت عائشہ نے آپ کے خوشبو لگا دی اس میں مشک بھی تھی آپ کے ہاتھوں اور سر میں یہاں تک کہ اسکی چپک آپ کے مانگوں اور دڑھی میں دھامکی دیتی تھی ہر آپ ایسا ہی ہنہ دیا اور سکو دھو یا نہیں (روضہ) **عن عائشہ** قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُ قَبْلَ أَنْ يَحْرِمَ وَيَحْلِلُهُ قَبْلَ أَنْ يُفَيْضَ قَالَتْ سَفِيَانُ بَيْدَتِي هَاتَيْنِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَے روایت ہے کہ انہوں نے خوشبو لگائی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور جب آپ نے احرام کھولا اس وقت ہی طواف الافاضہ کرنے سے پہلے سفیان کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خوشبو لگائی میں نے انہوں نے دونوں ہاتھوں سے **عن عائشہ** قَالَتْ كَانَتْ تُطَرِّقُ الْوَبِيصَ الطَّيِّبَ فِي مَقَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَبَّ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَے روایت ہے کہ انہوں نے کہا گو یا میں خوشبو کی چپک کو دیکھ رہی ہوں آنحضرت کو مانگوں میں اور آپ لبیک کہہ رہے تھے **عن عائشہ** قَالَتْ كَانَتْ أَرَى وَبِيصَ الطَّيِّبَ فِي مَقَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ ثَلَاثَةٌ وَهُوَ مُحَرِّمٌ حَضْرَتُ عَائِشَةُ سَے روایت ہے کہ انہوں نے کہا گو یا میں خوشبو کی چپک دیکھ رہی ہوں اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مانگ میں تین دن کے بعد احرام کی حالت میں و الحمد للہ کا عمل انہی حدیثوں پر ہے اور محمد سے منقول ہے کہ ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جبکہ ان احرام کے بعد باقی رہے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابوصنف سے منقول ہے کہ اگر احرام کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہے تو فدیہ واجب ہوگا (لمعات) **باب مَا يَكْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ** محرم کون کو کپڑے پہننے **عن عبد الله بن عمر** رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَسُ الثِّيَابَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْبَسُ الثَّمَنُ وَلَا الْعَمَامُ وَلَا الْمِرْوَالِيَّةُ وَلَا الْبُرْجُ وَلَا الْخِفَاتُ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ ثَلَاثِينَ فَلْيَكْبَسْ خَفَيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اسْفَلَ مِنَ الْكُمَيْنِ لَا تَكْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الرَّعْفُ وَلَا الْوَرَسُ

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کو نسو کہڑے پہنوا اپنے فرمایا نہیں
اور عمامہ اور پانچا سا اور ٹوپی اور موزہ نہ پہنے مگر جس حال میں کہ چیل (جو تہ) نہ ملے تو موزے ہی پہن لیو کی لیکن انکو
کاٹ ڈالو ٹخنوں کو نیچے (ٹخنہ سر اور میان وہ ہڈی ہو جو پیچہ قدم میں ہوتی ہے) اور وہ کہڑے پہنی جس میں زعفران
یا درس یا بار سنگار کی ڈنڈیاں (الکی ہوف) یہ حدیث صحیحہ ہے اسکو بخاری اور مسلم نے ہی نکالا قاضی عیاض
نے کہا مسلمانوں کا اجماع ہے اسپر کہ جو چیزیں حدیث میں مذکور ہیں محرم انکو نہ پہنے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَأَى**
قَالَ تَعْلِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَيْلِيَسَ الْحُدُمِ ثَوْبًا مَصْبُوعًا يُوْرِي أَوْ زَعْفَرَانٍ عبداللہ بن عمر
سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا محرم کو درس یا زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننے سے **بَابُ**
الشَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْحُدُمِ إِذَا لَمْ يَجِدَا إِذَا دَا أَوْ كَعْلَيْنِ اگر محرم کو تہ بند نہ ملے تو پانچا یا مہین لیو سے اسی
طرح اگر جو تہ نہ ملے تو موزہ پہن لیو **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ**
قَالَ هَيْثُمُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِذَا دَا فَلْيَلْبَسْ سَرَادِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ تَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ
وَقَالَ هَيْثُمُ فِي حَدِيثِهِ فَلْيَلْبَسْ سَرَادِيلَ إِلَّا أَنْ يَقْعَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نمبر پر خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا جو کوئی تہ بند نہ پاوے تو پانچا یا مہین لیو سے اور جو کوئی جو تہ
نہ پاوے تو موزے پہن لیوے اور ہشام نے کہا اپنی روایت میں پانچا یا مہین لیو سے جب تہ بند نہ ملے ہوف یہ
حدیث صحیحہ ہے اسکو بخاری اور مسلم نے نکالا ابجدیث اور شافعی کا عمل اسپر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا اگر پانچا یا
مہین ضرور پڑے تہ بند نہ ملنے سے تو اسکو پہنا کر تہ بند کی طرح کرے اور یا ہوا اسی حال میں پہنے گا تو اسپر
لازم ہوگا اور مسلم نے جابر بن کلالہ سے فرمایا جو تہ نہ پاوے وہ موزہ پہن لیو سے اور جو تہ بند نہ پاوے وہ پانچا یا مہین
لے اور احمد اور بخاری اور شافعی اور ترمذی نے نکالا ابن عمر سے فرمایا کہ جو عورت محرم ہو وہ نقاب نہ ڈالے
(یعنی ہونہ نہ ڈھانپے) اور ستانے نہ پہنے صحیحہ کہا اسکو ترمذی نے ابو داؤد اور حاکم اور بیہقی کی روایت میں سنا
زیادہ ہو کہ کپڑا ہی نہ پہنے جس میں درس یا زعفران لگی ہو **روضة** **عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ**
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ خُفَّيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اسْفَلَ مِنَ الْكَعْلَيْنِ ابن عمر سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جو تیان نہ پاوے وہ موزے پہن لے اور انکو کاٹ ڈالے ٹخنوں کو نیچے
بَابُ التَّوَقُّفِ فِي الْأَحْرَامِ احرام میں کن باتوں سے بچنا چاہیے **عَنْ أَنَسٍ أَنَّ بَيْتَ ابْنِ بَكْرِ قَالَتْ**
خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرَجِ نَزَلْنَا فَلَاحَسَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

فَلَمْ يَرَوْا نَشْرَ الْجَنِيِّ بَلِيٍّ وَكَانَتْ زَيْنًا لَنَا وَزَمَانَةً أَبْكَرَ وَاحِدَةً مَعَهُ غُلَامٌ ابْنُ
 بَكْرِ قَالَ فَطَلَعَ الْغُلَامُ وَلَكِنَّ مَعَهُ بَعِيرٌ فَقَالَ لَهُ أَيْنَ بَعِيرُكَ قَالَ أَضَلَّكُمُ الْكِبَارَةُ قَالَ مَعَكَ بَعِيرٌ
 وَاحِدٌ تُضِلُّهُ قَالَ فَطَفِقَ يَضْرِبُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنْظِرُوا إِلَى هَذَا الْخُجْرِمِ مَا
 يَخْتَصِمُ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَوَيْتُ عَنْهُمُ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتِهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَانَهُ لَكَ حَبِيبٍ عَجْزٍ مِنْ بَنِي نَجْرٍ أَيْ
 مقام کا نام ہے) تو وہاں اترے پھر ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے اور حضرت عائشہؓ آپ کے بارہو بیٹھیں اور
 میں ابوبکر کے بارہو بیٹھی اور ہمارا اور ابوبکر کا اور ان کے غلام کا ایک اونٹ تھا جس پر یہ تینوں سوار ہوتے تھے
 اتنی میں غلام آیا اور اسکے پاس اونٹ نہ تھا ابوبکر نے اس سے پوچھا تیرا اونٹ کہاں ہے وہ بولارات کو گم ہو گیا میرے
 ہاتھ سے ابوبکر نے کہا میرے ساتھ ایک ہی اونٹ تھا اسکو تو نے گم دیا حالانکہ ایک اونٹ کی حفاظت سہل تھی
 پھر ابوبکر اسکو مارنے لگے (مخصوصے اور بعضہ بجا تھا کہ سفر کی حالت میں سواری کا اونٹ گم دیا) اور ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے ف یعنی مار پٹ ڈالی جیگر احرام کی حالت
 میں یہ باتیں منع ہیں **باب فِي الْحُجْرِ يُغْفِلُ رَأْسَهُ مُحْرِمٌ** اپنا سر دھوسکتا ہے **عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ**
ابْنِ حُذَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمُسَوْدِيَّ تَخَوَّمَا اخْتَلَفَا بِالْأَنْوَاعِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ
عَبَّاسٌ يُغْفِلُ الْحُجْرُ رَأْسَهُ فَقَالَ الْمُسَوْدِيُّ لَا يُغْفِلُ الْحُجْرُ رَأْسَهُ فَإِنْ سَكَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ لَكُنِي أَيْوَبُ الْأَنْصَارِيِّ
أَكْبَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَوَجَدْتُ يُغْفِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ كَيْفَ يُنَوِّقُ فَلَمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا أَقُلْتُ أَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَيْنٍ أَرَسَكُنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُغْفِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى التَّوْبِ فَطَاطَاهُ حَتَّى بَدَأَ إِلَى رَأْسِهِ ثُمَّ
قَالَ لَا شَرَّ بَصَبٍ عَلَيْهِ أُصِيبَ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَزَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِعِمَامَةٍ وَادْبَرَ لُحْمَةً
قَالَ هَلْكَانَ أَرَأَيْتَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْعَلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَيْنٍ رَوَيْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي
 نے اختلاف کیا ابواسمیں (وہ ایک مقام ہے) ابن عباس نے کہا محرم اپنا سر دھوسکتا ہے مسور نے کہا نہیں دھوسکتا
 آخر ابن عباس نے مجھ کو بھیجا ابواسمیں انصاری بائیں پوچھنے کو میں نے دیکھا وہ غسل کر رہی ہیں دو لکڑیوں کے بیچ
 میں ایک کپڑے کی آڑ میں بیٹھ کر اسکو سلام کیا انہوں نے کہا کون ہے میں نے کہا میں عید اللہ بن حنین ہوں مجھکو
 ابن عباس نے تمہاری بائیں بھیجی ہے پوچھنے کو کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے
 دھوتے تھے میں نے کہا ابواسمیں (وہ ایک مقام ہے) ابواسمیں نے کہا کپڑے پر کسا (جو آڑ تھا) اور اسکو جھکا یا اتنا کہ انکا سر جھکود کہلائی

دیکر لگا پھر اوسوں کے ایک آدمی کو کہا جو اپنے بانی کو اتنا پانی ڈال اُس نے پانی ڈالا اوسوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو
 ملایا یعنی ملا ہاتھوں کو آگے سے لیکھنے چھپے سولائے پہر کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے
 دیکھا (احرام کی حالت میں) **ف** احرام کی حالت میں صرف پانی سے سر نہونا جائز ہے لیکن غرضت کا مصالح نہ لگا دو
 نہ اور کوئی چیز جس سے جوئیں ہرین نہ اتنا دوسرے گرے کہ جوئوں کے مزید کا ڈر ہو **باب** الْحُرْمَةُ تَسْدِيلُ الثَّوْبِ
 عَلٰی وَجْهِهَا مَحْرُومَةٌ اگر اپنے سونہ پر کپڑا لٹکا دو لیکن سونہ سے دور کہہ احرام کی حالت میں تو جائز ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا مَحْجَرِ مَوْنٍ فَإِذَا لَقِينَا الزَّكَاكِبَ اسْدَلْنَا ثِيَابَنَا مِنْ
فَوْقِ رُؤُسِنَا فَإِذَا بَدَأَ زَكَرَ فَعَنَّا هَا امُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ہم ان حضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے احرام کی حالت میں جب ہم کو (راہ میں) کوئی سوار ملتا تو ہم اپنے کپڑے اپنے سونہ پر
 ڈالتے پھر جب وہ سوار آگے نکل جاتا تو ہم سونہ کہہ دیتے **ف** احرام کی حالت میں عورت کو بھی سونہ کہہ کر سنا
 چاہیے لیکن اگر کڑیاں وغیرہ باندھ کر کپڑا سونہ پر لٹکا دے اس طرح سے کہ کپڑا سونہ سے دور رہے یا صرف وقت
 لٹکا دے پھر نہ کہہ لے تو جائز ہے **عَنْ** حَدِيثِ مِينُ مَذْكُورِهُوَ **عَنْ** عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَبَّحَهُ حضرت عائشہ سے دوسری روایت بھی ایسی ہی ہے **باب** التَّكْرُوفُ فِي الْحَجِّ جَمْعٌ مِنْ شَطْرٍ لَكَانَ جَائِزًا
عَنْ ابْنِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَا أَدْرِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ أَوْ سَعْدَاءُ بِنْتُ
عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى صَبَا عَتَبَتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا عَتَبَةُ
مِنْ لَحْجٍ فَقَالَتْ أَنَا أَمْرَاءُ سَقِيمَةٌ وَأَنَا أَخَافُ الْكَيْسَ قَالَ فَاعْرِضِي وَأَشَارِي لِي أَنْ مَحَلَّتْ حُسْبِي
 اسما بنت ابی بکر یا سعدی بنت عوف سے روایت ہے اسما تو داوی مین ابو بکر بن عبدالمطلب کی اور یہ مانی ہونگی اگر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم صبا عتبت عبدالمطلب (اپنی پوہی) پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ہے پوہی تم جہ کیون نہیں کرتی
 انہوں نے کہا میں ایک بیمار عورت ہوں اور مجھے ڈرتے کہ رہ جاؤں (حج کرنے میں بیماری کی وجہ سے) اور حج پورا نہ ہوگا
 اپنے فرمایا تو احرام باندھ لو اور شتر طر کہو کہ جہان میں رہ جاؤں (بیماری کی وجہ سے) (میں احرام کہہ لیا تو ان کی)
ف اور حلال ہو جاؤں گی معلوم ہوا کہ مرض کی وجہ سے حصار ہو سکتا ہے **عَنْ** صَبَا عَتَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ تَزِيدِينَ لِحَجِّ الْعَامِ قُلْتُ إِنْ لَعَلَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ مُجِبٌّ دَقُولِي حَيْثُ تَخْلِسِينَ صبا عتبت سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات ہے اور میں بیمار
 تھی آپ نے فرمایا تم اس سال حج کا قصد نہیں کرتی میں نے کہا یا رسول اللہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا حج کر لے اول احرام

کے وقت) یوں کہہ لے کہ جہان تو مجھے روک دیگا وہیں میں احرام کھولڈا لون کی عین ابن عباس قال جازت
ضباعہ بنت الزبیر بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت انی امرتہ ففیکہ وانی
ارید الحج فکلیف اھل قال اھل وانشا علی ان یحلی حصیۃ حبسہ لعی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آمین اور عرض کیا یا رسول اللہ میں حجام ہوں
اور حج کا ارادہ رکھتی ہوں میں کیونکر احرام باندھوں آپ فرمایا احرام باندھ لے اور شرط کر لے کہ جہان تو مجھے روک
دیگا وہیں میں احرام کھولڈا لون کی باب دخول الحرم حرم میں داخل ہونیکا بیان عن عبد اللہ بن عباس
قال کانت لابیئنا مدخل الحرم مشاة حفاة ویطوفون بالبيت ویقضون المناسک حفاة مشاة
عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے پیغمبر لوگ حرم میں پاؤں سو جلتے ہوئے ننگے پاؤں آتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے
تھے اور سارے حج کے ارکان پیدل ننگے پاؤں ادا کرتے تھے (اوپر سوار ہوتے تھے نہ جو تیان پہنتے تھے)
ف بعض زہرگون سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک ہی مانع کیا تھا لوگوں نے کہا آپ دوبارہ حج نہیں کرتے
انہوں نے کہا مجھ کو کہ میں بہت تکلیف مہلتی ہے پانچا نہ اور پیشاب کی لیے حرم کے باہر کو سون جانا پڑتا ہے سبحان
اللہ کیا ادب تھا حرم محترم کا اب بھی حاجی کو لازم ہے کہ جب حرم کی سرحد آدمی تو سواری پر سے اتر پڑے اور
پیدل ننگے پاؤں ٹہری عاجزی سے چل پڑے شہنشاہ کے دربار میں جانا ہے بقدر عجز کرے زیاب باب
دخول مکة کہ میں داخل ہونے کا بیان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یدخل مکة
من الثیث علیا و اذا خرج خرج من الثیثۃ الشفلی ابن عمر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مکہ میں داخل ہوتے تھے لمبندی کی راہ سے اور جب نکلے تھے تو نشیبی راہ کی طرف سو نکلتے (لمبندی کا جانب وہ
ہے حد پر جنبۃ المعلی واقع ہے اور ذی طوی بھی اور ہری ہے) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال صلی اللہ علیہ وسلم
دخل مکة فھاراً ابن عمر سے روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کو مکہ میں گئے عن اسماء بنت
زید قال قلت یا رسول اللہ انی من غدا وذلک فی حجتی قال وھل ترک لنا عقیلاً مزیلاً لکم قال
نعم ناولون غدا یحیی بنی کنانۃ یغنی المصعب حیث قاسمت قریظ علی الکفر وذلک ان بنی ننانۃ
حالفتم قریظا علی بنی ھاشم ان لا یبنا لھم ولا یجوزھم قال نعم قال الرھیب والحیف الودی
اساس بن زید سے روایت ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل آپ (جب مکہ میں پہنچیں گے) کہاں اتریں گے یا اپنے
حج میں فرمایا تو اپنے فرمایا سبل عقبیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا ہے ف بنی ابطال کے کل مکانات

اور جابدا و اونوں نے بیکچر کمالی ایک مکان ہی باقی نہ کیا کہ ہم اس میں اترتے جب علی اور جعفر اور ابوطالب کے بیٹے
مسلمان ہو گئے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی تو عقیل اور طالب و وہابی جو ابھی
تاک کا فرقہ تھے مکہ میں رہ گئے اور ابوطالب کی کل جائداد اونوں نے علی اور جعفر کو اس میں سے کچھ حصہ نہ ملا کیونکہ
وہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور مسلمان کا فرقہ وارث نہیں ہوتا تھا۔ بہر فرمایا ہم کل بنی کنانہ کے خیف یعنی
محبوب میں اتریں گے۔ ف جہان پر ابوطالب نے ہاشم اور بنی مطلب کو لیکر حبیب گئے تھے اور ان حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اور قریش کے کافروں نے محمد نامہ لکھا تھا کہ ہم بنی ہاشم اور بنی مطلب
سے دیباہ شادی کرینگے نہ اور کوئی معاملہ اور اسکا قصہ طویل ہے مذکور ہے سیر کی کتابوں میں۔ ف جہان
قریش نے قسم کھائی تھی کفر پر یعنی بنی کنانہ نے قریش سے حلف لی تھی کہ بنی ہاشم سے نہ نکاح کریں نہ ان سے
بیع و نہ فرار کریں نہ ہری نے کہا خیف وادی کو کہتے ہیں باب استلام الحجج حرجا سود کو چوسنا عن
عبد اللہ بن مسعود قال رايت ابا صليح عمر بن الخطاب يقبل الحنظل ويقول ربي لا قبلك ورايت
لا علمك انك حنظل ولا نفع وكونا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل الحنظل ويقول ما قبلك
عبد الله بن مسعود روايت هي من اصليح كونيما بنى حضرت عمر كور اصليح تصغير اصليح كور اصليح اسكو
کہتے ہیں جسے لگے کے سر کے بال اوگنا موقوف ہو گئے ہوں اور تصغير ترجم اور شفقت کے لیے ہے (وہ حجر سونہ
کو چوستے تھے اور کہتے تھے میں تجھے چوستا ہوں اور عینک میں جاتا کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نقصان پہونچا
سکتا ہے نہ نفع اور اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تھا تو مجھ کو چوستے ہوئے تو میں تجھ کو نہ چوستا
تھا کیونکہ پتھر کا چوسنا ہماری شریعت میں جائز نہیں ہوا اس لیے کہ اس میں مشابہت ہے کفار کی وہ چوستے ہیں
توں کو اور تصویروں اور پتھروں کو اور حجر اسود کا چوسنا خاص کیا گیا ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فعل کے سبب اس صیغہ عالم دیدار کے ہاتھ کا چوسنا یہ بھی جائز ہے ایک روایت ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں جو ہے حبیب حجر اسود کے چوسنے میں جو کعبہ کا ایک جزو ہے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اگر میں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا تھا تو مجھ کو چوستے ہوئے تو میں نہ چوستا تو اور
قبور و یا زراروں کا چوسنا کیونکہ جائز ہوگا طبعی ہے کہ حضرت عمر نے یہ اس لیے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت اور شرک کا تھا
گذرا تھا ایسا نہ ہو کہ بعض کچے مسلمان حجر اسود کے چوسنے سے دھوکا کھا دیں اور حجر اسود کو یہ سمجھیں کہ
اس میں کچھ قدرت یا اختیار ہے جیسے مشرک تون کو خیال کرتے تھے تو بیان کر دیا کہ حجر اسود ایک پتھر ہے

اس میں کچھ ہی اختیار اور قدرت نہیں اور اسکا چومنا محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کے لیے ہے دوسری روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں یہ تہہ نقصان اور رفع پہونچاؤ سنگا کیونکہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے قیامت کے دن یہ تہہ آویگا اسکی دوز بائین ہوگی اور وہ گواہی دیو لگا اپنی ہر ایک چوٹیں والے کے لیے مگر حضرت علیؓ کی اس کلام سے حضرت عمرؓ کا کلام باطل نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے تہہ کی حالت موجودہ کی نسبت گفتگو کی یعنی دنیا میں وہ ایک تہہ ہے اور تہہ دوز کی طرح اس میں نہ احساس ہے نہ عقل اور صحیح ہے اور آخرت میں جب اسکی دوز بائین ہوگی تو ہوقت وہ تہہ نہ رہے گا ہر حال میں تہہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بڑی دلیل ہے اہل توحید اور متبعین سنت کی اور اس میں ہے ان اہل بدعات کا جو قبروں اور جنہوں اور شدوں اور ضراروں کو بوشتیہ ہیں بغیر بیشک بدعت ہے کسی لیے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا منقول ہے نہ صحابہ نہ اور سلف صالحین سے کہ انہوں نے کسی قبر کو بوسہ دیا ہو **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كُنَّا بِهَذَا الْحَجْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يَبْصُرُ بِهِمَا قُلُوبَ الْبَشَرِ يَنْظُرُ فِيهِمَا عَلَى مَنْ يَسْتَلِيهِ يَحْقِيقُ ابْنُ عَبَّاسٍ** سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تہہ یعنی حجر اسود قیامت کے دن آویگا اسکی دو آنکھیں ہوگی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کریگا اور گواہی دیوے گا اسکے لیے جس نے اسکو چومنا حق کے ساتھ **ف** یعنی ایمان کے ساتھ اس سے وہ مشرک نکل گئے جنہوں حجر اسود کو چومنا مشرک کی حالت میں ان کے لیے اسکا چومنا کچھ مفید نہ ہوگا ایسے کو کفر کے ساتھ کوئی عبادت نفع نہیں کرتی **عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجْرَ وَنَمَّ وَدَعَا شَفِئِيَّ عَلَيْهِ سَلَامٌ طَوِيلًا ثُمَّ انْفَتَحَ فَادَّاهُ وَبَعَثَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَمِينِي فَقَالَ مَا عَمَّرَ هَهُنَا تَشْكُرُ الْعَبْرَاتُ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کی طرف موندہ کیا پھر اپنے ہاتھ اُسپر رکھ دیے اور بڑی دیر تک روتے رہے پھر ایک طرف لگاؤ کی دیکھا تو عمر بن خطابؓ میں وہ بھی روتے رہے آپؐ نے فرمایا اے عمر اس جگہ اتنوبانا چاہیے **ف** یعنی اپنی ناک سے رو کر عاجزی سے مانگ چاہیے کیونکہ جگہ ہے دعا قبول ہونے کی **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا كُنَّا بِهَذَا الْحَجْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَنَمَّ يَسْتَلِيهِ مَنْ ارْتَدَّ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الْوَكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْحَجَّاجِينَ ابْنِ عُمَرَ** سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کے چاروں کونوں میں سے کسی کو نہ چوتے مگر حجر اسود کو اور جو کون اس کے قریب ہے (یعنی رکن یامنی کو) بھی حج کے گھر دوز کی طرف **ف** یہ لوگ شاید اُس زمانہ میں ادھر رہتے ہونگے یہ حدیث صحیح ہے اسکو بخاری اور مسلم نے

روایت کیا ابن عمر سے کہ میں نے ارکان میں سے کسی رکن کو نہیں دیکھا جس کو حضرت مس کرتے ہوں (طواف میں) اسو
یہانی رکنوں کو اور احمد اور نسائی نے ابن عمر سے نکالا مرفوعاً کہ رکن یہانی اور حجر اسود کا چونا گنا ہوں کو سیٹ
دیتا ہے بالکل اسکی اسناد میں خطاب بن السائب اور بخاری نے تاریخ میں اور ابویعلیٰ نے ابن عباس سے نکالا کہ
ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ تیرے رکن یہانی کا اسکی اسناد میں عبد اللہ بن سلم بن ہریرہ ضعیف ہے اور
جس وقت حجر اسود یا رکن یہانی کو آپ تسلیم کرتے تو فرماتے بسم اللہ اللہ اکبر اور جبر اسود پاس آتے اللہ اکبر کہتے
اور آپ کوئی معین دعا طواف میں منقول نہیں ہوئی مگر ابوداؤد اور ابن حبان نے نکالا کہ آپ رکن یہانی
اور حجر اسود کے درمیان یہ کہتے رہتا تھا فی الدنیا حسنة وفي الآخرة حسنة وقفا عذاب النار اور طواف میں فرما
اللهم قننی بما ترضی دبارک لی فیہ واخلعت علی کل غائب لی بخیر یہ حاکم نے نکالا اور مصنف ابن ابی شیبہ میں
وعامودی ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہاکم والحمد وہو علی کل شئ قدير اور یہ مقام دعا کا مقام ہے
تو جو دعا چاہے انکو اور رکن یہانی اور حجر اسود کی تخصیص کیوجہ استلام میں یہ ہے کہ وہ اس مقام پر باقی ہیں جو باقی
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنا کر تھی باقی دونوں رکنوں کا مقام جاہلیت والین نے بدل دیا ہے بعض
مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ میں جو یہ طوفان نے یہ نکالا ہے کہ ہر ایک پہیرے میں ایک خاص دعا معین کرتے
ہیں اسکی اصل حدیث سے کچھ نہیں ہے اور نہ ان دعاؤں کا پڑھنا ضرور ہے جو دعائیں چاہے وہ آدمی پڑھ سکتا ہو
باب من استلم الذکر من الحجج حجر اسود کو مس کرنا کٹری سے ف طواف کر نیوالے کو اختیار ہے
کہ تین باتوں میں سے جو ممکن ہو سکے کر لی ہر ایک کافی ہے حجر اسود کا چونا یا سپر ہاتھ لگا کر اپنا ہاتھ چونا یا لکڑی
سے اسکی طرف اشارہ کرنا اور بعضوں نے کہا صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا یعنی دونوں ہاتھ اوٹنا صاحب حجر اسود کے سننے
پاؤں اگر چونا اور چونا ہجوم کی وجہ سے ہو سکے اور ہر حال میں لوگوں کو انیادینا اور ٹوکھیلنا منع ہے جیسواسنان
میں قوی لوگ کرتے ہیں یا عورات کے پیچ میں گھسنا امام احمد نے حضرت عمر سے نکالا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان سے فرمایا کہ عمر تو ایک قوی شخص ہے تو رت ستا حجر اسود پر ضعیف کو اگر گلبہ خالی پاؤں تو جو چومے ہر
کو نہیں تو اس کے سنے منہ کو اور تلبیل اور تکبیر کر اسکی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے عن صحیۃ یثیب
شکیبہ قالت لما احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفتح طاف علی بعیہ وکسب اللہ الذکر من الحجج
بیہ وکسب اللہ فدخل الکعبۃ فوجد فیہا حکامۃ عیدان فکسبہا ثم قام علی باب الکعبۃ فوطی بها وانا انظر
صفیہ بنت شیبہ سے روایت ہے کہ جب آپکو اطمینان ہوا جس سال مکہ فتح ہوا تو آپ نے طواف کیا ایک اونٹ پر سوار ہو کر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَشَتَّى أَرْبَعًا جَابِرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ»
ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمل کیا حجر اسود کی تین پیریزوں میں اور باقی چار پیریزے معمولی جال
کے کیو عن عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «وَقَدْ أَطَاعَ اللَّهُ أَهْلَهُ وَنَفَى الْكُفْرَ أَهْلَهُ وَاتَّخَذَ اللَّهُ مَا نَدَّعُ
شَيْئًا كَمَا نَفَعَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» حضرت عمر کہتے تھے اب ان دونوں ملوں سے ہر ایک طواف
میں دوسرے میں کیا فائدہ ہر اب تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام کو قوی کر دیا اور کفر کو دور کر دیا قسم اللہ کی ہم تو کور
بات چوڑنے والے نہیں جسکو کیا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ف اگرچہ اب اس کی علت
رہی ہو کیونکہ پہلو حکم ہے حضرت کی پیری کا نہ علتیں دیکھنے کا یہ حضرت عمر نے گویا ایک عادہ بتا دیا کہ شرع کی حبت
کی تکرر حکمت معلوم نہ ہو اسکو چوڑرت دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیری اور تالعباری ہی سب حکمتوں
بڑبڑ ہے عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْبَابَ حِينَ آدَادُ دَاخُولُ سَكَنَةٍ فِي عُمَتِهِ
بَعْدَ الْحُدُ يُبَيِّنُ أَنَّ قَوْمًا عَدَلُ الْبَيْتِ نَكَمٌ فَلَا يَزِيدُكَ حُجْلًا أَفَكَمَا دَخَلُوا الْمَسْجِدَ اسْتَكْمُوا الرُّكْنَ دَرَوْهُ
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ حَتَّى إِذَا بَلَغُوا الرُّكْنَ الْيَسَارَى مَشَوْا إِلَى الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ فَفَعَلَ
ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُنْتُ مَشَى الْأَرْبَعِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
نے فرمایا انہر اصحاب حریہ مکہ میں داخل ہونے لگے عمرہ کرنے کے لیے حدیبیہ کے دوسرے سال کہ تمہاری قوم کے لوگ
کل تکو دیکھیں گے تو چاہیے کہ وہ تم کو چست اور چالاک دیکھیں خیر جب یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہوں نے حجر اسود
کو چو باہر لگے رمل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ان کے ساتھ تھے جب رکن یامنی پاس پہنچے تو یہ حجر اسود
تک معمولی چال سے چلے پھر رمل کرنے لگے پھر (جب رکن یامنی پر پہنچے) تو حجر اسود تک معمولی چال سے چلے تین بار ان
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا رینے رمل کیا پھر چار پیریزوں میں معمولی چال سے چلے باب الاضطباع
اضطباع کا بیان ف وہ یہ ہے کہ چادر کو دونوں طرف سے بغلوں کے پنجے سے لجاوے اور کاندہوں پر ڈال لے
نا کہ دونوں بازو کھلے رہیں یہی ایک علامت ہے شجاعت اور بہادری کی جیسے رمل عن یقول ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم طاف مضطبعاً قال قَبِيصَةُ وَعَلِيَّةُ بَرْدُ عِيْلَةٍ سُرْدِيَّتٍ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
کیا اضطباع کر کے قبصیہ کہا آپ ایک چادر اوڑھیں نہو باب الطواف یا الحج حطیم کو طواف میں داخل کرنا
(یعنی اس کے پرے سے دور کرنا) عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْحَجَرِ
نَقَالَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ قُلْتُ سَأَلْتُهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهُ فِيهِ قَالَ عَجَزْتُ يَحْمُ التَّفَفَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِمْ فَرَفَعْنَا

لَا يَصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسْمِ اللَّهِ قَالَ ذَلِكَ فَعَلْتُ لِيَدْخُلَهُ مِنْ شَأْنِهِ أَوْ يَنْعُوهُ مِنْ شَأْنِهِ أَوْ لَوْ لَا أَنَا فَوَسَّكَ خَلَا
عَهْدِي بِكَفَرٍ تَخَافُ أَنْ يَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ هَلْ أُعْطِيَ قَدْ دَخَلَ فِيهِ مَا أَنْتَقَصَ مِنْهُ وَجَعَلْتُ بَابًا لِدَاوُدَ
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکیم کو پوچھا آپؐ فرمایا کہ کعبہ میں داخل ہے میں
نے کہا ہر لوگوں نے اسکو باہر کیوں نہ دیا آپؐ فرمایا ان کو باس خرچ نہیں رہا تھا رینے حلال ال میں نے کہا کعبہ
کا دروازہ اتنا اونچا کیوں بنایا کہ غیر سیر ہی کے سپر چڑھ نہیں سکتے آپؐ نے فرمایا یہی تیری قوم کے لوگوں نے
رینے قریش نے کیا اسلئے کہ جس کو چاہیں اندر لجا دیں اور جسکو چاہیں روک دیں اور اگر تیری قوم کا زمانہ نہ ہوتا
کفر کا رینے کفر کا زمانہ ابھی قریب گذرا ہے ایسا نہ ہو میں کعبہ کو توڑ دوں اور وہ کچھ اور سجدیں ایمان سے پہچا دوں
اور ڈرنہ ہوتا کہ انکے دلوں میں نفرت پیدا ہوگی (کعبہ توڑنے سے) تو تو دیکھتی ہیں اسکو کیسا بدلتا اور جو اس میں
کی ہوا اسکو ہر اکرتا اور اس کا دروازہ زمین پر بنا تا ف یسے نیچا کہ جس کا جی چاہے غیر سیر ہی کے اندر چلا
جاوے دوسری روایت میں ہے کہ میں اس کے دو دروازے کرنا ایک شرقی ایک غربی محدث سے معلوم ہوا کہ بعضا کام
مصلحت کا ہوتا ہے لیکن اُس میں فتنہ کا خوف ہو تو اسکو ترک کرنا جائز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفا
کے عہد میں کعبہ ایسا ہی ہوا اور صیبا آپؐ جلتے تھے ویسا بنانے کی فرصت نہیں ہوئی عبداللہ بن زبیر نے اپنے
حکومت میں کعبہ کو سیطاح بنایا صیبا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن حجاج مردود نے حرب عبداللہ بن زبیر کو
شہید کیا تو خدا سے پہر کعبہ کو توڑ کر ویسا ہی کر دیا صیبا جاہلیت کا زمانہ میں تھا خدا اُس سے سچے بدلہ شریعت کے
کام میں کیا خدا ہی مجھے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج مردود سچا مسلمان ہی نہ تھا خیر ہر اس کے بعد ہارون رشید
نے اپنی خلافت میں امام مالک سے سوال کیا کہ اگر آپؐ کہیں تو میں کعبہ کو پہر توڑ کر صیبا ابن زبیر نے بنایا تھا ویسا
ہی کر دوں اور انہوں نے کہا اب کعبہ کو کھلونا مت کر یا دشما ہوں کا نہیں تو اسکی وقعت لوگوں کے دلوں سے
جاتی رہے گی - غرض افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ تک کعبہ سچا حال پر قائم ہے جیسے حجاج دشمن خدا نے بنایا تھا باوجود
ہجرت سے (۱۳۱۰) سال گذر چکے ہیں اور معلوم نہیں ہونا کہ سلاطین عثمانیہ نے کیوں کعبہ کو حدیث نبوی کے موافق
نہیں بنایا اگر بنا دیتے تو کوئی قباحت نہ ہوتی اسیدؒ کو جناب ہمدی علیہ السلام اپنے زمانہ میں کعبہ کو جناب نبویؐ
کے منشا کے موافق درست کر رہے تھے اب فاضل الطوائف طواف کی فضیلت کا بیان عمن
عبداللہ بن عباسؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّيْ رَفَعَتْ لَهُ كَانَتْ
كَثُورٌ قَبِيحٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ سے روایت ہے میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپؐ فرماتے جو کوئی طواف

ڈوب جاوینگو جیسے کسی کے پاؤں پانی میں ڈوبے ہوں ف کیونکہ طواف میں آدمی پاؤں سے چلتا ہے تو پاؤں
 گویا حرمت میں ڈوبتے ہیں اب اگر طواف میں بات نہ کی اور ذکر الہی کرتا رہا تو سارا بدن گویا مستفیض ہوا اور پورا فائدہ
 حاصل ہوا اگر بات کی تو گویا طواف ناقص رہا پاؤں کو حرمت لگی اور باقی جسم محروم رہا اور بعضوں نے کہا بات نہ کرنا
 سے یہاں مراد وہی سبحان اللہ کہنا ہے اور دوسری فضیلت یہ طواف کرنا والے کی باب الرکعتین بعد
 الطواف طواف کو دو گانے کا بیان عن المطلب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا فرغ
 من سبعتہ جاکحتی یحاذی بالوکیل فصل رکعتین فی حاشیۃ المطاف ولکس بیکہ ویکس الطواف
 احد قال ابن ماجہ ہذا یمکنہ خاصۃً مطلبی روایت ہے چنانچہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ یہ
 سات پیرہن سے فارغ ہوئے تو انکو حجر اسود کے برابر اور دو رکعتیں پڑھیں مطاف کرنا رکے میں (مطاف وہ
 دائرہ جو اب پتھروں سے بنا ہوا ہے طواف کر لیں) اور آپ کے اور طواف کرنا والوں کے درمیان کوئی اثر نہ ہتی
 ابن ماجہ نے کہا یہ امر بے غیر سترے کے نماز پڑھنا خاص ہے کہ سے ف یعنی حرم سے وہاں اگر لوگ سامنے سر
 گذرتے ہوں تو مضائقہ نہیں بوجہ ضرورت کے اور دوسرے مقاموں میں اگر کوئی نمازی ایسے مقام میں بغیر سترے
 کے نماز پڑھی جہاں سے لوگ گذرتے ہوں تو وہ گناہ گار ہوگا اور فقہانے کہا ہے کہ صحرا میں یا بڑی مسجد
 میں جہاں تک نمازی کی نظر جاتی ہے اسکی اندر نمازی کے سامنے سے گذرنا منع ہے لیکن اسکے پرے جائز ہے
 اور اسکا بیان کتاب الصلوۃ میں گذر اعمر بن عمر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فطاف
 بالبیئت سبعاً ثم صلی رکعتین قال فبیع یمینی عند المقام ثم خرج إلى الصفا ابن عمر سے روایت ہے ان
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو بیت اللہ کے ساتھ چکر کیسے پھر دو رکعتیں پڑھیں (یعنی دو گانہ طواف) کہہ
 کی روایت میں یہ مقام ابراہیم کے پاس ہے صفابہاڑ کی طرف نکلا سے کے لیے) ف طواف کو بعد ہمیشہ دو
 رکعتیں پڑھنا چاہیے اور اوجنہ کے نزدیک یہ دو گانہ واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دو گانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس
 پڑھے پھر دو گانہ پڑھے حجر اسود کے پاس آوے اسکا استلام کرے پھر صفابہاڑ کو جاوے جابر کی حدیث میں آیا
 ہی ہے اسکو سلم نے نکالا یہی اس میں ہے کہ آجے دو گانہ طواف میں کافروں اور اطفال پڑھا اور اہل حدیث کا
 یہ قول ہے کہ اس دو گانہ میں جبر اقرار کرے رات ہو یا دن عن جابر أنہ قال لکنافح رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم من طواف البیت المقام ابراہیم فقال عمر ما رسول اللہ ہذا المقام ابینا ابراہیم
 الذی قال اللہ سبحانہ واتخذ من مقام ابراہیم مصلی قال الولید فقلت لما لک ہذا المقام

عَلَيْكَ يَا آدَمُ فَافْكُ الْمَنَاسِكَ كُلُّهَا عَاذِرَآءُ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَخَشِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ الْبَقَرِ الْمُنِينِ عَائِشَةَ صَدِيقَةَ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهَا سِرٌّ رَوَيْتُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ حَضْرَتَ صَلَی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
نہنے ہمارا اراجح ہی کا صاحب ہم سرف میں پہنچو یا سرف کے قریب (ایک مقام ہو کہ سے ایک منزل پر) تو مجھ کو حبض آیا آن
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سیر پاس آئے تو میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا تم کو کیا ہوا کیا حبض آیا بیٹے کما جی ہاں
آپ نے فرمایا یہ تو وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دی آدم کی بیٹیوں پر تو تمام ارکان کو ادا کر صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کر
حضرت عائشہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کی اپنے بی بیوں کی طرف سے ایک گائے کی وف اس
پر اجماع ہے تمام علی رکا کہ عائشہ حج کے تمام ارکان ادا کرے سوا طواف کے اور امام احمد علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ
سے مروی ایسا ہی لکالا اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور یہ حدیث صحیح ہے لکالا اور مسکو بخاری اور مسلم نے (روضہ)
بَابُ الْأَفْوَادِ بِالْحَجِّ حج مفرد کا بیان **ف** حج کی تین قسمیں ہیں افراد قرآن متع افراد یہ ہے کہ صرف حج کی
نیت ہو احرام باندہ ہے قرآن یہ ہے کہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرے یعنی حج اور عمرے کی متع یہ ہے کہ سیقات
پر سے صرف عمرے کی نیت کرے حج کے ہینون میں بہر کہ میں باکر عمرہ کر کے احرام کو لٹا دے پھر آٹھویں مارچ مکہ پہنچ کر
سے حج کا احرام باندہ ہے اس میں آسانی ہے اور اکثر حاجی ایسا ہی کیا کرتے ہیں اس میں ایک قربانی واجب ہے ہی
طرح قرآن میں **عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْدَرَ الْحَجَّ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا **عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْدَرَ الْحَجَّ** جابر رضی اللہ عنہ
عنہ سے ہی ایسے ہی روایت ہے **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوَّاهُ الْبَكْبِكَا دَعَمًا وَعُثْمَانُ أَقْدَرُوا**
الحج جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے حج مفرد
کیا **ف** اختلاف ہو علما کا کہ تینوں تھوں میں حج کی کوئی قسم افضل ہے بعضوں نے کہا قرآن بعضوں نے کہا متع
بعضوں نے کہا افراد اور شوکانی نے متع کو افضل قرار دیا اور ثابت کیا اسکی فضیلت کو تفصیل کے ساتھ شرح
منتقى میں اور یہی بیان کیا کہ آنحضرت نے قرآن کیا تا لیکن اپنے خود اشارہ کیا کہ قرآن سے متع افضل ہے اور
اگر یہ اشارہ نہ ہوتا تو قرآن سب مومن میں افضل ہوتا کیونکہ اس میں جہر ہے دو عبادتوں میں اب باب کی حدیثوں میں
یہ مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج مفرد کیا لیکن دوسری صحیح حدیثوں میں صحیحین کے پھر یہ ہے کہ آپ
حج اور عمرے کا ساتھ احرام باندہ یا نے قرآن کیا اور صحابہ نے اس میں اختلاف کیا حالانکہ آپ کا حج ایک ہی تھا

سنن ابن ماجہ کی تصنیف کی

کے طعن متوجہ ہوئے اور انکو ملاست کی اور مجہد فرمایا تو نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو پایا ہشام نے کہا
 شقیق نے کہا میں اور سرق صبی بن مجہد کے پاس بہت بار گئے جو ہم سحریث کو ان کو پہنچتے تھے وہ سلمان اور زید
 قرآن کو مکروہ جانتے ہوں گے تو حضرت عمر نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ قرآن سنت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی اور خود حضرت عمر ان پر اجتہاد سے متنع کو منع جانتے تھے لیکن صحابہ کرام نے انکی مخالفت کا خیال نہیں کیا اور متنع
 کرتے رہے بعض کہتے ہیں حضرت عمر متنع کو صحابہ سے خاص جانتے تھے بعض کہتے ہیں استحباب کو خلاف سمجھتے تھے
 کیونکہ اللہ نے فرمایا اتوا الحج والعمرة لعلکم توفیروا اسکا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک عبارت کو جدا جدا اور اگر کسی لیکن حضرت عمر کی
 یہ رائے غلط تھی خود قرآن میں ہے فمن تمتع بالعمرة الی الحج اور جابر کی صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سلم نے صحابہ کو عمرہ کے احرام کو ٹڈالنے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ انہوں نے عمرہ توں سے صحبت کی اور سب کام کو
 پورا ٹھہر کر تاراج حج کا احرام باندھا اور حضرت نے فرمایا اگر میرے ساتھ ہی نہ ہوتی تو میں بھی ایسا ہی کرتا یعنی متنع کرتا
 اور کوئی دلیل نہیں ہے اس پر کہ متنع خاص تھا صحابہ سے عن القتب بن معبد قال کنت حدیث عبد اللہ بن مسعود کہ
 فاسلئت فلما ل ان اجتمعوا فاهلکوا بالحج والعمرة فذکر نحوہا صی بن معبد روایت ہے ابن مسعود نے فرمایا کہ وہ دن گذر
 تھے کہ انصاری مذہب سے مسلمان ہوا تھا تو میں سلام لایا اور میں نے کوشش کی عبادات بجالانے میں میں نے حج اور عمرہ
 دو دنوں کا احرام باندھا پہر بیان کیا حدیث کو اس طرح جیسے اوپر گندری عن ابن عباس قال اخبرنی ابو طلحہ کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رآ الحج والعمرة ابن عباس سے روایت ہے ابو طلحہ نے یہ بیان کیا کہ آن
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی حج اور عمرہ میں باب طواف الفارین قارن کے طرف کا بیان
 عن جابر بن عبد اللہ و ابن عمر و ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یطفد احدا
 لعمرة منهم و تجتہوا حین قد نوا الا طوافا واحدا جابر بن عبد اللہ اور ابن عمر اور ابن عباس سے روایت ہے
 کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج اور عمرہ دو دنوں کے لیے ایک ہی طواف کیا جب مکہ میں آئے
 عن جابر بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالحج والعمرة طوافا واحدا جابر سے روایت ہے آن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے لیے ایک ہی طواف کیا عن ابن عباس انہ قد قدم قارنا طواف بالبيت
 سبعاً وسعی لیکن الصفا والرفرة فذکر ہلکنا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عمر سے روایت
 ہے وہ آخر قرآن کا احرام باندھے ہوئے تھے تو انہوں نے طواف کیا بیت اللہ کا سات جگہ اور سعی کی صفا اور مرہ میں
 پہر کہا کہ ایسا ہی کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں تو آپ نے اس سے منع نہ کیا اور نہ قرآن میں اس کا نسخہ آیا لیکن ایک شخص نے (حضرت عمرؓ نے) اپنی راحی سے جو چادر وہ اسباب میں گھلاف اور ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص نے ابن عباسؓ سے پوچھا تنقیع کو انہوں نے کہا وہ درست ہے وہ شخص بولا مہتمم راحی بپ تو اس سے منع کرتے تھے انہوں نے کہا اگر میری بپ ایک شتر سے منع کریں اور آن حضرتؓ فرما سکو کیا ہو تو میری بپ کو حکم کی پیروی کی جاوے گی یا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شخص بولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابن عمرؓ نے کہا آپؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنقیع کو کیا اور ابن عباسؓ نے نکالا کہ تنقیع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور پیڑ جس سے تنقیع ہوئی کیا تادہ معاویہؓ نے اختلاف کیا کہ حضرت عمرؓ نے تنقیع سے منع کیا تا بعد انہوں نے کہا اس سے منع کیا نہ کیا حج کا احرام باندھ کر یہ اس کو نسخ کرے اور عمرؓ کو دیرے اور بعضوں نے کہا حج کے مہینوں میں عمر کرے یہ اسی سال حج بھی کرنے کو منع کیا اور یہ سوچ رہا تھا کہ انہوں نے افراد کو فضل جانا اور لوگوں کو سطرف غنبت دلائی نہ یہ کہ وہ منع کرنا جائز یا حرام جانتے تھے تو حاضنی عیاض نے کہا ظاہر یہ ہے کہ عمر اس قسم سے منع کرتے تھے کہ حج کو نسخ کر کے آدمی عمر کر ڈالے اور پیلو وہ مارتے تھے لوگوں کو ایسا کرنے پر اور اس سے منع نہیں کرتے تھے کہ آدمی حج کے مہینوں میں عمرے کا احرام باندھ کر یہ حج کرے اسی سال میں اور یہ مارنا سوچ رہا تھا کہ عمر اور دیگر صحابہ یہ سمجھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا احرام نسخ کر لیا اور لوگوں کو عمر کر کے احرام کو ڈالو کی کو فرمایا یہی اسی سال و خاص تھا اور ان لوگوں کو خاص تھا ابن عبدالبر نے کہا لیکن یہ منع کہ حج کے مہینوں میں عمرے کا احرام باندھنا یہ تو جائز ہے کتاب اللہ کے رسولؐ میں منتم بالعمرة الے الحج اس میں کسی کا خلاف نہیں اور قرآن بھی ایک قسم کا منع ہے جن کہتا ہوں مختاریہ جو کہ عمر اور عثمان وغیرہ نے اسی منع سے منع کیا جو مشہور ہے جینے حج کو مہینوں میں عمرے کا احرام باندھنے سے یہ اسی سال حج کرنے سے اور اس عبادت کا یہ مطلب ہوا کہ افراد تنقیع سے فضل ہے اور حضرت عمرؓ کی کلام سے یہ بات نکلتی ہے کہ میں نے برا جانا کہ وہ ایک درخت کے تلے اپنی عورتوں کو صحبت کریں یہاں پر وقت حج کو جا دین ان کے سردن کو پانی ٹپک رہا ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تنقیع کو انہوں نے مکر وہ سمجھا لیکن فضیلت میں افراد کو سمجھا نہ یہ کہ وہ منع ہے اور حضرت عمرؓ کے بعد یہ علماء کا اجماع ہو گیا تنقیع اور قرآن اور افراد ان میں سے ہر ایک کے جواز پر لیکن اختلاف رہا کہ افضل کیا ہے مترجم کہتا ہے تنقیع کا کوئی سنی ہو خواہ حج کو نسخ کر کے عمر کر ڈالنا یا حج کے دنوں میں عمر کرنا دونو صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں اور قرآن سے بھی تنقیع کا جواز معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کا احرام حب یہ حج کی نیت سے باندھ کر اے تھے عمر کر کے کہلو اور لا اس کو بعض لوگوں نے برائی جانا لیکن آپؐ فرمایا اگر میں مہدی سا تہ نہ لانا تو میں بھی ایسا ہی کرتا اور

المحدث لوافاق کیا ہے کہ حج کے تینوں قسموں میں تمتع سے افضل ہے باوجود ان سب باتوں کے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت عمرؓ نے تمتع سے کیوں منع کیا اور نہ اسکی دلیل معلوم ہوئی کہ حضرت عمرؓ نے تمتع کا جواز ان صحابہ اور اس سال سے خاص کیوں سمجھا جو بات ایک بار کی جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہو بلکہ یہاں فرمایا ہو کہ اگر مجھ کو پیشتر سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا تو میں بھی ایسا ہی کرتا اور اکثر صحابہ نے بلا تکلیف اس کو کیا ہو تو وہ قیامت تک بزرہیگی اور اگر ابقرض حضرت عمرؓ کا یہ مطلب تھا کہ افراد تمتع سے افضل ہے تو یہ دوسری بات ہے لیکن جو کام جائز ہو اور افضل نہ ہو اس سے منع کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے اور مازنا تو اس کام پر کسی طرح حائز نہیں ہو سکتا اب اگر معاویہ ایسا کام کرتے تو انکے حالات سے کچھ بعید نہ تھا لیکن حضرت عمرؓ کی جلالت شان ہو یہ امر بہت معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے کام پر لوگوں کو مابین جبکا جواز قرآن اور حدیث صحیحہ اور اکثر صحابہ کے قائل

سے معلوم ہو چکا ہو بضرر حضرت عمرؓ کے پاس کوئی اس ممانعت کی دلیل ہوگی اور یہ کہنا حضرت عمرؓ کا کہ مجھے برابر معلوم ہوا کہ لوگ تمتع سے فارغ ہو کر حج کو جا دیں انکے سردن سے پائی ٹیکٹ ہوا ہو ایک قیاسی بات ہو اور یہی قیاسی اور ذہنی خیال سے حکم شرعی بدل نہیں سکتا اور حضرت عمرؓ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ شارع علیہ السلام کے کسی حکم کو اپنی رائے یا تجویز سے بدل دیں خیر جو کچھ حضرت عمرؓ نے کیا اسکی وجہ اپنی کو معلوم ہوگی لیکن حکم ہرگز حضرت عمرؓ کی تقلید جائز نہیں بلکہ وہی حکم دینا چاہیے جو قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہو اور اسی لیے خود حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ نے جو زہد اور تقویٰ اور اتباع سنت میں بے نظیر تھے اپنے باپ کا قول ترک کیا اور حدیث کے موافق تمتع کے جواز کا فتوہ دیا اور حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع سے منع کیا تو حضرت علیؓ نے علانیہ تمتع کیا اور حبیب سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی کہا کہ میں اسکا کام کو جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کسی کی ممانعت ہو ترک کر نیوالا نہیں اور عمران بن حصین نے اس حدیث میں حضرت عمرؓ پر طعن کیا کہ انہوں نے جو کچھ کہا اپنی رائے سے کہا اور حکم تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی لازم ہے ان حدیثین سے تقلید ناجائز کی خبر کٹ گئی حضرت عمرؓ کا اجتہاد جبکی اتباع کا حدیث صحیحہ میں حکم ہے اقتداء بالذین من ابیہی الی بکر و عمر حدیث کی مخالفت کی وجہ قابل لحاظ نہ ہو اور صحابہ نے انکے اجتہاد کو محض لاطائل اور لغو قرار دیا ہو تو بیچارے اور تاخرین مجتہدین کس شمار و قطار میں ہیں اور انکے اقوال کی وقعت حدیث کے خلاف کتنی ہوگی پر غافل اسکو سمجھ لیگا حتیٰ اپنی موتی نہ کہ انصاف ہی اِنَّكَ كَانَ يَكْفِي بِالْمَنَعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَرُّ يَدِكَ بَعْضُ كَيْفَاكَ لَا تَدْرِي مَا اَحَدٌ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الدُّنْيَا حَتَّى لَقِيْتَهُ بَعْدَ مَسَاكَةِ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَلَ

دیا کہ ہم اس احرام عمرہ کو ڈالیں اور حلال ہو کر اپنی عورتوں کو صحبت کریں ہم نے عرض کیا کہ اب عرفہ میں صرف پانچ دن باقی ہیں تو ہم عورات کو اس حال میں نکلیں گے کہ ہمارے ذمہ دن سے مہنی ٹپکتی ہوگی (یعنی جماع سے ابھی مانع ہو کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میں تم سب کو زیادہ نیک پہن اور زیادہ سچا ہوں (یعنی جو بات میں تم سے کہتا ہوں اسکو بلا تامل کرو کیونکہ میری کوئی بات تقویٰ اور پرہیزگاری کے خلاف نہیں ہو سکتی) اور میرے ساتھ میری نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا (عمرہ کر کے) اور حج کو فسخ کر دیتا (سراقہ بن مالک نے اس وقت عرض کیا کیا یہ تمہارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وفیامت تک متنع کرنا جائز ہے ہر ایک شخص کے لیے اُحدیث کو ظاہر ہے یہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی حج کا بھی احرام باندھے لیکن میری ساتھ نہ ہو تو وہ مکہ میں جا کر حج کی نیت فسخ کر سکتا ہے اور عمرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے پھر دیکھو کہ تاریخ کو حج کا نیا احرام باندھے اور اُس تاریخ تک سب کام کر سکتا ہے جو احرام کی حالت میں جائز نہ تھے اور اچھیف اور مالک اور شافعی نے یہ کہا کہ حج کا فسخ کرنا جائز نہیں ہے لیکن تمہارے مہینے میقات سے صرف عمرے کی نیت کرنا پھر تاریخ حج کا احرام باندھنا یہ درست ہے وہ اُحدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ہمیشہ تک درست ہونے سے آپ کا یہ مطلب ہو کہ متنع قیامت تک درست ہے لیکن حج کو فسخ کر کے عمرہ کر دینا یہ اسی سال سے خاص ہے اور اہل بیت نے ظاہر حدیث کو رد و نواہی دونوں کو جائز رکھا ہے قیامت تک ابن تیمیہ نے اعلام میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینے کا ہر فتویٰ دیا کہ اگر سب سے حضور یہ کام کو لیا چاہے اور یہ حکم کسی دوسرے حکم سے منسوخ نہیں ہوا اور یہی دین ہے اللہ کا ملکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حج کو فسخ کر دینا اور عمرہ کر دینا اگر کوئی وجہ کہے ان حدیثوں کے رد میں تو اسکا قول قوی ہوگا بہ نسبت اسکے قول کے جو اس سے منع کرتا ہے الی آخرہ۔

مترجم کہتا ہے ہم تو اپنے رسول کے تابع اور پیرو ہیں دنیا اور آخرت میں سب سے نزدیک جب کام کا حکم حضرت دیوید اگر سارا زمانہ اس خلاف تقویٰ کہے لیکن ہم اسکی عین تقویٰ جانیں گے اور تامل اسکے کر نیکو جواب جہنم اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کفایت برداری میں اس وقت حاضر ہوتے جب آپ دنیا میں تشریف کرتے تھے اور آپ یہ حکم دیا تھا تو فوراً احرام کھول ڈالتے اور ایک حج کیا سیکر دن حجوں کو آپ کے ارشاد پر نثار کرتے اور احرام کھول کر تو کیا اگر آپ یہ حکم دیتے کہ احرام کی حالت میں عورتوں سے جماع کر دو تو فوراً جماع کرتے ہم تقویٰ کیا جانیں پرہیزگاری کیا جانیں چھاپنے دیا وہی تقویٰ ہو وہی پرہیزگاری وہی سادت وہی نیک بختی آپ تمام پرہیزگاروں اور متقیوں کے امام اور پیشوا تھے اور جہاں بہرے متقی اور پرہیزگار آپ کی کفایت

یا اس ملک کے یا قوم کے یا مذہب کے عالموں اور درویشوں یا انگریزوں نے اس عمل نہیں کیا تو وہ غصہ دلانا ہے اللہ کے رسول کو اور جو اللہ کے رسول کو غصہ دلاوے اسکا کمین ٹھکانا نہیں جتنا کہ تو بہ نہ کرے اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب وفات فرما چکے ہیں مگر آپ کی حدیث قیامت تک باقی ہے اور حدیث کی کتابیں قیامت تک موجود ہیں آپ کو کچھ جب پونچھ جادو بر بستر طیکہ دے صحیح ہو تو گویا آپ خود زبان مبارک سے ارشاد فرما رہے ہیں ہومن کا کام یہ ہے کہ اس کو سنتے ہی جان و دل سے قبول کرے اور فوراً اس پر عمل کرے اگرچہ تمام جہان کے مولوی ملا گرو درویش پیر مرشد عالم مجتہد اسکے خلاف ہوں اور یہی ضرور ہے کہ اس پر عمل کرنے میں دل نہایت خوش اور نشاط ہو اور ذرا بھی کوشش یا ادھمی نہ ہو بلکہ اپنے تئیں بڑا خوش قسمت سمجھ کر اسکو حدیث شریف پر عمل کرنے کی توفیق ہوئی اگر ایسا نہ کرے یعنی عمل ہی نہ کرے یا عمل تو کرے مگر ذرا سچچر کے ساتھ یا کدورت یا ادھمی کے ساتھ اس خیال سے کہ میں جہان کے درویش اور مولوی اور ملا اسکے خلاف میں ہیں آخر ان لوگوں کا یہی تو کچھ دیر ہو اور کچھ سچچہ ہی ان لوگوں نے خلاف کیا ہو گا تو یقین جان لو کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان پر غصہ ہے اور اسکا کمین ٹھکانا نہیں جب آپ ہی ناراض ہوئے اور بالعرض ساری زمانہ کے مولوی ملا یا درویش سب سے خوش ہی ہوئے تو ہم انکی خوشی کو کیا کریں گے پھر پر بارین گے ایسی تہی میں شے انکی خوشی وہ خوش ہوں یا ناخوش ہمارے آغا ہمارے مولی ہمارے پیٹھر سے خوش ہوں تو ہمارا بیڑا پار ہے یا اللہ مرتے ہی ہمارے پیٹھر اور آل پیٹھر سے ملا دیں ہم دنیا میں ہی اپنی کے پیر رہتے اور عالم برزخ اور آخرت میں ہی ادھنی کے جوتیوں کے پاس ہٹا چاہتے ہیں دنیا میں ہم کو کسی اور سے عرض تہی نہ عتبے میں ہم کو کسی اور کا ساتھ چاہیے احمدیث کو یہی نکلا کہ صحابہ معصوم نہ تھے اور بعض صحابہ آپ کی مرضی کے خلاف کہی بعضے کام صادر ہوتے تھے لیکن بعد اسکے وہ توبہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ انکی خطا کو معاف کر دیتا تھا غفر اللہ لنا ولہم عن اسماء بنت ابی بکر قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فماریان فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان معہ ہدی فلیقم علی الحدید ومن لکم بکم معہ ہدی فلیحملوا قالت ولکم بکم معہ ہدی فاحللت وکان مع الکریم ہدی فلم یحل فلکبست فیما بی وجئت الی الذبیر فقال فوفی عتی فقلت اتخنی ان ائیب علیک اسمارت الی بکر سے روایت ہو ہم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلوا احرام باندہ بکر پر اپنے فرمایا جس کے ساتھ ہدی رقر بانیکا جانور) ہو تو اپنے احرام پر قائم رہے اور جس کے ساتھ ہدی نہ وہ احرام کو لٹا لے ہمارے کہا میرے ساتھ ہدی نہ تھی تو میں نے احرام کو لٹا لیا اور زیر (میرے خاندان) کے ساتھ ہدی تھی انہوں نے احرام نہیں کھولا میں نے اپنے کپڑے پہن

اور زبیر کے پاس آئی اور ہونج کہا میرے پاس سے چلی جا (وہ ڈر کر کہیں شہوت کا جوش ہوا و جماع کر بیٹھیں) میں نے کہا تم ڈرتے ہو اس سے کہ میں تمہارے اوپر کوڑ پڑوں گی ف میں نے میں صرف تمہاری ماہیں آئی ہوں کچھ متے لٹپتی ہنیں کہ تم کو ڈر پیدا ہوا ان حدیثوں و صفات نکلتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے احرام کو نسخ کر لیا اور ان کو تاکید کی اسکی بلکہ غصہ ہوئے جب انہوں نے احرام کو ہٹو لیا میں نے دیر کی اسی لیے ابن تیم نے کہا کہ اگر کوئی ہٹسکو و جب کہ تو ہو سکتا ہو اب یہ حدیثیں بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کے راوی تمام ائمہ اور ثقات ہیں اور ان میں یہ تصریح ہے کہ یہ حکم دائمی ہو اور عام ہے خود آن حضرت کے ارشاد ہی ایسا منقول ہوا اور جن حدیثوں میں یہ ہے کہ یہ حکم خاص تھا ان لوگوں کو ان کا اسناد اعلیٰ درجہ کا نہیں ہے اور بعض حدیثوں میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں فرمایا کہ یہ حکم خاص ہے تم لوگوں کو بلکہ بعض صحابہ نے اپنے ذہن سے ایسا خیال کیا جو حدیث کے خلاف کیسی طرح حجت نہیں ہو سکتا جیسا آگے آویگا باب من قال کان فسح الحجة لعمہ خاصۃ

جو لوگ کہتے ہیں کہ حج نسخ کرنا خاص تھا ان لوگوں کو انکی دلیل عن الحارث بن ہلال بن الحارث عنی اخبیہ قال قلت یارسول اللہ اذ آتیت فسخ الحجة فی العمرة لکنا خاصۃ کم للناس عاصۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل لکنا خاصۃ ہلال بن حارث سے روایت ہوئی عنہ عرض کیا یا رسول اللہ کیا حج کا نسخ کرنا اور عمرہ کر لینا یہ خاص ہے ہم لوگوں کے لیے یا سب لوگوں کے لیے عام ہے آپ نے فرمایا نہیں ہم لوگوں کے لیے خاص ہے ف ممکن ہے کہ اسکا مطلب ہو کہ یہ امر خاص ہے مسلمانوں سے کیونکہ مشرکین اہل شہرچہ میں عمرہ کرنا برا جانتے تھے پس یہ خلاف ہوگا اگلی حدیثوں کے اور علاوہ اسکے یہ وہیت خلاف ہے اور اس کے راوی اس درجہ کے نہیں جیسو جابر کی حدیث کو راوی میں اور جابر کی روایت کا بہت اعتبار ہے ہر جہ کے باب میں اور اسکے راوی سب اہم اور ثقہ ہیں اور ہلال بن حارث فقہائے صحابہ میں سے نہیں ہیں نہ کثیر الروایت ہیں نہ مشہور ہیں نہ کثرت علم اور فضل کے جیسے جابر میں عنی ابی ذر قال کان فی النعمان فی الحج لا یحج اب تکمیل اللہ علیہ وسلم خاصۃ ابو ذر غفاری نے کہا کہ حج کا نسخہ خاص تھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ف یہ ابو ذر کی رائے ہے جو صریح ارشاد نبوی کے مقابل حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے خود مخالفین نے ہی اسکو ترک کیا ہو کیونکہ وہ متعجب حج کے لیے جائز کہتے ہیں البتہ نسخ حکم ان صحابہ سے خاص کہتے ہیں باب السعی بین الصفا والمروة صفا اور مروه میں دوڑنے کا بیان عن ہشام بن عسرة قال اخبرنی ابی قال قلت لعائشة ما اری علی جناح ان لا اطوف بکین الصفا والمروة قالت ان الله يقول ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البيت او اعتمر فلا جناح علیہ

اَنْ يَّطُوفَ بِهَا وَلَوْ كَانَ كَمَا نَقُولُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَطُوفَ بِهَا اِنَّمَا اُنْزِلَ هَذَا فِي نَاسٍ
 مِنْ الْاَنْصَارِ كَانُوا اِذَا اَهْلَوْا اَهْلُوا لِمِنَاةٍ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوةِ فَلَمَّا قَاتِلُوا
 مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَّةِ كَرُّوا ذَلِكَ لَهُ فَانْزَلَهَا اللهُ فَلَعْنُ فِي مَا اَنَزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَجَّ مَنْ
 لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوةِ عَرَّةً مَرَّةً بِرِثِ هَيْئَةٍ حَضَرَتْ عَائِشَةُ سُرَّ كَمَا مِنْ سَجْمَاتِ هَيْئَةٍ اَلرَّسْمِ نَكْرُونُ صَفَا اَوْر
 مَرَّةً كِي سَجْمَاتِ هَيْئَةٍ تَوَكُّفِ قَبَاحَتِ نَمِينِ (اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا جناح علیہ ان بطوف بہا یعنی کچھ گناہ نہیں ہے
 سعی کرنے میں) اور انہوں نے کہا اللہ تو یوں فرماتا ہے کہ صفا اور مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں بہر جو کوئی حج
 کرے یا عمرہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہے کسی کرنے میں اگر تو صیا سمجھتا ہو کہ سعی و حرمین ہیں اس آیت کریمہ (ایسا
 ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا اور سپر گناہ نہیں ہے اگر سے نہ کرے اور یہ آیت الضار کے کچھ لوگوں میں ادتری وہ جب
 لبیک پکارتے تو مناة (جو مشہوت ہمارے عرب میں) کے نام سے پکارتے انکو درست نہ ہوتا سعی کرنا صفا اور مردہ میں
 رائے اعتقاد کے موافق (حبیبہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے آئے تو انہوں نے اسکا ذکر
 کیا اس وقت اللہ پاک نے یہ آیت اتاری (کہ صفا اور مردہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں ان میں سعی کرنا کچھ بُرائی نہیں ہے
 جیسا تم اسلام سے پہلے سمجھتے تھے) اور قسم میری عمر کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسکا حج پورا نہ کرے گا جو سعی نہ کرے صفا
 اور مردہ کے سچ میں ف تو سعی واجب ہے اور ارکان حج میں سے ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے مالک اور
 احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو جریث وغیرہم کا اور بعضوں نے کہا وہ نفل ہے اور ابو حنیفہ نے کہا واجب ہے اگر ترک
 کر دے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ترک کر دے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ترک کر دے
 حج کا بدلہ ارکان احرام ہے دوسرا طواف تیسرا سعی اور احدا و ثنائی نے حبیب سے نکالا مردہ سعی کر دے کہ اس پر
 نے فرض کیا تمہیں سعی کو اسکے استناد میں عبد اللہ بن مہمل ضعیف ہے اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اسکو دوسرے طریق
 سے نکالا ابن عباس سے اور احمد نے ضعیف ہے (روضہ) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اُمِّ وَلَدِ شَيْبَةَ قَالَتْ
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوةِ وَهُوَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الْاَبْطَرُ الْاَشْكَالُ
 شَيْبَةَ كِي اُمِّ وَلَدِ سَعْدِ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَّ مَرَّةً اَبْطَرُ الْاَشْكَالُ
 سَجْمَاتِ هَيْئَةٍ تَوَكُّفِ قَبَاحَتِ نَمِينِ (اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا جناح علیہ ان بطوف بہا یعنی کچھ گناہ نہیں ہے
 سعی کرنے میں) اور انہوں نے کہا اللہ تو یوں فرماتا ہے کہ صفا اور مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں بہر جو کوئی حج
 کرے یا عمرہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہے کسی کرنے میں اگر تو صیا سمجھتا ہو کہ سعی و حرمین ہیں اس آیت کریمہ (ایسا
 ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا اور سپر گناہ نہیں ہے اگر سے نہ کرے اور یہ آیت الضار کے کچھ لوگوں میں ادتری وہ جب
 لبیک پکارتے تو مناة (جو مشہوت ہمارے عرب میں) کے نام سے پکارتے انکو درست نہ ہوتا سعی کرنا صفا اور مردہ میں
 رائے اعتقاد کے موافق (حبیبہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے آئے تو انہوں نے اسکا ذکر
 کیا اس وقت اللہ پاک نے یہ آیت اتاری (کہ صفا اور مردہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں ان میں سعی کرنا کچھ بُرائی نہیں ہے
 جیسا تم اسلام سے پہلے سمجھتے تھے) اور قسم میری عمر کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسکا حج پورا نہ کرے گا جو سعی نہ کرے صفا
 اور مردہ کے سچ میں ف تو سعی واجب ہے اور ارکان حج میں سے ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے مالک اور
 احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو جریث وغیرہم کا اور بعضوں نے کہا وہ نفل ہے اور ابو حنیفہ نے کہا واجب ہے اگر ترک
 کر دے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ترک کر دے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ترک کر دے
 حج کا بدلہ ارکان احرام ہے دوسرا طواف تیسرا سعی اور احدا و ثنائی نے حبیب سے نکالا مردہ سعی کر دے کہ اس پر
 نے فرض کیا تمہیں سعی کو اسکے استناد میں عبد اللہ بن مہمل ضعیف ہے اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اسکو دوسرے طریق
 سے نکالا ابن عباس سے اور احمد نے ضعیف ہے (روضہ) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اُمِّ وَلَدِ شَيْبَةَ قَالَتْ
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوةِ وَهُوَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الْاَبْطَرُ الْاَشْكَالُ
 شَيْبَةَ كِي اُمِّ وَلَدِ سَعْدِ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَّ مَرَّةً اَبْطَرُ الْاَشْكَالُ
 سَجْمَاتِ هَيْئَةٍ تَوَكُّفِ قَبَاحَتِ نَمِينِ (اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا جناح علیہ ان بطوف بہا یعنی کچھ گناہ نہیں ہے
 سعی کرنے میں) اور انہوں نے کہا اللہ تو یوں فرماتا ہے کہ صفا اور مردہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں بہر جو کوئی حج
 کرے یا عمرہ کرے تو اس پر گناہ نہیں ہے کسی کرنے میں اگر تو صیا سمجھتا ہو کہ سعی و حرمین ہیں اس آیت کریمہ (ایسا
 ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا اور سپر گناہ نہیں ہے اگر سے نہ کرے اور یہ آیت الضار کے کچھ لوگوں میں ادتری وہ جب
 لبیک پکارتے تو مناة (جو مشہوت ہمارے عرب میں) کے نام سے پکارتے انکو درست نہ ہوتا سعی کرنا صفا اور مردہ میں
 رائے اعتقاد کے موافق (حبیبہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے آئے تو انہوں نے اسکا ذکر
 کیا اس وقت اللہ پاک نے یہ آیت اتاری (کہ صفا اور مردہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں ان میں سعی کرنا کچھ بُرائی نہیں ہے
 جیسا تم اسلام سے پہلے سمجھتے تھے) اور قسم میری عمر کی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسکا حج پورا نہ کرے گا جو سعی نہ کرے صفا
 اور مردہ کے سچ میں ف تو سعی واجب ہے اور ارکان حج میں سے ہے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم جیسے مالک اور
 احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ابو جریث وغیرہم کا اور بعضوں نے کہا وہ نفل ہے اور ابو حنیفہ نے کہا واجب ہے اگر ترک
 کر دے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ترک کر دے تو دم دینا پڑے گا لیکن حج صحیح ہو جاوے گا اور اگر ترک کر دے
 حج کا بدلہ ارکان احرام ہے دوسرا طواف تیسرا سعی اور احدا و ثنائی نے حبیب سے نکالا مردہ سعی کر دے کہ اس پر
 نے فرض کیا تمہیں سعی کو اسکے استناد میں عبد اللہ بن مہمل ضعیف ہے اور ابن خزیمہ اور طبرانی نے اسکو دوسرے طریق
 سے نکالا ابن عباس سے اور احمد نے ضعیف ہے (روضہ) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ اُمِّ وَلَدِ شَيْبَةَ قَالَتْ
 رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوةِ وَهُوَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الْاَبْطَرُ الْاَشْكَالُ
 شَيْبَةَ كِي اُمِّ وَلَدِ سَعْدِ رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَّ مَرَّةً اَبْطَرُ الْاَشْكَالُ

حضرت عائشہ نے کہا ہم پر جس عمر کے کا احرام باندھا بعضوں نے حج کا احرام باندھا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمر کا احرام باندھا تاخیر ہم نکلے یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے اتفاق ایسا ہوا کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں حائفہ بنتی ابی میں نے عمر کا احرام نہیں کھولا تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ میں حج فوت ہوا اپنے فرمایا عمر کے کو چھوڑے اور اپنا سر کھول دال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ لے حضرت عائشہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا جب صبح کی رات ہوئی (یعنی بارہویں شب ذی الحجہ کی) اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کر دیا تو آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمان کو بھیجا انہوں نے اپنے پیچھے مجھے بٹھا لیا اونٹ پر اور تنہا کمر گئے میں نے عمر کا احرام باندھا اس عمر کے کی قضائے حج آجائے سے چھوڑ دیا تھا (غرض اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارا حج اور عمرہ دونوں کو پورا کر لیا اور نہ ہدی ہم پر لازم ہوئی نہ صدقہ دینا پڑا نہ روزہ کرنا ہوئے) کیونکہ ہدی تو تمتع میں ہے جب کہ اگر ہدی نہ ملے تو روزہ رکھے اور حضرت عائشہ کا توجہ مفروض ہوا بوجہ عمرہ چھوڑ دینے کے حج مفروض میں ہدی واجب نہیں ہے اور محض ایک مقام پر منا اور مکہ معظمہ کے بیچ بارہویں یا تیرہویں تاریخ جب حاجی مناسے لڑتے ہیں تو تھوڑی دیر وہاں اترتے ہیں اس مقام کو ابطح بھی کہتے ہیں ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیان اترے تھے اور اسکی وجہ ادا و شکر کے سوا اور کچھ نہ تھی اور وہ آدمی شکر یہ تھا کہ قریش کے کافروں نے آپ کو اور بنی ہاشم کو سہمیقا میں تنگ کیا تھا اور آپس میں عہد کیا تھا کہ بنی ہاشم سے ہم کوئی معاملہ اور نکاح شادی نہ کریں گے جب تک وہ محمد کو ہمارے سپرد نہ کریں تو آپ نے شکر کیا کہ یا تو ایک زمانہ وہ تھا جب کافروں کا ایسا غلبہ تھا یا ایک زمانہ یہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے سارا مکہ فتح کر دیا اور اسلام کا دن کا ہر طرف بچنے لگا باب منی اہل بعیثۃ من بیت المقدس جس نے بیت المقدس عمر کے کا احرام باندھا عن اُم سلمۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اہل بعیثۃ من بیت المقدس عہد کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیت ہی ان حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بیت المقدس کا احرام باندھا عمرہ کا (اور مکہ میں اگر عمرہ ادا کیا اور احرام کھولا) تو اسکی بخشش کیجیادے گی عن اُم سلمۃ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اہل بعیثۃ من بیت المقدس کا نہ کفارۃ لیا قبلہما من الذنوب قالت فخرجت اکی من بیت المقدس بعیثۃ ام سلمہ سے روایت ہے کہ بیت ہی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندھا بیت المقدس سے تو وہ کفارہ ہو جاوے گا اسکے اگلے دن ہوں گا ام سلمہ نے کہا میں بیت المقدس سے عمرہ کی نیت نہ کر لی باب کبر اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے کیے عن ابن عباس

اور معفوہ ہو اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہے گا آپ کی امت میں ہر اس کا حقوق العباد ہی معاف کر دیگا اس سے یہ کوئی
 نہ سمجھو کہ حبیب ہر ایک تم کے گناہ کی مغفرت کا اللہ نے وعدہ کر لیا تو اب گناہ سے زیادہ ڈرنا اور پرہیز کرنا کیا ضرور ہے
 کہ یہ کہ جیسے حدیث میں مغفرت کا وعدہ ہو ویسے ہی سیکڑوں آیتوں اور حدیثوں میں ظالموں کے لیے سخت سزا وعدہ اور
 سخت عذاب کی وعید آئی ہے اور مغفرت اور تعذیب دونوں کا احتمال ہے پس مومن امید پر گناہ کر بیٹھا و اما فی
 کے خلاف ہو دوسرے کہ احمد بن حنبل نے موضع کہا ہے لیکن نکالا اور سکو ابو داؤد نے اب میں ابو یوسف
 نے کہا یا البعث والشر میں اور حافظ ابن حجر نے ایک سالہ لکھا ہے قوۃ الحجاج فی عدم المغفرة للحجاج اور اس میں
 ثابت کیا ہو صاحبون کے تمام گناہ بخش دیا جانا اور احمد بن حنبل نے کہا اور کئی شہادتیں کہیں ہیں اور ابن جریر پرورد کیا ہو
 (شہادہ عبد بنی) **عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَوْمَ أَكْفَرْنَا عَنْ بَعْثِ اللَّهِ**
عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا آمِنًا نَارُ مَرْبِعِهِ مَعْرِفَةً فَإِنَّهُ لَيَكُونُوا نُحْمَدُكَ دَوَاعِزَ وَجَلَّ ثَمَرُ مِيَاهِهِ يَوْمَ الْمَلَكَةِ
تَقُولُ مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتنے
 آدمی کہ بدن اللہ تعالیٰ و نوح سے آزاد نہیں کرتا جتنے عرفہ کے دن کرتا ہے اور پروردگار آج کے دن نزدیک ہوا
 ہے ہر اور نزدیک ہوتا ہے ہر اپنے بندوں کو جس سے اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے
 ہیں **فَإِنَّ كُنْ جَزِيرٌ كِيَوْمِ هَذَا** میں اس قدر ہے کسی کے ساتھ اس میدان میں جمع ہیں فرشتے عرض کرتے
 ہیں تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے میں نے انکو بخش دیا **بَابُ**
مَنْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جُمُعَةٍ خَضَعَ نَفْسَهُ لِرَبِّهِ تاریخ کی صبح سے پیشتر آجادی **فَإِنَّ** اگرچہ ہر
 رات ہی کو سبھی غرض دسویں کے طلوع فجر سے پہلے ایک ساعت ہی عرفات کا وقوف پالیوے نوح ہو گیا **عَنْ**
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ دَاقُ يَعْرِفَةَ وَأَنَا هُنَا
مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الْحُجُّ قَالَ الْحُجُّ عَرَفَةُ فَمِنْ حَجَّ قَبْلَ صَلَوةِ الْفَجْرِ لَيْلَةَ جُمُعَةٍ فَقَدْ
سَمِعَ حَجَّهَ أَيَّامُ نَبِيِّ ثَلَاثَةٍ مَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا انْتِصَاعَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا انْتِصَاعَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَرَدَتْ
رَحْبًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يَأْذِي يَهُدَى عبد الرحمان بن میردیل سے روایت ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس
 حاضر تھا حبیب آپ عرفات میں ٹھہرے تھے آپ پاس کچھ لوگ آئے نجد کے اونہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حج کو نہ کر
 ہے آپ نے فرمایا حج عرفات میں ٹھہرنا ہے ہر جو کوئی صبح کی نماز سے پہلے نزلہ کی رات میں اپنے دسویں رات
 میں (عرفات میں آجادی) اس کا حج پورا ہو گیا اور سنا میں تین دن رہنے کے میں (۱۱-۱۲-۱۳) لیکن اگر

الَّذِينَ بَيْنَ عَرَفَاتٍ فَجَمَعُوا لِيْنِ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ اِلَى كَمِّ كَامٍ مَوْعِرَاتٍ اَوْ مَزْلَفَةٍ كَيْ يَحْمِلَ بِهَا عَمَلَهُ
 اَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدٍ قَالَتْ اَفَضْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ الشَّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُ عَنْهُ الْاُمَرَاءُ
 نَزَلَ فَبَاكَ فَتَوَضَّأَتْ الصَّلَاةَ قَالَتْ لَمَّا مَسَّكَ فَلَمَّا اَنْتَهَى اَلْجَمْعَ اَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَحْيَا
 اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ حَتَّى قَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ اَسَامِبْنُ زَيْدٍ رَوَيْتُ هَرَمِيْنَ اَنْ حَضَرَتْ صَلَّى الْمَدِينَةَ وَآلَهُ وَسَلَّمَ كَسَاهُ لَوْحًا
 (عرفات سے) جب آپ اُس گھاٹی پر آئے جہاں امیر اذکر کرتے ہیں تو آپ اتریں اور پیشاب کیا اور وضو میں نے
 عرض کیا نماز پڑھ لیجیے (مغرب کی) آپ نے فرمایا نماز آگے ہے (مزولفہ میں مغرب اور عشا ملا کر پڑھنا چاہیے) جب
 مزولفہ میں پہنچو تو اذان دی اقامت کہی بہر مغرب کی نماز پڑھی اسکے بعد کسی نے اپنا کجاہ وہی نہیں کہولا اتریں
 کچھ دیر نہیں کی کہ کٹھے ہوئے اور عشا کی نماز پڑھی **بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ جَمْعُ مَزْلَفَةٍ مِّنْ دُو**
نَا زَيْنِ مَغْرِبِ عِشَاءٍ جَمْعُ كَرَا عَنَ اَبِي ابُوْبَ الْاَنْصَارِيِّ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي حُجَّةِ الْوُدَّاعِ بِالْمَزْلَفَةِ الْيُؤَيُّوبِ الْفَارِسِيِّ رَوَيْتُ هَرَمِيْنَ اَنْ حَضَرَتْ صَلَّى الْمَدِينَةَ وَآلَهُ وَسَلَّمَ
 علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی مغرب اور عشا کی حجۃ الوداع میں مزولفہ میں عجمی ساریع بن ابیہ ان التیمی
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ بِالْمَزْلَفَةِ فَلَمَّا اَخْتَلَعْنَا قَالِ الصَّلَاةُ يَا قَامَتِ ابْنِ عَمْرٍ رَوَيْتُ هَرَمِيْنَ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز مزولفہ میں پڑھی جب ہم نے اونٹوں کو بٹلادیا تو آپ نے فرمایا نماز پڑھو
 یعنی عشا کی اور صرف مکبر کی عشا کر لیے **ف** اذان ندی یعنی نے کہا اس سلسلہ میں جمعہ قول میں ایک یہ کہ دونوں
 نمازوں کر لیے اقامت کہی جاوے اذان ندی جاوے دوسرے کہ اقامت ہی صرف ایک بار کہی جاوے اور اذان
 بالکل نہ جاوے تیسرے کہ پہلی نماز کے بعد اذان دی جاوے اور اقامت دونوں کے بعد ہی جاوے اور یہی صحیح
 قول ہے الحدیث اور شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے چوتھے یہ کہ پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت دی جاوے
 اور دوسری کے لیے نہ اذان ہو نہ اقامت حنفیہ کا یہی مذہب ہے پانچویں یہ کہ دونوں کے لیے اذان اور اقامت
 ہوا نام ملاک کا یہی مذہب ہے چھٹی یہ کہ کسی نماز کے لیے نہ اذان دی جاوے نہ اقامت اور اصل اس اختلاف
 کی یہ ہے کہ ابن عمر سے اسباب میں مختلف روایتیں آئی ہیں کہ ایک میں جمعہ بلا اذان اور بلا اقامت اور ایک
 میں باقامت واحدہ اور ایک میں باذان واحدہ اور اقامت واحدہ اور ایک میں باذان واحدہ و اقامتین
 و السلام اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ اور صاحبین کا یہ قول ہے کہ ظہر اور عصر تو ایک اذان اور اقامت سے
 جمع کی جاوے اور مغرب اور عشا ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے **بَابُ الْوُقُوفِ جَمْعُ مَزْلَفَةٍ مِّنْ سَبْعِ**

کا بیان عن عمر بن الخطاب قال حججنا مع عمر بن الخطاب فلما اردنا ان نفيض من الماء ليقول قال ابن المشرك
 كانوا يقولون ان شرب نبيكم كما نفيضون دكانا لا يفيضون حتى تطلع الشمس فحق لهم رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فافاض قبل طلوع الشمس عمر بن ميمون هو روایت ہے جسے حج کیا حضرت عمر کے ساتھ جب بنے
 مزدلفہ سے لوٹا جا رہا تو انہوں نے کہا مشرک کہا کرتے تھے ایسی میرا ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں منا کو جانو اسے کو
 بائیں ہاتھ پر اچھک جاتا کہ ہم لوٹیں اور وہ مزدلفہ سے نہیں لوٹتا ہے جتنا آفتاب نہ نکلتا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے انکا خلاف کیا اور مزدلفہ سے لوٹے (منا کو) سوچ نکلنے سے پہلے جب عرفات سے لوٹ کر چلے نوین تاریخ
 کو تو راہ میں مغرب کی نماز نہ پڑھی بلکہ مغرب اور عشاء دونوں مزدلفہ میں انکر پڑھے ملا عشا کی وقت میں بہر رات مزدلفہ
 ہی میں گزارے اور صبح ہونے ہی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب سے پہلے منا کو روانہ ہو جاوے غرض مزدلفہ میں رات کو
 رہنا سنت ہے اور جو لوگ مزدلفہ میں رات نہ نہیں کرتے یا نہیں ہی نہیں وہ ایک بدعت کرتے ہیں جس سے حاکم کو منع
 کرنا چاہیے اور جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس پر ایک دم دھب ہوگا اور ابن خرمیہ اور ایک جامع کا قول یہ ہے
 کہ مزدلفہ میں رات کو نہ رہنا کچھ حج کا اس صورت میں اسکی ترک سے حج باطل ہو جاوے گا اور اسکا تذکرہ دم سے نہ ہو سکا
 اور رات کو رہنے سے یہ طلب ہے کہ آدمی رات کے بعد مزدلفہ میں ٹہیرے اگرچہ ایک ساعت ہی سہی اگر اس سے پہلے
 چلے گیا تو دم لازم ہوگا لیکن اگر خیر نہ ہوئے سے پہلے پہر وہاں لوٹ آوی تو دم ساقط ہو جاوے گا بہر حال ات کو نصف
 نایق میں تھوڑی دیر یا خیر تک مزدلفہ میں ٹہیرنا ضرور ہے (روضہ) عن ابی الابرار قال جازاً افاض النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع وعلیہ السکینۃ واما ہم بالسکینۃ واما ہم ان یزموا بشل حصی
 الخنثیۃ اوضع فی وادی محسر وقال لئلاخذن امتی لئلاکھن فانی لا ادری لعلی لا لقاھم بعد عامی ہذا
 ابوالزبیر سے روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں لوٹے (مزدلفہ سے) اطمینان
 کے ساتھ اور لوگوں کو بھی اطمینان سے چلنے کا حکم دیا اور جب منا میں پہنچے تو حکم دیا انکو ایسے منکران مارنیکا
 جو دو انگلیوں کے پیمپر میں آجا دیں یعنی چوٹی چوٹی منکر یوں کا اور وادی محسر رجوز مزدلفہ کے اور منا کے حج
 میں ہر وہاں اصحاب الفضل پر عذاب اترتا جاوے کہ جلد چلایا اور فرمایا میری امت کو لوگ حج کے ارکان سیکھ
 لیوں اب مجھ امیہ بنین کہ اس سال کے بعد میں ان کو ملوں ف ایکو معلوم ہو گیا تھا کہ وفات کا زمانہ قریب ہے
 ایسا ہی ہوا کہ حجۃ الوداع کے تھوڑے دنوں کے بعد اپنے انتقال فرمایا عن بلال بن رباح ان النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم قال لعلی لا اکھل اہ حجیر یا بلال اسکت الناس او انصرت الناس ثم قال ان الله يقول علیکم

ابن عباس قال كنت فيمن فهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في حنيفة أهله ابن عباس سے روایت ہے
 میں ان لوگوں میں تھا جنکو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگے بھیجا یا تھا (مزدلفہ سے سنا کہ) اپنے گھر والوں کو کم طاعت
 لوگوں میں سے علی عائشہ ان سوودہ بنت زمعہ کا گت افرادہ فیضہ کاسناذنت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ازلہ فجمع فیکل دفعۃ الناس فاذا رکتھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام
 المؤمنین سوودہ بنت زمعہ ایک بہاری عورت تھیں تو اونہو نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت چاہی مزدلفہ سے
 چلے جائیں گی لوگوں کی روانگی سے پہلے اپنے انکو اجازت ہی باب قد حصی الرقی کتنی بڑی کنکریاں مارنا
 چاہیے علی سلیمان بن عبد ربیع الاخص عن ائہ قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر
 عند جمرۃ العقبة وهو راكب على بکرة فقال يا ايها الناس اذا رسيتم الجمرۃ فادموا بمنزل حصی الخ
 سلیمان بن عمرو نے اپنی ماں سے روایت کیا میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوم النحر میں دیکھا جمرہ عقبہ کے پاس آپ
 ایک خچر پر سوار تھے اور فرماتے تھے اے لوگو جب تم کنکریاں مارو تو ایسی جو انگلیوں کے پچھ میں آجاوین (یعنی چوٹی جنکو
 عربی میں حصی الخذف کہتے ہیں) ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم غداۃ العقبة
 وهو على ناقته الغنظل حصی نلفطت له سبع حصیات من حصی الخذف فجعل يفضهن في كفیه
 وهو قائم اذ قال فادموا فهد قال يا ايها الناس اياكم والعلوف في الدين فانما اهلك من كان
 تبکم والعلوف في الدين ابن عباس سے روایت ہے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی صحیح کو فرمایا یا اپنی
 اونٹنی پر تھے کہ میرے لیے کنکریاں چن لینے آپ کے لیے سات کنکریاں چنیں حصی خذف میں سو آپ انکو اپنی ہتھیلی
 میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے بس ایسی ہی کنکریاں پسینگو پھر اپنے فرمایا اسے لوگو جو تم دین میں سختی کرنے سے
 یعنی افراط اور غلو سے تم سے پہلو لوگ اسی غلو کی وجہ سے تباہ ہو گئے غلو یہ ہے کہ کسی کام کو حد سے بڑھا دینا
 اور اس میں ضرورت سے زیادہ سختی کرنا مثلاً کنکریاں پسینگی تو حکم ہے تو چوٹی کنکریاں کافی ہیں اب غلو یہ ہے کہ بڑے
 بڑے کنکریاں یا پتھر اور سکڑا ہوا پتھر تو اسبھی جو دین کے ہر کام میں غلو کرنا منع ہے اور حماقت کی دلیل ہے یہ بھی غلو
 ہے کہ مثلاً کہنے ایک شخص یا سنت کو ترک کیا تو لگے اسکو برا کہنے کا لیان دینے مارنے اگر سنت کو ترک کر رہی
 تو صرف نرمی ہی اسکو حدیث سنا دینا کافی ہے اگر فرض کو ترک کر رہی تو سختی سے اسکو حکم کرنا چاہیے لیکن اس نے مانہ میں
 حال ہو گیا ہے کہ فرض ترک کرنے والوں کو کوئی برائتیں کتابے نمازی اور شراب خوار سے صحبت اور دوستی رکھتے
 ہیں لیکن اذان میں کوئی انکو نہیں دھچکریا مولود شریفیت میں قیام نہ کرے تو اسکے دشمن ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک

انہما کا غلو ہے اور ایسی ہی زبان کی وجہ سے مسلمان تباہ ہو گئے اور جیسا آپؐ فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ **باب** مِنْ
 ابْنِ مَرْثَدَةَ جَمْرَةُ الْعَقْبَةِ حَبْرٌ قَبِيلُ بَكْرَانَ بْنِ كَنْدَرٍ ابْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا أَتَى
 عَبْدُ اللَّهِ بْنَ مَرْثَدَةَ جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَّ اسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ وَجَعَلَ الْجَمْرَةَ عَلَى حَاجِبِهِ الْاَيْمَنِ
 ثُمَّ رَفَعَهَا بِسَبْعِ حَصَيَّاتٍ يَكْبُرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هَذَا وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ رَفَعَهَا الدَّخْلُ
 أَنْزَلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدٍ رَوَيْتُ عَنْ حَبِيبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ وَضَى ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ جَمْرَةَ عَقْبَةٍ كَيْسَ
 تَوَادَى كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ
 أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ
 أَخْبَرَنَا صَالِي بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَّمَ (أَوْ هُوَ ابْنُ يَسِينٍ) ابْنُ كَنْدَرٍ ابْنِ مَرْثَدَةَ بْنِ زَيْدٍ ابْنِ الْأَخْوَصِ عَنْ أُمِّهِ
 قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحَجِّ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقْبَةِ اسْتَبْطَنَ الْوَادِيَّ فَرَفَعَهَا بِسَبْعِ
 حَصَيَّاتٍ يَكْبُرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ أَنْصَرَفَ سَلِيمَانُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَخْوَصٍ نَعْنِي ابْنَهُ ابْنَ مَرْثَدَةَ كَيْسَ
 مَعْنَى أَنَّ حَضْرَتَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْدِيهَا يَوْمَ الْخَمْرِ فِي جَمْرَةِ عَقْبَةٍ كَيْسَ ابْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ
 أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْحَنِي إِيَّاهُ حَبْرٌ دُوسَرِي رَوَيْتُ عَنْ أَبِي يَسَى هِيَ بَابٌ إِذَا رَفَعَهَا جَمْرَةُ الْعَقْبَةِ لَمْ يَقِفْ
 عِنْدَهَا حَبْرٌ جَمْرَةَ عَقْبَةٍ كَوْمَارٌ يَوْمَ الْخَمْرِ يَوْمَ الْخَمْرِ يَوْمَ الْخَمْرِ يَوْمَ الْخَمْرِ يَوْمَ الْخَمْرِ يَوْمَ الْخَمْرِ يَوْمَ الْخَمْرِ
 عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ أَنَّ رَفَعَهَا جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ وَلَمْ يَقِفْ عِنْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ
 مِثْلَ ذَلِكَ ابْنُ عَمْرِو بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ
 كَيْسَ ابْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ أَوْ كَعْبِ كَيْسَ بْنِ كَعْبٍ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَهَا جَمْرَةَ الْعَقْبَةِ مَضَى وَلَمْ يَقِفْ ابْنُ عَبَّاسٍ صَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ
 عِنْدَهَا رَوَيْتُ عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْرٌ جَمْرَةَ عَقْبَةٍ بِرَأْسِهِ تَوَجَّهَ جَانِبَ الْوَادِي وَبَانَ ثِيَابُهُ نَحْنُ
 رَفَعَهَا الْجَمْرَةَ رَأْسُهَا سَوَارٌ مَوْكِرٌ كَنْدَرٍ ابْنِ مَرْثَدَةَ ابْنِ مَرْثَدَةَ ابْنِ مَرْثَدَةَ ابْنِ مَرْثَدَةَ ابْنِ مَرْثَدَةَ
 عَلِيٌّ حَكِيمٌ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْنَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْمَارٌ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِرَأْسِهِ مَوْكِرٌ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَبْدِ اللَّهِ الْكَلْبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَهَا
 يَوْمَ الْخَمْرِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَا خُفَّ وَلَا ظُرَّةَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ قُدَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَامِرِي رَوَيْتُ عَنْ

کہ عبد اللہ بن مسعود نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے
 عمر سے روایت کی ہے میں نے سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے
 الذبیحہ فوج کرنے کا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے
 مکہ طویقین و منجور و کل عرفہ موقوف و کل النحر لفریہ موقوف جابر بن عبد اللہ نے روایت کیا کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ساری منابر بانی کی جگہ ہے اور مکہ کی سب سے بہتر ہے اور قربانی کی جگہ میں اور سارا عرفات میں نے
 کی جگہ ہے اور سارا عرفات میں نے کی جگہ ہے باب من قدّم نسکا قبل نسک ایک شخص نے جس کے ایک کمر
 کو ہولکے دوسرے رکن سے پہلے ادا کیا تو کچھ قیامت نہیں ہے عن ابن عباس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم عن من قدّم نسکا قبل نسک الا یلقی بیدہ کلّیہما لا یرجی ابن عباس سے روایت ہے کہ ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک رکن دوسرے رکن سے پہلے ادا کیا جائے تو اس کے اپنے دونوں ہاتھوں کی اشارہ
 کیا جائے کہ چرچ نہیں ہے عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسأل یوم مری
 فیقول لا حرج لا حرج قالوا فہو رجل فقال حکمت قبل ان اذبح قال لا حرج قال رمت بعد ما
 ما اسئلت قال لا حرج ابن عباس سے روایت ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ پوچھتے تھے کہ سنا کہ رکن
 آپ فرماتے تھے کہ چرچ نہیں ہے نہ چرچ نہیں ہے ایک شخص نے کہا میں نے حلق کیا دیکھ سے پہلے آپ نے فرمایا کہ چرچ
 نہیں دوسرا بولا میں نے رمی کی شام کو آپ نے فرمایا کہ چرچ نہیں عن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سئل عن من ذبح قبل ان یحلق قال لا حرج عن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے
 ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اگر کوئی ذبح کرے حلق سے پہلے یا حلق کرے ذبح سے پہلے تو صحیح فرمایا کہ چرچ
 نہیں عن حابر بن عبد اللہ یقول قعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمئی یوم الخیر للناس فحاذیہ
 رجلا فقال یا رسول اللہ اڑحکمت قبل ان اذبح قال لا حرج ثم حاذیہ اخر فقال یا رسول اللہ
 اڑیخ حرت قبل ان اڑی قال لا حرج فما سئل یومئذ عن من ذبح قبل ان یحلق قال لا حرج جابر
 بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی تعلیم کے لیے میٹھو سنائیں مگر کے دن
 تو ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حلق کیا ذبح سے پہلے آپ نے فرمایا کہ چرچ نہیں ہے پھر دوسرا
 شخص آیا اور بولا یا رسول اللہ میں نے حلق کیا رمی سے پہلے آپ نے فرمایا کہ چرچ نہیں ہے پھر اس دن جس بات سے آپ پوچھے
 گئے جو پہلے کی گئی دوسری بات سے آپ نے یہی فرمایا کہ چرچ نہیں ہے صحیحین میں ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ

حجرہ کے پاس کھڑے تھے ایک شخص آیا بولا میں نے حلق کیا میری سوس پہلے آپ نے فرمایا میری کر لی کچھ حرج نہیں دوسرا بولا میں نے
 ذبح کیا میری پہلے آپ نے فرمایا میری کر لے کچھ حرج نہیں ہے تیسرا بولا میں نے طوات افاضہ کیا میری سوس پہلے آپ نے فرمایا
 میری کر لے کچھ حرج نہیں ہے عرض حسین بن جریس اس دن سوال ہوا آپ نے فرمایا اب کر لے کچھ حرج نہیں اور ابو جریس کا عمل
 انہی حدیثوں پر ہو کہ ان اعمال کی اگر تقدیم و تاخیر سہو ہو جاوے تو کچھ نقصان نہیں دم لازم آویگا اور یہی قول ہے
 شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور داؤد اور حماد کا اور غنی اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اسپر دم لازم ہوگا اور اگر
 قارن ہو تو دوم دیوے اور صاحبین المحدثین کو موافق ہیں جنہی کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جو
 حج میں کیسیات کو مقدم یا مؤخر کرے وہ ایک دم دیوے اور طحاوی نے بھی اسکو نکالا المحدث کہتے ہیں کہ یہ روایت ہوش
 ہے یعنی ابن عباس کا قول ہے تو اتنی احادیث صحیحہ مرفوعہ کے مقابل کو بیکر محبت ہوگی **باب فی الجار اناہم اللہ یقول یا تم تتر**
مین کنکران مارنا یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ کو) عن جابر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رفی جبۃ العقبة صلی واما بعد ذلک فبعد ذوال الشمس جابر روایت ہوئی ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکھا آپ میری کی حجرہ عقبہ کی چارٹ کے وقت اور اسکی بعد جرمی کی یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ کو) وہ زوال
کے بعد کی عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یروی الجمار اذا زالت الشمس
قد رما اذا فرغ من رمیہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر روایت ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری کرتے تھے
حب سرج ڈھل جاتا اس انداز سے کہ میری کر کے جب فارغ ہوتے تو وہ وقت ہو تا جب ظہر کی نماز پڑھتے ف
مطلبت ہے کہ میری ایسے وقت پر کرتے کہ میری جو فراغت اسوقت ہوتی حسب وقت ظہر کا معمولی وقت ہوتا یعنی روز
حسب وقت ظہر کی نماز پڑھتے وہ وقت آجاتا باب الخطبة یوم النحر کے خطبہ کا بیان عن
سلمان بن عمرو بن الاخوص عن ابيه قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی حجة الوداع یا ایہا
الناس الا انی ميم احرم ثلث مرات قالوا یوم النحر الا کبر قال فان دما کدکم و امواکم و
اعراضکم بینکم حد ام کحرمتم یومکم هذا فی شھرکم هذا فی بلدکم هذا الا لا یحیی جان
الا علی نفسہ لا یحیی والد علی وکدہ ولا مولد علی والدہ الا ان الشیطان قد ایس ان یعبد فی
بلدکم هذا ابد اولکن سیکون له طاعة فی بعض ما یحییون من اعمالکم فیرضی بها الا وکل
دم من دماء الجاهلیة مریض واول ما اضع منہا دم الحریث من عند المطلب کان مسترضعا فی
بنی لیت فقتلہ هذا یل الا وکل رباً من ربی الجاهلیة مؤمنوکم لکم دوس امواکم لا تظلمون

وَلَا تَطْلُقُونِ الْاَيُّامَ اَشْهَادَ هَلْ بَلَغْتُ ثَلَاثَ فَرَاسَاتٍ فَاَلَا اَنْتُمْ كَقَالَ الْخَطْمُ اَشْهَدُ ثَلَاثَ فَرَاسَاتٍ عَمْرُو بْنُ اَحْوَسَ
 روایت ہے کہ میں نے ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے حجۃ الوداع میں اسے لوگوں کو ن سادوں زیادہ حرمت کا
 ہے تین بار یہ فرمایا لوگوں نے کہا حج اکبر کا دن **ف** حج اکبر کہتے ہیں حج کو اور حج صغیر کو اور حج اکبر کا دن یوم النحر ہے
 یا عرفہ یا سارہ دن حج کے اور عوام میں جو شخص ہے کہ حج اکبر اس حج کو کہتے ہیں جس میں عرفہ جمعہ کے دن اسے اسکی
 شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے لیکن بعض حدیثیں اس مضمون کی آئین ہیں جن سے اس حج کی زیادہ فضیلت نکلتی
 ہے جس میں عرفہ جمعہ کے دن **۱۰ اتم ہوتا** آپ فرمایا تو تمہاری جانب اور تمہارے مال اور تمہاری غرتیں آپس
 میں حرام ہیں جیسے اسدن کی حرمت ہو اس مہینہ میں اس شہر میں تمہاری آگاہ رہو جو کوئی قصور کرے گا اسکا مواخذہ
 اسی سے ہوگا (اے اسکے باب یا بیٹے سے) اور باب کے قصور کا مواخذہ بیٹے سے نہ ہوگا نہ بیٹے کے قصور کا باب سے
 آگاہ رہو شیطان نا امید ہو گیا کہ اب پہرہ بوجا جاوے تمہاری اس شہر میں لیکن بعض کاموں میں جب کو تم حقیر جانتے
 ہو اسکی اطاعت کرو گے وہ اسی سے خوش ہو جاوے گا مثلاً آپس میں لڑنے اور نا اتفاقی اور خصومت میں آگاہ
 رہو ہر ایک خون جاہلیت کے زمانے کا باطل کر دیا گیا (یعنی اب اسکا سرطانہ اور مواخذہ نہ ہوگا) اور پہلا خون جو میں
 جاہلیت کے زمانہ کے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ حارث بن عبد المطلب کا خون ہے جو دودھ پیا کرتا تھا بنی
 لہیع کے لوگوں میں سکون دینے کے لوگوں نے مار ڈالا اور بنی ہاشم نہیں ملے اس خون کا دعویٰ کرتے تھے آگاہ رہو
 ہر ایک جاہلیت کے زمانہ کا سود لغو اور معاف ہو تم اپنا اصل ال کے لئے نوز ظلم کرو نہ تمہیں ظلم ہو آگاہ رہو اسے میری ہمت
 بیٹے امیر کا حکم تم کو پہنچایا یا نہیں میں نے بار یہ فرمایا لوگوں نے عرض کیا ہاں پہنچایا آپ نے فرمایا یا اسے لوگو اور ہر تین
 بار یہ فرمایا کہ میں نے تیرا حکم تیرے بند کو پہنچا دیا **عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَامَ رَسُولُ**
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِالْخَيْفِ مِنْ مَدَنٍ فَقَالَ نَصَرَ اللّٰهُ اُمَّرَءَ سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَغَهَا قُرْبَ حَامِلٍ فَقَضٰہُ
غَيْرُ فَقِيہٍ وَرَبَّ حَامِلٍ فَقَضٰہُ اِلٰی مَنْ هُوَ اَقْفٰہُ مِنْہُ ثَلَاثُ لَا يَهْلُ عَلَیْہِ یَعْنٰی ذَلَبَ بُوْنِ اِخْلَاصُ
الْحَلِیْلِ لِلّٰہِ وَالْمُحِیْطِ لِرُوْلَہِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَزُوْمَ جَمَاعَتِہُمْ فَاِنْ دَعَوْہُمْ مَخِیْطٌ مِّنْ دَرَاکُمُ جَمِیْرٌ مِّنْ طَعْمِ
 روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد خیف میں نماز میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اسے تعالیٰ تازہ کرے اس شخص کو
 جو میرے بات سننے پہ اسکو پہنچا دیوے (اور کٹر شخص کو) ایسے کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو فقہ کی بات سنتے ہیں لیکن وہ
 وہ خود فقہ نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ فقہ کی بات سنکر اسکو پہنچاتے ہیں جو اسے زیادہ فقہ پر تین باتیں
 ہیں جن میں ہر دو میں خیانت نہیں کرتا (یعنی تقصیر) ایک تو فاصلہ امیر کے لیے عمل کرنے میں (نہ ریا اور مکر کے لیے)

دوسرے مسلمان جاکون کی خیر خواہی کرنے میں نیرے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مل رہے ہیں اس لیے کہ مسلمانوں کی دعا انکو بچھے کے گمیر لیتی ہے (یعنی شیطان کا مکر جماعت پر نہیں چلتا جو جماعت ہو انکے ہوا شیطان انکو یکساں عزت عباد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ عَلٰی نَاقَتِهِ الْخَضْرٰی مَتَرٍ بِعَرَاكِتٍ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا اَوْ اَیُّ شَیْءٍ هٰذَا اَوْ اَیُّ نَبٍ لِّیْ هٰذَا اَقَالُوْا هٰذَا اَبَلْکُمْ حَرَامٌ وَشَیْءٌ حَرَامٌ دِیَوْمٍ حَرَامٌ قَالَ اَلَا وَاِنَّ اَمْوَالَکُمْ وِدْمَاءَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحَرَمَةِ شَہْرِکُمْ هٰذَا اِنِیْ بَلَدُکُمْ هٰذَا اِنِیْ یَوْمُکُمْ هٰذَا اَلَا وَاِنِیْ فَرَضْتُ عَلَی الْحَوَیْضِ وَاکْثَرِ بَکْرٍ وَّالْاَمَحِ فَلَا تُسَوِّدُوْا رِجْلَیْ اَلَا وَاِنِیْ مُسْتَنْقِدٌ اَنْ اَسَاوُ مُسْتَنْقِدٌ مِّثْلِیْ اَنَاسٌ قَا قَوْلُ یَا رَبِّ اَصِحَّ بَیْ فِیْقَوْلِ اِنَّکَ لَا تَذِیْ مَا اَحَدٌ تَوَابَعَدَکَ عَلَیْہِ

بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت آپ اپنی نکلتی اور مٹی پر سوار تھے عورتوں میں سے آپ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کون سا دن ہے کونسا مہینہ ہے کونسا شہر ہے لوگوں نے کہا یہ حرام شہر ہے حرام مہینہ ہے حرام دن ہے آپ نے فرمایا تمہارا مال اور خون بھی ایسے ہی حرام ہیں ایک دوسرے پر جیسے اس مہینہ کی حرمت ہے تمہاری اس شہر میں اس دن میں آگاہ رہو میں تمہارا پیش خمیہ ہوں حوض کوثر پر اور میں تمہاری وجہ ہو اور امتون پر اپنی امت کی کثرت بتلاؤں گا تو میرا سوز دست کالا کرنا رہے میرے بعد بے گناہ کرنا قیامت کے دن اور امتوں کے مقابل میں فخر مندہ ہوں بلکہ ایسے عمدہ کام کرنا کہ مجھ کو اور امتوں کے سامنے فخر حاصل ہو تم سے آگاہ رہو بعض لوگوں کو میں چوڑاؤں گا (عذاب کے فرشتوں سے یا دوزخ سے شفاعت کر کے) اور بعض لوگوں کو مجھ سے چھڑاؤں گا جو دنیا کے رہنے والے ہیں انکو دوزخ میں چھین کر لجا دیں گے) میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں اے مالک مالک فرماؤ لیکھا تو نہیں جانتا جو انہوں نے نہ کر گئے تیرے بعد فتنے تیری وفات کو بعد اسلام سے پہلے مسلمانوں کو بار اسیدوں کو شہید کیا یہ سب ظالم دوزخ میں ڈال دیے جاؤں گے وہاں رونا اور دانت پینا ہو گا جیسے انجیل شریف میں ہے اور اصحاب کے مراد بیان یہ ہے کہ میری امت کو لوگ ہیں عن ابن عمر رَأٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ یَوْمَ النَّحْرِ بَیْنَ الْجَمْرَاتِ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ حَجَّ فِیْہَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ یَوْمٍ هٰذَا اَقَالُوْا الْخَضْرٰی قَالَ نَآیْ بَلَدُکُمْ هٰذَا اَبَلْکُمْ حَرَامٌ قَالَ نَآیْ شَہْرِکُمْ هٰذَا اَقَالُوْا شَہْرُکُمْ حَرَامٌ قَالَ هٰذَا یَوْمُکُمْ اَلَا کَیْزِ وِدْمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضُکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحَرَمَةِ هٰذَا الْبَلَدِ فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ ثُمَّ قَالَ هَلْ بَلَغْتُ قَالُوْا نَعَمْ فَطَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اشْہَدْ لَّکُمْ وَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذَا حَجَّةُ الْوُدَاعِ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوم النحر کو حجرات پاس کھڑے ہوئے

[illegible]

ابن کافرانہ کیسا ٹیکہ حاجی لوگ جتنی تکلیف داخل میں اٹھاتے ہیں اتنی شاید کسی بات میں نہ اٹھاتے ہوں گے
 سال میں مرتبہ عام داخل ہوتی ہے اس میں تو کسی کو کعبہ کے اندر جانا ممکن ہی نہیں ہوتا بغیر سخت تکلیف اٹھائے
 ہوئے دیکھ کر کہا بدن چھلکا کپڑے پھٹا ہاتھ پاؤں پر صدر آنا یہ امور ضرور ہوتے ہیں داخل خاص میں کعبہ
 کے مجاور فی حاجی ایک پال لیتے ہیں میں اس داخل خاص میں گیا ہوں یہ بھی تکلیف سے خالی نہیں ہوتی دروازہ
 پر سے نوی ہیکل جنبی جس نے ریال دیا اسکو بازو پکڑ کر اٹھالبتے ہیں بعض اوقات بازو اوکڑ جانے کا اندیشہ ہوتا
 ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نیچر اور حاجی اسکے پاؤں سے ٹک جاتے ہیں اب وہ دو طرف کمینہ جاتا ہے عرض
 اس کشاکشی کے بعد جب اندر گیا تو ہجوم اور گرمی کے مارے نہ نماز پڑھی جاتی ہے نہ حجی لگتا ہے نہ شکل سے دو کرتید
 پڑھ کر بہا گن کو جی جاتا ہے اب نکلنا اندر جانے سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے اکثر آدمی داخل کے بعد بیمار ہو جاتے ہیں
 میں ہی جانیکو تو گیا لیکن اندر جا کر بہت پچتا یا کہ یہ ایک پیال اگر غریبوں کو دیتے تو اس سے زیادہ ثواب ہوتا اب
 رہا کعبہ کے اندر جانیکا ثواب تو وہ آسانی سے یوں حاصل ہو سکتا ہے کہ حطیم کے اندر چلے جاوے وہاں نماز پڑھے
 حطیم کعبہ کے اندر داخل ہے **باب** الْبَيْتُوتَةِ بِكَتْلَى مَنَى سَنَى رَأَوْنُ مِنْ مَكَّةَ مِنْ رَسَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ
 قَالَ سَأَلْتُ اَلْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَنْ یَبَیِّنَ لَیَّکَ اَیَّامَ نَبَیِّ مِنْ
 اَجَلٍ سَقَا یَتَرَفَّادُ لَہُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے حضرت عباس بن عبد المطلب رحمہم اللہ انکار فرما جازت
 مانگی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناکر دونوں میں رات مکہ میں گزارنے کی کیونکہ زفرم کے پلانے کا کام ان کے
 سپر ہوتا ہے انکو اجازت دی **ف** یہ اجازت خاص طور پر نبی خدا کی وجہ سے ورنہ ہر شخص کو مناکر دونوں میں یہ ضرور
 ہے کہ رات منامیں بسر کرے **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ** قَالَ لَمَّا رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لِحَاجِّیْہِ بَیِّنَاتٍ بِمَكَّةَ
 اِلَّا لِعَبَّاسٍ مِنْ اَجَلِ السَّقَا یَتَرَفَّادُ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو اجازت نہ دی
 کہ مناکر دونوں میں مکہ میں رات گزارے مگر عباس کو ایسے کہ پانے پلانے کا کام ان کے سپرد تھا دینے حجاج کو زفرم
 کا پانی دینا **باب** نُزُولِ الْمُحَصَّبِ مُحْصَبِ بْنِ اَبْنِ بَیَّانٍ **ف** محصب اور بطح ایک مقام کا نام ہے
 دبیان منا اور مکہ کے اسکا قصد اور پگڑ چکا ہے **عَنْ عَائِشَةَ** قَالَتْ اِنْ نُزُولُ الْاَبْطَحِ لَیْسَ یُسْتَدْرَکُ اِنَّمَا تَزَلُّ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَیْکُوْنُ اَسْمُکُمْ کَحُجْرٍ وَجِہِ اَمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 ہے کہ بطح میں اور ترما مناسے لڑتے وقت اسنت نہیں ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں ایسے اترے
 تھے کہ آپ کو آسانی ہو ورنہ کی طرف روانہ ہونے میں **ف** اختلاف ہے علماء کا کہ محصب میں اترنا سنت ہے یا نہیں

اکثر کا یہ قول ہے کہ یہ سنت نہیں ہو بلکہ اتفاقاً ابراہیم نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ آپ کے بغیر حکم وہاں لگایا تھا اسوجہ پر آپ وہاں ٹھہرے لیکن بعض لوگوں نے کہا کہ وہ بھی سنت ہے حج میں اور ابن عمر کا یہی قول ہے اور ابن عباس نے کہا کہ محصب میں اترا نہ کوئی چیز نہیں امام محمد نے موطا میں کہا کہ محصب میں اترا اچھا ہے لیکن اگر کوئی نہ اترے تو سچ کہنا نہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہاء کا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْكُمُ الْغُرَمُ الْبَطْنَاءُ أَوْ لَا جَاءَ عَائِشَةُ رَوَيْتُ عَنْ هِزَانَ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوچ کی رات کو طحا کی طرف سے رات کو روانہ ہوئے (مدینہ کی طرف) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَذْكُرُونَ بِأَلَا بَطْنِ ابْنِ عُمَرَ رَوَيْتُ عَنْ هِزَانَ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان سب الطح میں اترا کرتے تھے بَابُ طَوَافِ الْوُدَّاعِ حَضْرَتِ طَوَافِ فِیہ وجہ ہے جبہ علماء کے نزدیک مکہ کی نکلنے وقت اور مالک اور ابو داؤد اور ابن منذر نے کہا وہ سنت ہے اور اگر کوئی ترک کرے تو کچھ گناہ نہیں سبیل السلام میں ہے کہ اس طواف میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل نہیں کیا اور رات کو سحر کے قریب یہ طواف کیا اور فجر کی نماز حرم میں پڑھی اس میں سورہ طور پڑھی پھر منادی کی کرائی کوچ کی اور مدینہ کو روانہ ہوئے ذوالحلیفہ میں رات کو رہے جب مدینہ کو دیکھا تین بار ابراہیم کہا اور فرمایا لا الہ الا اللہ وعدہ لا شریک لہ الملک والحمد لله وعلی کل شئ قدیر آمین تائبون عابدون لربنا حامدون صدق وعدہ ولفرض عبدہ وبنہم الاحزاب وعدہ پھر دن کو مدینہ میں داخل ہوئے (روضہ) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَوَفَّوْنَ كُلَّ وَجْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَأُ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ الْخُرُوعُ حَيْثُ بِالْبَيْتِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا رَوَيْتُ عَنْ هِزَانَ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کوچ نہ کرے یہاں تک کہ آخری کام سکا (کہ میں) طواف ہو بیت السکاف امام محمد نے کہا اسکو طواف الصدر اور طواف الوداع کہتے ہیں اور یہ وجہ ہے آفاقی پر اور صحیح ہے کہ مکہ سے نکلنے وقت کرے اگر پہلے کرے تو یہی جائز ہے اور اگر عورت حائضہ ہو یا نفاس ہو تو یہ طواف اس کے ذمہ ہو ساقط ہو جاوے گا یعنی اس طواف کو یہ سہو نہیں رہتا ضرر نہیں چلی جاوے یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ہمارے اکثر فقہاء کا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ يَفْرَأُ التَّجْلُ حَتَّى يَكُونَ الْخُرُوعُ حَيْثُ بِالْبَيْتِ ابْنِ عُمَرَ رَوَيْتُ عَنْ هِزَانَ حَضْرَتِ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اس سے کہ آدمی کوچ کرے اور اخیر اسکا کام بیت السکاف کے پاس نہ ہو (یعنی طواف الوداع نہ کرے) ف جب حاجی لوگ یہ طواف کرتے ہیں تو گویا کبھی سے رخصت ہوتے ہیں اکثر لوگوں پر اس وقت رقت طاری ہوتی ہے

عَلَامٌ شَاتٍ فَقَالَ مَحَبَّابُكَ سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتَهُ وَهُوَ أَعْمَى نَحَجَّ وَقَتَ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي نَسَاجَةٍ مَلُصًا
بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكَبَيْهِ رَجَعَ طَافَهَا الْبَيْتَ مِنْ صُغَرِهَا وَوَرَدَ أَمْرُ الْجَانِبِ عَلَيْهِ لِلنَّحْبِ فَصَلَّى بِنَا فَقُلْتُ
أَخْبِرْنَا عَنِ حُجَّتِهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَبْدُوهُ فَقَعَدَ نِسْعًا وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ سِتْرَ سِنِينَ لَمْ يُخْرِجْ نَا ذَنْ فِي النَّاسِ فِي الْعَاثِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَّ
فَقَامَ الْمَدِينَةَ بَشِيرٌ كَثِيرٌ لَمْ يَأْتِمْسِرْ أَنْ يَأْتِمِرَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَجْعَلَ يُبْدِلُ عَلَيْهِ وَخُجَّجَ
وَخَرَجَا مَعَهُ فَاتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي سَكْرَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِي وَاسْتَنْفِرِي بِتُوبٍ وَاحِرَةٍ فَصَلِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَسْلَمَ فِي السَّجْدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَارَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدِ أَدَّ قَالَ جَابِرٌ نَظَرْتُ إِلَى
مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ بَيْنَ رَاكِبٍ سَاسٍ وَحَرٍّ يَمْنِينٍ بِمِثْلِ ذَلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ بِمِثْلِ ذَلِكَ وَمِنْ
خَلْفِهِ بِمِثْلِ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يُنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَرِي بِأُكُلِهِ
مَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ فَأَهْلٌ بِالرُّوحِ جِدِّ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ
الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَهْلٌ النَّاسِ بِهَذَا الَّذِي يُعْلَمُونَ بِهِ فَلَمْ يَرُدُّ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَّتَهُ قَالَ جَابِرٌ
لَسْنَا نَتَوَى إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعَرَفَةَ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَكْبَرُ الرُّكْنُ فَرَمَلْنَا ثَلَاثًا وَمَنْعَنَا الْبَيْتَ
ثُمَّ قَامَ إِلَى قَامِ أَبِي هَيْمٍ فَقَالُوا اتَّخَذُوا مِنْ قَامِ أَبِي هَيْمٍ مَقْعًا لِحُجَلِّ الْقَامِ بَيْنَ رَاكِبِي الْبَيْتِ لَكَ أَنْ يَبُولَ وَلَا أَهْلُهُ
إِلَّا ذِكْرُهُ عَنِ الشَّرِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ قُلْ هُوَ
اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا دَخَلَ مِنَ الصَّفَا قَرَأَ
إِنَّ الصَّفَا الْمَرْدَّةُ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ نَبْدٌ يُمَالِدُ اللَّهَ بِهِ قَبْدٌ بِالصَّفَا فَرَفَى عَلَيْهِ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ
اللَّهُ وَهَلَّلَهُ وَحَمِدَهُ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْخُزْرَاءُ وَنَصْرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَخْزَابَ
وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ وَقَالَ بِمِثْلِ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ عِشْيَ حَتَّى إِذَا انْصَبَتْ فَلَمَّا
دَخَلَ فِي بَطْنِ الْوَادِي حَتَّى إِذَا صَعِدَ تَابِعْنِي قَدْ مَاءَ مَشْنِي حَتَّى آتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ
عَلَى الصَّفَا فَلَمَّا كَانَ أَحْرَطَ وَأَفْرَفَ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ لَوْ أَنَّ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ قَوْمِي أَسَدًا بَرْتُ لَمْ أَسْتَرْ الْهَدْيَ

وَجَعَلَهَا عُمْرَةً فَسَنَ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيُجْعَلْهَا عُمْرَةً يَحْلِلُ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصُرُوا
إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَنَ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَامَ سِرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ ابْنُ جُعْشَمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ الْعَامِنَا هَذَا أَوَّلُ أَيِّدٍ أَيْدٍ قَالَ فَتَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرَى وَقَالَ
دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحُجَّةِ هَلْكَانَ امْرَأَتَيْنِ لَا بِلَاحِدٍ لِيَدٍ قَالَ وَقَدْ مَعَهُ عَلَى كَيْدٍ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَوَجَدَ نَاطِقَةً مِنْ حُلٍّ وَلَبَسَتْ ثِيَابًا مَيِّمَةً وَانْكَحَتْ فَانْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِمَا عَلِيٌّ فَقَالَتْ امْرَأَتِي أَبِي بِهَذَا
فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ بِالْعِرَاقِ فَقَدْ هَبْتُ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ فِي الذِّمَّةِ
صَنَعْتُهُ مُسْتَفْتِيًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الذِّمَّةِ ذَكَرْتُ عَنْهُ أَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ
صَدَقْتُ صَدَقْتُ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحُجَّةَ قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَهْلُ بَا أَهْلٍ بِهِ رَسُولُكَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ نَلَا خَلِيلٌ قَالَ فَكَانَ حِجَابُ الْهَدْيِ الَّذِي جَاءَ بِهِ عَلِيٌّ
مِنْ الْيَمَنِ وَالَّذِي مَعَهُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاءَةٌ سَاءَ حُلٌّ
النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصُرُوا إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَنَ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّوْبَةِ وَ
تَوَجَّهُوا إِلَى مَنَى أَهْلُوا بِالْحُجَّةِ فَفَرَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَ بَيْنِي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَ
الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرِ فُضِيتَ لَهُ بِمَنْزِلَةِ فَسَارَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَشَاكَ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ دَافَقَ عِنْدَ الْمَشْرِقِ الْحَرَامِ أَوْ الْمَرْحَلَةِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقْصُرُ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَحَّدَ الْقُبَّةَ فَدُحْرِبَتْ لَهُ بِمَنْزِلَةِ يَنْزَلُ
بِهَا حَتَّى زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْفَصَادِ فَرَجَلَتْ لَهُ فَفَرَّكَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ ارْثُوا
دِيْنَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحَرَمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَّا أَوْ
إِنْ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ حَتَّى تَدْرِي هَذِهِ دِيْنَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَوَّلُ دِيْنٍ أَضَعُهُ
دِيْنُ رِيبَةِ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَوْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هَذِيْلٌ وَرَبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبَا
أَضَعُهُ رِبَا نَارِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِمَا كُنَّ
اللَّهُ وَاجِتًا تَحْلِلُهُنَّ مُرَوِّجُهُنَّ يَكْفِيكُمُ اللَّهُ وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئَنَّ فَرْشَكُمْ أَحَدًا أَلَا تَرَوْنَ أَنَّهُنَّ فَعَلْنَ
ذَلِكَ فَاصْرِبُوهُنَّ خَرْبًا عَمِيرًا يَرْجُو لَكُمْ عَلَيْكُمْ وَرِثَتُهُنَّ بِالْعَرُوفِ وَوَلَّيْتُكُمْ فِيمَا لَكُمْ

کہولی پہر نیچے کی کہولی پہر اپنا ہاتھ میری دونو چاتیوں کے بیچ میں لکھا ان دنوں میں جوان لڑکا تھا اور کما کر حجام جو چاہا
 وہ پوچھو میں نے ان کو پوچھا وہ اندر سے تھوڑا بڑبڑاپے کو فبشارت جاتی رہی تھی) اتنے میں نماز کا وقت آگیا وہ ایک
 بنی ہوئی چادر جس کو لپیٹے ہوئے تھوڑا کرکٹ کے ہو جب اس کو اپنے دونو ٹنڈھوں پر ڈالتے تو اسکے دونوں کنارے
 اس کی طرف آجاتے اس وجہ سے کہ وہ چادر چھوٹی تھی اور ناک کا دوسرا پادرا (بڑا) مچان پر کما ہوا تھا خیر انہو اچھے نماز
 پڑھائی (باوجودیکہ اور کپڑے جابر کے پاس موجود تھے لیکن انہوں نے ایک چھوٹے کپڑے میں نماز پڑھی اس سے پہلے
 بتایا کہ ایک کپڑے میں نماز درست ہے) پہر میں نے اتنے کہا ہم سے آج حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کا حال بیان
 کرو انہوں نے اپنی ہاتھ سے اشارہ کیا ۹ کا عدد ظاہر کر کے (نو کا عدد عقد انامل میں مشہور ہے کہ خضر اور خضر اور وسط
 کا سر امتیلی سے لگا لیں) اور کہا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو برس تک (مدینہ منورہ میں) ٹھہرے رہے آپ نے
 حج نہیں کیا پہر دسویں سال (ہجرت کے) لوگوں کو خبر دی کہ اس سال آپ حج کو تشریف لیا دیں گے پس مکہ مدینہ منورہ
 میں بہت لوگ (اطراف) سے آئے آپ کے ساتھ حج میں شریک ہو گئے سب کی عرض یہ تھی کہ آپ کی پیروی کریں اور
 جو کام آپ کریں وہی کریں خیر آپ نکلے ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے ذوالخلفہ میں پہونچے وہاں اسما بنت عمیس (ابوبکر
 صدیق کی بی بی) محمد بن ابی بکر کو جنسین انہوں نے آج حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یہی جان کیا کر دن آپ
 نے فرمایا غسل کر لے اور ایک تنگٹ باندھ کر کپڑے کا اور احرام باندھ کر خیر آپ نے نماز پڑھی (ذوالخلفہ کی) مسجد میں
 پہر قصدا (انوشنی کا نام ہے وہ کنکٹی تھی اس کو غضبار بھی کہتے تھے) پر سوار ہوئے حبیبہ ان کو لیکر آئیں گے کہ وہی
 میدان پر جا رہے کما جانتا کہ میری نگاہ جاتی تھی میں نے دیکھا سوار اور پیدل آپ کے سامنے تھے آپ کے دائیں طرف
 ہی ایسے ہی تھے بائیں طرف ہی ایسے ہی پیچھے ہی ایسے ہی بیٹھے آپ کے چاروں طرف سوار اور پیدل گھیرے ہوئے
 تھے جانتا کہ نگاہ جاتی وہی لوگ نظر آتے مطلب یہ کہ بہت آدمی ہمراہ رکا ہے) اور آج حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم ہمارے بیچ میں تھے (جیسے چاند تاروں میں یا سوچے چرخ غن میں) آپ پر قرآن اترتا تھا آپ کے سامنے کو سمجھتے
 تھے (یعنی تاویل کو اصلی معنی پر اور مطلب کو) آپ جو کچھ کام کرتے تھے ہم بھی وہی کرتے تھے (یعنی ہم آپ کے مقلد
 تھے) اور آپ حکم الہی کے تابع تھے) آخر آپ نے توحید کو پکارا لبیک اللہ لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد
 والنعمة لک والملك لا شریک لک لوگوں نے بھی یہی پکارا اور آج حضرت نے ان کلمہ پر زیادہ نہیں کیا آپ یہی
 پکارتے رہے جابر نے کہا ہماری نیت اس وقت حج کی تھی ہم عمرے کو بچاتے ہی نہ تھے (یعنی عمرے کا بالکل خیال نہ
 تھا) جب ہم آپ کے ساتھ خانہ کو پہر کے پاس آئے تو آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور میں پہر میں بل کیا اور چاروں پہر

میں معمولی چال سے جلو پہر (طواف پورا کر کے) مقام ابرہیم میں گھوڑا اور فریاد اٹھاد من مقام ابرہیم صلی تو اپنے انہی
 اور خانہ کعبہ کے بیچ میں مقام ابرہیم کو کیا امام جعفر صادق نے کہا میرے باپ کہتے تھے اور میں جانتا ہوں کہ وہ اس کو آؤ
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے رویت کرتے تھے کہ آپ دونوں کھٹوں میں (طواف کے) قل یا ایہا الکافرون اور قل
 ہو اللہ احد پڑھتے تھے (خیر ادا ہو گا نہ طواف کے بعد) آپ لو خانہ کعبہ کی طرف اور حجر اسود کو پہر لو بسہ یا پہر یا اللہ الصفا
 سے صفا پہر کی طرف نکال کر جب غلے سے نزدیک پہنچ کر تو یہ آیت پڑھی ان لہنفا والردۃ من شاعر اسہم شروع کرتے ہیں
 (سعی کر) اس پہاڑ سے جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ شکر یعنی جس پہاڑ کا پہلو نام لیا) تو اپنے شروع کیا صفا سے پہر
 چڑھے یہاں تک کہ کوئی کھائی دینے لگا اس وقت اس کا کہہ کر لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور فرمایا لا الہ الا اللہ و الحمد للہ
 شریک للہ الملک لا الحمد یحییٰ و میت وہو علی کل شے قدیر لا الہ الا اللہ و الحمد للہ ان شریک لا انجز عددہ و نصر عبدہ و ہزم
 الا خراب و عدہ بہر و عالمی اسکے بیچ میں اور یہی کلمہ کہاتین بار پہر (صفا سے) اترے مروہ کی طرف جانے لگے جب آپ
 کے پاؤں وادی کے نشیب میں اترنے لگو تو اپنے رمل کیا نشیب میں (یعنی دوڑ کر سونڈ ہے ہلکا کر) چلے جب بان
 سے اور چڑھے تو پہر معمولی چال سے چلنے لگے یہاں تک کہ مروی پر پہنچے مروی پر یہی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا جب
 آپ کا اخیر پہر (یعنی ساتواں) مروہ پر ختم ہوا تو اپنے فرمایا اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میرا
 ہدی اپنے ساتھ نہ لانا اور حج کو عمرہ کر دیتا تو تم میں سے جس شخص کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کو لٹا لے اور اس کو
 (یعنی اس طواف اور سعی کو عمرہ کر دیوے) حج کو فسخ کر ڈالے) یہ سنکر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترے
 مگر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان لوگوں نے جن کے ساتھ ہدی تھی پہر ستر اقامہ بن مالک بن جہشم کٹر اہوا
 اور بولا یا رسول اللہ کیا یہ حکم ہمارے اس سال کے لیے ہر یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ سنکر اپنے انگلیاں ایک
 ہاتھ کی دھڑک ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں (یعنی تشبیک کی) اور فرمایا عمرہ اس طرح سے حج میں داخل ہو گیا
 دوبار یہی فرمایا اور فرمایا نین یہ حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہو (یعنی حج کو فسخ کر کے عمرہ کر ڈالنا اور احرام کھول ڈالنا
 اگرچہ بیعت سے حج کی نیت کی ہو) اور حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ نے آپ کے قربانی کے اونٹ لیکر آئے (میرے)
 انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیدۃ النساء جناب فاطمہ زہرا نے احرام کھول ڈالا ہے (موجب ارشاد نبوی) اور
 رنگین کپڑے پہنے ہیں اور سر لگا یا ہے جناب امیر نے ان باتوں کو دیکھ کر جناب فاطمہ زہرا کا کیا اونہوں نے فرمایا
 میرے باپ (جناب رسالت) (محبوب کو ایسا ہی حکم کیا تو جناب امیر عراق میں (اپنے ایام طواف میں) فرماتے
 تھے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس گیا عرض ہوتا میں حضرت فاطمہ زہرا ان کا مون کی وجہ سے (کہ حج کے دنوں

مین احرام کھول ڈالنا زینت کرنا اور سچے آپس پوجا ان کا سون کو جو حضرت فاطمہ نے کیم تھے اور باکھا ان کو
ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ سچ کہتی ہے اور تم نے جب حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا
تھامیں عرض کیا میں نے کہا یا اللہ سچ ہی نیت کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی آپ نے فرمایا میرے ساتھ تو یہی ہے تو اب تم احرام
نہ کھول جاؤ گے کہا تو قربانی کے اونٹ جو جنبا یا میرین سے لایا تھے اور جو جنبا رسالت مآب پر پہنچا اپنے ساتھ لایا
تھے سب ہلا کر سوا اونٹ تو خیر غرض سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور مال کترائے سوا جنبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے اور ان لوگوں کو جنکے ساتھ یہی ہستی جیسے جنبا یا میر وغیرہ جب یوم الترویہ ہوا رہنے تاریخ دیجیجی
کی اسکو ترویہ کا دن کہتے ہیں اسوجہ یہ کہ اس روز عرب لوگ اپنے اونٹوں کو پانی ہلا کر سیراب کر لیتے ہیں ترویہ کے
مغنیہ سیراب کرنا یا اسوجہ یہ کہ اس روز حضرت ابراہیم سوچے میں تھے کہ خواب کے موافق حضرت اسماعیل کو فوج کریں یا
نہیں تو سب لوگ سنا کی طرف متوجہ ہوئے اور سچے حج کا احرام باندھا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سوا اونٹ
اور سنا میں جا کر ظہر اور عصر اور غروب و شمس (آٹھویں تاریخ کی) اور فجر (نویں تاریخ کی) اٹھ ہی پہر فجر کی نماز کے
بعد فدا ٹھہرے یہاں تک کہ سوچ نکل آیا اور آپ حکم دیا کہ باون کا خمیرہ منہ لگایا جاوے روزہ ایک تمام ہے
عرفات میں وہ حرم کی حد ہے پہر آپ چلے اور قریش کو اس میں شک تھا کہ آپ شجر حرام زدہ ایک پہاڑ پر تھے عرفہ
میں اسکو فوج کہتے ہیں اور عرفہ میں ٹھہرنے جیسے قریش کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے (کہ عرفہ میں
جا کر ٹھہر جاتے اور کہتے ہم حرم کے لوگ ہیں حرم کے باہر نہیں جاتے باقی سب لوگ عرفات میں وقوف کرتے جو حرم سے
باہر ہے) لیکن آپ عرفہ سے پار ہو گئے یہاں تک کہ عرفات میں آئے دیکھا تو خمیرہ منہ لگا ہوا ہے آپ وہیں اتر
ٹپے جب سورج ڈھل گیا تو حکم دیا فقوا پر زمین لگایا گیا آپ اس پر سوار ہوئے اور اوی کے نشیب میں آکر دوا
لوگوں کو خطبہ پڑھایا اور فرمایا تمہارے خون اور مال حرام ہیں جیسے یہ دن حرام ہے اس میں نہ اور اس شہر میں آگاہ
ہو جاہلیت کی ایک بات لغو ہو گئی میرے اس باؤن کے تلے اور جاہلیت کے زمانہ میں جو خون ہوئے تھے وہ بھی لغو
ہو گئے راب انکا مواخذہ کسی سے نہ ہوگا اور پہلا خون جسکو میں معاف کرتا ہوں رعیہ بن حارث بن عبد المطلب کا
خون ہے جو دودھ پیتا تھا بنی سعد میں اسکو نہ ہلنے مار ڈالا تھا اور پہلا سود جسکو میں معاف کرتا ہوں عباس بن
عبد المطلب کا سود ہے (جو لوگوں کے ذمہ آتا ہو) وہ بالکل معاف کر دیا گیا اور ڈر دم امہ سے عورتوں کے باب
میں مننے انکو اپنے قبضہ میں لیا اللہ کے امان اور عہد سے (فانکھو امطاب کلمہ) اور ننھے انکی مٹرگا ہوں کو
حلال کیا اللہ کے کلام سے اب تیار احق اپنی یہ ہے کہ وہ متارو کچھونے کو روندنے نہ دین اس شخصکو جسکو تم

مہرجانے ہوا یعنی غیر ہتھاری اجازت کے کیسکو اپنے گہ میں لے گئے عین اور اس سے مختلف اور خلوت نہ کریں اگر وہ ایسا کریں تو انکو مارو لیکن ایسی سخت مارو کہ ہڈی بسلی ٹوٹ جاوے اور انکا حق ہتھارے اور پر یہ ہے کہ انکو روٹی کپڑا و دستور کے موافق اور عین تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم اسکو تہامی ہو گے تو کہیں گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور تم پوچھ جاؤ گے (قیامت کے دن یا موت کے بعد) میرے حال سے تو تم کیا ہو گے اور نہونے کہا کہ ہم کبیز گے گو اہی دین گے کہ آپ نے اللہ کا حکم سوچا دیا اور کر دیا اور دل سوچ کو نصیحت کی یہ سنکر آپ اپنے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا آسمان کی طرف اور سوچا کہ تھے لوگوں کی طرف فرماتے تھے یا اللہ تو گواہ رہو یا اللہ تو گواہ رہو میں باریہ فرمایا (اس سے صاف نکلتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمت فوق میں ہے ورنہ آسمان کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہ تھی) پھر بلال نے اذان دی تہ کہ کبیر کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کبیر کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے بیچ میں اور کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت وغیرہ) پھر آپ سوار ہوئے (اونٹ پر) یہاں تک کہ ہر مقام پر آپ جہان عرفات میں وقوف کرتے ہیں اور اپنی اونٹنی کا پرٹ ٹھخرت کی طرف کیا اور جبل مشافہ کو اپنے سامنے کیا (جبل مشافہ لوگوں کو جانے کا راستہ جو بیت میں بن جاتا ہے جبل کہتے ہیں رسی کو یہ راستہ ہی رسی کی طرح لٹھا ہوا ہے) اور قبلہ کی طرف موڑ لیا اور برابر زمین ٹھیرے رہے یہاں تک کہ سوچ ڈوب گیا اور تھری رسی بھی جاتی رہی جب آفتاب ڈوب گیا اور سہام کو اپنے ساتھ بٹھلایا پیچھے اپنے پیہر آپ عرفات سے لوٹے اور قصوا کی بجیل زور سے کہیں پیہر تک کہ اسکا سر زمین کے پھیلی بکڑی کے پاس تھا اور آپ اشارہ کرتے تھے لوگوں کو کہ لوگو اطمینان ہو کہ ہتھی سے چلو جب کسی ریت کو ٹیلو پر آتے تو ذرا اسکی ٹیکیل ڈوبیل کر دیتے تاکہ وہ اوپر چڑھ جاتی پیہر سب طرح زور سے کہیں لیتے اس سے یہ غرض تھی کہ قصوا بہت بہاگے نہیں ورنہ لوگوں کو تکلیف ہوگی پیہر اپنے دلف میں تشریف لائے وہاں مغرب اور عرفات کی نمازین پڑھیں ایک اذان سے اور دو اقامت ہو اور انکو بیچ میں کوئی نماز نہیں پڑھی پیہر آپ لٹھ ہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی اسوقت فجر کی نماز پڑھی جب صبح آگیا مکمل گئی ایک اذان اور ایک اقامت ہو پیہر قصوا پر سوار ہوئے اور مشر حرام پر آئے (جو بزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے اب اکثر حاجی وہاں نہیں جاتے یہ انکی بڑی غلطی ہے) اس پر چڑھے اور الحمد للہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہا اور زمین ٹھیرے رہی یہاں تک کہ خوب بٹھنی ہو گئی اسوقت لوٹو سوچ نکلنے کو پہلے اور فضل بن عباس کو اپنے ساتھ سوار کیا وہ بڑے خوبصورت مال والے سفید رنگ حسین آدمی تھے جب آپ لوٹے تو عمر ترین جواد ٹھون پر سوار تھیں وہ گدز نے لگین فضل نے ان عمر توں کی طرف دیکھنا شروع کیا (نوجوانی کی وجہ سے) اپنے اپنا ہاتھ دوسرے طرف سواڑ کر لیا اور فضل اپنا منہ پیہر کو دوسرے طرف سے

حال ہوا اور جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اس نے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مردہ میں بہر طحال ہو گیا یہاں تک کہ عمرے سے حج کا احرام باندھو ف احمدیث کا اسناد عمدہ نہیں ہے اور ممکن ہے کہ حضرت عائشہ کو اسکی اطلاع نہ ہوئی ہو جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جس نے حج کا احرام باندھا وہ اسکو عمرہ کر دیکو
از احرام کو لڑاے عنک سفیان قال سجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث حجبات تحتین قبل ان یحاجروا وحجۃ بید ماہاجز من المدینۃ وقرن من حجتہ عمرہ واجتمع ما حاکمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما حاکمہ علی مائۃ بکنۃ منہا حل لابی جہل فی انہ یزیدۃ من فیضۃ فحج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ فلانارستین وخرج علی ما غابریل لہ من ذکوة قال جعفر عن ابیہ عن جابر بن ابی لیلۃ عن الحکم عن مفسم عن ابن عباس سفیان یوردہ یہ ہوا ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین حج کیے (اپنی عمر میں) دو حج تو سب سے پہلے اور ایک حج سب سے بعد رومی مشہور ہے جس کے حج الوداع کہتے ہیں اور اس میں قرآن کیا تھا حج ادعرے کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج میں جو قربانیان لائے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بلائے تھو دونوں کو قربانیان ہو گئیں تھیں ان اونٹوں میں ایک ابو جہل کا بھی اونٹ تھا اسکو ناک میں ایک چبلہ تھا چاندی کا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اونٹوں میں سو ۶۳ کو اپنے ہاتھ سے بخر کیا اور باقی ۷۷ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بے بخر کیا لوگوں نے سفیان کو کہا یہ حدیث کس نے نقل کی اونہوں نے کہا امام جعفر صادق نے ابوہریرہ اور انہوں نے جابر سے اور حکم نے مفسم سے اونہوں نے ابن عباس سے باب المحصر جو شخص حج سے روکا جاوے کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے وہ کیا کرے عن النبی بن عبد الا انصاری قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کسر او عرج فقد حل وعلی حجتہ احرى فحدث بہ ابن عباس واباہریرۃ فقالا صدق حجج بن عمر وانصاری یوردہ یہ ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس کی کسی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے (احرام باندھنے کے بعد) تو وہ حلال ہو گیا (احرام کھل گیا) اب دوسرا حج کرے (اسکی قضائے میں) عکرمہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابن عباس اور ابوہریرہ سے بیان کی ان دونوں نے کہا حجج بن عمر عبد اللہ بن رافع مولیٰ امیر مسلمۃ قال سالت النبی بن عمر عن حکیم المحرم فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کسر او عرج فقد حل وعلیہ النبی بن قایل قال عکرمۃ فحدث بہ ابن عباس واباہریرۃ فقالا صدق قال عبد الرزاق

فَوَجَدْتُهُ فِجْرًا هَٰذَا مَا كَانَ لَكَ شَرًّا اِنْ قَاتَلْتِ بِهٖ مَعَنَا فَقَاتِلِي عَلَيَّ اَوْ دَعِيْنَا عَنْكَ عَلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَعْدٍ
 روایت ہے جو بولتے تھے ام سلمہ کے سینے نے حجاج بن عمرو سے پوچھا اگر محرم رکھاؤ کے سیدھے سوار نہ ہوں گے کہا انحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ اسکی ہڈی ٹوٹ جاوے یا لنگڑا ہو جاوے وہ حلال ہو گیا اب وہ سال آئندہ حج کرے
 عکرمہ نے کہا لیکن یہ حدیث ابن عباس اور ابو ہریرہ سے بیان کی انہوں نے کہا حجاج نے سچ کہا عبد اللہ
 بنے محدث کو ہشام دستوائی کی کتاب میں پایا ہے میں نے سمرپاس آیا انہوں نے یہ حدیث مجھ کو پڑھ کر سنائی
 یا میں نے انکو پڑھ کر سنائی وہ دونوں طرح حدیث کا سماع جابر سے کہ اوستاد پڑھے اور شاگرد نے یا شاگرد پڑھے اور
 اوستاد نے **بَابُ فِذَا يَتَرُ الْمُحْصِرُ اَلَا ذِي اِحْصَارٍ كَا فِدَا يَدُ اَوْ جَنَابِتٍ كَا (مقصود کا)** عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ اِلَى كَعْبٍ بَرِيحٍ رَمَّةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ فَقَدْ يَأْتِي مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ
 اَوْ نُسْكَ قَالَ كَعْبٌ فِيْ اَنْزَلَتْ كَانَ بِيْ اَذَى مِنْ رَأْسِيْ فَخَلَّتْ اِلَى سَوْدٍ اَللّٰهُ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
 الْقَلْبُ بَيْنَا تَرَعَلِي رَجَعِي فَقَالَ مَا كُنْتُ اَرَى الْجَعْدَ بَلَغَ بِكَ مَا اَرَى اَتُخَذَ شَاءَةً قُلْتُ لَا قَالَ فَانْزَلَتْ
 هَذِهِ الْآيَةُ فَقَدْ يَأْتِي مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسْكَ قَالَ فَالْصَّوْمُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ وَالصَّدَقَةُ عَلَى سِتَّةِ
 مَسَاكِيْنٍ لِكُلِّ مَسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَالنُّسْكَ شَاءٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْقِلٍ سے روایت ہے میں نے کعب عجمی
 پاس بیٹھا ہے میں نے اس سے یہ آیت پوچھی فقہ میں صیام اور صدقہ اور نساک کون سے کہا یہ آیت میرے باب
 میں اتری میرے سر میں بیماری تھی تو میں انحضرت پاس لایا گیا اور جو بڑن پہیل یہی تھیں میرے سونہ پر آپ نے فرمایا
 میں نہیں سمجھتا تھا تجھے ہفتہ تکلیف ہوگی کیا ایک بکری تجھ کو مل سکتی ہے میں نے عرض کیا نہیں تب یہ آیت اتری
 فقہ میں صیام یعنی فدیہ ہر روز کے یا صدقے سے یا قربانی سے آپ نے فرمایا تو روزہ تو تین دن تک ہے اور صدقہ
 چھ مسکینوں کو دینا چاہیے ہر ایک کو نصف صاع اناج اور قربانی ایک بکری جو ان میں سے جو کر سکے کرے جب کوئی
 قصور ہو جاوے احرام میں **عَنْ كَعْبِ بْنِ جُرَاحٍ قَالَ قَالَ اَمْرًا فِي الْمَسْجِدِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اِذَا رَأَى
 الْقَمَلَ اَنَّ اَخْلَقَ رَأْسِيْ وَاصْوَمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اطْعِمُ سِتَّةَ مَسَاكِيْنٍ وَفَدَى عِلْمٍ اَنَّ لَكِنَّ عِنْدِي مَا اَنْتَ
 كَعْبُ بْنُ عَجْرَةَ كَمَا اَنَّ حَضْرَتَ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجھ کو حکم دیا جب جو دن نے مجھ کو اندی کہ میں اپنا سر شڈا
 ڈالوں اور تین دن روزہ رکھوں یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤں اور آپ جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے لیے
 کچھ نہیں ہے **بَابُ الْحَجَّامَةِ لِلْحُرِّ مَحْرُومٍ كَوْحَمِيْنٍ لَّكَ اَمَّا وَرَبِّكَ عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْتَجَمَهُ وَهُوَ صَائِمٌ مُحْرَّمٌ اَبْنُ عَبَّاسٍ سے روایت ہے اُن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن لگا****

اور آپ نور سے تھے احرام باندھتے **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ** صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **أَحْجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَنْ هَضْمَةِ**
أَخْلَدَ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ اور آپ احرام باندھے ہوئے تھے ایک مرد کو جو
 سے جو آپ کو ہوتا رہی سرک جانے سے **يَا بَاب مَا يَكُونُ لِلْمُحْرِمِ مَحْرُومٌ كَوْنُ تِلْكَ نِيلَ لَكَ وَرَسُولُ عَنِ ابْنِ**
عَمْرِ النَّخَعِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدُهُ رَأْسَهُ بِالزَّيْتِ وَهُوَ مُحْرِمٌ غَيْرَ الْمُقْتَتِ ابْنِ عُمَرَ سے روایت ہے کہ
 آن حضرت علیؑ اور آپ کو ہوا کہ وہ اپنے سر میں خاص زیتون کا تیل لگاتے تھے احرام کی حالت میں جس میں پہول نہ
 بسا ہو جاتے **فِي نَيْضِ خُشْبِ دَهْرِي** اُس میں تھمت اس تیل کو کہتے ہیں جس میں پہول جوش کرتے ہیں خوشبو
 ہونیکے یہ محدث ہے کہ اس کا سادہ بخوبی کا تیل جیسے بنی یا جیل یا بادام کا تیل احرام کی حالت میں لگا سکتے
 ہیں **بَابُ الْمُحْرِمِ يَمْنُتُ** اگر محرم جابے (تو ہکا مونہ دہا نہیں نہ اسکے بدن اور کفن میں خوشبو لگا دینا
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جَبَلًا أَرَقَصَتْ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **أَغْلَوْهُ**
بِمَاءٍ دَسَدٍ وَكَثُرُوا فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَيِّرُوا رَجْعَهُ وَلَا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَمِيعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَلِكِيًّا ابْنِ
 عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص کی گردن توڑ ڈالی اُسکی اوٹھنی نے وہ احرام باندھے تھا آن حضرت علیؑ اور آپ
 وسلم نے فرمایا اس کو غسل دے بائی اندھیری کے قبر سے اور کفن دواسکے دو کپڑوں میں اور اس کا سر اور مونہ
 دہا نہو لکھو کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھنیکے **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ** مِثْلُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ **أَعْقَصَتْ رَأْسَهُ**
وَقَالَ لَا تَقْرَبُوهُ طِبًّا فَإِنَّهُ يَمِيعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَلِكِيًّا ابْنِ عباس سے دوسری روایت ہے ایسی ہی ہے اس میں
 ہے کہ اس کو خوشبو نہ لگاؤ کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اوٹھنیکے **بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ يُصَيَّبُ**
الْمُحْرِمُ اگر محرم شکار کرے تو ہکا کفارہ کیا ہے **عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْعِ**
يُصَيَّبُ الْمُحْرِمُ كَيْشًا وَجَعَلَ مِنَ الصَّيْدِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ آن حضرت علیؑ اور آپ کو ہوا کہ
 سینہ یا دولا یا بوجہ کے بدل جبکہ شکار کرے محرم اور فرمایا بوجہ (کفارہ) ہی ایک شکار ہے **فِي** محرم کو شکار کرنا
 جائز نہیں خشکی کا **عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ** رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ **فِي بَيْضِ النَّعَامِ يُصَيَّبُ**
الْمُحْرِمُ لَمْ يَكُنْ ابْنُ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ آن حضرت علیؑ اور آپ کو ہوا کہ فرمایا شتر مرغ کے انڈے میں جبکہ
 محرم تلف کرے اسکی قیمت دینا لازم ہوگا **بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ** محرم کو کون سے جانور مارنا جائز ہے **عَنْ**
عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ **حَسْبُ قَوْلِ يَتَّقَانِ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيْثُ وَالْعَرَابُ** الْكَفِيعُ
 وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَاةُ ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آن حضرت علیؑ اور آپ کو ہوا کہ

ہو نہیں کیا یا کاب الرخصۃ فی ذلک اذا لم یضد کہ اگر محرم کے ابو شکار نہ کیا گیا ہو تو اسکا کھانا درست ہے۔
 عَنْ عَلِیِّ بْنِ عُسَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطَا حِجَارَ وَحِشٍ وَاصْرًا اَنْ یَضْرِبَہَا فِی الرِّفَاقِ
 وَہم یُحَرِّمُوْنَ طَعْمَ بَنِ عَبْدِ الْمَدِ سِرِّہِ رُوِیَتْ ہُوَ اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْکُوا یَاکُ غُورَہِ وَاَوْحَدَہِ کہ اپنے رفیقوں میں
 تقسیم کرنے اور وہ احرام باندہ ہے ہوتے ہیں عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ اَبِی قَتَادَہٗ عَنْ اَبِیہِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللہِ
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِرَّ الْحَدِیثِہِ نَا حَرَمَ اَصْحَابَہٗ وَلَمْ اُحَرِّمَ فَرَأِیْتُ حِجَارًا اُفْحَمْتُ عَلَیْہِ فَاَصْطَدْتُہَا
 فَذَکَرْتُہَا لِرَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَکَرْتُ اِنِّیْ لَمْ اُحَرِّمُہُ وَاِنِّیْ اِنَا اَصْطَدْتُہَا لَکَ فَاَمَرَ
 النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَہٗ اَنْ یَاکُلُوہُ وَلَمْ یَاکُلْ مِنْہَا حَیْنَ اَخْبَرْتُہُ اِنِّیْ اَصْطَدْتُہَا لَہٗ اَبُو قَتَادَہٗ
 سے روایت ہے میں اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ نکلا حدیبیہ کے زمانہ میں آپ کے اصحاب نے احرام باندہ لیکن
 میں محرم نہ تھا میں نے ایک گوز خور دیکھا اس پر حملہ کیا اور اسکا شکار کیا پھر میں نے اسکا حال اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو
 بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں نے احرام نہیں باندھا تھا اور میں نے اسکو شکار کیا آپ کے لیے یہ سنکر اَنْ حَضَرَ
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے اصحاب کو حکم کیا کہ اسکا گوشت کھاوین لیکن آپ نے اسکا گوشت نہیں کھا یا جب
 میں نے آپ کے کہہ دیا کہ میں نے اسکو آپ کے لیے شکار کیا ف کیونکہ محرم کے واسطے جو جانور شکار کیا جاوے اس کو
 اس میں ہو کھانا درست نہیں جیسے اور پکند اور صحیحین کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس
 گوز خور میں سے کھایا جسکو ابو قتادہؓ نے شکار کیا تھا شاید وہ دوسرا واقعہ ہوگا بَابُ تَقْلِیْدِ الْبَدَنِ قَرِیْبًا
 کِی تَقْلِیْدِ تَقْلِیْدِ کہتے ہیں قربانیوں کے جانور کے گلے میں ہار یا اور کوئی خیر لٹکانا اس نشان کے لیے کہ
 یہ جانور ہدی کا ہے یعنی نذر کا جو کہ میں کاٹا جاتا ہے اس نشان کا یہ فائدہ تھا کہ عرب لوگ ایسے جانور کو لٹکتے
 نہ تھے عَنْ عَلِیِّ عَالِشَہٗ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَدِّمُ
 مِنَ الْمَدِیْنَةِ قَانِیْلَ فَلَا یَدْہِیْہُ کَحَرِّ لَا یَجْتَنِبُ شَیْئًا مَّا یَجْتَنِبُ الْمُحَرَّمُ اَمَ السُّنَنِ حَضَرَ عَالِشَہٗ صَدِیقِہٗ
 سے روایت ہے ہر انور نے کہا اَنْ حَضَرَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہدی کا جانور بھیجتے تھے مدینہ سے میں آپ کی ہدی سے
 جانوروں کے لیے ہار مٹی بہر آپ کسی بات سے پرہیز نہ کرتے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے ف کیونکہ صرف ہدی
 بھیج دینے سے آدمی محرم نہیں ہوتا انور نے کہا احمد بن سوزن لکھتا ہے کہ ہدی کا بھیجنا حرم میں مستحب ہے اگر
 خود نہ جاوے تو کسی اور کے ہاتھ بھیج دیوے اور جہور کا یہی قول ہے کہ اگر ہدی کسی اور کے ہاتھ بھیج دیوے
 تو احرام کا حکم بھیجنے والو پر جاری نہ ہوگا البتہ اپنے ساتھ اگر ہدی لیکر جاوے تو محرم ہو جاوے گا عَنْ عَلِیِّ عَالِشَہٗ

رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَكَ لَهْدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقِيلُ هَذِهِ ثُمَّ يَبْعُثُ بِهَا
 كَتَبْتُ شَيْئًا فَمَا يَجْتَنِبُهُ الْحَرَمُ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو میں ہار شہی تھی اُن حضرت
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدی کے لیے جو آپا سکے گل میں وہ ہار ڈالتے پھر دسکورواد کر دیتے اور آپ مدینہ منہ رشتہ
 اور جن باتوں سے محرم پر پیر کرتا ہے انہیں سے کسی بات کو پر پیر نہ کرتے **باب تَقِيلُ**
 کا بیان **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَّةَ عَيْنٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** حضرت
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہو اُن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار بکر یاں بجمین تو اس کے گل میں ہار
 ڈالے **باب اشعار البُذَيْنِ** اذُنوں کا اشعار کرنا یعنی ایک طرف سے انکا کو بان چیر کر خون نکالنا یہ
 بھی نشانی ہے ہدی کے جانور کی **عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْعَرَ الْهَدَى فِي التَّنَائِمِ**
الْأَمِيرِ وَأَمَّا طَعْنُ الدَّامِ فَكَانَ عَلَى فِي حَدِيثِهِ بِإِذْنِ الْحَلِيفَةِ فَلَمْ تَسْلُكِيْنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہو آنحضرت
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشعار کیا ہدی کو اذُن کا کو بان کو دہنے طرف اور اس میں خون پونچھ ڈالا۔ علی بن محمد نے
 اپنی روایت میں کہا ذوالحلیفہ میں اور درجو تیان اسکے گل میں لٹکا مین و اشعار سنت ہے اور اُن حضرت صلے
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہسکو کیا ہے ہدی کو اذُن میں اور یہ ہی ایک نشان ہے ہدی کے جانور کا تاکہ عرب لوگ
 راہ میں اس کے متعین نہ ہوں جمہور علماء اور ائمہ حدیث کا یہی قول ہے لیکن ابو حنیفہ نے اشعار کو مکروہ رکھا ہو اور کہا
 ہے وہ ایک متم کا مثل ہے اور تعجب ہے کہ ابو حنیفہ اُس کام کو مکروہ کہیں جو اُن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغیر
 نفیس خود اپنے ہاتھ سے کیا ہو اگر ابو حنیفہ نے واقعی ایسا کہا بھی ہو تو ان کا قول برخلاف احادیث صحیحہ کے دیوار
 پر پینک دیا جاوے گا ویک بن جراح نے حسب اشعار کی حدیث بیان کی تو ایک شخص بول اوشا کہ ابو حنیفہ اسکو مثلہ
 کہتے ہیں ویکم نے کہا میں تجھے حدیث بیان کرتا ہوں اور ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا
 جاوے بہر فیہی میں رہے یہاں تک کہ تو نوہر کرے اسی بے ادبی سے یہ نقل امام ترمذی نے اپنی جامع میں ذکر کی
 ہے اور ساری کتاب میں کہیں امام ابو حنیفہ کا نام نہیں لیا سو اس مقام کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدامے
 الحدیث کو ہمیشہ ابو حنیفہ سے ایک متم کا انحراف رہا ہے یہاں تک کہ اپنی کتابوں میں ان سے روایت تک نہیں کی
 نہ انکا نام کہی لیا ہے اور امام بخاری تو ابو حنیفہ کو بعض الناس سے تعبیر کرتے ہیں اور امام ترمذی اہل کوفہ ہے
 اور سبکی کوئی وجہ نہیں بجز اسکے کہ ابو حنیفہ کو حدیث کی طین ایسی وجہ نہ تھی جیسے اور علماء حدیث کہتے ہیں اور اگر سبکی
 میں انہوں نے قیاس اور راوی کی پیروی کی ہے اور احادیث صحیحہ انکے قیاس اور رائے کے خلاف مروی ہو تو

تو وقتی ہوتے ہیں انکا کر ایسا کیا انکی بیچ کر کسی حال میں جائز نہیں لیکن ذاتی مکانوں کی بیچ تو ہو سکتی ہے چنانچہ فقہین نے اوطاق کے کل مکانات فروخت کر دئے تھے بعض کہتے ہیں کہ مکہ میں کسی مکان کی بیچ جائز نہیں اور مکان مکہ میں ہے بینہ کسی ملکاتین ہو سکتی ہے صحت میں مکہ کے مکانوں کی مطلقاً بیع ناجائز ہوگی واسطہ علم **باب فضل مکہ مکہ کی فضیلت**
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَلَى مَاءٍ

يَقُولُ وَاللَّهِ إِنَّكَ لَكَيْدٌ أَرْضُ اللَّهِ وَأَرْضُ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ إِلَّا اللَّهُ لَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكَ۔
 کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی اونٹنی پر چڑھ کر وہاں سے روئے ایک مقام ہے مکہ میں فرمادے۔ ہر شخص اکی تو میں اس کی ساری زمین سو بہتر ہے اور اس کو ساری زمین سے زیادہ تو پسند ہے اور اگر میں تجھ میں سے نکال دیتا ہوں تو میں نے نکال دیتا ہوں (تو میں نے) نکال دیتا ہوں مکہ میں ہی تھا **عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَامَ الْفَتْحِ**
فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَحَرَّمَ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَأُعْقِلَنَّ
شَجَرَهَا وَلَا يُفْرَقُ صَيْدُهَا وَلَا يَأْكُلُهَا لَقَطُهَا إِلَّا لِمَنْ شَاءَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ أَلَا إِذْ خَرَفَاتُكَ لِلْيَهُودِ وَالْقُرُورِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا إِذْ خَرَفَ صَفِيَّةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشَةَ رَوَيْتُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَ مَكَّةَ
 تھے جس سال مکہ فتح ہوا تو فرماتے تھے کہ لوگوں کو یہ کہنا کہ اسے سب جان دے تو اس نے حرام کیا کہ کو جس دن آئنا ہوں اور میں کو پیدا کیا اور وہ حرام رہے گا قیامت تک وہاں کا درخت نکالنا اور گارہاں تک کہ کا تاہی اور وہاں کا شکار نہ سنا یا جاوے گا یعنی کسی جانور کو وہاں کے ستارے سے نہیں لے کر لیا اور وہاں کا لفظ نہ سنا یا جاوے گا جو سکوت بناوے گا تو وہاں کو وہاں سنا سکتا ہے لیکن اس کا خرچ کر لینا یا تصدق کرنا جائز نہ ہوگا برخلاف اور ملکوں کے لقطوں کے حضرت عباس نے اس وقت عرض کیا اگر اذخر کا اوکثیر تھا جائز نہ کر دیکھ کر وہاں اور قبروں میں کام آتی ہے وہ ایک شجرہ دار گھاس بنتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اذخر کا اوکثیر تھا جائز نہ ہوگا **عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ يَخْرُجُ مِنْهَا عَظَمَاءُ هَذِهِ**
الْأُمَّةُ تَخْرُجُ مِنْهَا عَظَمَاءُ إِذَا ذَلَّ هَلَكُوا أَعْيَاشُ بَنِي أَبِي رَبِيعٍ رَوَيْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
 بہتری کہ ساتھ ہی جیسا کہ کی تعظیم کرتے رہیں گے جیسے حق ہو اسکی حرمت اور تعظیم کا بہرہ کی وجہ سے بڑھ کر تو ہلاک ہو جاوے گا
وَأَيُّهَا بَنِي أَبِي رَبِيعٍ يَخْرُجُ مِنْهَا عَظَمَاءُ هَذِهِ الْأُمَّةُ تَخْرُجُ مِنْهَا عَظَمَاءُ إِذَا ذَلَّ هَلَكُوا أَعْيَاشُ بَنِي أَبِي رَبِيعٍ رَوَيْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
 قتل کیا حرم محترم میں گھوڑے بند کر دو جو ضرور کہ روئے نہ طرف لید کرتے تھے پھر عبدالمکک نے اس وقت میں حجاج ملعون کے ہاتھ سے کہ چمک کر اے عبد اللہ بن ابی ربیعہ تمہید کیا ہے مسلمانوں کی تباہی ہو گئی آنحضرت کا اتفاق اور حنن ریزی نہیں جاری ہو اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ تمام مذہب کے مسلمانوں پر ہتھتے ہیں لیکن انکو غیر متین اتی ایک ایک مسئلہ اپنے بے باکی

کی عزت اور جان کے دوپے ہو جائیں اور مخالفین اسلام کو ساتھ ملکر اپنے بائیں مسلمانوں کو ذلیل کرتے ہیں یہ بریں عقل و ہوش
 باب فی فضل المدینۃ مدینہ منورہ کی فضیلت عن ابن ہشیرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ان الايمان ليزال في المدینۃ کما تازل الحیثۃ الى حجرها ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ایمان ہر لمحہ مدینہ کی طرف صبر و سہمٹ کر اپنی سوراخ میں سما جاتا ہے وہ اس طرح آخری زمانہ میں اسلام
 بھی سب ملکوں پر سہا ہوا مدینہ میں انکرم لیگا سابق میں مدینہ ہی سے اسلام ساری دنیا میں پہلے پھیلتا تھا اخیر زمانہ میں ہر ملک
 ہی پر مدینہ ہی میں آ جاویگا عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استطاع منکم ان یؤتیک بالمدینۃ
 فلیفعل فانہ اشھد لکم انکما یجاہدکم فیہا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے
 یہ کر سکے کہ مدینہ میں مکر تو وہ ایسا کرے ایسے کہ میں گواہی دوں گا ان لوگوں کے لیے جو مدینہ میں ہرگز بگڑ سجاں نہ آسکے
 مومن کو چاہیے کہ اخیر عمر میں احباب امراض کا هجوم ہو اور موت کا احتمال ہو مدینہ میں چلا جاویں مومن جا کر مری اگر مدینہ کی نیت
 سداہ میں ہی مر جاویں تو اسیدہ کہ حقیقی دہی ثواب و نیت المؤمن خیر من عملہ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہمیشہ مدینہ میں جاؤ
 کی نیت رکھو اور وہاں مرنے کی امید ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اللہم ادر فی شہادۃ فی سبیلک واجل مؤتی سبیلک رسولک
 عن ابن ہشیرۃ ان الشیخی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم ان ابراہیم خلیلک و نسیک فی انک حرمت
 منک علی لسان ابراہیم اللہم وانا عبدک و نسیک وانی احمکم سائین لا ینکھما قال ابو ہریرہ ان لا ینکھما حتی المذینۃ ابو ہریرہ
 روایت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اس پر سہمٹ کر دوست اور شیر بنی میں اور تو نے مکہ کو حرام کیا انکی زبان پر یا اسد
 اور میں قہر مندہ اور تیرا بنی ہون اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کو بھی دوڑ کا لی تہم ملی زمینوں کے بیچ میں وہ جو دونوں طرف
 مدینہ کے کنارے ہیں ایک طاعت علما و اولیاء حدیث کا یہ مذہب ہے کہ مدینہ کا حرم ہی حرمت میں مثل مکہ کے حرم کے ہوا اور وہاں
 کا حرمت ہی اوکثیر مانع ہے اس طرح وہاں کو شکار کا ستانا اور خفیہ اور جہود علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ کا حرم احکام میں مکہ کے
 حرم کی طرح نہیں ہے اور حدیث صرف تعظیم اسکی مراد ہے عن ابن ہشیرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من ان اکل المدینۃ لیسوء اذ آتۃ اللہ کما ینذرب اللہ فی المائد ابو ہریرہ روایت ہے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم نے فرمایا جو شخص مدینہ والوں سے مرہائی کر نیک قصد کرے گا اللہ تعالیٰ اسکو اس طرح سے نکال دے گا جیسے نکال پانی میں گل جاتا
 ہے وہ یعنی وہاں اور تباہ ہو جاویگا یہ فرمانا آپ کا سچ ہے اسلام بن عقبتہ جس نے مدینہ پر حملہ کیا تھا مدینہ سے لوٹتے
 وقت ہر اور زیدین معاویہ جس نے مدینہ پر حملہ کیا تھا چند ہی روز میں تباہ اور برباد ہوا اس مردود نے مدینہ کو تباہ کیا
 مدینہ والوں کو قتل کیا و رضہ نبوی اور حرم محترم کی سیر متی کرائی خاندان نبوت کے دونوں چراغوں یعنی جناب امام

